علم الانسان ما لم یعلم

۱۳۳۹

جامعہ ملیہ اسلامیہ

کتب خانہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ

دہلی

شعبہ ۰۵۱

شمارہ ۵۷ د

عدد داخلہ ۷۵

دلگداز

نمبر ۱ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱ع جلد ۱۲

باہتمام

خادم قوم محمد فاروق منیجر رسالۂ دلگداز و دلگداز پریس

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ محلۂ کٹرۂ بزن بیگ خان سے شائع ہوا

دلگداز

یہ رسالہ سنہ۱۸۸۷ سے نہایت آب و تاب اور کمال مقبولیت کے ساتھ جاری ہی مضامین نہین تیر و نشتر ہین ایسی شوخ ادا کی نگاہ ناز ہین جو دل مین اُترتے اور دل ہی مین ٹھہر جاتے ہین۔ دلگداز خاص اپنے رنگ کا رسالہ اور زیادہ تر اپنے مشہور و نامور نامہ نگار ایڈیٹر کی لٹریری کمالات کا آئینہ ہے معزز خریدارون کی تحریک پر اب انتظام کیا گیا ہے کہ رسالہ بغیر ناغہ اپنی تاریخ کے شائع ہوا کرے اور ناول وغیرہ ہر سال جداگانہ چھپوا کے شائع کیے جائین۔ لہذا اب رسالہ مین صرف متفرق مضامین رہا کرے گا۔ اور مضامین بھی ایسے اعلیٰ درجے کے ہون گے جو زبان اردو مین ایک قسم کی شاعرانہ روح پھونکین گے قیمت کچھ نہین صرف ایک روپیہ (عہ) سالانہ مع محصول ڈاک۔

المشتہر۔ محمد فاروق مینجر دلگداز۔
کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ

دلگداز پریس

عمدہ اور اعلیٰ درجے کی چھپائی اور پھر اُس کا وقت پر مل جانا غیر ممکنات مین سے تصور کیا گیا ہی۔ یہ کمی دیکھ کے دلگداز پریس نے چھپائی کا نہایت اعلیٰ درجے کا انتظام کیا ہی اور اس اہتمام کے ساتھ کہ جس تاریخ کتاب کے مکمل چھاپ دینے کا وعدہ کیا جائے اُسی تاریخ دے دی جائے۔ اس مطبع کو ایک خاص فوقیت یہ بھی حاصل ہی کہ مولانا محمد عبد الحلیم صاحب سے اصلاح و مشورے اور تصحیح و ترمیم مین مدد مل سکتی ہی شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے بھی بعض کتابین دی ہین جن صاحبون کو اپنی کتابین عمدہ اور جلد چھپوانا ہون فوراً اطلاع دین۔

ملتمس مینیجر دلگداز لکھنؤ۔

اُبٹنا یا اُبٹن

ولایتی صابونون کو پھینکیے خدا جانے اِن مین کیا کیا ملا ہی اور اپنے پُرانے اُبٹن سے کام لیجیے صفائی اور رنگت نکھرنے کے ساتھ مہینون پنڈا مہکتا رہے تو ہم گنہگار اور حسینون کے شیدا ہی اُن کو تو اس سے خالی رہنا ہی نہ چاہیے

درجۂ اول۔ . . . . فی سیر . . . . عا
درجۂ دوم۔ . . . . فی سیر . . . . عہ
درجۂ سوم۔ . . . . فی سیر . . . . سعہ

مینیجر کارخانۂ ذو النورین اینڈ برادر۔ دفتر دلگداز۔ کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ

لکھنؤ کے کھلونے

مٹی کے کھلونے اور نگی میوجات لکھنؤ سے بہتر کہین نہین بنتے اور ہر جگہ لوگ اُنکی خریداری کا شوق رکھتے ہین ان کھلونون کے دیکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہی کہ آج یورپ بھی لکھنؤ کا مقابلہ نہین کر سکتا ہی اور ہم نے انتظام کیا ہی کہ اس خوبی سے پارسل بنا کے روانہ کرین کہ بہت کم نقصان ہو۔ کھلونے فی درجن للعہ سے عہ تک۔

درخواستین فوراً آئین۔

۸۷۰ ۔ المشتہر۔ محمد فاروق مینجر دلگداز کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ۔

دلگداز

بڑے بڑے فلسفیون کا قول ہے کہ اعادۂ معدوم محال ہے۔ ایسے ایسے مستند لوگون کا یہ قول ہے تو درست ہوگا مگر ہمین تو اس کے خلاف نظر آتا ہے۔ اسی دلگداز کو دیکھیے کہ یا تو ۱۸۸۷ء مین جب یہ پہلے پہل دنیا مین آیا ہے صرف ایک جز کا ایک ننھا سا خوبصورت پرچہ تھا۔ اور ایسا دلچسپ و دلفریب کہ جس کی ایک نظر پڑ گئی دل و جان سے خریدار ہو گیا۔ بے اختیار جی چاہنے لگا کہ اٹھا کے کلیجے مین رکھ لے۔ گویا کسی کی نگاہ ناز تھا کہ جس پر پڑ گئی گھائل ہو گیا۔ اور جسے ایک نگاہ مستانہ سے دیکھ لیا اپنا بنا لیا۔ اس حالت کو ایک ہی سال گزرا تھا کہ ۹۸ء کے شروع سے ایک جز ناول بڑھایا گیا۔ پہلا دور گویا بچپن کا دل لبھانے والا عہد تھا اور اب عنفوان شباب تھا۔ پہلی دلربائی مین اگر ایک قسم کا کھلنڈرا پن تھا جو اپنی سطحی نمائش سے دلون کا لبھا لیا کرتا تو اب اس مین ایک پر اثر متانت پیدا ہوئی جو سنجیدہ اور متین لوگون کو اپنا فریفتہ کر لیتی۔

چند سال بعد ایک جز تاریخ کا اور بڑھایا گیا جس نے اس مین پختہ مغزی کا جوہر پیدا کیا۔ اُس کے چند روز بعد اس مین لائف کا ایک جز اور اضافہ کیا گیا۔ اور اب یہ ساڑھے تین جز یعنی ۵۶ صفحون کا ایک متین و معقول رسالہ تھا جس مین ہر مذاق کی باتین تھین اور ہر رنگ کی دلفریبیان۔

پار سال جب کہ یہ سات آٹھ مہینون تک سرزمین دکن سے شایع ہو چکا تھا یہ خیال کر کے کہ اس وقت تک اسے جتنی ترقیان حاصل ہوئی ہین یا روحانی قسم کی تھین اور یا کثرت مضامین سے علاقہ رکھتی تھین اب اسے جسمانی ترقی بھی دی جائے۔ ارادہ کیا گیا کہ اس کا پیمانہ ۱۸ × ۲۲ سے بڑھا کے ۲۰ × ۲۶ کر دیا جائے۔ اور سطر نکھرے مذاق والے قدردانان سخن کے مطابق صرف ۲۱ سطر رکھا جائے۔ یہ ارادہ عمل مین آجاتا تو شاید اس کی کوئی اور ہی وضع و صورت ہوتی۔ مگر ایسا تغیر و تبدیل خدا کو منظور نہ تھا۔ بمصداق اس کے کہ ارادۃ اللہ غالب علیٰ ارادۃ الناس ایسی

ترقی کی نوبت نہ آئی اور ہم ایسے افکار و ترددات مین رہے کہ ایک برس تک اس کی خدمت بھی ملتوی پڑی رہی۔ یہان تک کہ خدا نے اُس انتظام کو بالکل پلٹ دیا۔

اب ایسی مجبوریان پیش آئین کہ ہمین پھر سے اصلی مرکز لکھنؤ مین واپس آنا پڑا۔ اور قدرت نے اس معشوق دلربا یعنی ہمارے پرچہ کو پھر اُسی گہوارے مین ڈال دیا جس مین اپنے عہد طفولیت مین پرورش پائی تھی جس کے جھونکون سے کبھی یہ ہنسی خوشی کے ساتھ کھیلتا اور کلکاریان مارتا نظر آتا تھا۔ اور کبھی بچپن کی میٹھی نیند مین غافل سو جاتا۔

گو اسی سرزمین مین وہ پہلے گر گر کے اُٹھا۔ گھٹنیون کے بل چلا۔ اور مصورین لکھا لکھا کے سنبھلا تھا۔ اور اسی مین کھیل کود کے بڑا ہوگیا تھا۔ یہین سب سے پہلے بچپن کی وہ بیساختگیان ظاہر ہوئی تھیں اور یہین اس نے جوانی کی سرمستیون کا لطف اُٹھایا تھا۔ مگر اب کی جو قدرت نے اسے اُسی پہلے گہوارے مین ڈالا ہے تو وہی پہلا سا بچہ بنا کے۔ تاکہ نئی زندگی کے مزے سے از سر نو پرورش پا کے بڑا ہو۔ اور دنیا کو پھر وہی آغاز عمر کے کرشمے دکھا دے جو پہلے دکھا چکا ہے جس کا عالم جب کبھی لوگون کو یاد آجاتا ہے دل ہی دل مین مزے لیا کرتے ہین اور بے اختیار زبان سے کہہ اُٹھتے ہین کہ اب کا دلگداز وہ نہین جو پہلے تھا۔ مگر آیئے دیکھیے اور نئے مزے لیجیے کہ پھر وہی پرانا دلگداز آپ کے سامنے ہے۔ وہی بچپن کی بیساختگیان پھر نمایان ہین۔ اور سنہ ۱۹۱۰ء کے آغاز مین آپ کو وہی لطف حاصل ہو رہا ہے جو سنہ ۱۸۸۷ء مین حاصل ہوا کرتا تھا۔

یہ اعادۂ معدوم نہین تو کیا ہے؟ جو چیز دامن فنا مین غائب ہوگئی تھی پھر نظر آنے لگی۔ دلگداز کے قدردانون کی طرح خود دلگداز کے بھی ورد زبان یہ دعا تھی کہ ع ہجو زلیخا بشبابم برسان خدایا۔ خدا نے اُسے سن لیا۔ اور یہ معجزۂ یوسفی اسے نصیب ہوگیا کہ زلیخا سے مصر کی طرح پھر عنفوان شباب ... اور یوسف کا سا حسن نظر فریب۔ ہو بہو وہی دلگداز دیکھ لیجیے جو سنہ ۱۸۸۷ء یعنی اپنے عہد اولین مین نظر آیا تھا۔

اس مین شک نہین کہ جن لوگون کے مشتاق کان اس کی دل لبھانے والی زبان سے ناول کے پیرایے مین رنگ رنگ کی سحرسانیان اور تاریخ و لائف کے ذریعہ سے طرح طرح کی سچی کہانیان سننے کے عادی ہو رہے ہین اُن کو شکایت ہوگی کہ اب اس سولہ صفحہ کے پرچہ مین سوا متفرق مضامین کے اور کیا رکھا ہے۔ لیکن جب وہ یہ دیکھین گے کہ ان سولہ صفحون مین وہ لٹریری کرامتین اور ادبی معجز نمائیان نظر آئین گی جنھون نے قلمرو سلطنت مین اپنا سکہ چلایا تھا اور مزہ شناسان ادب و انشا

زرقہ ۔ ہمارے ناظرین جن کے دلدادہ تھے ۔ اور جنکا چرچا آج تک زبانون پر باقی ہے ۔

بی ناولوں اور تاریخ کی اشاعت ۔ اس کی نسبت مختلف تجربے ہوئے ۔ آخر انھون کے بعد اور قسم کی مشکلون کو پیش نظر رکھ کے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ بجائے اس کے کہ دلگداز کے ساتھ متفرق طور پر ایک ایک جزو شریک ہوتا رہے ۔ پورہ ختم سال سے پہلے دس بارہ جز کا ایک ناول اور اسی قدر کی ایک تاریخی کتاب مکمل و مرتب قدردانوں کے سامنے پیش کر دی جایا کرے ۔ موجودہ حالت مین اکثر احباب کو شکایت بھی ہے کہ درمیان کے کسی ایک جزو کے تلف ہو جانے سے پوری کتاب ناقص اور بیکار ہو جاتی ہے ۔ قطع نظر اس کے ایک جزو کے پڑھ لینے سے مضمون تشنہ رہ جاتا ہے اور دل کو ایک قسم کی الجھن سی رہتی ہے ۔ اس جدید انتظام اور اہتمام کا رنگ اختیار کر لینے سے یہ سب شکایتین رفع ہو جائین گی ۔ اور ناظرین دلگداز کو ہماری ہر کتاب پوری مکمل اور مرتب ہو کر ہاتھ آیا کرے گی ۔

لہذا آیندہ سے دلگداز صرف ۲۴ صفحے کے ایک جزو پر نکلا کرے گا ۔ اُس مین صرف ادبی یا تاریخی مضامین ہون گے ۔ اور قیمت حسب سابق صرف ایک روپیہ سالانہ مع محصول ڈاک ہو گی ۔ دوران سال مین جو ناول یا تاریخی کتابین تیار ہون گی اُنکی قیمت مقرر کر کے بذریعہ دلگداز ناظرین کو فوراً اطلاع دی جائے گی ۔ اور انکو اختیار ہو گا کہ قیمت ارسال فرمائے یا ویلیو پے ایبل بھیجنے کی اجازت دے کے طلب فرمالین ۔ قدردانان دلگداز مین سے جو حضرات چاہتے ہون کہ اس قسم کی ہر کتاب بلا انتظار درخواست اُنکی خدمت مین تیار ہوتے ہی بھیجدی جایا کرے وہ اگر اس قسم کی عام اجازت دیدین گے تو اُن کا اسم گرامی ایک جداگانہ رجسٹر مین درج کر لیا جائے گا ۔ اور ایک ہفتہ پیشتر ایک اطلاعی کارڈ روانہ کر کے کتاب اُن کی خدمت مین وی ۔ پی بھیجدی جایا کرے گی

زمانے کے انقلابات سے جدید سبق حاصل کرنے کے بعد ہم نے قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ اب دلگداز برابر استقلال سے اپنے وقت پر نکلا کرے ۔ اور خدا سے اُمید ہے کہ ہمارے اس ارادے کو ضرور نباہے گا ۔ لہذا قدردانان دلگداز توجہ فرمائین ۔ اور اس قدیم ترین پرچہ کی اشاعت بڑھانے مین مدد دین ۔ اب قیمت کچھ نہین صرف (عہ) سالانہ ہے جو کسی کو گران نہین گذر سکتی ۔ ہم اپنے دوستون سے اُمید رکھتے ہین کہ وہ دلگداز کی ترقی و اعانت میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھین گے ۔

بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم
یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت

دلدادگان حرمان نصیب کی زبان سے تو یہ شکایت ہمیشہ اور ہر جگہ سُنی جاتی ہے کہ جن ناز آفرین مہ وشون کی یاد مین ساری دنیا سے ترک تعلق کیے بیٹھے ہین۔ وہی اُنھین اپنے دلون سے بُھلائے ہوئے ہین - اور جن کے نام سے جیتے ہین اُنھین تو اُن کے مرنے جینے تک کی پروا نہین - دنیا بھر مین جس کسی سے وعدہ کیا ہے پورا کرین گے اور پورا کرین گے تو اُسی وعدے کو جو اپنے چاہنے والون سے کیا ہو عشق کے ہاتھون ہمین ایسے بہت سے کرشمے نظر آ چکے ہین - وہی بیوفا ہین جن سے ہمارا برتاؤ وفاداری کا ہے - وہی دشمن ہین جن کے ہم دوست بنے ہوئے ہین

افسوس ! ہمکو اُن سے وفا کی ہے اُمید جو نہین جانتے وفا کیا ہے -

مگر کاش یہ مصیبت عشق و عاشقی ہی کی دنیا تک محدود رہتی - قیامت تو یہ ہے کہ دنیا کو جس پہلو سے دیکھیے اور آزمائیے یہی حالت نظر آئے گی - سچی خدمت گزاری اور خالص وفاداری کا پھل دنیا مین ہر شخص کو ایسا ہی ملا کیا ہے - حجاج بن یوسف ثقفی نے آل مروان کی سلطنت کی بنیاد مضبوط کی تھی اور آخر بنی مروان ہی کے ناشکر گزار ہاتھون سے اُس کا خاندان پامال ہوا - بنی عباس کو ابو مسلم نے سریر خلافت پر بٹھایا تھا - اور بنی عباس ہی کے ہاتھ سے وہ قتل ہوا - اِسی طرح جس شخص نے خلافت بنی فاطمہ مصر کی بنیاد ڈالی تھی وہ بنی فاطمہ ہی کی شمشیر بے وفائی کی نذر ہوا - خلاصہ یہ کہ

کس نیا موخت علم تیر از من کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

جس طرح معشوقون کے ہاتھون عُشاق کو تکلیف ہی پہونچتی رہی اُسی طرح دنیا کے مخدومون سے اُن کے سچّے خادمون کو ہمیشہ ضرر ہی پہونچا - عموماً ونا کیشون کے ساتھ بے رحمی و بے دردی ہی کا برتاؤ ہوا - اور دنیا مین جب غور سے دیکھا تو یہی نظر آیا کہ "نیکی کا بدلہ بدی مل رہا ہے"

لیکن آخر یہ ہے کیون ؟ رُخ زیبا کے دیوانے اور نظر غلط انداز کے آرزومند

نیے مین کون سی برائی ہے کہ لوگ دشمن ہوجاتے ہین ۔ کسی سے وفاداری کرنا یا کسی پر احسان کرنا کون سا گناہ ہے کہ اچھے اچھون کو اُسکے صلہ مین بے وفائی اور محسن کشی ہی کرتے دیکھا ۔ لوگ دولت کو اندھا بتاتے ہین مگر دنیا بھی اُس کے ساتھ اندھی ہے ۔ یہ نہین تو پھر کیا بات ہے کہ پیغمبر جس اُمت کے خیر اندیش ہوتے ہین اُسی کے ہاتھون سے مارے اور ستائے جاتے ہین ۔ اور فلسفی جس قوم کی اصلاح کے درپے ہوتے ہین اُسی کے ہاتھ جہالت کا نشانہ بنتے ہین ! مسیح و زکریا کے خون کے دھبے ابھی ناسپاس دنیا کے دامن مین لگے ہوئے ہین ۔ اور سقراط کا سا علیم قوم فلسفی اسی ناشکری پر قربان ہوچکا ہے ۔

او اندھی اور بے وفا دنیا ! اگر تجھے اپنے خیر اندیشون پر ترس نہین آتا تو نہ سہی خود اپنے انجام پر تو نظر کر ! کیا اِن بے رحمیون کے بعد تو چین سے بیٹھ سکتی ہے ؟ یا ایسے مظالم کرکے تجھے کچھ مل جائے گا ؟ ہرگز نہین ۔ تو خراب ہوگی اور نہایت ہی خراب ۔ ہمین ستا کے تو بھی ستائی جائے گی ۔ اور وہی ہوگا جو کسی دل جلے نے حکم لگا دیا ہے کہ ؎

تو بھی ٹھنڈا نہ رہے دل کے جلانے والے

جن دغابازون کے فقرون مین آکے جن جھوٹے خوشامدیون کی باتون پر اعتبار کرکے تو نے اپنے سچے وفاکیش دوستون پر ظلم کیا ہے وہ تجھے اُس انجام سے نہین بچا سکتے جس کا ہر ظلم کے بعد نمایان ہونا ضروری ہے ۔ جن غلط و بے اصل خیالات مین پڑکے تو نے اپنے خیراندیشون کو اذیت پہونچائی ہے ایک دن کھلینگے اور عالم آشکارا ہوجائے گا کہ تھا کیا اور تو نے کیا سمجھا ؟

لیکن ہم نہین چاہتے کہ اپنی بے مہریون کے نتیجے مین تجھے کوئی انجام بد دیکھنا پڑے ۔ ہم اپنے مذہب و اعتقاد کی رُو سے دنیا کے بنانے اور سنوارنے کے لیے آئے ہین نہ بگاڑنے اور آزار پہونچانے کیلیے ۔ تو چاہے ہمین اپنا دشمن تصور کرے مگر ہم اب بھی تیرے دوست ہین ۔ اور تیرے لیے بھلائی ہی چاہتے ہین ۔ اِس لیے کہ تجھے ہمین ستا کے اپنے خیال یا زعم باطل مین کوئی نہ کوئی مسرت ضرور حاصل ہوتی ہوگی مگر ہمین اپنے دلِ وفاکیش و خیرطلب کے ہاتھون تجھے کسی تکلیف و رنج مین مبتلا دیکھ کے صدمہ ہی ہوگا

اخفش

عربی نحو و صرف کی کتابون مین یہ نام کثرت سے آتا ہے۔ اور "بُز اخفش" (اخفش کا بکرا) ہماری زبان مین ضرب المثل ہے۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسے مشہور نام والے عالم متبحر اور ایسے عالی مرتبہ امام نحو سے ہندوستان کے بہت کم لوگ واقف ہین۔ یہ وہ بزرگان سلف ہین جو فصاحت و بلاغت کے مسند پر ہمیشہ جلوہ افروز رہین گے اور جنکا سکّہ لٹریچر کی دنیا مین قیامت تک چلتا رہے گا۔

اخفش عربی مین چُندھے کو کہتے ہین جسکی آنکھ چھوٹی ہوتی ہے۔ اور نظر خیرگی کرتی ہے۔ اسی جسمانی عیب کی وجہ سے یہ لقب پڑگیا۔ اور اس قدر مشہور ہوا کہ اصلی نام ان کے دامن مین لقب کے غائب ہوگیا۔ باکمال علمائے عرب مین تین بزرگون کو یہ لقب ملا جو بترتیب زمانہ اخفش اکبر۔ اخفش اوسط اور اخفش اصغر کہلائے۔ وہ اخفش جنکا نام سب سے زیادہ مشہور رہا جن کے طفیل مین ایک بکرے کو زندگی جاوید نصیب ہوگئی۔ اور جو امام نحو سیبویہ کے معاصر تھے اخفش اوسط ہین۔ اُن کا حال ہم آیندہ بیان کرینگے فی الحال اخفش اصغر کے حالات بیان کرتے ہین جو باعتبار زمانہ ہم سے قریب تر تھے

یہ اخفش بھی علم نحو کے بڑے عالی پایہ امام تھے۔ ابوالحسن کنیت تھی۔ اور علی بن سلیمان بن فضل نام تھا تیسری صدی ہجری کے وسط مین پیدا ہوے۔ اور اُس کے آخر مین شہرت حاصل کی۔ بغداد کے مضافات مین ایک گاؤن تھا بردان جس کی خاک سے بہت سے باکمال پیدا ہوے ہین وہی اُن کا بھی مولد تھا۔ جب معمولی درجہ کی تحصیل علم سے فراغت ہوئی تو اپنے عہد کے اساتذۂ فن ادب و نحو۔ مبرّد اور ثعلب وغیرہ کے آگے زانوی شاگردی تہ کیا۔ اور اُن کے فیض سے علوم ادبیہ مین تبحر حاصل کیا۔ ۲۸۷ھ ہجری مین جب ان کا شمار یگانہ روزگار علما مین ہونے لگا تو عراق چھوڑ کے مصر گئے۔ اُنیس برس وہان رہ کے ۳۰۶ھ ہجری مین شام مین واپس آئے اور شہر حلب مین اقامت گزین ہوگئے۔

اگرچہ نحودانی مین کمال رکھتے تھے۔ اور فصاحت و بلاغت مین ان کا جواب تھا مگر شاعری سے مس نہ تھا۔ نہ خود ہی شعر کہتے تھے۔ اور نہ شعر و سخن کا ایسا

کہ شعرائے سلف کا زیادہ کلام یاد ہو۔ اُنھون نے کوئی ایسی کتاب بھی نہین چھوڑی جو اُن کی یادگار ہو۔ اور اِس کوتاہی کا سبب غالباً اُنکا افلاس تھا۔ کیونکہ حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کمال و فراغ کے زمانے اور آخر عمر مین زیادہ تر مفلسی و محتاجی مین گزری۔

چنانچہ قیام بغداد کے زمانے مین ابو علی بن مقلہ کے پاس پڑے رہتے تھے وہ اِن کے ساتھ بہت سلوک کر دیا کرتا تھا۔ مگر اِس سے اِن کی بسر نہ ہو سکتی تھی ایک دن اِنھون نے اُس سے کہا آپ وزیر خلافت ابو الحسن علی بن عیسیٰ کے دربار مین باریاب ہوتے ہین۔ کبھی اُن کے سامنے میرا تذکرہ کیجیے۔ اور میری یہ تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت ظاہر کر کے سفارش کیجیے کہ میرا کچھ وظیفہ مقرر کر دین تاکہ ذرا اطمینان و فارغ البالی سے زندگی بسر کر سکون۔ ابو علی نے اِن کی خواہش کے مطابق وزیر کے دربار مین جا کے اِنکی درخواست پیش کر دی۔ جسے سُن کے وزیر ابن عیسیٰ چین بجبین ہوا۔ اور ابو علی کو بھرے دربار مین اِس طرح جھڑکا کہ اُسے سخت صدمہ ہوا۔ اور ناکام و ناکام واپس چلا آیا۔

ہم نے اخفش اصغر کی زندگی کے یہ جتنے واقعات بیان کئے ہین سب معمولی ہین۔ اور نہ اِن مین کوئی ایسی خاص بات نظر آتی ہے جس کے باعث اِن کی لائف اُردو پبلک کے سامنے پیش کی جائے۔ مگر اِن مین ایک بات تھی۔ اور بہت بڑی بات تھی۔ جو آج ہی کل نہین ازمنہ ماضیہ مین بھی کسی کو کسی دوسرے باکمال مین نہ نظر آئی ہوگی۔ وہ یہ کہ اِن مین اور اِن کے معاصر شاعر ابن رومی مین باہم اختلاف تھا۔ وہ اِن کے کمال سے جلتا تھا اور یہ بھی اُس کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اُس کے چھیڑنے کے لیے اِن کا معمول تھا وہ اُس کے دروازہ پر جاتے اور اُسے سُنا کے کوئی ایسا بدشگونی و بدفالی کا کلمہ کہدیتے کہ وہ نہایت پریشان ہوتا۔ اُس مین یہ عیب تھا کہ نہایت ہی ضعیف الاعتقاد تھا۔ اور ایسی بدشگونیون سے اُسے خلجان ہو جاتا۔ اور ہزارون طرح کے اوہام دل مین پیدا ہوتے۔ دن بھر گھر مین دروازہ بند کیے بیٹھا رہتا اور سارے دہشت کے دہلیز سے باہر قدم نہ نکالتا۔ دوسرے دن ابھی وہ کپڑے ہی پہنتا ہوتا کہ یہ پہونچ کے نیا شگوفہ چھوڑ دیتے۔ خلاصہ یہ کہ اِنھون نے اُسے اُسی کی ضعیف الاعتقادیون کی زنجیر مین جکڑ کے قید اور نظم بند کر دیا اور اُس پر

دُنیا تنگ ہوگئی۔ آخر جب ابن رومی کا اور کسی طرح زور نہ چلا تو اُسنے اُنکی ہجو کہی۔ ہجو کے اشعار اخفش نے سُنے تو انھین بہت پسند کیا۔ بجاے خود داد دی۔ اُن اشعار کو ادبی مسائل مین بطور سند پبلک کے سامنے پیش کیا۔ مگر ابن رومی کے دروازے پر جا کے روز کوئی نحوست کا کلمہ ضرور پڑھا کے کہہ دیتے اُسنے جھنجھلا کے اور ہجوین کہین۔ انھون نے اُن ہجوون سے اور زیادہ علمی و ادبی فائدہ اُٹھایا۔ اور اب ان اشعار مین انھین ایسا مزہ آنے لگا کہ اسی شوق مین ابن رومی کو زیادہ چھیڑنے لگے۔ کیونکہ جانتے تھے جتنا زیادہ ستاؤنگا اُسی قدر زیادہ جھنجھلا کے زیادہ اچھے شعر میری ہجو مین کہے گا۔ آخر ابن رومی کو معلوم ہوا کہ میری ہجو کے اشعار سے اخفش بجاے اسکے کہ دل کو چوٹ لگے اور زیادہ فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور اب ایسے ہی اشعار کہلانے کے لیے ستاتا ہے تو تھک گئے اور اسکے ہجوین کہنے سے باز آگیا۔ اسکے تھوڑے ہی زمانے کے بعد غالباً اُسے اخفش کی چھیڑ چھاڑ سے نجات ملگئی ہوگی۔

ابوالفتح معانی اور جریری اور مرزبانی جو بلند مرتبہ علماے نحو مین گذرے ہین انکے شاگرد رشید تھے۔ مگر افسوس کہ دنیا نے انکے جیتے جی انکی قدر نہ جانی۔ ہم آج اُن کے لائف لکھتے وقت اُنکے کمالات کا اعتراف کر رہے ہین اور شاید یونہین آخر تک اعتراف ہوتا رہیگا۔ مگر جب تک وہ دُنیا مین رہے زمانہ اُن سے برسر خلاف ہی رہا۔

ہم بیان کر چکے ہین کہ وہ نہایت ہی مفلس و تنگدست تھے، یہان تک کہ وزیر خلافت سے دربار مین تھوڑے وظیفہ کیلیے سفارش کرائی اور یون بھی کام نہ نکلا بلکہ جس نے اُنکے حق مین دو کلمۂ خیر کہے تھے وہ عام لوگون کے مجمع مین ذلیل کیا گیا۔ اخفش کو اسکا بے انتہا ملال ہوا کہ میری وجہ سے مفت مین ایک معزز شخص کی تذلیل ہوئی۔ صبر کر کے بہ ظاہر خاموش تو ہو رہے مگر دل زخمی تھا۔ اس غم کے ساتھ فقر و فاقہ کی تکلیف کھانے کو کچھ میسر نہ آتا تھا اور فاقے پر فاقہ کرتے تھے۔ ایک دن بھوک کی شدت مین سڑے ہوے شلجم کھا گئے۔ جسکے چند گھنٹہ بعد یک بیک بیٹھے بیٹھے روح پرواز کر گئی۔ کسی قسم کا مرض انتقال سے پہلے نہین محسوس ہونے پایا تھا۔ مگر بعد اطبا نے تشخیص کیا کہ وہ شلجم قلب پر چھا گئے۔ اور اُسی قلبی بیماری مین اُنکا انتقال ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ذیقعدہ ۳۱۵ھ مین اُنھون نے دنیا کو رخصت کیا۔ بغداد مین بردان کے پل کا جو قبرستان مشہور تھا اُسمین آغوش لحد کے سپرد کیے گئے۔

شمع وفا

یون تو عالم مین صدہا شمعین روشن ہین اور ہزارون مجلسونکی رنگا رنگ کیفیتین اسی شمع کی روشنی مین دکھائی دیا کرتی ہین۔ یہی شمع کسی غریب کا چراغ بیکسی بنکر چمکتی ہے اور یہی تاجدارون کے سر بفلک کشیدہ محلونمین اپنی روشنی پھیلاتی ہے۔ یہی چراغ بت خانہ ہے اور یہی شمع حرم۔ اسی کی روشنی مین لوگ سیہ کاری و بدمستی مین مشغول ہوتے ہین اور اسی نورانی پیکر کے سامنے نظر جمجما کے خداے واحد و برتر کی عبادت کی جاتی ہے۔ اسی کی مدد سے لوگ چوری کرتے ہین۔ ڈاکے ڈالتے ہین اور اسی مشعل کی روشنی مین فیاضی و سخاوت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہی لوگون کو گمراہی مین ڈالتی اور یہی چراغ ہدایت کا کام دیتی ہے۔ غرض دنیا مین جتنے کام ہوتے ہین سب اسی چھوٹی سی واقف راز اور برونی عیب پوش شمع کی آنکھونکے روبرو ہوتے ہین۔

گو جہان کی یہ سب شمعین بجاے خود ایک خاص لطف اور ایک خاص کیفیت رکھتی ہین مگر جو بات شمع وفا مین ہے کسی مین نہین۔ اسکا نور ازلی و ابدی ہے اور دونون جہان اسی کی روشنی سے جگمگا رہے ہین۔ اگر یہ نہ ہوتی تو اس عالم امکان کی صورت بھی نظر نہ آتی۔ وفا کی یہ شمع اُس نور وحدت کی یادگار ہے جس نے لفظ "کُن" کہکر سارے عالم کو روشن و منور کر دیا اور سمک سے سماک تک کفر و ظلمات کا نام باقی نہ رکھا۔

یہ بظاہر خاموش ہے۔ مُنھ سے کچھ نہین کہتی مگر اسکے دل کی آنکھ کھلی ہوئی ہے اور سننے والونکے کانون مین اپنی پرسوز زبان خاموش سے اپنے محامد و فضائل بھی بیان کر دیتی ہے اور ایسا دلکش نغمہ سُناتی ہے جسے سُن کے محبت بھرے دلون مین وجد و بیخودی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اہل اس شمع وفا پر پروانہ وار نثار ہونے لگتے اور اسطرح ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین کہ سر و پا کا مطلق ہوش نہین رہتا۔

شمع وفا کو سب سے پہلے کس نے روشن کیا؟ اور اسکی مصفا روشنی کہان کہان پڑی؟ یہ دیکھنے کی بات ہے۔ اگر دیکھنا چاہتے ہو تو چشم بصیرت سے دیکھو تمھین صاف نظر آئیگا کہ سب سے پہلے اس شمع کو اُس نور مطلق نے روشن کیا جو جمیع کائنات کا سبب تخلیق ہے اور اسکی نورانی روشنی

کو وہانتک پہونچایا جہانتک ہماری عقل پہونچ سکتی ہے اور نہ ہمارا وہم وگمان۔
اسلامی نبرد آزماؤن کے نیزون مین بھی چمک رہی ہے اور دینی مجاہدون کے خنجرون مین بھی اسی کی آب وتاب ہے۔ عابد شب زندہ دار اسی سے اپنا چراغ عبادت روشن کیا کرتا اور تفتیدہ جگر عاشق اسی کی بدولت اپنے داغ دل مین چمک پاتا ہے۔ اسی کے نور سے کفر وشرک کی ظلمتین مٹین اور اسی کی حرارت سے آفتاب اسلام درخشان ومنور ہوا۔ اسی نے لوگون کو شاہراہ ہدایت بتلائی اور اسی نے انسان کو انسان کامل بنا دیا۔ غرض اس کی روشنی اسقدر عالمگیر ہوئی کہ دنیا کی کوئی محفل کوئی مجلس اور کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی جہان یہ جلوہ افروز نہو۔ یہان کے نزہت بخش باغون سرسبز وشاداب مرغزارون اور دلستان مستانہ خرامیون سے بہنے والی ندیون آباد زمینون طوفان خیز سمندرون اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑون سے گذر کے اس کی نورانی کرنین لامکان تک پہونچ گئین اور پہونچتے ہی عرش کی لاکھون کرورون قندیلین روشن کر دین۔ روشنی سے زیادہ دلچسپ اور دلکش اس شمع وفا کی تاریخ ہے بلکہ تاریخ عالم کے کرم خوردہ بوسیدہ اوراق پر نظر ڈالنے اور اُس کے حالات معلوم کرنے مین اُتنا لطف نہین جتنا کہ ہم اس کی زبان حال سے اس کی ساری سرگذشت سُن کر مزا حاصل کر سکتے ہین۔ فی الحقیقت اے شمع وفا! اپنا حال تجھی کو خوب معلوم ہے اور تو ہی اچھی طرح بتا سکتی ہے کہ تو نے دُنیا کو کیسے روشن کیا اور تیری نورانیت کا جلوہ کہان کہان نظر آیا؟

یہ سوال کرتے ہی ہم نے خیال کی عینک لگا کر اس طرح گھور گھور کے دیکھنا شروع کیا کہ دل کی لو اس شمع کی لو سے لگا دی اور عشق پسندی ووفا پرستی کے کانون کو اُس فرشتہ محبت کی آواز پر لگا دیا جو روزانہ اِس کی روشنی کو تیز کیا کرتا ہے۔

یکایک دل مین ایک نور کی کھڑکی کھل گئی اور عشق کا مورخ اس شمع وفا کی زبان سے یہ دلفریب سرگذشت سُنانے لگا:—

"مجھے ابتدا حضرت رب العزت نے نور محمدی کی شکل مین پیدا کیا۔ نور احدیت سے میرے سینہ کو منور فرمایا۔ اور ایک عرصہ دراز تک عرش برین پر معلق وملمع افگن رکھا۔ اُس کے بعد جب صانع باکمال کو اپنے حسن بے زوال کا اظہار منظور ہوا تو مجھے بنی آدم کے واسطے چراغ رہنمائی بنایا اور حضرت آدم کا دل میرے نور سے (جو مادہ تمام موجودات وخلاصہ جمیع کائنات ہو) معمور کر دیا۔ حضرت آدم کی پیشانی پر جلوہ افروز ہوتے ہی مجھے ایسا نظر آیا کہ میری شعاعون نے

سارا عالم بقعۂ نور بن گیا ہے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ سارے زمانے مین میری روشنی پھیلے اور تمام عالم میرے نور سے جگمگا اُٹھے۔ چنانچہ ایک خطا پر حضرت آدم خلد سے نکالے گئے اور جس تنگ و تاریک راستے پر پھینکے گئے اُس مین مین ہی نے شمع ہدایت کا کام دیا۔ اگر میری روشنی اُن کی رہنمائی نہ کرتی تو قدم قدم پر ٹھوکرین کھا کر گرتے اور سنبھالے نہ سنبھل سکتے۔ الغرض میری روشنی مرتبہ بمرتبہ منقول ہوتی ہوئی آنحضرت صلعم روحی فداہ کے جمال جہان آرا پر پرتو فگن ہوئی اور آپ کی روشن ضمیری نے مجھے جس قدر جلا دی اور چمکایا وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے میرے چراغ مین اُخوت و مودت کا تیل ڈال کر جیسی روشنی کی وہ قیامت تک بجھنے والی نہین۔

آپکے بعد صحابۂ کرام نے میرے نور کو چار دانگ عالم مین پھیلا دیا اور دُنیا کے پردے پر کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی جہان میری روشنی لمعہ افگن نہو۔ مین ہی نے مشہور عاشقان عرب مجنون عامری قیس بن ذریح اور بشر کے دل مین بالترتیب لیلیٰ، لبنیٰ اور نفیرہ کی محبت کی آگ روشن کی۔ میری ہی روشنی سے نامور عاشقان فارس فرہاد و دراج کے دل و دماغ شیرین و شاہین کے عشق مین چمک اُٹھے۔ مین ہی نے یوسف و زلیخا کے دل مین اُلفت کا شعلہ بھڑکایا اور مین ہی نے وامق و عذرا کا چراغ محبت روشن کیا۔

مین ہی منصور حلاج کے دل مین شمع ہدایت بنکر چمکی اور میری ہی گرمئ عشق نے حضرت ابوبکر شبلیؒ کے منھ سے جوش و خروش کے ساتھ نعرۂ مستانہ نکلوا دیا جس کی صدا ذوق شناس کانون مین ابتک گونج رہی ہے اور حشر تک یونہی گونجا کرے گی۔ مین ہی نے ہیر رانجھا کے دلون مین آگ لگائی۔ میری ہی وجہ سے نل دمن کا سینہ جل کر کباب ہوا۔ اور مین ہی انٹونی و کلیوپٹرا کے دل مین شمع وفا بن کر چمکی۔

قمری و شمشاد کے دل مین میری ہی گرمجوشی و زندہ دلی پیدا کی ہوئی ہے۔ گل کے فراق مین بلبل میرے ہی دم سے دیوانے ہو رہے ہین اور ہمیشہ دیوانے ہی رہین گے۔ کبک و قمری کے عشق مین میری ہی روشنی عکس فگن نظر آتی ہے اور شمع و پروانہ میری ہی آگ مین جل رہے ہین اور صبح محشر تک برابر جلتے رہین گے۔

القصہ میرا فیض عام ہے۔ مین مومن و کافر مین وجہ امتیاز نہین پیدا کرتی اور اُن کے دلون مین یکسان روشنی کرتی ہون۔ ذی روح و غیر ذی روح مین کوئی فرق نہین سمجھتی اور اپنے نور کا پرتو دونون پر ڈالتی رہتی ہون۔ اب چاہیے تم اپنی آنکھون سے میری شعاعون کو نہ دیکھتے ہوگے مگر ہی

شمعوں اور چراغوں کی روشنی مین چلتے پھرتے ہو جو میرے نور سے روشن ہوئے ہین۔ مین نے تمھین دنیوی تمدن و معاشرت اور تہذیب کے وہ وہ راستے دکھلائے جو تمھین کبھی خواب مین بھی نظر نہ آئے تھے اور اسی پر اکتفا نہ کر کے مین نے راہ آخرت کی دور دراز گلیون مین بھی تمھاری رہبری کے واسطے اپنی بجلی کے لیمپ روشن کر دیے تاکہ میرے نور کے اُجالے مین تم راہ نجات پا سکو اور اس تیرہ خاکدان عنصری سے نکل کر اُس عالم نور مین پہونچ جاؤ جہان پہونچنے کے لیے ہر شخص بے چین و بے قرار ہے"

شمع وفا کی زبان سے یہ حالات سننے کے بعد کون شخص ہے جو نور ایمان رکھتا ہو اور اپنے دل مین اس کا چراغ روشن نہ پائے؟

راقم سید نظام الدین شاہ دلگیر اکبرآبادی۔

ریویو خاتونان ہند

مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے بی۔ اے ہیڈ ماسٹر دیال سنگھ ہائی اسکول لاہور

ہندوستان کے عہد گذشتہ مین جو مختلف تحریکین مختلف اقوام ہند سے ظہور مین آئین افسوس ہے کہ اُن مین بوی تعصب و رنگ کم سے کم فرق و امتیاز ضرور پایا جاتا ہے جو ہندوستان کی کم نصیبی کی دلیل ہے۔ البتہ برہم سماج ایک ایسی مجلس ہے جس کے اصول کمال بے تعصبی پر مبنی ہین۔ اس سماج والے کبھی دوسرے مذہب سے لڑتے جھگڑتے نہین بلکہ جس مذہب مین جو جو خوبیان ہین ان کے وہ معترف اور مقر ہین۔ راجہ رام موہن رائے بڑے بیدار مغز اور دور بین بزرگ تھے۔ انھون نے ہندوستان کے مختلف اقوام مین ربط و اخلاص پیدا کرنے کے لیے اس سماج کی بنا ڈالی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس تفرقہ پسند ملک نے اسکی قدر نہ کی اور یہ سماج ٹھٹھر کے رہ گئی۔ ورنہ وہ لوگ جو ملک کی بہی خواہی کا دم بھرتے ہین ان اصول پر کاربند ہو کر کام کرتے تو اس سے ایسے ایسے مفید اور عجیب نتائج پیدا ہوتے جو ملک کی کانگرسین اور کانفرنسین باوجود سالہا سال کی کوشش کے پیدا نہین کر سکین۔ اور اگر یہی لیل و نہار تو شاید آئندہ بھی پیدا نہ کر سکین۔ اس سماج کا سب سے مقبول اور پسندیدہ فعل یہ ہے کہ وہ دوسرے

مذہب پر حملہ نہین کرتے جو اتحاد کے لیے دل دُکھانے والی چیز ہے۔ بلکہ اُن سے مستفید ہونے کی کوشش کرتے ہین۔ چنانچہ حال ہی مین اس سماج کے ایک معزز ممبر نے آنحضرت پیغمبر خدا صلعم کے حالات پر ایک مختصر سی کتاب کمال بے تعصبی کے ساتھ لکھی ہے۔ جس کی نظیر ہندوستان کے کسی دوسرے فرقہ مین نہین ملتی۔ اور اُن کا یہ کام نہایت قابل قدر اور مستحسن ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم افسوس کے ساتھ یہ دیکھتے ہین کہ اسی سال اس سماج کے ایک لائق ممبر نے ایک کتاب بنام **خاتونان ہند** شائع کی ہے جس مین غلط واقعات کی بنا پر مسلمانون کے ایک عظیم الشان بادشاہ پر اتہام لگایا ہے جو رنج دینے والی بات ہے۔ تاریخ مین اگر تحقیق سے کام نہ لیا جائے تو بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتی ہے۔ اور اسی لیے تاریخ کا لکھنا بڑے محقق شخص کا کام ہے ہندوستان کا یہ زمانہ ایسا نہین ہے کہ اس مین اس قسم کی تالیفات بے سوچے سمجھے شائع کیے جائین۔ ہندو مسلمانون کا معاملہ بہت نازک ہوتا جاتا ہے اور بیجا اور ناروا حملون کے کرنے سے باہمی مخالفت اور بڑھتی ہے جو اس بدنصیب ملک کے حق مین سم قاتل کا اثر رکھتی ہے۔ اس لیے ہندو مسلمان مولفین و مصنفین کا فرض ہے کہ اس کا خاص لحاظ رکھین اور اپنی سہل انکاری اور کوتاہی سے ملک کو خواہ مخواہ نقصان نہ پہنچائین۔

اس کتاب مین ہندو مسلمانون کی ۲۸ مشہور عورتون کے حالات درج ہین۔ از انجملہ روشن آرا بیگم کی شاہزادی کا حال بھی ہے جس مین شہنشاہ اورنگ زیب پر سخت حملے کیے گئے ہین اور کوئی تاریخی ثبوت یا کسی تاریخ کا حوالہ نہین دیا گیا۔ ایسی سخت باتون کا لکھنا اور تاریخی حوالہ نہ دینا بہت بڑی جرأت کا کام ہے۔ تحقیق کرنے سے ہمین معلوم ہوا کہ اس کا ماخذ ٹاڈ کی کتاب راجستان ہے۔ ٹاڈ وہ شخص ہے جس نے راجپوتون کی حمایت مین مسلمانون پر نہایت رکیک اور دل دُکھانے والے حملے کیے ہین۔ اور اس کی کتاب جابجا فرضی واقعات اور غلط قصص و حکایات سے مملو ہے۔ مولف کتاب نے اِن واقعات کو بلا تحقیق ہو بہو نقل کر دیا ہے اور ٹاڈ کی کتاب کا بھی حوالہ نہین دیا۔ اور سب سے بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ اس شاہزادی کے حالات تو دونون صاحبون نے لکھے ہین مگر شاہزادی کا نام کسی نے بھی نہین لکھا۔ جو کس قدر مشتبہ بات ہے۔

شروع ہی مین مؤلف کتاب لکھتا ہے کہ "تواریخ کے پڑھنے والون سے یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ مغلیہ خاندان کی سلطنت اکبر جہانگیر اور شاہجہان کے عہد مین بہت عروج پر تھی اور

اورنگ زیب کا زمانہ شروع ہوتے ہی اس زبردست سلطنت مین کھلبلی مچنی شروع ہوگئی۔ اورنگ زیب نے دیکھا کہ اُس کی سلطنت ڈگمگانی شروع ہوگئی ہے تو اس نے مختلف قسم کی چالین چلنی شروع کین۔ ہندوؤن کو خوش کرنے کے لیے اس نے یہ سوچا کہ اپنے دادا کی طرح راجپوتون سے رابطۂ اتحاد پیدا کرے۔ چنانچہ اس ارادہ کو عملی شکل دینے کے لئے اُس نے اپنے قاصدون کے ذریعہ سے کسی لائق راجپوت شاہزادی کی تلاش شروع کی۔ ہوتے ہوتے اُسے معلوم ہوا کہ روپنگرھ کی شاہزادی نہایت حسین اور شادی کے قابل ہے۔ چنانچہ اُس کے دل مین یہ زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ جس طرح ہوسکے اُسے اپنے عقد مین لائے۔ الغرض دو ہزار سوار ایک افسر کے ماتحت روانہ کیے تاکہ وہ شاہزادی کو باحتیاط دہلی لے آئین۔"

ہمین یقین ہے کہ جس کسی نے ہندوستان کی تاریخ بغور یا سرسری طور سے بھی پڑھی ہے وہ کبھی اسے تسلیم نہ کرے گا۔ وہ مورخ جو اورنگ زیب کی پالیسی کے سخت مخالف ہین انھون نے بھی اُس کے پرائیویٹ کیرکٹر کی بے انتہا تعریف کی ہے۔ جو خیال ٹاڈ صاحب یا مولف کتاب نے یہان ظاہر کیا ہے اِس کا پتہ کسی تاریخ سے نہین ملتا۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہین کہ جب شاہزادی کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے علانیہ یہ کہدیا کہ اورنگ زیب کی بیوی بننے کی نسبت مین موت کو ترجیح دون گی اور فوراً میواڑ کے رانا راج سنگھ سے شادی کر لی۔ جب یہ حال اورنگ زیب کو معلوم ہوا تو اُس کے تن بدن مین آگ لگ گئی اور شکار کے ہاتھ سے نکلجانے پر کف افسوس ملنے لگا۔ آخر قہر درویش بر جان درویش خون جگر کھا کر چپ ہو بیٹھا اور تاک مین رہا کہ کب موقع ملے کہ رانا اور شاہزادی سے دل کھول کر بدلا لے" قطع نظر اس کے کہ واقعات کا گلا گھونٹا گیا ہے۔ طرز تحریر کس قدر رکیک اور لغو ہے۔ اس کے بعد اُس خط کا ذکر کیا ہے جو رانا نے اورنگ زیب کو لکھا ہے اور جس کا صحیح ہونا ابتک پایۂ ثبوت کو نہین پہونچا ہے۔ مولف کتاب لکھتے ہین کہ "اس خط کے پہونچتے ہی اورنگ زیب نے مصمم ارادہ کر لیا خواہ کچھ ہی ہو رانا کو نیچا دکھا کر شاہزادی کو اپنے عقد مین لائے" اس قسم کی رکیک اور ذلیل باتین اورنگ زیب کی طرف منسوب کرنا انتہا درجہ کی جرأت اور دروغگوئی ہے۔ اورنگ زیب کی پارسائی اور اتقا پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ اور اس پر اس قسم کا اتہام وہی شخص لگا سکتا ہے جو تاریخ سے محض ناواقف ہے۔

پھر وہ لکھتے ہین کہ "اورنگ زیب نے طیش مین آکر جنگ کی تیاریان کین۔ شاہزادی کے اصرار

اور حوصلہ دلانے سے رانا اور اُس کی فوج لڑی اور پہاڑون مین پناہ لیکر شاہی فوج پر وہ غضب توڑا کہ صرف تھوڑے سے آدمی بچکر واپس گئے۔ اور رانا کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی "
اس واقعہ کے متعلق صاحب مآثر الامرا جو خود بھی اورنگ زیب کا مخالف ہے لکھتا ہے کہ
"جزیہ کی وجہ سے بعض راجپوت راجاؤن مین بیدلی پھیلی اور رانا اُدیپور نے سرکشی اختیار کی۔ لہذا سال بست و سوم جلوس مین اُس کی گوشمالی ضرور ہوئی۔ رانا اُدیپور کو چھوڑکر بھاگ گیا اس لیئے حسین علی خان کی سرکردگی مین اُس کے تعاقب کے لیے فوج روانہ کی گئی اور بعد ازان محمد اعظم شاہ و سلطان بیدار بخت نامزد ہوے۔ رانا وطن سے نکل کر آوارہ و پریشان ہوگیا اور آخر شاہزادے سے شفاعت کا ملتجی ہوا اور پرگنہ ماندل و بدہنور سرکار بادشاہی کے نذر کیے۔ شاہزادے کی سفارش سے خطاب و منصب پنجہزار سوار بحال ہوئے"
مولف کتاب نے اصل واقعہ کو کسقدر رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے۔
یہی رانا راج سنگھ تھا جس کی اورنگ زیب کے دربار مین ہمیشہ عزت افزائی ہوئی اور بارہا خلعت وغیرہ عطا ہوئے۔ چنانچہ مآثر عالمگیری کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "سال ۱۰ جلوس مین رانا راج سنگھ کو خلعت خاصہ و جمدھر مرصع و فرمان عنایت عنوان کے ارسال سے معزز فرمایا" اس کے بعد مصنف مآثر عالمگیری اسی طاعت کیش اور وفادار راجہ کی نسبت لکھتا ہو کہ "سال ۲۲ جلوس مین فرمان و خلعت و سرپیچ مرصع اور بیس ہزار روپیہ ارسال کیئے گئے۔ سال ۲۴ جلوس مین محمد نعیم رانا راج سنگھ کی وفات پر اس کے بیٹے جے سنگھ کے پاس خلعت تعزیت لیکر گیا"
اس تاریخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ "سال ۴۳ جلوس مین رانا راج سنگھ کے بیٹے اندر سنگھ کو دو ہزاری ہزار سوار اور دوسرے بیٹے بہادر سنگھ کو ہزاری پانصد سوار کے مناصب سے معزز و مفخر فرمایا"
جس بادشاہ کی راجہ اور اُس کے بیٹون کے ساتھ یہ عنایتین ہون اُسکی نسبت ایسے بہتان باندھنا بہت ہی شرمناک بات ہے۔
اس شاہزادے کے حالات مین یہ بھی لکھا ہے کہ "ایک سال بہت سخت قحط پڑا۔ رانی نے بے مثل ہمدردی اپنی رعایا کے ساتھ ظاہر کی خود گھر گھر پھر کر روپیہ اور خوراک تقسیم کی

اور ایک بڑا کام یہ کیا کہ دریائے گومتی مین پشتہ باندھکر ایک خوبصورت جھیل بنوائی۔ تاڈ نے اس کارخیر کو رانی سے منسوب نہین کیا بلکہ راجہ سے کیا ہے۔ یہ تالاب راج سمندر کے نام سے مشہور تھا۔ خود نام بتا رہا ہے کہ اس کام کا کرنے والا راج سنگھ تھا لیکن ہماری سمجھ مین یہ نہین آیا کہ دریائے گومتی مین پشتہ باندھنے سے میواڑ کی جھیل کیسے بنگئی۔ دریائے گومتی ممالک متحدہ مین واقع ہے اور ایک دریا اس نام کا بنگال مین ہے۔ دریائے گومتی اس حصۂ زمین سے بہتا ہے جو دریائے گنگا و گھاگھرا کے درمیان واقع ہے اس کا منبع ایک چھوٹی سی جھیل پھلجر تال ہے جو پیلی بھیت سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر ہے اور [illegible] میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد یہ دریائے گنگا مین جا گرتا ہے۔ اس کا طول البلد ۸۰ درجہ اور عرض البلد ۲۹ درجہ ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ بیان بھی غلط ہے۔

سخت تعجب کی بات ہے کہ ایک ایسی کتاب جو ملک کے لڑکون لڑکیون اور نوجوانون کے ہاتھ مین جائیگی اس قسم کے بے سروپا اور غلط واقعات اور بیانات سے مملو ہے۔

ہمارے ہموطن بھائیون کو ایسے معاملات مین بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے خصوصا جب واقعات اس طرح کے ہون کہ ان سے کسی دوسرے فرقہ کی دل آزاری کا اندیشہ ہو تو خاص طور پر تحقیقات اور بے تعصبی سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے انھین حرکات سے ملک کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے اور جبتک ہم تعصب اور تنگدلی کو نہ چھوڑینگے اس وقت تک کوئی تدبیر خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ کیون نہو ملک کے لیے مفید نہین ہوسکتی۔

عبد الحق۔ از حیدر آباد دکن۔

مربیان دلگداز

آپکی عنایت و محبت کے سہارے پر آپ کا یہ پسندیدہ پرچہ جاری کر دیا گیا۔ اور اسی شان سے جو شروع شروع مین اس دلچسپ پرچہ کی تھی۔ اب قیمت بھی صرف عہ ہے۔ کوئی دشواری نہین کہ آپ اپنے کل احباب کو اس کا خریدار بنادین۔ سال مین ایک روپیہ ایسے اعلیٰ درجہ کے لٹریچر کے لیے کسی طرح گران نہین۔

منیجر دلگداز

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور سوانح وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی** - سلسلۂ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب حضرت جنید بغدادی کے حالات زندگی - آپکی تعلیمیں آپ کا تصوف اور آپ کا فلسفۂ الٰہی قیمت .... عہ ر

(۲) **ابوبکر شبلی** - سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب حضرت شیخ شبلی کے حالات - آپکی جدت اور آپ کا جذب و خروش - عہ ر

(۳) **تاریخ سندھ** - نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت اسلامیہ کے آخر زمانے تک مستند طریقوں سے فارسی و انگریزی مورخین کی تغلیط اور اس کا بیان فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا۔ دو جلد۔
جلد اول کی قیمت .... ہے ر
جلد دوم کی قیمت .... ہے ر

(۴) **حروب صلیبیہ** صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کے لیے مسلمانوں و عیسائیوں میں ہوئیں منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جس میں عربی مستند تاریخوں سے مدد لے کے نوٹس اضافہ کیے گئے ہیں قیمت عا ر

(۵) **حسن بن صباح** - بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی اس کی تعلیمیں اس کا علم و فضل اور اس کے سرگرم فدائی۔ قیمت ۶ ر

(۶) **خواجہ معین الدین چشتی** رح حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات - ۶ ر

(۷) **تاریخ بغداد** - مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک قیمت - ۶ ر

(۸) **افسانۂ قیس** عاشق لیلیٰ مجنون عامری کے صحیح تاریخی حالات - قیمت .... ۳ ر

(۹) **ملکۂ زنوبیہ** حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی نژاد حسین شاہزادی کے حالات زندگی قیمت ۳ ر

(۱۰) **الحکم الرفاعیہ** - سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے سراپا نصائح رسالہ کا ترجمہ - قیمت - ۳ ر

(۱۱) **رفع النقاب** - مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے صحیح حدود بتانے میں مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ ۔ ہہ ر

تاریخی ناول

(۱۲) **قیس و لبنیٰ** - عہد صحابہ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اس کی معشوقہ لبنیٰ کے حالات - وہی سوانح عمری اور وہی ناول عشق کی ہیجان اور جوش دل کی آگ بھڑکنے میں سب سے زیادہ زبردست ناول ا عہ ر

(۱۳) **یوسف و نجمہ** کامل جگ بیتی نہیں آپ بیتی ہے کیا موثر کہانی ہے اور پھر وہ بھی زبانی میری اس کے چند ناتمام اوراق ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو بری قدر کے ہاتھوں سے لیے جاتے تھے - اب تکمیل کے بعد اس میں جو لطف پیدا ہو گیا ہے وہ دیکھنے ہی تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول۔ قیمت .... عہ ر

(۱۴) **شوقین ملکہ** - پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات - ایلینر ملکۂ فرانس کی عشق بازیاں میدانوں کے پہلو میں زنانہ کیمپ - رزم کے ساتھ ساتھ بزم - مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیوں کی جانفشانی - دلبری و سحر آفرینی نہایت مزے کا ناول - قیمت - عہ ر

(۱۵) **فتح اندلس** - سپین پر عربوں کا حملہ - جولین حاکم سبتہ کی بیٹی - آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اس کی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلواروں سے اس کا انتقام - اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے سچے واقعات میں کیسی جان ڈال دی ہے (زیر طبع) قیمت - عا ر

(۱۶) **مقدس نازنین** - ایک برٹش لڑکی کا مرد بنکے ملک ملک پھرنا اور آخر پوپ روم یعنی حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا مسند پاپائی پر وضع حمل مسیحیوں میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے اس کی نجات - عہ ر

(۱۷) **فلورا فلورنڈا** - اسپانیۂ عظمیٰ کے عہد خلافت آل مروان میں عیسائیوں کی حالت ان کا احمقانہ تعصب اور مجنونانہ جوش شہادت - ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا اور اس خرابی کا حیرت خیز اور عبرت آمیز انجام - عہ ر

(۱۸) **ملک العزیز ورجنا** - تیسری صلیبی لڑائی - رچرڈ شیر دل اور صلاح الدین اعظم دل دادہ اور معرکۂ کارزار عشق اور اس کے ساتھ سچا دینی جوش - قیمت - عہ ر

(۱۹) **ایام عرب**۔ جاہلیت عرب کی دو تاریخی ڈرامائی حربی رسم و رواج اور اوضاع و اطوار۔ شاعری اور معرکہ آرائی صحرا کا عشق اور محل کا عشق۔ دو عربی شاہزادیاں اور دو شریف و شجاع نوجوان۔ دربار بنی غسان۔ دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویریں۔ اور شیرین و مریم کی سرگذشت۔ دو جلدیں۔

جلد اول کی قیمت۔ عہ/

جلد دوم کی قیمت۔ عہ/

(۲۰) **فردوس بریں**۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین۔ اور ان کے سرگرم فدائی جیتے جی ملاء اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفہ الٰہی اور اسکا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ۔ اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اس اردو ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں بھی نہیں مل سکتا۔ قیمت . . . . عمر

(۲۱) **حسن انجلینا**۔ روس و روم کی لڑائی ایرانیوں اور ترکوں کی پھوٹ اور اسکا انجام۔ مگر آخر میں اتفاق و اتحاد اور رضامندی باہمی۔ قیمت . . . . . عہ/

(۲۲) **منصور موہنا**۔ ارض سندھ میں ایک انصاری خاندان اگلی فتوح عرب کی یادگار۔ اسکی تباہی اور پھر محمود غزنوی کی مدد سے اسکا سنبھلنا۔ حسن و عشق کی نہایت دلکش تصویریں مسلمان مجاہد ہوتے آگے آگے مسلمان فقرا اور اسلام کے داعی و مشنری عہ/

(۲۳) **شہید وفا**۔ غرناطہ اور اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اسکا زوال۔ ایک سچے بہادر و غیور عاشق کا استبداد پر جان دے دینا یا عشق حسرت و اندوہ کی سچی تصویریں یہ ناول نہیں نثر اردو میں ایک المناک ڈراما ہے۔ عہ/

(۲۴) **درگیش نندنی**۔ بنکم چندر چٹرجی کے اس نام کے ایک ناول کا ترجمہ جو اردو میں نہایت مقبول ہوا۔ اکبر کا دور اور پٹھانوں کی حکومت کا زوال۔ قیمت . . . عہ

(۲۵) **دلچسپ**۔ مصنف کا پہلا زور قلم عشق اور اسکی بیتابیاں۔ دو حصے۔

حصہ اول کی قیمت۔ ۶/

حصہ دوم کی قیمت ۸/

(۲۶) **دلکش**۔ طالب علمی اور عشق۔ نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان۔ دو حصے۔

حصہ اول کی قیمت۔ ۶/

حصہ دوم کی قیمت

(۲۷) **آغا صادق کی شادی**۔ لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک بامذاق تصویر کس کی دلہن کس کے ساتھ کی کہیں مجھ کو کاسر کسی تحیر شہر میں شادی کرو تو خوب سوچ سمجھ کے کرو۔ قیمت

(۲۸) **بدر النسا کی مصیبت**۔ نہایت پاکیزہ ناول ریل کے سفر میں بی بیوں کا بدل جانا اور اسکا انجام۔ ۶/

(۲۹) بیوہ کی تلخ ایک نہایت عجیب ڈراما۔ رضامندی اور نارضامندی کی شادیاں۔ قیمت . . . . . .

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۳۰) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۲ء۔ مکمل بارہ پرچے قیمت عہ/

(۳۱) **جلد دلگداز** ۱۹۰۳ء۔ ۱۹۰۴ء۔ دلگداز کے وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۳ء اور سنہ ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) عہ/

(۳۲) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۵ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت عہ/

(۳۳) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت عہ/

(۳۴) **جلد دلگداز** سنہ ۱۹۰۷ء۔ وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۷ء و سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئے۔ (۱۰ پرچے) قیمت عہ/

(۳۵) **جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ء**۔ یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا جس میں مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہیں جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ۲۲ رسالہ۔ قیمت۔ عہ/

مولانا شرر کے ان تصانیف کے علاوہ اور تمام ناول بھی جو یہاں دستیاب ہو سکیں گے بہ کوشش فراہم کر کے روانہ کیے جا سکتے ہیں۔

نواب سید علی حسن خاں بہادر کے پر مغز مؤثر و عالمانہ تصانیف بھی ہمارے ذریعے سے مل سکتے ہیں۔

اسرار الحسن (۱۲) شریعۃ الاسلام (۵/) البیان (۲) تعلیم و تربیت (۳/) دین و دنیا وارداتِ ...

المشتہر۔ محمد فاروق منیجر دلگداز

کشمیری بازار ... لکھنؤ۔

دلگداز

نمبر ۲ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۰ء جلد ۱۲

باہتمام

خادم قوم محمد فاروق منیجر رسالۂ دلگداز و دلگداز پریس

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان سے شائع ہوا

دلگداز

یہ رسالہ ۱۸۸۷ء سے نہایت آب و تاب اور بکمال مقبولیت کے ساتھ جاری ہی مضامین نہین تیر دلنشتر یا کسی شوخ ادا کی نگاہ ناز ہین جو دل مین اُترتے اور دل ہی مین ٹھہر جاتے ہین۔ دلگداز خاص اپنے رنگ کا رسالہ اور زیادہ تر اپنے مشہور روزگار ایڈیٹر کے لٹریری کمالات کا آئینہ ہے۔ معزز خریدارون کی تحریک پر اب انتظام کیا گیا ہے کہ رسالہ بغیر ناول و تاریخ کے شائع ہوا کرے اور ناول وغیرہ ہر سال جداگانہ چھپوا کے شائع کر دیے جائین۔ لہذا اب رسالہ مین صرف عمدہ مضامین رہا کرے گا۔ اور مضامین بھی ایسے اعلیٰ درجے کے ہون گے جو زبان اردو مین ایک قسم کی شاعرانہ روح پھونکین گے قیمت کچھ نہین صرف ایک روپیہ (عہ) سالانہ مع محصولڈاک۔

المشتہر۔ محمد فاروق مینیجر دلگداز۔
کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ

دلگداز پریس

عمدہ اور اعلیٰ درجے کی چھپائی اور ٹھیک وقت پر مل جانا غیر ممکنات مین سے تصور کیا گیا ہی۔ یہ کمی دیکھ کے دلگداز پریس نے چھپائی کا نہایت اعلیٰ درجے کا انتظام کیا ہی۔ اور اس اہتمام کے ساتھ کہ جس تاریخ کتاب کے مکمل چھاپ دینے کا وعدہ کیا جائے اُسی تاریخ دے دی جائے۔ اس مطبع کو ایک خاص فوقیت یہ بھی حاصل ہی کہ مولانا محمد عبد الحلیم صاحب سے اصلاح و مشورے اور تصحیح و ترمیم مین مدد مل سکتی ہی۔ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے بھی بعض کتابین دی ہین جن صاحبون کو اپنی کتابین عمدہ اور جلد چھپوانا ہون فوراً اطلاع دین۔

الملتمس۔ مینیجر دلگداز لکھنؤ۔

بُٹنا یا اُبٹن

ولایتی صابونون کو پھینکیے خدا جانے ان مین کیا کیا ملا ہی اور اپنے پُرانے اُبٹن سے کام لیجیے صفائی اور رنگت نکھرنے کے ساتھ مہینون پنڈا مہکتا رہے تو ہم گنہگار اور حسینون کے سنگھار دان کو تو اس سے خالی رہنا ہی نہ چاہیے۔

درجۂ اول۔ . . . . فی سیر . . . . عا؍
درجۂ دوم۔ . . . . فی سیر . . . . عہ؍
درجۂ سوم۔ . . . . فی سیر . . . . [illegible]

مینیجر کارخانۂ ذوالنورین اینڈ برادرس دفتر دلگداز۔ کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ

لکھنؤ کے کھلونے

مٹی کے کھلونے اور نقلی میوجات لکھنؤ سے بہتر کہین نہین بنتے اور ہر جگہ لوگ اُنکی خریداری کا شوق رکھتے ہین ان کھلونون کے دیکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہی کہ آج یورپ بھی لکھنؤ کا مقابلہ نہین کر سکتا ہی۔ اور ہم نے انتظام کیا ہی کہ اس خوبی سے پارسل بنا کے روانہ کرین کہ بہت کم نقصان ہو۔ کھلونے فی درجن للعہ سے صہ تک۔

درخواستین فوراً آئین۔

المشتہر۔ محمد فاروق مینیجر دلگداز کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ۔

لندن اور لکھنؤ کے مشرقی و مغربی حصے

اس وقت بلاد اور دولت برطانیہ کے دارالسلطنت شہر لندن کے شرقی و غربی حصون کو ایک خاص حیثیت سے شہرت و امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ یہ دونون حصے ایک دوسرے کے مقابل نہایت عجیب قسم کا اختلاف و امتیاز رکھتے ہین۔ مغربی حصہ تمدن و تہذیب، ثروت مندی، اور شان و شوکت کا مرکز ہے۔ بڑے بڑے امرا۔ اعلیٰ درجہ کے ممبران سلطنت۔ اور دولت مند تاجر اسی حصہ مین رہتے ہین۔ مشہور زمانہ تھیٹر عالیشان ہوٹل۔ اور ارلس کورٹ اور اولمپیا کی سی تفرج گاہین سب اسی مغربی شان و شوکت کے آغوش مین نظر آتی ہین۔ اعلیٰ درجے کے کلب۔ جادو نگاہ دلربا دل و ربا ہوش خاتونون کی عشرت گاہین۔ عالی مرتبہ لارڈون اور معزز ڈیوکون کی با شان و شوکت محفلین۔ اور علما و فضلا کی نکھری صحبتین۔ سب شہر کے اسی سواد مین ہین جو گویا فردوس بریں بنا ہوا ہے۔ یہین وہ باعظمت و حیرت عمارتین قائم ہین جنکی دنیا مین شہرت ہے۔ اور یہین کی انجمنون اور دعوتون مین وہ فصیح و بلیغ اسپیچین سنی جاتی ہین جو برسون تک اطراف عالم مین گونجتی رہتی ہین۔ پارلیمنٹ کی اعجوبۂ روزگار عمارت یہین ہے۔ ایوان خسروی و سریر شہریاری یہین ہے۔ برٹش میوزیم مکنیکل میوزیم۔ اور نیچرل ہسٹری میوزیم یہین ہین۔ دفاتر سرکاری۔ اعلیٰ عدالتین۔ وسٹ منسٹر ایبی۔ اور سینٹ پالس کیتھیڈرل یہین ہین۔ اور ہائڈ پارک۔ اور ریجنٹ پارک کی سی فرحت بخش و جانفزا نزہت گاہین بھی یہین ہین۔ یہی حصہ فیشن کا سانچہ ہے۔ یہین کے درزی لباس مین روز ایک نیا نکین پیدا کرنے کے بادشاہ ہین۔ یہین کی بیگمیں اور خاتونین دن مین بیس بیس جوڑے بدلتی اور "ہر لحظہ بوضع دگر آن یار بر آید" کی مصداق بنی رہتی ہین۔ یہین ہر موسم دلون مین نئی امنگین

پیدا کرتا ہے - یہین روز نئی وضعین ایجاد ہوتی ہین - یہین کی تراش خراش پر ساری دنیا کی نظر رہتی ہے - اور اسی کی سڑکون پر پھر پھر کے نوجوان عیاشی و عشرت پرستی کے نئے نئے کرتب دیکھتے سیکھتے اور فیشن ایبل بنتے ہین -

یہ تو لندن کا مغربی حصہ تھا - اب مشرقی حصہ کو بھی دیکھ لیجیے جو نکبت و فلاکت اور تباہی و خستہ حالی کا سب سے زیادہ عبرت ناک نمونہ تصور کیا جاتا ہے - یہ حصۂ لندن وحشتناک جہالتون اور خوفناک بے حمیتون کا ظلمت کدہ بنا ہوا ہے - غربت و افلاس نے یہان تہذیب و شرافت کے ساتھ عصمت و غیرت کو بھی پامال کر ڈالا ہے - بہت کم ایسی سڑکین ہین جن مین کسی مہذب و شائستہ آدمی کو دلچسپی ہو سکے - اور بعض سڑکون پر تو بدتمیزی و بے شرمی اور جہالت و تنگدستی ایسی ہیبت ناک صورت مین نمایان رہتی ہین کہ مہذب و شریف آدمی عزت و آبرو کے اندیشہ سے گزر ہی نہین سکتا - بڑے بڑے مصنفون اور اعلے درجے کے جادو نگارون نے اس حصۂ شہر کی تباہیون اور مصیبتون کو عبرت ناک الفاظ اور موثر عبارتون مین ظاہر کیا ہے - کہا جاتا ہے کہ افلاس و فاقہ زدگی نے یہان نہ عصمت ہی باقی رکھی ہے اور نہ شرافت - ڈاک یارڈ اور بڑے بڑے کارخانے اس حصہ مین قائم ہین جن سے غریب مزدورون کی بہت کچھ پرورش ہو جاتی ہے - مگر پھر بھی گنجان آبادی کے غریب بسنے والون مین سے اکثر کو نہ پیٹ بھر روٹی ملتی ہے اور نہ بقدر ضرورت کپڑا - جس کی وجہ سے انتہا درجہ کی بدکاری و بے شرمی - اور حد سے زیادہ بیحیائی و عصمت فروشی کے کرشمے نظر آتے رہتے ہین -

اس امتیاز نے یہ فرق پیدا کر دیا ہے کہ مغربی حصہ کی دوکانون مین اگر اعلیٰ قسم کا مال نہایت گران قیمت پر ملتا ہے - تو مشرقی حصہ مین ذلیل سے ذلیل اور خراب سے خراب چیزین بہت ہی سستی فروخت ہوتی ہین - اور اس پر بھی مشرقی لندن کے غربا بسر نہین کر سکتے - لیکن اس غربت و فلاکت پر بھی مشرقی لندن اعلے درجہ کی عمارتون اور بڑے بڑے مکانون سے بھرا ہوا ہے - جو سلسلہ وار بڑے بڑے سر بہ فلک پہاڑون کی طرح قائم ہین - اور ان کے بھٹون اور کھوئون یعنی تنگ و تاریک حجرون اور تہ خانون مین ہزارہا مخلوق رات کو اس طرح بہائم کے شکل بھر دی جاتی ہے کہ نہ باپ بیٹی کا امتیاز باقی رہنے پاتا ہے نہ بھائی بہن کا -

اب مغرب زمین کو چھوڑ کے ارض مشرق مین آئیے - اور ہمارے مرحوم شہر لکھنؤ پر ایک نظر ڈالیے - اس شہر کے مشرقی و مغربی حصون مین بھی وہی تقابل و تضاد نظر آئیگا جو لندن مین نظر آیا تھا - مگر فرق اتنا ہے کہ لندن کا مغربی حصہ شان و شوکت و دولت و امارت - اور شائستگی و تہذیب کا نمونہ ہے اور لکھنؤ کا مشرقی حصہ جسکی عمارت و آبادی سے مرفہ الحالی اور رونق کے ثبوت ملتے ہین - اسی کے مقابل لندن کا مشرقی حصہ اگر فلاکت و افلاس کا ظلمت کدہ ہے تو لکھنؤ کا مغربی حصہ جہان تباہی و بربادی اور فلاکت و ذلت کی کوئی انتہا نہین باقی رہی -

یورپ والے مشرق کو عیش و عشرت اور شان و شوکت کا گھر تصور کرتے ہین اور مشرقی دُنیا خصوص ہندوستان والون کے خیال مین ارض مغرب ہر قسم کی ترقیون - شاندار یون - اور دولتمندیون کی مرکز ہے - اس مناسبت سے لندن اور لکھنؤ کا یہ اختلاف چندان بے محل و بے موقع نہین - تاکہ مغربی سیاح کو یہان کے مشرقی حصہ شہر مین اپنے خیال کی مشرقی دھوم دھام نظر آیا کرے اور ہندوستان کے طالبعلم کو وہان پہونچتے ہی مغربی حصہ شہر مین وہ مغربی دھوم دھام شان و شوکت اور زینت و آرائش نظر آجائے جسکے خواب دیکھتا ہوا وہ بحیرۂ روم کے پار ہوتا ہے -

مگر لکھنؤ اور لندن کا مقابلہ ہی کیا - چہ نسبت خاک را با عالم پاک - سچ یہ ہے کہ صحیح تقابل یون نہین معلوم ہو سکتا کہ لندن کے ایک دولتمند حصہ کا یہین کے ایک فلاکت زدہ حصہ سے اور لکھنؤ کے ایک آباد حصہ کا یہین کے ایک پامال حوادث حصہ سے مقابلہ کیا جائے - اگر اصلی و حقیقی مناسبت دیکھنی ہے تو چاہیے کہ لکھنؤ کے بارونق مشرقی حصہ کا لندن کے پُر از عیش مغربی حصہ سے اور لکھنؤ کے تباہ شدہ مغربی حصہ کا لندن کے افلاس زدہ مشرقی حصہ سے مقابلہ کیا جائے - تاکہ وہان کی دولتمندی کا یہان کی دولتمندی کے مقابلے مین اور وہان کی فلاکت کا یہان کی فلاکت کے مقابلہ مین اندازہ کیا جا سکے -

اس مین شاید کسی کو شک نہ ہوگا کہ لندن کی شوکت و حشمت کے مقابلہ مین لکھنؤ کی دولت کوئی چیز نہین - جس شہر کی عظمت و شان کا مقابلہ سارے روے زمین کا کوئی شہر نہ کر سکتا ہو اُس کے مقابل مین لکھنؤ کا نام لینا ہی بےعقلی ہے - نہ لکھنؤ کو ویسی سلطنت

نصیب ہوسکتی ہے اور نہ ویسی لیاقت وشائستگی - نہ ویسی سر بفلک عمارتین نصیب ہوسکتی ہین اور نہ ویسی تفریح گاہین - اور اسی سے اس کا بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ لندن کی دولت کے مقابلہ مین لکھنؤ کی دولت وہی نسبت رکھتی ہے جو وجود کو عدم سے ہے - مگر فلاکت دنیا ہی مین ہمارا لکھنؤ لندن کے مشرقی حصّہ سے البتہ مقابلہ کر سکتا ہے اور ایسا مقابلہ کہ ہر حال مین وہی کامیابی کی امید رکھتا ہے -

واقعی یہ بات لطف سے خالی نہین کہ اس بے مایگی پر بھی لکھنؤ ایک حیثیت سے لندن کا مقابلہ کرنے کو موجود ہے - اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ لندن کے مقابلہ مین لکھنؤ کا نام ہی نہ لینا چاہیے - کیونکہ اگر لندن دولت مندی مین بڑھا ہوا ہے تو لکھنؤ فلاکت زدگی مین - ہم اگر لندن کی شان وشوکت اور وہان کے تزک واحتشام کا مقابلہ نہین کر سکتے تو وہ بھی ہماری تباہی وبربادی اور نکبت وفلاکت کا مقابلہ نہین کر سکتا -

لکھنؤ کی تباہی وبربادی! کس کی زبان کو یارا ہے کہ اُسے بیان کر سکے - اور کس کے قلم مین طاقت ہے کہ اُس کا اظہار کر سکے ؟ اے انگریزی زبان کے جادو نگارو! اور اے انگلش لٹریچر کے معجز بیانو! تم نے مشرقی لندن کی فلاکت زدگی مفلسی اور وہان کی نکبت ومصیبت کو بہت زور دے کے بیان کیا ہے - اپنی اس جادو بیانی سے تم نے بہت سے دلون کو زخمی کر دیا ہے - بہت سے کلیجون مین ناسور ڈالدیے ہین اور اپنے دیگر کمالات کی طرح اپنی مصیبت کو بھی دنیا مین بے مثل وبے نظیر ثابت کر دیا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ تم نے لکھنؤ کی تباہی کو نہین دیکھا - تم جانتے ہی نہین کہ تباہی وبربادی کیسی ہوتی ہے - اور نکبت وفلاکت کسے کہتے ہین - اگر لکھنؤ کی نکبت ومصیبت کے سین تمھاری نظر سے گزرے ہوتے تو لندن کی مصیبتین دکھانے کے لیے تمھارے قلم مین یہ زور ہی نہ باقی رہتا - اور تم خود سمجھ جاتے کہ یورپ کی مسکنت وفلاکت کے بیان مین جو الفاظ مبالغۂ شاعرانہ خیال کیے جاتے ہین وہ لکھنؤ کے حق مین حقیقت حال ہین -

اس مین شک نہین کہ دنیا مین اور بھی تباہی زدہ شہر موجود ہین اور صدہا عظیم الشان شہر تھے جو آج خستہ وخراب اور تباہ وویران پڑے ہوئے ہین مگر اُن سب کی سرگزشتین داستان کہن ہو چکین - اور اُن کے عروج واقبال کا تماشا دیکھنے والے آغوش لحد مین لیٹ کے ایسے خاموش ہوگئے کہ قیامت تک شکایت

نہ کرین گے - نہ اُنکے کھنڈرون پر کھڑے ہو کے کوئی آہ کھینچنے والا باقی رہا - اور نہ اُنکی تباہی کا مرثیہ سُنانے والا - مگر لکھنؤ! آہ لکھنؤ! تیری رونق و عظمت شب گزشتہ ہی کی پرلطف محفل تھی جسکی یاد ہر دل مین تازہ ہے - اور دیکھنے والون کو بُھلائے نہین بُھولتی - تیری رونق کے دیکھنے والے ہزارون زندہ ہین - سیکڑون آنکھین ہین جنکے سامنے تیرے جاہ و جلال کی تصویرین پھر رہی ہین -

مغربی حصّہ لکھنؤ وہ لکھنؤ ہے جو گزر گیا - کبھی تھا اور اب نہین ہے - تباہی و بربادی مین کہین یہ ہوتا ہے کہ مکان ہین اور مکین نہین - یہان یہ عالم ہے کہ نہ مکین ہی رہے نہ مکان ہی رہے - صدہا محلے ہین جنکے نام میونسپلٹی کے رجسٹر مین موجود ہین مگر اُن مین نہ کوئی مکان رہا نہ کوئی بسنے والا - یہان جو لوگ رہتے تھے اُنھون نے اپنے مکانون کا آخر تک ساتھ دیا - جب عالیشان محلسراؤن کی دیوارین گرین تو نازنینان حرم (پاکدامن خاتونین اور بیگمین) چادرین تان تان کے بسر کرنے لگین - جب چھتین رخصت ہوئین تو چھپّر ڈال لیے اور یہ بھی نہ نصیب ہوا تو آسمان ہی کے نیچے بسر کرنے لگین - یہان تک کہ فلک بے مہر یہ بھی نہ دیکھ سکا اور وہ سب ایڑیان رگڑ رگڑ کے اور فاقہ کر کر کے مرگئین -

لکھنؤ! تیرا مغربی حصّہ ہزارہا آرزوؤن کا گنج شہیدان اور لاکھون حسرتون اور تمنّاؤن کا گورغریبان ہے - کیسے کیسے عالیشان محل - اور کیسی کیسی سربفلک عمارتین آنکھون کے دیکھتے ہی دیکھتے خاک مین مل گئین - صرف دو عمارتین ایک نواب آصف الدولہ کا مشہور امام باڑہ اور دوسری حسین آباد کی بارونق عمارت اسلیے باقی رہ گئی ہین کہ اپنی گرد و پیش کی آبادی اور باشان و شوکت ایوانون کے کھنڈرون پر کھڑے ہو کے دور اُن کی طرف اشارہ کر کر کے اُن کا مرثیہ سُنائین - اور زمانے کو مدت ہائے دراز تک یاد دلاتی رہین کہ یہان کبھی کیسی عظمت و شوکت اور کس درجہ کی دھوم دھام تھی - آس پاس کی محلون مین کیسی چہل پہل رہتی تھی - اور گلی کوچون مین کیسی بھیڑین لگی رہتی تھین -

لکھنؤ مین باہر کے ہزارہا سیّاح آتے - اور آباد مشرقی حصّہ کی سیر کر کے چلے جاتے ہین - انھین خبر بھی نہین ہونے پاتی کہ اسی شہر کے مغربی حلقہ مین کیا قیامت بپا ہوگئی - اور

کس طرح بڑے بڑے محلون کی جگہ جنمین کبھی دولت وحشمت کے بہترین مونے نظر آتے تھے ہل چل رہا ہے۔ جدھر دیکھیے ایک عالم ہُو ہے۔ اور ہر طرف موت کا سناٹا طاری ہے۔ کاش کوئی سیاح دو قدم چل کے ادھر آتا اور اس ادبار نصیبی کے سین کو بھی دیکھتا۔ اور کسی دیرینہ سال فلاکت زدہ شخص سے جس نے ان کھنڈرون سے مرتے دم تک بنا ہنے کا وعدہ کر لیا ہو۔ اور یہین کی گری پڑی اینٹون پر بیٹھا ہوا عبرت روزگار کا تماشا دیکھا کرتا ہو یہان کی سرگزشت سنتا تو اُسے معلوم ہوتا کہ اس مقتل آرزو مین کیسے کیسے مکان کھدے۔ اور کیسے کیسے پر فضا چمن اُجڑ گئے ہین۔

مشرقی لندن مین افلاس ہے۔ مگر ایسا افلاس جسکو انسان برداشت کر سکتا ہے۔ جو لوگون کو تنگدست بناتا ہے مگر مارتا نہین۔ آبادی کو نکبت مین مبتلا کرتا ہے مگر اُجاڑتا نہین۔ لیکن مغربی لکھنؤ کا افلاس وہ افلاس ہے جو اپنے مظلومون کو روندتا اور پامال کر ڈالتا ہے جسکو سہنا انسانی قوت سے باہر ہے۔ اور جو چند ہی روز مین محلون کی اینٹ سے اینٹ بجاتا۔ اور زندون کو سوا آغوش لحد کے کہین پناہ نہین لینے دیتا۔

مشرقی لندن کی فلاکت کے نوحہ خوان انگلستان کے نازک خیال شعرا جادو بیان اسپیکر۔ اور معجز نگار ناولسٹ ہین۔ مگر مغربی لکھنؤ کی تباہی پر کوئی رونے اور دو آنسو بہانے والا بھی نہین۔ شعرا کو گل وبلبل کی داستان سے چھٹی نہین۔ اسپیکر ہندو مسلمانون کے مابین تفرقہ اندازی کر رہے ہین۔ اور ناولسٹ یا اگلے قصے سناتے یا حسن وعشق کی داستانین چھیڑتے ہین۔

مشرقی لندن کے تباہی سے بچانے کے لیے رحم دل اور دردمند قوم سلطنت نے وہان صدہا کارخانے قائم کر دیے ہین۔ ڈاک یارڈ بنوا دی ہے جن چیزون کی وجہ سے لاکھون مخلوق اپنا پیٹ پال سکتی ہے۔ زمین کے نیچے ریل اور اوپر ٹرمیوے۔ اور آمنی بس گاڑیون کو جاری کر دیا ہے تاکہ اُس حلقہ کے رہنے والے نہایت آسانی سے آباد و پُر دولت حصۂ شہر مین پہونچ سکین جہان رات دن ہُن برستا رہتا ہے۔ بہ خلاف اس کے لکھنؤ کی مغربی خانہ بربادی کی طرف گورنمنٹ نے بھی توجہ نہ کی۔ اور جتنے کارخانے اور کاروبار ذریعۂ معیشت بنے تھے سب مشرقی حصۂ شہر ہی کے لیے مخصوص تصور کیے گئے۔ متعدد ... سے اس ...

مین سے کسی نے کوئی اسٹیشن بھی وہان قائم نہ کیا۔ غرض ان سب چیزون کے ذریعے مشرقی حصۂ شہر ہی کی رونق و آبادی مین اضافہ کیا گیا۔

لکھنؤ کے سب سے بڑے دوست مسٹر ہلر تھے۔ جنھون نے شہر کے گلی کوچون مین پھیر کے اور بہت سی تجوزین نکال کے شہر کی رونق دوبارہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر افسوس ہے بدنصیب حصۂ شہر اُنکی نظر لطف اثر مین بھی قابل ہمدردی نہ ثابت ہوا۔ اُنھون نے بھی اس کی طرف سے چشم پوشی کی۔ میونسپلٹی کے ممبرون سے کچھ اُمید ہو سکتی تھی مگر اُنکو بھی ان آباد محلون کے سوا جنمین انکی عالیشان کوٹھیان واقع ہین اُس اجاڑ حصۂ شہر سے کوئی ہمدردی نہین۔

مردم شماری کی رپورٹین بتا رہی ہین کہ مغربی لکھنؤ کی آبادی اسقدر گھٹتی جاتی ہے کہ ہر دس سال بعد سو مین پچیس آدمی بھی نہین باقی رہتے۔ اور اب اس درجہ کو پہونچ گئی ہے کہ آیندہ مردم شماری مین شاید دو ہی چار آدمی باقی رہ جائین گے۔ مگر اسکی طرف نہ گورنمنٹ ہی کو توجہ ہے۔ اور نہ اُن با اختیار رئیسون کو جو کچھ کر سکتے ہین۔ بہرحال اے تباہ و ویران مغربی لکھنؤ۔ تباہی و بربادی مین کوئی شہر تیرا مقابلہ نہین کر سکتا اور تیری تباہی وہ تباہی ہے جس سے بچانے کے لیے کسی کو تجھ سے ہمدردی بھی نہین۔ بہرحال بس ایک خدا کی ذات ہے جس سے اُمید کیجا سکتی ہے۔ مگر بظاہر وہ بھی تجھ پر مہربان نہین نظر آتا۔

اُردو لٹریچر

انگریزی دانون یا اُن لوگون کو جو آج کل کی اصطلاح مین تعلیم یافتہ تسلیم کیے جاتے ہین اپنی مادری زبان اُردو کے متعلق سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ بہت ہی محدود زبان ہے۔ اور نازک خیالات یا اعلے مضامین اُس مین نہین ادا کیے جا سکتے اور انشا پردازی جیسے کمالات اور جیسی خوبیان انگریزی یا یورپ کی اور زبانین پیدا کر سکتی ہے۔ اُردو مین نہین پیدا کر سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ اُردو باوجود اِن ترقیون کے جو اُسے اگلے اور پچھلے دورون

مین حاصل ہوتی رہین نہایت ہی بدنصیب زبان ہے - پچاس سال پہلے جب ہندوستان مین عربی و فارسی کا دور دورہ تھا خود اُردو بولنے والون - اور صاحب علم اہل زبان کا یہ خیال تھا کہ عربی و فارسی کے سامنے اُردو کوئی وقعت نہین رکھتی - فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ عربی ہے - اور اُس سے تھوڑا بہت فیض قابلیت اگر کسی زبان کو حاصل ہوا ہے تو وہ فارسی ہے - جسکے لٹریچر مین غیر معمولی شیرین زبانی - اور جسکی نظمون مین بہت ہی اعلے درجہ کی نازک خیالی و بلند پردازی موجود ہے - غرض اُن کے مذاق مین جو کچھ خوبیان تھین عربی - فارسی کے لٹریچر مین تھین - اردو کوئی چیز نہ تھی -

اب عربی و فارسی مذاق کے ختم ہونے کے بعد جب انگریزی کا دور شروع ہوا اور ہمارے تعلیم یافتہ مغربی مذاق سخن سے آشنا ہوئے تو اُنھون نے عربی و فارسی کو تو یہ کہہ کے خارج از مبحث کر دیا کہ ہم اُن زبانون سے واقف نہین - مگر یہ کہ قوائے ناقدہ ہر عضو ضعیف سے ریزد؛ اُن کی اعلی تعلیم اور مسلم الثبوت قابلیت کا سارا بار غریب اُردو ہی پر پڑنا شروع ہوا - اور ہر طرف سے یہ صدا بلند ہوئی کہ اردو نہایت ہی ناقص زبان ہے - اِس مین نہ انگریزی کی سی فصاحت و بلاغت ہے - اور نہ مغربی مذاق سخن کی سی دلفریبیان -

خلاصہ یہ کہ بدنصیب اُردو جس طرح پہلے دور مین بدنام تھی اُسی طرح اِس دور مین بھی بدنام ہے - جیسے اگلے دنون صدہا شعراے سخن سنج کے پیدا ہو جانے - گھر گھر شاعرون کی گرم بازاری ہونے - میر و سودا اور غالب و ذوق کے ایسے پیغمبران سخن کے غزل بھرائی کرنے - اور سرور کے ایسے جادو بیان نثار کے داد فصاحت دینے پر بھی اُردو کوئی عمدہ اور قابل توجہ زبان نہ سمجھی گئی - ویسے ہی اب باوجود اِس کے کہ دولت برطانیہ کی توجہ سے اُردو عدالت پر حکومت کر رہی ہے - تمام ملکی مراسلت اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ اُردو مین جاری ہے - آزاد و مولوی نذیر احمد اور سرسید کے سے جادو بیان نثار - حالی کے سے معجز نما شاعر - مولوی شبلی کے سے مورخ اپنے زور قلم کے جوہر دکھا رہے ہین - شہر شہر اور قصبہ قصبہ مین اُردو کے مدارس جاری ہین - اور کوئی فن نہین جسکے متعلق کوئی نہ کوئی کتاب اُردو مین نہ شایع ہو گئی ہو تعلیم یافتہ

جماعت یہی کہہ رہی ہے کہ اُردو کی کچھ ہستی نہیں۔ نہ اُسکے نظم ہی مین کوئی مزہ ہے نہ اُسکے نثر ہی مین کوئی خوبی ہے۔

اہلِ اُردو پہلے بھی مظلوم تھی اور اب بھی ہے۔ اور اُس پر ظلم کرنے والے خود وہ لوگ ہین جو اُردو کے اہلِ زبان ہونے کے مدعی ہین۔

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند   سعدی از دستِ خویشتن فریاد

لیکن اس کا سبب کیا ہے کہ اُردو پبلک کو دنیا بھر کی زبانون مین مزہ آتا ہے اور یہین آتا تو خود اپنی زبان مین۔ اس راز کا پتہ لگانے کے لیے ہم نے اکثر تعلیم یافتہ دوستون سے سوالات کیے اور معلوم کرنا چاہا کہ آخر وہ کون سی خوبی ہے جسے یہ لوگ اُردو مین ڈھونڈھتے ہین اور نہین پاتے۔ ہمین اپنے سوالون کے جواب مین جو کچھ معلوم ہو سکا وہ اسی قدر ہے کہ بعض حضرات کو تو انگریزی سے اُردو مین ترجمہ کرتے وقت ویسے جامع اور صحیح مفہوم ادا کرنے والے الفاظ نہین ملے جیسے کہ انگریزی مین تھے۔ بعض حضرات انگریزی کے سے اشعار اُردو مین ڈھونڈھتے ہین اور وہ اُردو مین معدوم ہین۔ اور جن جن انگریزی نظمون کے ترجمے اُردو مین کر دیئے گئے ہین اُن مین وہ انگریزی کی سی بات نہین۔ غالباً اسی قسم کے نقصانات عربی مذاق رکھنے والے سلف صالح کو ہوتے کہ عربی سے اُردو مین ترجمہ کیجیے تو ویسے جامع و حاوی الفاظ نہین ملتے۔ اور اُردو شاعری مین عربی شعر و سخن کی خوبیان نہین ہین۔

لیکن اگر یہی اعتراضات ہین۔ اور اسی قسم کی رائین قائم کرنے کی بنیاد اسیقدر ہے تو میرے خیال مین اُردو زبان تو اتنی تنگ اور محدود نہین مگر خود اُنکے خیالات مین تنگی اور کج فہمی ہے۔ اور اس کا الزام بجاے اسکے کہ زبان اُردو کو دیا جائے خود اُنکی لیاقت و قابلیت پر عائد ہوتا ہے۔

دنیا کی ہر زبان کا قاعدہ ہے کہ اس مین گرد و پیش کی چیزون بولنے والون کی صحبتون۔ اور اُنکے عادات اطوار۔ اور معاملات کے لحاظ سے اُس قسم کے خاص الفاظ ہوا کرتے ہین جو تمام پہلوؤن اور جملہ مفہومات متعلقہ کے اعتبار سے بے مثل و نظیر ہوتے ہین۔ اور اُنکے مماثل الفاظ جو تمام جہتون اور کل حیثیتون سے اُنکے مماثل ہون دنیا کی کسی دوسری زبان مین نہین مل سکتے۔ ایسے ہی الفاظ ہین جنکی مناسبتون

اور خوش تر تشبیہون سے اُس زبان کا لٹریچر بنتا ہے - اُنھین کے ضمنی اشارون - اُنھین کے لوازم و تعلقات سے شاعرانہ خوبیان پیدا ہوتی ہین - اور فصاحت و بلاغت کا جوہر چمکتا ہے -

یونانی - لاطینی - سنسکرت - عربی - فارسی - فرانسیسی - یا انگریزی کی تخصیص نہین ہر معمولی سے معمولی زبان مین بھی اس قسم کے الفاظ کثرت سے موجود ہوتے ہین جنکے تناسب سے کبھی رعایت لفظی کی خوبیان پیدا ہو جاتی ہین - اور کبھی رعایت معنوی کی - اور یہی وجہ ہے کہ کسی زبان کے اعلےٰ درجہ کے اشعار اور عمدہ نثرون کا ترجمہ کسی دوسری زبان مین (چاہے وہ کوئی ہو) نہین ہو سکتا -

موجودہ مذاق کے جو تعلیم یافتہ حضرات اُردو کی بے مائگی کے اسقدر قائل ہو گئے ہون کہ اُنھین کسی انگریزی فصیح و بلیغ کتاب کا ترجمہ کرنے مین دشواریان پیش آتی ہین - گو ہمین انکی اس مصیبت سے پوری ہمدردی ہے - اور افسوس کہ اُنکی اس مشکل کو ہم دور نہین کر سکتے مگر اُن کی غلط خیالی کی اسطرح اصلاح ضرور کر سکتے ہین کہ اگر اُن مین قابلیت ہو تو کسی بامحاورہ اور فصیح اُردو کا ترجمہ انگریزی مین بھی کر کے دیکھین - اور انصاف سے بتائین کہ اُردو زبان مین ترجمہ کرنا مشکل ہے یا انگریزی زبان مین - جتنی دشواریان اُردو ترجمہ کرتے وقت پیش آیا کرتی ہین اُن سے زیادہ یا کم از کم اُتنی ہی انگریزی ترجمہ کرنے مین بھی پیش آتی ہین کہ نہین؟ یہ امر سب کو گران گذر رہا ہے - کہ شیکسپیر کے سے ڈراما کا ویسا ہی بامزہ ترجمہ اُردو مین باوجود متواتر کوششون کے نہ ہو سکا - مگر اسکی طرف کسی کا خیال نہین گیا کہ مثنوی میر حسن - اور مثنوی گلزار نسیم کے دو چار شعرون - یا فسانۂ عجائب کی چند سطرون کا انگریزی ترجمہ کرنے کی کبھی کسی کو جرأت بھی ہو سکی یا نہین؟ مگر افسوس تعلیم یافتگی کا موجودہ مذاق ایسا ہے کہ کیا عجب جو یہ بھی کوئی اُردو ہی کا عیب نہ تصور کر لیا جاے - اور صاف الفاظ مین کہدیا جائے کہ اُردو ایسی بیہودہ اور ناقص زبان ہے کہ اُس مین انگریزی لٹریچر کی خوبیان نہ پیدا ہو سکنے کے علاوہ یہ بھی عیب ہے کہ اُسکی بیہودگیان انگریزی الفاظ مین کسی طرح نہین ادا ہو سکتین -

الغرض یہ جتنے اعتراضات ہو رہے ہین - اور اُردو کے جتنے عیوب بتائے جا رہے ہین خود معترضون کے نقصانات اور اُنکی خام خیالیان ہین - اور موجہ طور

پر اُردو کا کوئی سچا عیب نہین بتایا جا سکتا - مگر ہمین ابھی یہ معمہ حل کرنا باقی ہے کہ اگلے دنون خود اردو کے اہل زبان عربی دانون کے خیال مین اردو اسقدر حقیر کیون تھی؟ یا آج کل ہمارے اہل زبان انگریزی دانون کے نزدیک وہ اسقدر بے مایہ اور ناقابل پرواہ ہے؟

اصل یہ ہے کہ لٹریری ذوق بھی منجملہ اُن مذاقون کے ہے جن کو انسان کوشش کر کے اپنی طبیعت مین پیدا کیا کرتا ہے - جیسے کہ حقہ اور تباکو کا ذوق ہے کہ فطرۃً انسان اُسکو پسند نہین کرتا - مگر چندے روز تک اپنے آپ کو اُس کا عادی بنا لینے کے بعد پھر اُسے معلوم ہونے لگتا ہے کہ اِن چیزون مین کیا ذوق ہے - صرف اِسی تباکو پر موقوف نہین غور کیا جائے تو انسان کے تمام ذوق اُس کے مکسوبہ ہوا کرتے ہین - اور اِسی سبب نے مختلف ممالک مین اختلاف مذاق پیدا کر دیا ہے - ہر قوم اور ہر ملک کی لذیذ غذائین - دماغ معطر کرنے والی خوشبوئین - نظر فریب خوبصورتیان - سامعہ نواز آوازین اور اِسی کے ساتھ وضع قطع لباس اور سامان معاشرت کی سب چیزین بدلی ہوتی ہین - جو غذا مغرب مین لذیذ ہے مشرق مین بدمزہ - جو عطر مشرق مین دماغ کو تازہ کر دیتا ہے اُسی کی خوشبو پر مغرب مین ناکین بند کر لی جاتی ہین - حتیٰ کہ ایک ملک کی معشوقۂ دلربا دوسرے ملک کی بدشکل اور بدقطع عورت ہے جسکے سایے سے بھی لوگ بھاگتے ہین - اِسی طرح ہر قوم اور ہر زبان کا لٹریچر بھی ایک نیا ذوق رکھتا ہے - اور وہ ذوق صرف حاصل کرنے اور پرورش کرنے سے پیدا ہوتا ہے -

اور اِسی ذوق کے پیدا کرنے کے لیے ہر ملک مین پہلے خود وہان کی مادری زبان کی تعلیم دیجاتی ہے - اور طلبہ جب اُسمین پختگی حاصل کر لیتے ہین تو اُن اعلے درجہ کی زبانون کیطرف متوجہ کیے جاتے ہین جو کلاسیکل سمجھی جاتی ہین اور علمی اور تاریخی عظمت رکھتی ہین - برخلاف اِسکے ہندوستان کو بدنصیبی سے شاید ہی کبھی وہ زمانہ نصیب ہوا ہو جبکہ ابنائے وطن کو وہ زبان سکھائی جاتی ہو جو وہان بولی جاتی تھی -

شاید کبھی ہندوستان مین ایسا ہو کہ سنسکرت بولی بھی جاتی ہو اور پڑھائی بھی جاتی ہو - مگر خود ہندؤون کو اِس سے انکار ہے - اسلیے کہ اُن کے خیال مین سنسکرت دیوتاؤن کی زبان ہے - اور کبھی انسان کی مادری زبان نہ تھی - جن انگریزی مورخین

نے اُسے آریہ فاتحین کی زبان ثابت کیا ہے اگر اُن کی تحقیق مان لی جائے تو تاریخی عہد سے پیشتر اُس قدیم زمانے مین بھی سنسکرت صرف فتحیابون اور حاکمون کی زبان تھی۔ ہندوستان کے لوگون کی کوئی اور زبان ہوگی جس سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اُس عہد مین بھی تعلیم سنسکرت کی ہوتی تھی۔ جو ملکی زبان نہ تھی۔ اور جسوقت مسلمانون نے ہند کو فتح کیا ہے اُسوقت تو اسمین شک ہی نہین کہ مادری زبان اور تھی اور تعلیمی زبان اور کیونکہ اُس عہد مین سنسکرت یا مگدھی زبانون مین تھا جو کہ ملکی زبانین نہ تھین۔

مسلمانون کا عہد شروع ہونے کے بعد پہلے سے زیادہ خرابیان پیدا ہوئین یعنی ہندوؤن کی تعلیمی زبان تو سنسکرت رہی۔ اور مسلمانونکی تعلیمی زبان بلحاظ مذہب کے عربی اور بلحاظ حکومت فارسی ہوگئی۔ مگر وہ زبان جو ملک مین بولی جاتی تھی اُسے تعلیم کا ذریعہ ہرگز جگہ نہ مل سکی۔ یہان تک کہ بازاری میل جول اور ہندو مسلمانون کے اختلاط نے اردو زبان پیدا کی۔ مگر تعلیم آخر تک فارسی و عربی ہی مین ہوتی رہی۔ یہی کیفیت تھی کہ انگریزی عہد شروع ہوا۔ اور فارسی کی جگہ انگریزی کی تعلیم شروع ہوگئی۔ اب یہ ہوا کہ مذہبی اور قومی ضرورتون کے لیے مسلمانون نے فارسی اور عربی کو اور ہندوؤن نے ہندی و سنسکرت کو اختیار کیا۔ اور حکومت کی زبان انگریزی ہوگئی۔ اردو جو ملک کی مادری زبان ہے اُسکی طرف سے اب بھی بے پروائی ہی رہی۔

اس سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ برٹش گورنمنٹ نے اُردو زبان کو ممالک متحدہ وغیرہ کی مادری زبان قرار دیکر کے ہندوستان کے قدیم رواج کے خلاف سرکاری دفتری زبان بنا دیا جسکی وجہ سے عام طور پر خط وکتابت اُردو مین ہونے لگی اخبار بھی اُردو مین جاری ہوئے۔ اور تصنیف وتالیف کے لیے بھی اُردو ہی اختیار کیجانے لگی۔ سرکار نے اس کا یہ فروغ دیکھ کے دیہات اور قصبات مین اُردو کی تعلیم بھی جاری کر دی۔ مگر اوّل تو وہ تعلیم اسقدر ناقص اور ناتمام درجہ تک تھی کہ اُس سے طلبہ مین کوئی لٹریری ذوق نہین پیدا ہوسکتا تھا۔ دوسری طرف ہندو مسلمانون مین ایسا اختلاف پیدا ہوا کہ ہندوؤن نے ہندی کو اپنی مادری زبان بتایا۔ اگرچہ بھی تھی تو چند روز کی کوششون سے اُن کی مادری زبان بن گئی۔ اور اُردو صرف مسلمانون کی زبان سمجھی جانے لگی۔ ان دونون باتون کا نتیجہ ہے کہ اُردو کی تعلیم کی طرف جو عام رجحان

اسے نقصان پہونچیگا - بہرحال اُردو کی جیسی تعلیم ہونی چاہیے نہین ہوتی - اور اُردوخوانون مین کسی قسم کا ذوق انشاپردازی پیدا ہونے نہین پاتا -

علاوہ برین محض اُردوخوان ایک طرف انگریزی دانون کے مقابل مین اور دوسری طرف عربی فارسی جاننے والون کے مقابل، معقد رکم حیثیت تصور کیے جاتے ہین کہ انکی راؤن - اُن کے خیالون اور اُنکے مذاق کی ذرا بھی وقعت نہین ہوتی جاہلون سے دو کچھ ہی ہون سے ممتاز خیال کیے جاتے ہین - اور ہرامر مین صاحب راے اور صاحب ذوق انگریزی دان یا عربی دان ہی تسلیم کیے جاتے ہین جنھون نے ابتدا سے انتہا تک انگریزی یا عربی وفارسی لٹریچر کی باضابطہ طریقہ سے تعلیم پائی ہے - اور جنھون نے اپنے دل ودماغ مین انگریزی یا عربی کے مذاق سخن کو پرورش کرکے خوب راسخ کرلیا ہے -

یہ لوگ ابتدا ہی سے انگریزی اور عربی کی نحو وصرف وفصاحت وبلاغت کو محنت اور توجہ سے حاصل کرتے ہین - اور جتنے علوم پڑھتے ہین ان سب کو انھین زبانون مین سیکھتے اور درجہ کمال حاصل کرتے ہین جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ سب یا انگریزی لٹریچر کے دلدادہ ہوجاتے ہین یا عربی لٹریچر کے - اپنی مادری زبان سے رشد وبلوغ کے زمانے مین کوئی اُنس نہین پیدا ہونے پاتا - اگر کبھی تفنن طبع کے لیے مادری زبان کی طرف توجہ بھی کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ اُس مین بھی اُنکو وہی لطف آئے جو انگریزی یا عربی وفارسی مین آتا تھا - مگر وہ لطف نہین حاصل ہوسکتا کیونکہ اُن کو جو کچھ لیاقت وقابلیت پیدا ہوئی ہے یا جس زبان مین اُنھون نے لیاقت وشائستگی کو دیکھا وہ عربی ہے یا انگریزی - لہذا خواہ مخواہ اپنی مادری زبان یعنی اُردو ہی کو الزام دینے لگتے ہین کہ بہت ناقص زبان ہے - اور اِس مین کسی قسم کے علمی مضامین نہین ادا ہوسکتے -

خلاصہ یہ کہ اُردو زبان کو جو صحیح ترقی نہین ہوتی - اور خود اپنے اہل زبان کے حلقہ مین اُسے مقبولیت نہین حاصل ہوئی اُس کا اصلی سبب یہی ہے کہ ابناے وطن بجائے مادری زبان کے کسی اور زبان کے لٹریچر کو خوب پرورش کرکے اپنا اصلی مذاق بنا لیا کرتے ہین - یورپ مین تم جو دیکھتے ہو کہ ہر ملک اور ہر قوم کا لٹریچر روزافزون ترقی کرتا جاتا ہے - اور انگریزی - فرانسیسی - جرمنی - اور اٹیلین زبانون کا لٹریچر بڑھتے بڑھتے ساری دُنیا پر چھایا جاتا ہے - اور دُنیا کی دوسری قومین اُنکی

خوبیون کے مقابل خود اپنی زبانون کو بھولی جاتی ہین۔ اِس کا اصلی باعث یہی ہے کہ اُن ممالک کے باشندے پہلے خود اپنی زبان کے لٹریچر مین کمال حاصل کر لینے کے بعد دوسری زبانون کی طرف توجہ کرتے ہین۔ وہان بڑے بڑے لنگوسٹ (ماہرین السنہ) اورنیٹلسٹ (مستشرقین) اور فائلالوجسٹ (علم السنہ جاننے والے) پیدا ہوتے ہین۔ جو تحقیق کے ساتھ دُنیا کی تمام زبانون پر اجتہادی نظر ڈالتے ہین۔ مگر یہ سب کمالات اُسوقت پیدا کرتے ہین جب اپنی زبان مین باکمال بن لیتے ہین۔ اور اپنی زبان کے نحو و صرف اور علم ادب کا ذوق اُنکے دل و دماغ پر پوری طرح حاوی ہوچکتا ہے۔

اِس کا علاج یہ تھا کہ سررشتۂ تعلیم کے اردو مدارس کی اصلاح کی جاتی۔ مگر افسوس کہ یہ غیر ممکن ہے۔ اُردو مدارس کی حالت ہمارے زمانے مین نہ آج تک کامیابی ہوئی۔ اور نہ کامیابی کی امید ہے۔ اِس لیے کہ سررشتۂ تعلیم ترقی تعلیم کا ذریعہ ہونے کے عوض اپنے خود غرض عہدہ دارون کے ہاتھون ایک اعلیٰ درجہ کی تجارتگاہ بنگیا ہے۔ اور اُنھین لوگون کی کتابین داخل درس کیجاتی ہین جو اپنے نفع مین عہدہ دارون کو شریک کرین۔ دکھانے کے لیے ایک بورڈ ہے۔ مگر بورڈ کے نفس ناطقہ ڈائرکٹر صاحب جنکے اشارون پر بورڈ چلتا ہے۔ اور ڈائرکٹر صاحب کی رائے دراصل اُن کے کسی معتمد علیہ ماتحت عہدہ دار سررشتۂ تعلیم کی رائے ہوتی ہے۔

گو ہندو خود کہہ رہے ہین کہ اُردو ہماری مادری زبان نہین۔ وہ مسلمانون کی زبان ہے۔ مگر باوجود اِس کے اکثر یہی نظر آیا کرتا ہے کہ سررشتۂ تعلیم کی اُردو کتابون کے مصنف و مولف ہندو ہی ہوتے ہین۔ یا کبھی مسلمان بھی ہوئے تو وجو سوا اِس کے کہ سررشتۂ تعلیم مین کسی خدمت پر ممتاز ہین ملک مین اُنھین کوئی لٹریری وقعت نہین حاصل ہوتی۔ اسی خرابی کی وجہ سے اُردو نصاب تعلیم سے بدتر شاید کسی زبان کا نصاب نہ ہوگا۔ نحو و صرف۔ اور معانی بیان کے مفید رسالون کا تصنیف ہونا درکنار صحیح یہ ہے کہ آج تک اُردو کی الف بے بھی صحیح اصول پر مرتب نہ ہوسکی۔

ایسی صورت مین اُردو کے درست ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ اور کس طرح سے ملک مین ملکی زبان کا سچا مذاق پیدا ہوسکتا ہے۔ بہرحال اُردو

ایک فلاکت زدہ قوم کی مصیبت زدہ زبان ہے - اور جس حال مین اپنی قوم کو پاتی ہے اُسی کے مناسب طریقہ سے نباہ رہی ہے -

حالات و واقعات

مسلم لیگ کا جلسہ نہایت کامیاب رہا - سر آغا خان کی اسپیچ پُر مغز ہے - اُسکے جلسے کے بعد سے معلوم ہوتا ہے کہ لیگ کو ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا - تاہم ابھی لیگ کو باضابطگی کی تعلیم پانے کی ضرورت ہے - گو یہ سب کام سچے اور صحیح ہین - مگر خدا کرے گورنمنٹ کے خوش کرنے کے عوض قوم کی فلاح و رفاہ کے لیے کیے جاتے ہون -

آل انڈیا مسلم لیگ کا مستقر امتحاناً دو سال کے لیے لکھنؤ قرار پایا - اور اُسکے سکرٹری مولوی محمد عزیز مرزا صاحب سابق معتمد عدالت و کوتوالی دولت آصفیہ نظام منتخب ہوئے - جنکا یہان آجانا ہمارے لیے ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ لوگ ہمین مبارکباد دین -

محمد امام علی خان صاحب اسسٹنٹ منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع پیلی بھیت نے "فلسفہ اسلام" نام کی ایک ضخیم اور مدلل کتاب اصول اسلام کے اثبات مین تصنیف فرمائی ہے جسکی حضرات مجتہدین شیعہ اور مولوی محمد عبد الباری صاحب بہت تعریف فرماتے ہین - اُسکی شایع شدہ فہرست بتاتی ہے کہ مسلمانون کے لیے عموماً - اور شیعون کے لیے خصوصاً یہ کتاب نہایت مفید ہوگی - قیمت عـــہ ہے - اور ۵۰۰ درخواستین آنے پر طبع کی جائے گی -

کرپال سنگھ صاحب بی - اے - مقیم امرت سر - مائی تھان" نے "اخلاقی سبق" کے نام سے ایک اخلاقی سلسلہ تعلیم اردو شایع کیا ہے جسکا چوتھا حصہ ہمارے سامنے ہے - گو بغیر دیگر حصص کے دیکھے صحیح راے نہین قائم کیجا سکتی - زیادہ تر ہندو مذاق کی باتین ہین - مگر نہایت مفید - قیمت حصہ چہارم ۲ر

مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری کی کتاب "اتباع سلف" جو مطبع اہل حدیث امرتسر سے شایع ہوئی ہے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے - اس سے تقلید و عدم تقلید کے رموز بڑی وضاحت سے کھلتے اور ذہن نشین ہوتے ہین - اور معلوم ہو سکتا ہے کہ اتباع سُنّت پر سلف صالح کس حد تک - اور کیسی استقامت سے کاربند تھے - قیمت ۴ر

مولوی سید نواب علی صاحب رضوی - ایم - اے - ایس - سی پروفیسر بڑودہ کالج کی کتاب تذکرۃ المصطفیٰ

قیمتی ہم اُن اعلیٰ درجہ کی تصانیف مین سے جن پر عہد جدید کو فخر کرنا چاہیے ۔ ہم بہت جلد آیندہ [illegible] مفصل ریویو کرین گے ۔

خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب رئیس فیض آباد نے اس بات کی یادگار مین کہ آنریبل مسٹر [illegible] سکریٹری لوکل گورنمنٹ اُنکی عیادت کے لیے اُنکے گھر تشریف لے آئے تھے علیگڈھ کالج کو دس دس روپیہ ماہوار کے دو وظیفے عطا فرمائے ہم خان بہادر کی عالی ظرفی کے معترف ہین ۔ کیا اچھا ہوتا اُنھون نے صحت لیفٹیننٹ [illegible] ہوتی کہ ایسے ہونے پر کالج کو دو وظیفہ دین گے تا کہ اُن لوگون سے بیشتر ایک عمدہ نظیر قائم ہوتی جنھون نے اپنے گھر مین کسی یورپین کی رونق افروزی کی عزت نہین حاصل کی تھی ۔

امپیریل کونسل کے ممبرون کی فہرست شائع ہوئی ہے ۔ کل چونسٹھ ممبر ہین ۔

اخبار انگلشمین راوی ہے کہ ایک بڑا سخت مسودہ انضباط اخبارات امپیریل کونسل مین پیش ہونے والا ہے ۔

کلکتہ مین ۲۴ جنوری کو منشی شمس العالم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے قتل کا واقعہ نہایت عبرت خیز ہے ۔

ذرا غریبون کی بھی سنیے

ہمارے احباب ہم سے ہمدردی فرما رہے ہین ۔ اور دلگداز جنکا ہے اور جنکے لیے ہے اُنھین واقعی اُس سے دلی اُنس و محبت ہے ۔ چنانچہ بعض احباب نے اُسکی صورت دیکھتے ہی توجہ فرمائی ۔ اور بعض ابھی تک نہین چونکے ۔ مگر ہم اُنھین چونکائین گے ۔ یون نہ چونکے تو کہنا [illegible] ہمارا نہ قیمت اب صرف عہ ہے ۔ کم از کم اتنا تو ہو کہ ہمارا ہر ہمدرد دلگداز کا ایک اور خریدار پیدا کردے [illegible] عہ بھی کوئی چیز ہے ۔ فقط زبان ہلانے کی دیر ہے ۔ آپ کہین اور آپکے دوست نہ مانین ایسا نہ ہوگا ۔ ہان یہ کہیے کہ آپ خود ہی نہین کہتے ۔ خدا کے لیے ایکی نہ بھول جائیے گا ۔ کسی ناول کی شکایت ہو تو ایک عمدہ ناول چھپ رہا ہے ۔ تین چار مہینہ مین وہ بھی پیش ہو جائیگا

خاکسار منیجر دلگداز

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شررؔ کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی** - سلسلہ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات زندگی - آپکی تعلیمین آپ کا تصوف اور آپ کا فلسفۂ الٰہی - قیمت . . . . عہ

(۲) **ابوبکر شبلی** - سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب حضرت شیخ شبلیؒ کے حالات آپکا جوش محبت اور آپکا جذبۂ خروش - عہ

(۳) **تاریخ سندھ** نہایت مکمل و مستند تاریخ - زمانہ سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک مستند طریقون سے قدیم و انگریزی مورخین کی تغلیط اور اس کا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا - دو جلد -

جلد اول کی قیمت . . . . عہ

جلد دوم کی قیمت . . . . عہ

(۴) **حروب صلیبیہ** - صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیون تک بیت المقدس کی حکومت کے لیے مسلمانون اور عیسائیون مین رہین - منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جس مین عربی مستند تاریخون سے مدد لے کے نوٹس اضافہ کیے گئے ہین - قیمت عام

(۵) **حسن بن صباح** - بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی اس کی تعلیمین اس کا علم و فضل اور اس کے سرگذشت فدائی - قیمت

(۶) **خواجہ معین الدین چشتیؒ** حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات - ۶

(۷) **تاریخ بغداد** - مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک - قیمت - ۶

(۸) **افسانۂ قیس** عاشق لیلیٰ مجنون عامری کے صحیح تاریخی حالات - قیمت ۳

(۹) **ملکۂ زنوبیہ** حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی نژاد حسین شاہزادی کے حالات زندگی قیمت ۳

(۱۰) **الحکم الرفاعیہ** - سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے رسالہ النصائح - رسالہ کا ترجمہ - قیمت ۳

(۱۱) **رفع النقاب** - مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے صحیح حدود بتانے مین مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ ۳

تاریخی ناول

(۱۲) **قیس و لبنیٰ** - عہد صحابہ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ - مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اسکی معشوقہ لبنیٰ کے حالات - وہی سوانح عمری اور وہی ناول عشق کی پیچیدہ اور دلچسپ دل کی سرگذشت (سب سے نیا اور تازہ ناول) عہ

(۱۳) **یوسف و نجمہ کامل** - جو نہین آپ بیتی سے کیا موثر ہے کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری اس کے چند ناتمام اوراق ملکہ مین چھپے ہوئے تھے جو بڑی قدر کے ہاتھون سے لیے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اس مین جو لطف پیدا ہو گیا ہو وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہو نہایت پاکیزہ ناول - قیمت . . . . عہ

(۱۴) **شوقین ملکہ** - پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات - الینیر ملکۂ فرانس کی عشق بازیان مردون کے پہلو مین زنانہ کیمپ - رزم کے ساتھ ساتھ بزم - مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیون کی جانستانی - دلبری و سحر آفرینی نہایت مزے کا ناول - قیمت عہ

(۱۵) **فتح اندلس** - اسپین پر عربون کا حملہ - جولین حاکم سبتہ کی بیٹی - آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلوارون سے اس کا انتقام - ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہو کہ زور بیان نے سچے واقعات مین کیسی جان ڈال دی ہے - (زیر طبع) قیمت - عام

(۱۶) **مقدس نازنین** - ایک پرشش لڑکی کا مردانے بھیس مین مقدس دین بن کے رہنا اور آخر پوپ روم یعنی حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا مسند پاپائی پر وضع حمل مسیحیون مین شورش اور مسلمانون کی مدد سے اس کی نجات - عہ

(۱۷) **فلورا فلورنڈا** - ہسپانیۂ عظمیٰ کے عہد خلافت آل مروان مین عیسائیون کی حالت ان کا احمقانہ تعصب اور مجنونانہ جوش شہادت - ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا اور اس خرابی کا حیرت خیز اور عبرت ناک انجام - عہ

(۱۸) **ملک العزیز ورجنا** - تیسری صلیبی لڑائی - رچرڈ شیر دل اور صلاح الدین اعظم دل داغدار اور معرکہ کارزار عشق اور اسکے ساتھ سچا دینی جوش - قیمت - عہ

(۱۹) **ایام عرب** - جاہلیت عرب کی دو تاریخی ڈرامیات عرب کے رسم و رواج اور عادات و اطوار - شاعری اور معرکہ آرائی - صحرا کا عشق اور محل کا عشق - دو عرب شاہزادیاں اور دو شریف شجاع نوجوان - دربار بنی غسان - دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویریں - اور شیرین و مریم کی سرگذشت - دو حصہ میں

جلد اول کی قیمت - ۱۲؍

جلد دوم کی قیمت - ۱۲؍

(۳۰) **فردوس بریں** - نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین اور ان کے سرکش فدائی جنکے ملاء اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر کی درجہ کا ظاہری فلسفہ الٰہی اور اسکا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ - اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے - اس پر دو ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں بھی نہیں مل سکتا - قیمت - - - - عہ

(۲۱) **حسن انجلینا** - روس و روم کی لڑائی - ایرانیوں اور ترکوں کی پھوٹ اور اسکا انجام - آخر میں اتفاق اور [illegible] خیر - قیمت - - - - - - - ۱۲؍

(۲۲) **منصور موہنا** - ارض سندھ میں ایک انصاری خاندان اگلی فتح عرب کی یادگار - اسکی تباہی اور مسلمانوں کی مدد سے اسکا سنبھلنا - جوش عشق کی نہایت دلکش تصویریں - مسلمان مجاہدوں کے آگے مسلمان فقرا اور اسلام کے داعی و مؤثری ۱۲؍

(۲۳) **شہید وفا** - غرناطہ و اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اسکا زوال - ایک سچے بہادر و خیر عاشق کا رستبازانہ بیان - دنیا بیتا با عشق - مسرت و اندوہ کی سچی تصویریں یہ ناول نہیں نثر اردو میں ایک دلدوز ڈراما ہے - عہ

(۲۴) **دلچسپ نندنی** - بنکم چندر چٹرجی کے اس نام کے ایک ناول کا ترجمہ جو اردو میں نہایت مقبول ہوا - اکبر کا دور اور پٹھانوں کی حکومت کا زوال - قیمت - عہ

(۲۵) **دلچسپ** - مصنف کا پہلا زور قلم - عشق اور اسکی بیتا بیان - دو حصہ -

حصہ اول کی قیمت - ۶؍

حصہ دوم کی قیمت - ۸؍

(۲۶) **دلکش** - طالب علمی اور عشق - نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان - دو حصہ -

حصہ اول کی قیمت - ۸؍

حصہ دوم کی قیمت

(۲۷) **آغا صادق کی شادی** - لکھنؤ کے پچھلے دور کی ایک بامذاق تصویر کس کی دلہن کس کے ساتھ - بمبئی کی پگڑی محمود کا سر - کسی غیر شہر میں شادی کرو تو خوب سوچ سمجھ کے کرو - قیمت - - - - - -

(۲۸) **بدر النسا کی مصیبت** - نہایت بامزہ مختصر ناول - ریل کے سفر میں بی بیوں کا بدل جانا اور اسکا انجام - و پردے کے نتیجہ کی ایک نہایت دلچسپ مثال - رضامندی کی شادیوں کی [illegible] کی شادیان - قیمت - - - - - - - ۸؍

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۳۰) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۰ء مکمل بارہ پرچے - قیمت عہ

(۳۱) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۱ء - دلگداز کے دس پرچے جو سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) ۱۲؍

(۳۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۵ء مکمل بارہ پرچے - قیمت عہ

(۳۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ء مکمل بارہ پرچے - قیمت عہ

(۳۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۷ء - وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۷ء و سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) قیمت عہ

(۳۵) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ء - یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا جس میں مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پر زور مضامین ہیں جن کے ذریعہ سے ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی - ۲۲ رسالہ - قیمت - ۱۲؍

مولانا شرر کے ان تصانیف کے علاوہ اور تمام ناول بھی جو یہاں دستیاب ہو سکیں گے بکوشش فراہم کرکے روانہ کیے جا سکتے ہیں -

نواب سید علی حسن خان بہادر کے پر معز و موثر اور عالمانہ تصنیفات بھی دفتر ہذا کے ذریعے سے مل سکتے ہیں -

اسرار حسن - (۱۲؍) شریعۃ الاسلام (۵؍) البیان [illegible] تعلیم و تربیت (۳؍) دین و دنیا (۲؍) [illegible]

المشتہر - محمد فاروق - مینیجر دلگداز -
کٹرہ نہال بیگ خان - لکھنؤ -

دلگداز

نمبر ۳ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء جلد ۱۲

باہتمام

خادم قوم محمد فاروق منیجر رسالۂ دلگداز و دلگداز پریس

دلگداز پریس مین چھپکر

لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان سے شائع ہوا

دلگداز

یہ رسالہ [illegible] سے نہایت آب و تاب اور کمال مقبولیت کے ساتھ جاری ہے۔ مضامین نہایت عمدہ نظم و نثر [illegible] شوخیِ ادا کی نگاہ ناز ہیں جو دل میں اترتے اور دل ہی میں ٹھہر جاتے ہیں۔ دلگداز خاص اپنے [illegible] رسالہ ہے [illegible] زیادہ [illegible] مشہور روزگار ایڈیٹر کے لٹریری کمالات کا آئینہ ہے۔ بعض خریداروں کی تحریک پر یہ انتظام کیا گیا ہے کہ رسالہ ہر ماہ کی [illegible] تاریخ کے شائع ہوا کرے۔ اور ناول وغیرہ جو سال بھر [illegible] چھپوا کے شامل کر دیئے جایا کریں۔ لہٰذا اب [illegible] سال میں [illegible] مضامین ہم [illegible] کرے گا۔ اور مضامین بھی ایسے اعلیٰ درجے کے ہوں گے [illegible] امید ہے کہ شائقین [illegible] قیمت کچھ نہیں صرف ایک روپیہ [illegible] سالانہ مع محصول ڈاک۔

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز۔
گڑھیا برن بیگ خان لکھنؤ

دلگداز پریس

عمدہ اور اعلیٰ درجے کی چھپائی اور [illegible] اس کا وقت [illegible] مطبوعات میں سے [illegible] گیا ہے۔ [illegible] دلگداز پریس نے چھپائی کا نہایت اعلیٰ درجے کا انتظام کیا ہے اور اس کا اہتمام کیا ہے کہ [illegible] تاریخ [illegible] چھاپ دینے کا وعدہ کیا جائے اسی تاریخ دے دی جائے۔ اس مطبع [illegible] وقت بھی [illegible] صاحب [illegible] اعلیٰ [illegible] میں [illegible] صاحبوں کو اپنی کتابیں عمدہ اور جلد چھپوانا ہوں [illegible] اطلاع دیں۔

المشتہر منیجر دلگداز لکھنؤ

اُبٹنا یا اُبٹن

ولایتی صابنوں کو پھینکئے خدا جانے ان میں کیا کیا ملا ہوا ہے [illegible] لگانے کے ساتھ [illegible] پیدا ہو سکتا ہے تو ہم گنہگار [illegible] ان کو اس سے [illegible]

درجہ اول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فی سیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

درجہ دوم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فی سیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

درجہ سوم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فی سیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

منیجر کارخانہ ذوالنورین اینڈ برادرز دفتر دلگداز۔ گڑھیا برن بیگ خان۔ لکھنؤ

لکھنؤ کے کھلونے

مٹی کے کھلونے اور رنگین میوہ جات لکھنؤ سے بہتر کہیں نہیں بنتے اور ہر جگہ لوگ ان کی خریداری کا شوق رکھتے ہیں ان کھلونوں کے دیکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آج یورپ بھی لکھنؤ کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے لہٰذا ہم نے انتظام کیا ہے کہ اس خوبی سے پارسل بنا کے روانہ کریں کہ بہت کم نقصان ہو۔ کھلونے فی درجن [illegible] سے [illegible] تک۔

درخواستیں فوراً آئیں۔

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز گڑھیا برن بیگ خان۔ لکھنؤ

ذکر عیش بہ از عیش

سچ ہے یا کیا ز عشق قیس عامری کی نسبت کہتے ہین کہ اُسے جو مزہ دشت نجد مین تن تنہا بیٹھ کے لیلیٰ لیلیٰ کرنے اور لیلیٰ کی خیالی تصویر سے باتین کرنے مین آتا تھا کبھی تو لیلیٰ کی صحبت مین نہ آیا - اور اسی طرح ہمین بھی حسین پیاری صورتون سے اُنس ہے اُنکی یاد کے ہر دم تازہ رکھنے مین جو لطف حاصل ہوتا ہے خود اُن سے ملنے مین نہین نصیب ہوتا - حسینو! یہ کیا بات ہے کہ جو خوبیان تمھارے خیال اور تمھاری یاد مین ہین خود تم مین نہین؟ کیا اسلیے کہ تم بے وفا و جفا شعار ہو؟ یا اسلیے کہ تم ہمین ستایا کرتے ہو؟ نہین ایسا نہین ہے - یہی ہوتا تو پھر تمھاری اُن بے مہریون ہی کے خیال مین ہمین کیون مزہ آتا؟ ہم نے تو ایسا جفا پسند دل پایا ہے کہ تمھاری کج ادائیون - تمھاری بے رخیون - اور تمھاری سرد مہریون کو بھی مزہ لے لے کے یاد کیا کرتے ہین - تمھارے جور سے بھاگتے ہوتے تو پھر اُسی جور کی یاد سے دل بہلنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟ اصل یہ ہے کہ لطف ہو یا جور - نظر عنایت ہو یا کج ادائی غرض جس چیز سے دل کو کسی قسم کا اُنس ہو اُسکے تذکرے اور اُسکی یاد مین جو لطف ہے خود اُس مین نہین - اور جس نے کہا ہے کہ "ذکر عیش بہ از عیش" سچ کہا ہے - اور خوب کہا ہے -

دوستو! جو مزہ ہم نے اکثر تمھارے خیال سے اور تمھاری باتین اور شوخیان یاد کرکے اُٹھالیا ہے خود تم سے اور تمھاری صحبت سے نہین اُٹھا سکے - غربت و سفر - اور مصیبت و تکلیف کی حالت مین جب کبھی تم یاد آ گئے ہو کیا بتائین کہ دل کو کیسی تسلی اور تمھاری محبت بھری باتون کے خیال سے کیسی تسکین ہو گئی ہے - تمھاری اُس یاد ہی نے ہمارے دل مین ایسی کشش پیدا کی کہ اولوالعزمی کی صدہا آرزوؤن - اور بلند حوصلگی کی ہزارون امیدون کو خدا حافظ کرکے بس یہ ایک تمھارا شوق دل مین لیے ہوئے وطن آ گئے - مگر بڑا ماتم کی بات ہے کہ یہان پہونچ کے تم مین وہ بات نہین پائی جو تمھاری یاد مین تھی -

لیکن اس کا سبب کیا ہے کہ کسی چیز یا کسی شخص کی یاد مین جو لذت ہے خود اُس مین نہین ملتی۔ یہ بات بالکل عقل و قیاس اور فطرت و عادت کے خلاف معلوم ہوتی ہے ۔ کیونکہ عقل کا یہی فیصلہ ہونا چاہیے کہ جس چیز کے خیال و تصور مین لطف ہے خود اُس مین کہان تک لطف نہ ہوگا ۔ بلکہ یہ لازمی ہے کہ ذکر و تصور سے بدرجہا زیادہ لطف خود اُسکے حصول مین ہو ۔ مگر نہین ۔ یہ قیاس کی غلطی ہے ۔ اور اُسی قسم کی غلطی جیسی آج کل کے استقرائی فلسفہ کے مقابلہ مین اگلے قیاسی فلسفہ سے ہو جایا کرتی تھین ۔ استقرا کا بڑا عنصر تجربہ ہے اور تجربہ کے سامنے قیاس کوئی چیز نہین ۔ جب ہم روز تجربہ کرتے رہتے ہین کہ عیش کا تصور خود عیش سے زیادہ بامزہ ہوتا ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ کوئی قیاسی مغالطہ ہمین دھوکا دے سکے

سچ یہ ہے کہ وہی اسباب و علل زیادہ صحیح اور سچے ہوتے ہین جو تجربہ کے بعد اُسکی مناسبت مین قائم کیے جائین ۔ اور اُسی نتیجہ کو ثابت کرین جو تجربہ کے ذریعہ سے نظر آ چکا ہے ۔ چنانچہ اِس اُصول کے مطابق ہم ہم بتاتے بلکہ ثابت کیے دیتے ہین کہ سامان مسرت سے ذکر مسرت مین کیون زیادہ لطف ہے ۔

تاریخ اور واقعات عالم بتا رہے ہین کہ عیش مین اکثر خلل پڑ جاتا ہے ۔ اور بسا اوقات ایسے ناگہانی تردّدات پیش آ جایا کرتے ہین کہ مزہ کرکرا اور نشہ ہرن ہو جاتا ہے ۔ ایک باشان و شوکت اور صاحب سطوت و جبروت خلیفہ کے واقعات مین مذکور ہے کہ ہفتہ یا اس سے زیادہ زمانہ تک معشوقون اور عیش و عشرت مین بسر کی اور نشاط عیش مین اسقدر از خود رفتہ ہوا کہ کہنے لگا لوگ کہتے ہین کوئی صحبت عیش خارِ غم سے خالی نہین مگر میرا یہ جشن طرب بغیر اسکے کہ فکر و تردد کے رنگ سے ذرا بھی مغشوش ہو پورے لطف کے ساتھ ختم ہوا چاہتا ہے ۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اُس کی وہی محبوب ترین معشوقہ جو اس جشن طرب مین اُسکی انیس و ہمدم رہی تھی اُسکے دل مین ایک درد اُٹھا اور دم بھر مین تڑپ کے مر گئی ۔ اور وہ سب عیش و طرب خاک مین مل گیا صحبت عیش بزم ماتم بن گئی ۔ اور رقص و سرود کی جگہ شور ماتم برپا ہو گیا خلیفہ نے کئی دن تک اُسکی لاش نہ دفن ہونے دی یہان تک کہ خود بھی اسی صدمۂ جانکاہ مین جان دی ۔ اور دونون ساتھ دفن ہوئے ۔

اِس ایک واقعہ ہی پر موقوف نہین ۔ بڑے بڑے جشنون مین اکثر یہی نظر آتا رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسی بات اُٹھ کھڑی ہوئی جس نے سارا لطف خاک مین ملا دیا ۔ دنیا مین ایسے صدہا واقعات گزر چکے ہین جو بتا رہے ہین کہ عیش کی صحبتین شاذ و نادر ہی عیش و عشرت پر ختم ہوتی ہین ۔ مگر ذکر عیش مین ایسے کسی خلل اور صدمہ کا اندیشہ نہین ۔ یاد اور تصور کا مزہ دلچسپ عالم ہے کہ اِس مین آ کے دُنیا کے آلام و افکار اور مصائب و تردّدات بھی ایک لطف بن جاتے ہین ۔ [illegible]

ہے۔ اور ایک داستان غم مین بھی اتنا ہی مزہ آتا ہے جتنا کسی عیش و عشرت کی کہانی مین آتا ہے ہر عیش کے لیے ایک خمار لازمی ہے۔ جو عیش بے مشقت و زحمت ہوا ہے اس کے بعد ہمیشہ طبیعت اکتا کے کند ہو جاتی ہے اور مسرت و انبساط نے جتنے زمانے تک اور جس حد تک مزاج کو جوش طرب مین مصروف رکھا ہے اس سے زیادہ زمانے تک اور اس سے بڑھ کے خمار عیش طبیعت کو بیت اور بے مزہ رکھتا ہے۔ خمار کچھ شراب ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہر عیش اور ہر راحت کے بعد ایک خمار ہوتا ہے جو ناگوار اور اذیت رسان ہوتا ہے۔ خمیازۂ عیش سے اگر خالی ہے تو ذکر عیش جس سے جتنی دیر تک جی چاہے لطف اٹھائیے نہ طبیعت بدمزہ ہوگی۔ نہ افسردگی و پژمردگی سے سابقہ پڑے گا یہی خمار صحبت عیش ہے جس کی بدولت انسان اکثر وفور طرب سے اکتا جاتا ہے مگر ذکر عیش مین یہ بات نہین۔ آپ چاہین کتنے ہی زمانے تک عیش و عشرت کے خیال مین محو رہین دل نہین گھبرائے گا۔ اور طبیعت کا برابر تقاضا رہے گا کہ ع

بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوئے

جن صحبتون مین عیش پرستی حد سے گزری ہوئی تھی اور نہایت ہی بے فکری سے رنگ رلیان منائی جا رہی تھین ان کا خاتمہ تم نے بارہا دیکھا ہوگا کہ کیسی بدمزگی و تنغص پر ہوا۔ جو دولتمند گھرانے دنیا کے مزے اڑا کے بگڑ گئے۔ اور جو بڑی چہل پہل والے شہر ہر قسم کی دلچسپیون کے کرشمے دکھا کے اجڑ گئے جو بڑی بڑی معزز و ممتاز قومین اپنی عظمت و جلال کا تماشا دکھا کے پامال ہوگئین اور جو عالیشان اور زبردست سلطنتین شان و شوکت کے جلوے پیش نظر کر کے تباہ ہوگئین۔ ان سے قطع نظر کر کے جس صحبت شبینہ مین رات ہی کو موقع ہو رہی تھی۔ اور دنیا کی تمام فکرون کو لات مار کے بادۂ عیش کے جام لنڈھائے جا رہے تھے اسی کا انجام صبح کو جا کے دیکھو جب کہ رات بھر کی روئی ہوئی شمع کے آنسو خشک ہوگئے ہون۔ رات بھر کے جاگے ہوئے تارون کی آنکھین خمار آلود ہو رہی ہون۔ اور سیہ مست حریفان صحبت ایسے غافل پڑے ہون کہ کسی کو سر و پا کی خبر نہ ہو۔ تو صاف نظر آ جائے گا کہ عیش و عشرت کا انجام کیا ہوتا ہے اور کیا ہوتا رہا ہے۔

یہی حالات دیکھ کے ہم اس صحیح نتیجہ کو بھی پہونچ سکتے ہین کہ عیش ایک غیر مستقل اور فانی چیز ہے۔ اور ذکر عیش نہایت ہی پائدار ہے۔ اور کیون نہ ہو عیش کے سامان تمھارے اختیار مین نہین۔ تم ان سے اسی وقت تک لطف اٹھا سکتے ہو جب تک وہ تمھارے

بسر ہوتی ہیں۔ اور بدنصیبی سے اکثر یہی ہوتا رہا ہے کہ وہ جلدی آتی ہیں۔ یہ جاتی ہیں۔ مگر ذکر عیش ایسی لذت پائدار اور لازوال ہے جسے کوئی نہیں چھین سکتا۔

بہت سے محققین فلسفہ نے غالباً خیال اور یاد کے اس اختلاف ہی کو دیکھ کے یہ بھی کر دیا ہے کہ مذاہب نے مابعد الموت کے عالم میں جس جنت و دوزخ کا وعدہ کیا ہے وہ دراصل ہمارے اعمال دنیوی کے اچھے کاموں کی مسرت اور برے کاموں کی ندامت سے عبارت ہے یعنی عیش نہیں۔ بلکہ ذکر عیش ہے۔ اگرچہ ہم اس ملحدانہ رائے کے ماننے کو ابھی تیار نہیں ہیں لیکن اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو صاف طور پر اس بات کا راز کھل جاتا ہے کہ ذکر عیش کیوں ابدی ہے۔ اور خود عیش کس لیے فانی و ناپائدار۔

فلسفیوں کا یہ دعوی صحیح ہو یا نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ اور صوفیہ نے جو ذکر اور تصور کو اپنی اعلیٰ ترقیوں اور خدارسی کا ذریعہ قرار دیا ہے محض اسی وجہ سے کہ ذکر باقی ہے اور جس مسرت کا ذکر کیا جائے وہ فانی۔

امیر عبدالقادر مغربی

جیسی شجاعت جیسی وفاداری جیسے استقلال اور جیسی پابندی عہد کی امید اشراف عرب اور مسلمانان عرب سے کی جا سکتی ہے۔ اُس کا سب سے آخری اور نہایت مکمل نمونہ میر عبدالقادر مغربی تھا۔ جس نے اس انیسویں صدی عیسوی میں حمایت دین۔ اور حمایت قوم کے جوش کو سلطنت فرانس کے مقابل میں ایسی شائستگی سے دکھا دیا کہ اُس کے نام کو بقائے دوام حاصل ہو گیا۔ اور اُس کے کارنامے رہتی دنیا تک اہل عالم کو یاد رہیں گے۔

بحیرۂ روم کے جنوبی سواحل ممالک الجیریا و مغرب میں شرفائے عرب کا ایک معزز قبیلہ ہے جو مرابطین کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ مرابطین اپنے آپ کو ہاشمی النسل بتاتے ہیں اور مغرب میں ایک مدت مدید سے صاحب اثر اور اکثر اوقات برسر حکومت نظر آتے رہے ہیں۔ انھیں مرابطین کا ایک معزز خاندان عثوبہ اور اُن کے شہر معسکرہ کے قریب آباد تھا جس کو یہ فخر حاصل ہے

[illegible]راسی میں سنہ ۱۸۰۸ء میں امیر عبدالقادر موصوف پیدا ہوا۔

اسکی زندگی کا ابتدائی دور تو [illegible] کے حجرون میں بند [illegible] لیکن [illegible] تعلیم ہی کے آغوش میں چھپا ہوا وہ علم حاصل کر رہا تھا۔ اور جب سنہ ۱۸۲۸ء میں پہلے پہل اسکو ہم وطنون میں شہرت حاصل ہوئی ہے تو اسوقت اسکی عمر تو ابیس ہی سال کی تھی۔ مگر علم و فضل میں وہ بڑے بڑے اساتذہ سے گوی سبقت لے گیا تھا۔ کیونکہ وہ [illegible] جید عالم۔ اور جب [illegible] فاضل [illegible] انکی آنکھ [illegible] آیا۔ اور انکے ساتھ سب سے زیادہ مکرم و محترم ثابت کرنے والی یہ چیز تھی کہ علم [illegible] تھا۔ وہ جتنا بڑا متبحر عالم تھا اتنا ہی بڑا عابد و زاہد بھی تھا۔ اور ہم وطنون میں فاضل گردانا جانے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا متقی و پرہیزگار بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔ پھر اسی زمانے میں جب اس نے [illegible] دو بار [illegible] حجاز کا سفر کر کے دوہرے حجون کی فضیلت بھی حاصل کر لی تو لوگون میں اس کا اثر اور بڑھ گیا۔ اور اب وہ ایک عالم او مقتدائے دین ہی نہین بلکہ ایک باکمال صوفی اور صاحب تصرف ولی اللہ بھی مانا جاتا تھا۔ لوگ اس سے تعلیم ہی نہین پاتے تھے بلکہ اسکے [illegible] ہوتے تھے۔

ان دنون فرانسیسیون نے شمالی افریقہ کے مسلمان قبائل کو کمزور پا کے دبانا اور ان کے شہرون اور صوبون کو مغلوب کر کے اپنے قبضہ مین لانا شروع کر دیا تھا۔ ان مسلمان ملکون مین کوئی بڑی زبردست سلطنت نہ تھی جو دولت فرانس کا مقابلہ کرتی۔ متفرق قبائل اور ہر ہر شہر کے [illegible] جدا جدا اپنی آزادی کے لیے لڑتے تھے مگر بار بار ناکام ہوتے اور پھر پچھڑ کے رہ جاتے تھے۔ فرانسیسیون کی باضابطہ فوجون اور زبردست توپون کے سامنے نہ بہادری کام آتی اور نہ کسی اور طرح کا زور چلتا۔

اپنے ملک کی یہ حالت اور یہ قومی تباہی دیکھ کے عبدالقادر کو جوش آیا۔ اور ملک و ملت کی حمایت مین جان کھپانے کے لیے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے باپ کو بھی ابھار کے اپنے ساتھ لیا اور بے تکلف جہاد کا نعرہ بلند کر دیا۔ اور اس کے درپے ہوا کہ اہل وطن جان پر کھیل کے فرانسیسیون کو اپنے وطن سے نکال دین۔ ملک نے بھی اسکی یہ خدمت پسند کی۔ اور سنہ ۱۸۳۲ء مین اسکے زیر [illegible] دس ہزار سپہگر [illegible] جنگجو کے اس نے شہر اوران پر حملہ کر دیا۔ یہان فرانسیسیون کی [illegible] بڑے زور و ران پر تھی۔ [illegible] کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ چنانچہ کئی [illegible] اٹھا کے پسپا بھی ہونا پڑا۔ لیکن باوجود ان [illegible] اور شکستون کے لڑائی سے اس نے

فائدہ ہی اٹھایا - ایک طرف تو یہ ہوا کہ یورپ و افریقہ مین اُسکی شجاعت و سپہگری کی دھوم ہوگئی
خود اُسکے ہم وطن مطیع و فرمان بردار ہوکے اُسکے اشارون پر چلنے لگے - تمام قبائل عرب نے جن میں اکثر
لڑائی رہا کرتی تھی اُسکے آگے سر اطاعت جھکا دیا - اور سب اُسکے جھنڈے کے نیچے لڑنے کو تیار ہوگئے
عنان سپہ سالاری ہاتھ مین لینے کے بعد عبد القادر نے فن جنگ مین ایسی نمایان ترقی کی جسکی
دنیا جونک اٹھی - اور اُس نے اپنے ہمراہیون کو یہ فن سکھا دیا کہ توپون کی سخت سے سخت آتش باری
مین ٹھہرے کیونکر دشمنون کا مقابلہ کرین - عرب لوگ توپون سے بہت ڈرتے اور بے انتہا گھبراتے
تھے - عبد القادر نے دو ایک میدانون مین اُنھین نہایت خوبصورتی اور عمدہ تدبیر سے لڑا کے
کامیاب کرا دیا تو وہ اُسکے اور زیادہ گرویدہ ہوگئے - اور مخالفون تک کو اس بات کا اعتراف
ہے کہ عبد القادر ہی تھا جس نے عربون کو اس بات کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی کہ یورپ کی توپون کے
سامنے کیونکر ٹھہرین اور کس طرح یورش کرکے دشمنون کی توپین چھین لین -

ان مسلسل لڑائیون اور یورشون کا یہ نتیجہ ہوا کہ فرانسیسیون کو مجبوراً امیر عبد القادر کا
دباؤ ماننا پڑا - اور آخر سنہ ۱۸۳۴ء مین فرانسیسیون - اور الجیریا والون کے مابین ایک معاہدہ
ہوگیا جسکی رو سے عبد القادر شہر معسکر کا امیر اور صوبۂ اوران کا فرمان روا تسلیم کیا گیا - اور ملک
کی اندرونی تجارت پر اُسے محصول لگانے کا حق دیا گیا - یہ معاہدہ ہی بتا رہا ہے کہ عبد القادر نے
اوران کو بزور شمشیر فرانسیسیون سے لے لیا تھا - اور اپنی قوت سے اُس نے وہ حقوق حاصل
کرلیے تھے جو یورپ والون سے کسی کو مشکل ملسکتے ہین

اس معاہدہ کے بعد اُس کی عظمت بہت بڑھ گئی مقتدائی سے اُسے حکمرانی مل گئی - اور مسند
افتا سے قدم آگے بڑھاکے وہ سریر شہریاری کی زیب و زینت بن گیا - اس موقع پر بعض بھائی بندون
اور بنی اعمام کو اُس پر حسد آیا جو ہتھیار لے کے اُسکی مخالفت کو اٹھ کھڑے ہوئے - اکثر مشرقی
ممالک مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے - جہان خود غرضی قومی منافع پر ہمیشہ غالب آجایا کرتی ہے -
مگر عبد القادر کی شجاعت و خوش تدبیری ان سب مشکلون پر غالب آئی - اور کل حریف
اُس کے مطیع و منقاد ہوگئے

تاہم ان حریفون کی مخالفت - اور فرانسیسیون سے معاہدہ ہوجانے کے بعد بھی امیر
عبد القادر کو کبھی اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوا - کیونکہ سلطنت فرانس کی طرف چھیڑ چھاڑ یان
چلی ہی جاتی تھین اور روز نئے جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے - مگر عبد القادر نے ترجیح اس کو

ے ہر طرح دانت کھٹے کر دیے۔ حتی کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی حکمت عملی اور مستعدی سے اس نے اپنے کیمپ کو ایک متحرک اور انتقال پذیر شہر بنا لیا تھا۔ جو کبھی یہین ہوتا اور کبھی وہین۔ دشمنون کو ایام جنگ مین اس کا پتہ بھی مشکل سے چلتا کہ وہ اور اُس کا شہر کہان ہے۔ لیکن ۱۸۴۷ء مین وہ فرانسیسی فوجون مین اس طرح گھر گیا کہ بھاگنے کی کوئی صورت نہ نظر آئی۔ اور آخر اُسے مجبور ہو کے فرنچ جنرل لاموریسیر کے آگے ہتھیار رکھ دینا پڑے۔ ہتھیار رکھنے سے پیشتر یہ شرط ہوئی تھی کہ وہ یا تو اسکندریہ مین بھیج دیا جائے گا اور یا ایک اور شہر مین جو "سینٹ جین داکر" کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ لیکن گرفتار کر لینے کے بعد فرنچ گورنمنٹ نے بدعہدی کی۔ اُس شرط کے بجا لانے سے انکار کر دیا۔ اور عبدالقادر اپنے وطن سے نکال کے طولون کے ایک قلعہ مین زیر حراست رکھا گیا۔

سرسید نے اپنے سفر یورپ کے حالات مین جہان پیرس کے واقعات بیان کیے ہین یہ بھی لکھا ہے کہ کسی جگہ انھون نے ایک تصویر دیکھی جس مین یہ سین دکھایا گیا تھا کہ فرانسیسی سپاہیون نے ایک دوشت پر سے محل کو گرایا ہے جس سے کئی جوان خوبصورت عورتین اور بچے محل کے زمین پر گر پڑے ہین وہ سب بیکسی کی حالت مین سہمے ہوئے ہین۔ اور فرنچ سپاہی اُن پر اپنی سنگینون سے حملہ کرتے ہوئے ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس تصویر مین عبدالقادر کے حرم کی گرفتاری اور دولت فرانس کی عظمت دکھائی گئی ہے۔ سید صاحب کو یہ ناگوار ہوا چنانچہ انھون نے اس تصویر کو فرانسیسیون کی کم ظرفی پر محمول کیا۔ اور لکھ دیا کہ عبدالقادر کی عظمت و شجاعت دنیا کی نظر سے پوشیدہ نہین رہ سکتی جس نے مدتون دولت فرانس کو حیران و پریشان رکھا تھا۔ اس تصویر کو دیکھ کے سوا اس کے کہ خود فرنچ لوگون کی لغویت اور ایک نہایت ہی ذلیل حرکت عالم آشکارا ہو عبدالقادر کے نام پر کوئی حرف نہین آ سکتا۔ بلکہ دیکھنے والے کو اس تصویر سے عبدالقادر کی بہادری اور شجاعت کا اور زیادہ یقین ہو جاتا ہے۔

عبدالقادر چار ہی سال طولون مین قید رہنے پایا تھا کہ خود شہنشاہ فرانس لوئی نپولین کو اُس کے حال پر ترس آیا۔ اور اُسے اس شرط سے آزادی دی گئی کہ پھر کبھی الجیریا مین جا کے فرانسیسیون سے مخالفت نہ کریگا۔ اور نہ اُن کے خلاف کوئی سازش کریگا۔ اُس نامی گرامی شجاع عرب نے یہ شرط قبول کر لی۔ اقرار کیا کہ مین اب کبھی ایسا نہ کرونگا۔ اور دولت فرانس نے اُسکی مرضی کے مطابق اُسے دولت عثمانیہ کے شہر بروسہ مین بھیج دیا۔ جو ایشیائے کوچک مین واقع

ہے - چنانچہ ۱۸۵۳ء مین وہ اپنے اِس نئے مسکن مین پہونچا - یہان چند ہی روز رہا تھا کہ اُسے خاص قسطنطنیہ مین اقامت گزین ہونے کی اجازت اور آزادی مل گئی - اور اختیار رہا کہ دولت عثمانیہ مین جہان چاہے رہے - اور جہان جی چاہے جائے -

اِسکے بعد ۱۸۵۵ء مین پیرس مین ایک نمائش گاہ قرار پائی جسکی سیر کے لیے امیر عبد القادر بھی آیا - اور سیر کرکے واپس گیا - ۱۸۶۰ء مین ارض شام مین دروز۵ کا ہنگامہ عظیم ہوا جسمین یہ دروزی لوگ جو نہایت ہی بہادر اور سخت ہین عیسائیون کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے - اور قتل و خون کا بازار گرم ہونے کو تھا - اور کوہ لبنان کے علاقہ مین بہت سے عیسائی قتل بھی ہوگئے - امیر عبد القادر نے اِس موقع پر بڑی مردانگی و شرافت سے کام لیا مسلمانون کو اپنے ذاتی اثر سے روکا - اور چونکہ وہ مسلمانون مین نہایت ہی ہر دل عزیز تھا اِسلیے اُسکے درمیان مین پڑتے ہی مسلمانون نے [illegible] مین کمی کی - اور بس عام خونریزی کا اندیشہ تھا نہ ہونے پائی - مسیحیون کو اس امر کا پورا یقین تھا کہ صرف عبد القادر نے اُنھین اِس آفت سے بچا لیا -

آخر الجیریا کے شیوخ نے اُسکے پاس بار بار پیام بھیجنا شروع کیے کہ پھر وطن مین بس آکے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیجیے - اور فرانسیسیون سے لڑیے - دولت فرانس نے اُسکو گرفتار کرکے وقت اُس سے بدعہدی کی تھی مگر اُسکے قدم کو ہرگز لغزش نہ ہوئی - اور اہل وطن کو صاف جواب دے دیا کہ مین اب تمھارے کام کا نہین رہا - اور فرانسیسیون سے مین نے جو عہد کرلیا ہے اُس پر ہمیشہ قائم رہونگا -

۱۸۶۳ء مین اُس نے پھر سفر حج کیا - اور ۱۸۶۷ء مین دوبارہ فرانس کا سفر کیا پیرس کو خوب پھر کے دیکھا - اور چند روز کے لیے لندن کی بھی سیر کی -

اُسکی زندگی پوری دینداری اور نیک نفسی مین بسر ہوئی - یہان تک کہ آخر عمر مین پھر مکہ معظمہ کا سفر کیا - اور وہین جوار حرم محترم مین ۱۸۷۳ء مین وفات پائی - اور اُس تربت پاک مین آغوش لحد کے سپرد کیا گیا -

---

۵ ارض شام مین یہ ایک عجیب فرقہ ہے جو لوگ بڑے بہادر اور اُجڈ مشہور ہین - الحاکم بامر اللہ فاطمی خلیفۂ مصر کو وہ خدا مانتے ہین - اور اُسکے منشی حمزہ کے خطوط کا ایک مجموعہ اُنکے پاس ہے جسکو کتاب الدروز کہتے اور قرآن سے زیادہ مانتے ہین اُن کے عقائد و عبادات آج تک دنیا مین پوشیدہ اور سربستہ بنے ہوئے ہین - بظاہر یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہین مگر ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک مسلمانون ہی کا فرقہ ہے -

سیف و قلم

اس میں شک نہیں سیف و قلم دونوں بلا کی قوت و عظمت رکھتے ہیں۔ مگر جو اثر خدا نے دونوں کو بخشا ہے کسی چیز کو نہیں دیا۔ مگر اسی قوت و عظمت نے دونوں کو بہت زیادہ خود غرض اور خود پسند بنا دیا اور دونوں مغرور و متکبر ہو گئے اور ان کے دعوے حد اعتدال سے گزرنے لگے۔ تلوار نے [illegible] اور خیری کے [illegible] دنیا [illegible] کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند قلم کو [illegible] آیا تو اس نے بھی ایک قدم [illegible] بڑھ گیا [illegible] دونوں سے [illegible] الزام ثابت ہو چکا ہے کہ حضور [illegible] اپنے سر رکھے ہوئے [illegible] شاہ جہاں

ان بے جا دعووں کا لازمی نتیجہ تھا کہ دولت برطانیہ کی [illegible] انصاف [illegible] عدالت نے [illegible] تلوار تو آج [illegible] سال پہلے [illegible] ہم سے چھین کے [illegible] شاہی محل میں [illegible] تھی۔ غدر [illegible] سنہ ۱۸۵۷ء کے آغاز میں وہ بھی چھین لیا گیا۔ اور اس کی نسبت حکم ہو [illegible] ہاتھوں کی گرفت سے باہر نہ نکلنے پائے۔

اس سے [illegible] خود تلوار اور قلم پر کیا اثر پڑا اس کا حال تو خود ان سے پوچھیے یا ان کو [illegible] وہ قبضہ میں ہیں۔ ہاں ہم البتہ بالکل بیکار ہو گئے۔ جب تلوار ہاتھ سے گئی ہے [illegible] نہتے ہوئے تھے تو اب قلم کو ہاتھ سے رکھ کے گونگے ہو گئے۔ بعض سرکش صاحبان سیف و قلم [illegible] آزادیاں دکھائیں [illegible] ہمارے لیے اب یہ کہنے کا بھی موقع نہ باقی رہا ہوگا کہ [illegible] ہم کو [illegible] بہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند" کا دعوی ہے۔ اور جس قلم نے یہ دعوی [illegible] شاہ جہاں [illegible] حضور ہی [illegible] سیف و قلم ہیں دوسرے کے ہاتھ کے شمشیر و قلم میں یہ دم [illegible] کہاں؟ جو تلوار اور جو قلم رعایا کے ہاتھ میں ہوں ان کی اتنی مجال کہاں کہ ایسا [illegible] خیری کا شور مچائیں۔ ہمارے ہاتھ میں اگر تلوار بھی تھی تو حضور ہی کی دی ہوئی۔ اور حضور کی تلوار کے اشاروں پر چلنے والی۔ اسی طرح ہمارے ہاتھ میں قلم تھا تو حضور ہی کا عطا کیا ہوا [illegible] حضور ہی کے بتائے ہوئے اصول پر چلنے والا۔ مگر افسوس کہ [illegible] اعتبار نہ آیا۔ اور دونوں شرافت کے [illegible] ہم سے چھین گئے۔

ہمارے ہاتھ کی تلوار اگر ملک میں کوئی سکہ جماتی تو وہ آپ ہی کا سکہ ہوتا۔ اور ہمارا

قلم دعوائے سلطنت کرتا تو وہ آپ ہی کی سلطنت ہوتی جسے وہ اپنی سمجھتا اور اس پر [illegible]
خیر اب تو جو ہونا تھا ہوا۔ آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی فیصلہ ہو گیا۔ لیکن اس فیصلہ کے وقت
سمجھتے ہیں کہ ایک بات ہی ضروری اصول پر حضور کی نظر نہیں پڑی جس کی طرف توجہ [illegible]
خیال میں نہایت ضروری تھا۔

انسان کے جسم میں کبھی کبھی دو چار پھوڑے پھنسیاں نہ نکل آیا کریں تو مادہ فاسد [illegible]
جسم کو سڑا ڈالے۔ اسی طرح کرۂ زمین پر اگر چند آتش فشاں پہاڑ نہ ہوں تو سارا [illegible] میں
محتبس کے زور و جوش سے پاش پاش اور غارت ہو جائے۔ انھیں چیزوں پر منحصر [illegible]
ہر جوش کے لیے نکلنے کا کوئی ایک راستہ ضرور چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور [illegible]
اس اصول کو خوب سمجھا ہوا ہے کہ مکان میں اگر چمنی نہ بنائی جائے گی تو ایک [illegible]
میں منہدم ہو جائے گا۔ اصول جنگ میں بھی اس کلیہ سے درگزر نہیں کیا جاتا [illegible]
و مایوس اور زبان پر کھیل جانے والے محصور حریف کے لیے اس حد تک راستہ [illegible]
دیا جانا چاہیے یہاں تک کہ اس کا جوش جان بازی دور ہو جائے۔

لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پالٹکس کی دنیا میں آکے یہ عام قاعدہ حضور کے ذہن
سے کیوں اتر گیا۔ انسان کو دلی جذبات کے ظاہر کرنے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا
جائے کہ دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے قدرت نے دو طریقے عطا کیے ہیں۔ ایک زبان
جس کا سفیر قلم ہے اور دوسرا ہاتھ جو تلوار سے کام لیا کرتا ہے۔ کسی کو جب کسی پر غصہ آتا
ہے۔ یا کسی سے ملال ہوتا ہے تو وہ یا تو سخت سست الفاظ کہتا۔ اور گالیاں دیتا ہے
اور خوب جی بھر کے کوس کے دل کی بھڑاس نکال ڈالتا ہے۔ اور یا تلوار سے کام لیتا
اور اپنی یا حریف کی جان کے درپے ہو جاتا ہے۔

غیظ و غضب ہی پر محدود نہیں اگر غور سے دیکھیے تو انسان خیال آفرینیوں کی ایک
کل ہے۔ جس کے اندر ہر گھڑی طرح طرح کے جذبات حرکت میں آتے رہتے ہیں۔ اور ہر دم ایک
تازہ جوش پیدا ہوتا ہے۔ ان جذبوں اور جوشوں کے نکلنے کے یہی دو راستہ ہیں زبان و
ہاتھ۔ اور زبان اور ہاتھ کے اوزار قلم اور تلوار ہیں۔ جب یہ دونوں راستے بند ہو گئے
اور لوگ اپنے بخارات کو نہ زبان سے نکال سکیں گے اور نہ ہاتھ سے تو پھر ان بخارات
کے دل میں محتبس ہونے اور سینے میں دبے پڑے رہنے سے جن خرابیوں فسادوں اور

سینون کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ۔ وہ معمولی نہین تصور کیے جا سکتے ۔

سب سے بہتر حکمت عملی یہی تھی جس پر ہماری سلطنت کا اس سے پیشتر عملدرآمد تھا ۔ یعنی تلوار چھین کے ہاتھ کی قوت جو نہایت ہی خطرناک اور امن و امان مین خلل ڈالنے والی تھی ۔ بے توڑ دی گئی ۔ اور زبان وقلم کو آزادی دے دی گئی کہ جو چاہین کہین اور بُرا بھلا جو دل چاہے لکھ مارین ۔ اُن کے لکھ مارنے یا زبان سے بک ڈالنے سے سلطنت کے کسی انتظام کو نقصان پہونچ سکتا تھا اور نہ ملک کے امن وامان مین کسی قسم کا خلل پڑ سکتا تھا ۔ کیونکہ فتنہ انگیز چیز جس سے عبارت شمشیر بران ہے اُن کے ہاتھون سے چھین لی گئی تھی ۔ اور اگر دو ایک شریر فتنہ پرداز بھی تھے تو اُن کے ناخن کاٹ لیے گئے تھے ۔

لیکن قلم کے چھین لینے کے بعد اظہار جوش کا وہ ایک بے خطر راستہ جو کھلا ہوا تھا وہ بھی بند ہو گیا ۔ اور گویا اس کا سامان کر دیا گیا کہ رعایا کے دلون مین ۔ یا سرکار کے چند بدخواہون ہی کے سینون مین جس کا قلم کو جوش پیدا ہو وہ اندر ہی اندر بند رہ کے زیادہ جوش پائے زیادہ پختگی اور قوت حاصل کرے ۔ اور جس سینہ مین بند ہے اُس سے ایک بڑی دہلا دینے والی آواز کے ساتھ پھوٹے جس طرح کہ کوئی زبردست پراقہ پھٹتا ہے ۔ اور اُسکی آواز دُور دُور تک گونج اُٹھتی ہے ۔

شخصی سلطنتون نے اکثر اوقات اسی قسم کی غلطیان کی ہین ۔ اور اپنی ناعاقبت اندیشی سے رعایا کے دل وزبان ۔ اور دست وقلم پر پہرے بٹھائے ہین ۔ اور ہمیشہ اُس کا نتیجہ ظاہر ہوا ہے ۔ لیکن آزاد خیال برٹش نیشن سے ایسی فروگزاشت اور تنگ خیالی کی ہم کو امید نہ تھی ۔ یہ بم کے گولے جو کبھی کبھی برآمد ہو کے پھوٹتے ہین اور سارے ہندوستان مین ان کا شور مچ جاتا ہے ۔ اُن کا انسداد اور تدارک بھی ہو سکتا تھا ۔ لیکن یہ انتظام کہ صدہا سینہ خطرناک جوش فساد سے لبریز ہو کے خود ہی بم کے گولے بن جائین بدرجہا زیادہ خطرناک ہے ۔ ہمین اس موقع پر اپنا خیال ظاہر کر دینا تھا ورنہ ہمین اس قسم کے اُمور سے کوئی تعلق نہین کیونکہ ع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

اُردو لٹریچر

ایک بہت بڑی کمی ہمارے لٹریچر مین یہ بتائی جاتی ہے کہ اُردو مین اسوقت تک علمی

مصطلحات کی بہت کمی ہے - اور ہم جسوقت کسی علمی مسئلہ کے متعلق یا کسی فن [illegible]
چاہیں تو مجبور ہیں کہ اگر وہ کوئی قدیم علم و فن ہو تو عربی کے اصطلاحات [illegible]
اگر کوئی نیا علم و فن ہو تو انگریزی کے اصطلاحات لیجاتے ہیں کہ اہل عرب نے جب [illegible]
تو خاص اپنی زبان میں سے اصطلاحی الفاظ [illegible] لیے [illegible] علمی [illegible]
سے آزاد ہو گئے - اور عربی بجاے خود ایک علمی زبان بن گئی مگر ہم [illegible] دوسری زبانوں کی
خوشہ چینی کے اور کچھ نہیں کر سکتے -

[illegible] سخت محسوس کیجاتی ہے کہ ہندو مسلمان [illegible] فکر میں ہیں کہ [illegible]
اصطلاحات تصنیف کریں ہندو چاہتے ہیں کہ ہندی میں [illegible] والے اصطلاحات [illegible]
مسلمان چاہتے ہیں کہ اردو کی مناسبت کے لیے عربی زبان [illegible] اصطلاحات [illegible]
عربی سے لیے جائیں [illegible] دھن میں [illegible]
اصطلاحات کی ایک جدید کتاب لغت تصنیف کرکے [illegible]
اصطلاحات [illegible] رسالوں میں شایع کروں [illegible]
کریں - اور وہی مصطلحات [illegible] علمی کتابوں میں اختیار کیے جائیں -

جدید علوم جو اب نئے نئے یورپ میں پیدا ہوے ہیں انکی اصطلاحوں [illegible]
[illegible] ہندو مسلمانوں نے اپنی توجہ کو [illegible]
نئے عربی اصطلاحات [illegible] ان کے رسالوں اور اخباروں میں [illegible]
مگر سچ یہ ہے کہ سب لوگ عام اس سے کہ مصر کے ہوں یا ہندوستان کے - [illegible]
مسلمان سب غلطی پر ہیں [illegible] یہ سب کوششیں [illegible]
الفاظ زندہ رہ سکتے ہیں - اور [illegible] سے اُن کے لٹریچر کو کسی قسم کا نفع حاصل ہو سکتا ہے -

یہ ایک مسلمہ [illegible] مسئلہ ہے کہ لغت زبان کا تابع [illegible]
کا تابع ہو - جو الفاظ کسی زبان میں پیدا ہوچکے ہیں تمام [illegible] زبان [illegible]
الفاظ [illegible] سے لیے ہوئے ان کا [illegible]
لغت [illegible] مگر آج تک دنیا میں کبھی [illegible] الفاظ [illegible]
کہ مصطلحات [illegible] کتب لغت سے لے کے تحریر و تقریر میں شامل [illegible]
اصطلاحوں [illegible] وایجاد کا صحیح محل یہ ہے کہ ہر فن پر ایک کتاب تصنیف کی جائے

اُس میں ضرورت کے مطابق نئے اصطلاحی الفاظ تراش کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ اور جب وہ کتابیں اُس زبان کے نصاب میں شریک ہو جاتی ہیں تو اُن سے نئے نئے مصطلحہ الفاظ لغت میں اضافہ کیے جاتے ہیں۔

لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا۔ اور نہ اس قسم کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس وقت تک جتنی کتابیں علوم قدیمہ و جدیدہ کی اردو میں لکھی گئی ہیں اُن سب میں عموماً یہی طریقہ اختیار کیا گیا کہ بجائے اس کے کہ اصطلاحات کے لیے مناسب الفاظ ڈھونڈے جاتے عربی و انگریزی کے الفاظ بجنسہ نقل کر دیے گئے۔ جن سے صرف اردو جاننے والے نا مانوس ہیں اور انہیں صحیح طور پر زبان سے ادا کر سکتے ہیں۔ ان امور کے علاوہ عام بے خبری و بے توجہی کی وجہ سے علوم و فنون کی تعلیم ہندوستان میں اس طرح عام نہیں ہوتی۔ اور اردو لٹریچر کے حامیوں کے سامنے ایک ایسی دشواری نظر آتی ہے جو کسی طرح ہٹائے نہیں ہٹتی۔

مشکل کا اصلی راز یہی ہے جو ہم مضمون کے پہلے حصہ میں بیان کر چکے ہیں۔ یعنی یہ ناقص ہونا۔ اردو زبان کا مغلوب رہنا خود اہل زبان کا اپنے وطنی لٹریچر سے بے توجہ رہنا۔ اور خاص اردو زبان سے متعلقہ مسائل میں بھی اردو دانوں کے مقابل عربی و انگریزی جاننے والوں کے اثر کا زیادہ ہونا۔ ہمارے سامنے سب سے آخری مثال عربوں کی ہے۔ انہوں نے جس وقت یونانی و رومی اور دیگر السنہ کے علوم و فنون کو اپنی زبان میں لیا ہے اس وقت چند محدود مترجمین علوم تھے۔ اور جس پبلک کے سامنے پیش کرنے کے لیے وہ کتب علوم کا ترجمہ کرتے اُس پر عربیت کا ذوق غالب تھا۔ اس میں صرف اپنی مادری زبان کا جاننے والا دیگر السنہ کے ماہرین کے سامنے نہیں علم و لغت نہیں تصور کیا جاتا۔ بلکہ وطنی لٹریچر کا اثر اسقدر غالب تھا کہ مترجمین اگر اسکے خلاف یا اس سے نامناسب روش اختیار کرتے تو اپنی کوشش میں سرسبز نہ ہو سکتے۔ اسلیے وہ مجبور تھے کہ ہر اصطلاح کے مقام پر کوئی عربی ہی لفظ اختیار کریں بلا لحاظ اسکے کہ لغتہً وہ اصلی یونانی و رومی الفاظ کا پورا پورا ہم معنے ہو یا نہ ہو۔ جب وہ ایسے الفاظ کو اختیار کر لیتے تو کتاب کے مشہور ہوتے ہی وہ علمی دنیا میں مقبول ہو جاتے اور اصل میں نہ بھی ہوتے تو اصطلاح قرار دیے جانے کے بعد اُن یونانی و رومی اصطلاحی الفاظ کے ہم معنے بن جاتے۔

خود اُردو زبان میں بھی ہمارے سامنے ایک اسی قسم کی نظیر موجود ہے تعزیراتِ ہند اور دیگر کتب قوانین کا ترجمہ جب اُردو زبان میں کیا گیا - اور گورنمنٹ نے چند قابل بزرگوں کو اس خدمت پر مامور کیا تو اُنھوں نے تمام قانونی مصطلحات کے لیے جو الفاظ مناسب معلوم ہوئے تراش کے قائم کر دیے - گو اُن الفاظ سے اُس سے پہلے کبھی اصطلاحوں کا کام نہیں لیا گیا تھا - اور پہلے پہل جب کام میں لائے گئے ہیں بعض لوگوں کو بھدے گران - اور غیر مانوس معلوم ہوئے ہوں گے - مگر جیسے ہی وہ قانونی کتابیں ملک میں چھپیں - عدالتوں نے اُنکی طرف توجہ کی - وکلا اور اہل مقدمہ اُن سے کام لینے پر مجبور ہوئے وہ اصطلاحیں بچے بچے کی زبان پر جاری ہو گئیں - اور اُن میں نہ کسی قسم کی گرانی تھی اور نہ کسی طرح کی نامانوسی - دو چند روز بعد وہی الفاظ قانون کی کتابوں سے لے کے کتب لغت میں بھی درج کر دیے گئے -

لہذا یہ کمی یوں نہیں پوری ہو سکتی کہ ان اصطلاحات کی ایک کتاب لغت تصنیف کر کے شایع کر دی جائے - بلکہ انجمن اُردو - یا دیگر حامی زبان انجمنوں کا کام بجائے لغتوں کے تصنیف کرانے کے یہ ہونا چاہیے کہ جن علوم و فنون کے اصطلاحات بنانا منظور ہوں اُنھیں کے متعلق جامع و مانع اور مختصر رسالے تصنیف کرا کے شایع کیے جائیں - اور اُن میں اصطلاحات کا ترجمہ مناسب الفاظ میں کیا جائے -

بعض حضرات کا خیال ہے کہ مصطلحات کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں - بلکہ عربی سے علوم قدیمہ کے جو پُرانے اصطلاحات اُردو میں آ چکے ہیں وہ تو وہی برقرار رکھے جائیں اور علوم جدیدہ اور خاصۃً سائنس کے لیے نئے اُردو یا عربی اصطلاحات پیدا کرنے کے انگریزی مصطلحات بجنسہ اُردو میں نقل کر لیے جائیں - لیکن اس سے اُردو کوئی علمی زبان بن سکتی - اور نہ اُردو لٹریچر اپنی کوئی وقعت قائم کر سکتا -

علم طب کے متعلق کون کتاب یا کون سا مسئلہ ہے جس کا ترجمہ فارسی یا اُردو میں نہیں ہو گیا بلکہ مفردات اور نیز قرابادینوں کے لحاظ سے دیکھو تو فارسی و اُردو کی تو تصنیف کتابیں زیادہ حاوی اور جامع ہیں - لیکن محض اس سبب سے کہ طب کے تمام مصطلحات عربی کے ہیں اسلیے فارسی اُردو دونوں عربی کی غلامی سے آزاد نہ ہو سکیں - جو طبیب عربی زبان نہ جانتا ہو مستند اور با وقعت نہیں مانا جاتا حتی کہ یہ خیال ہر شخص کے ذہن نشین ہے کہ بغیر عربی پڑھے طب آ ہی نہیں سکتی -

اسی طرح اگر آپ سائنس کے متعلق اصطلاحات کو انگریزی سے بجنسہ نقل کر لین گے تو قطع نظر اِس سے کہ عام سائنس اُردو دان طلبہ کے لیے بالکل غیر مانوس اور ناقابل فہم ہین گے محض اردو مین سائنس کی تعلیم پانے والون کا علمی دنیا مین کوئی اعتبار نہ قائم ہو سکے گا۔ اور ہمیشہ یہی سمجھا جائے گا کہ بغیر انگریزی پڑھے سائنس آ ہی نہین سکتا۔

بہر تقدیر حامیانِ اُردو کو اگر اُردو سے کسی قسم کا اُنس ہے تو اُن کا فرض ہے کہ اُردو مین سائنس کے فنون کا ترجمہ کرین۔ اور مصطلحات سے مفہوم کو خوب سمجھ کے اُنکی جگہ مناسب الفاظ عام اِس سے کہ وہ اُردو کے ہون یا فارسی کے یا عربی کے استعمال کرین۔ اگر اُن کتابون کو ذرا بھی مقبولیت حاصل ہوئی (اور ضرور حاصل ہوگی) تو ہم کو یقین ہے کہ جتنے ہمارے مصطلحات رائج ہو جائین گے اور اُردو چند ہی روز مین ایک علمی زبان بن جائے گی۔

ایسے مصطلحات کے کام مین لاتے وقت اِس بات کا زیادہ لحاظ کرنے کی ضرورت نہین کہ وہ الفاظ خوبصورت۔ موزون اور پوری طرح ہم معنے ہین یا نہین۔ کیونکہ ابتدائی استعمال کے وقت بڑے خوبصورت سے خوبصورت لفظ بھی اُس محل پر بھونڈا اور بھدا معلوم ہوگا اور یقین کہ لوگ یہ مصطلحات جس زبان مین قائم کیے گئے ہون گے پہلے پہل ایسے ہی بھونڈے اور غیر مانوس نظر آتے ہونگے۔ الفاظ و مصطلحات کو صرف استعمال مانوس اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔

زبان اُردو کا نیا سرمایہ

آصف اللغات - نواب عزیز جنگ بہادر حیدرآباد دکن کے ان چند منتخب لوگون مین ہین جنھون نے علم سے فائدہ اُٹھانے کی پوری قابلیت کے ساتھ وقت کی قدر و قیمت جانی ہے۔ وہ ایک وظیفہ یاب عہدہ دار سرکار نظام ہین۔ اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی علمی شغلہ ضرور جاری رکھتے ہین فی الحال چند روز سے اُنھون نے ایک نئے اور بالکل اچھوتے رنگ کی کتاب لُغت تصنیف کرنا شروع کی ہے جسکی پہلی جلد چھ سات مہینہ ہوئے شائع ہوئی تھی اب دوسری جلد ہمارے سامنے ہے۔ یہ دونون جلدین ۱۲۰۲ صفحون پر ختم ہوئی ہین۔ کاغذ چھپائی لکھائی اور ہر حیثیت سے کتاب اعلے درجہ کی ہے اور ہر جلد مجلد دیجاتی ہے۔ استیعاب و تکمیل کا پتہ اِس سے لگ سکتا ہے

کہ بلحاظ لغت ابھی الف ممدودہ بھی نہین ختم ہوا - اصل مین یہ لغت مصطلحات فارسی کا ہے - اور فارسی ہی مین معنے بتائے گئے ہین - مگر نئی اور انوکھی بات یہ ہے کہ اُنھین فارسی محاورات کے سلسلہ مین اُردو محاورات بھی بتا دیے گئے ہین جنکا مطلب اُردو مین بتایا ہے - یہ لغت ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو بہادر وائسراے ہند کے نام پر ڈیڈی کیٹ کیا گیا ہے - اور ہر جلد کی اشاعت پر گورنمنٹ آف انڈیا سے پانچ سو روپیہ - اور گورنمنٹ نظام سے پانچ سو روپیہ قابل مصنف کو انعام ملتے ہین جسکی وجہ سے مصنف صاحب نے بکمال فیاضی اس لغت کی قیمت مین اصل لاگت سے ایک ثلث حصہ پبلک کے لیے چھوڑ دیا ہے - اور ہر جلد کی قیمت عہ مقرر کی ہے - اسکے علاوہ ۲۵ جلدین علیگڈھ کے طلبہ کو اور ۱۵ جلدین عام قدردانان سخن کو مفت دیتے ہین - ہم نواب صاحب کو اُن کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ ہندوستانی پبلک اُنکی اس تصنیف کی اور نیز اُنکی قدر کریگی مکمل ریویو انشاء اللہ بقید حیات ہم اُسوقت لکھین گے جب کتاب تکمیل کو پہونچ جائیگی -

صوفی یہ تصوف کا ایک اعلے درجہ کا رسالہ ہے - جو مولنا محمد الدین آوان چشتی نظامی حیدری کے زیر اہتمام مقام "پنڈی بہاء الدین - ضلع - گجرات پنجاب" سے حضرت سید حیدر شاہ صاحب جلالپوری - کی یادگار مین ماہوار شایع ہوتا ہے - فروری سنہ ۱۹۱۰ء کا رسالہ جو ہمارے سامنے ہے ۴۴ صفحون پر ختم ہوا ہے - اور قیمت صرف عہ سالانہ ہے مضامین تصوف کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پوری طرح رنگ مین ڈوبا ہوا ہے - اور بہت سے اعلےٰ درجہ کے مضامین اس کے صفحات پر نظر آتے ہین - لیکن ایڈیٹر صاحب کو ہم مشورہ دین گے کہ بجاے حد سے گزرے ہوئے خوارق عادات - اور بہت سی عام قسم کی باتون کے - وہ زیادہ گہرے مذاق توحید - اور زیادہ سنجیدہ مسائل فلسفہ الٰہی کی طرف توجہ کرین - مجھے یقین ہے کہ حضرات صوفیہ و عام مسلمان اس رسالہ کی قدر کرینگے

دلگداز

ہمارے بہت سے کرمفرماؤن نے ہماری فریاد سُنی اور بے انتہا توجہ سے کام لیا لیکن پرانے احباب مین سے ابھی بہت سے اس طرح خاموش ہین کہ گویا اُنھین خبر ہی نہین مگر وہ گدگدانے سے نہین خبر ہوتے تو شاید اسکے منتظر ہین کہ ہماری پُر درد صداے دلگداز اُنھین جگائے ؟ اور بیتاب ہوکے کہین کیا کہتے ہو - سچ کہتے ہین کہ آخر العلاج الکی -

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی** ۔ (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات زندگی۔ آپ کی تعلیمیں آپ کا تصوف اور آپ کا فلسفۂ الٰہی۔ قیمت . . . . ۔ ۵/

(۲) **ابوبکر شبلی** (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت شیخ شبلیؒ کے حالات اُن کا جوش محبت اور آپ کا جذب و خروش۔ [illegible]

(۳) **تاریخ سندھ** ۔ نہایت مکمل مستند تاریخ ارض سندھ قدیم ایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک مستند عربی تاریخوں سے فارسی و انگریزی مورخین کی غلطیوں اور اس کا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا۔ دو جلد۔

جلد اول کی قیمت . . . . . [illegible]

جلد دوم کی قیمت . . . [illegible]

(۴) **حروب صلیبیہ** صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کے لیے مسلمانوں و عیسائیوں میں رہیں منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جس میں عربی مستند تاریخوں کی مدد سے نوٹس اضافہ کیے گئے ہیں۔ قیمت [illegible]

(۵) **حسن بن صباح** ۔ بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی اس کی تعلیمیں اس کا علم و فضل اور اس کے سرکشانہ دعاوی۔ قیمت [illegible]

(۶) **خواجہ معین الدین چشتی** حضرت قطب الہند خواجہ اجمیریؒ کے مستند تاریخی حالات اور آپ کے کمالات۔ [illegible]

(۷) **تاریخ بغداد** ۔ مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک قیمت۔ [illegible]

(۸) **افسانۂ قیس** عاشق لیلیٰ مجنون عامری کے صحیح تاریخی حالات۔ قیمت . . . . [illegible]

(۹) **ملکۂ زنوبیہ** حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک شامی ترادحسین شاہزادی کے حالات زندگی قیمت [illegible]

(۱۰) **الحکم الرفاعیہ** ۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے رسالۂ نصائح کا ترجمہ قیمت۔ [illegible]

(۱۱) **رفع النقاب** ۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے صحیح طریقے بتانے میں مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ [illegible]

تاریخی ناول

(۱۲) **قیس و لبنیٰ** عہد صحابہ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اُس کی معشوقہ لبنیٰ کے حالات۔ وہی سوانح عمری اور وہی ناول عشق کی بیتابیاں اور جوش دل کی سرگذشتیں (سب سے نیا اور تازہ ناول) [illegible]

(۱۳) **یوسف و نجمہ** کامل جگ بیتی نہیں آپ بیتی سے کیا موثر ہے کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری۔ ...کے چند ناتمام اوراق ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو بری قدر کے ہاتھوں سے پڑھے جاتے تھے۔ اب تکمیل کے بعد اس میں جو لطف پیدا ہو گیا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول قیمت . . . . [illegible]

(۱۴) **شوقین ملکہ** ۔ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات۔ الینیر ملکۂ فرانس کی عشق بازیاں مردوں کے پہلو میں زنانہ لیپ...ڈ کے ساتھ ساتھ بزم۔ مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیوں کی جانستانی۔ دلبری و سحر آفرینی نہایت مزے کا ناول۔ قیمت۔ [illegible]

(۱۵) **فتح اندلس** ۔ اسپین پر عربوں کا حملہ۔ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی (...) تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اُس کی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلواروں سے اُس کا انتقام ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے سچے واقعات میں کیسی جان ڈال دی ہے۔ (زیر طبع) قیمت۔ [illegible]

(۱۶) **مقدس نازنین** ۔ ایک برٹش لڑکی کا مرد کے لباس میں مقتدائے دین بن کے رہنا اور آخر پوپ روم یعنی حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا مسند پاپائی پر وضع حمل مسیحیوں میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے اُس کی نجات۔ [illegible]

(۱۷) **فلورا فلورنڈا** ہسپانیۂ عظمیٰ کے عہد خلافت زوال مروان میں عیسائیوں کی حالت اُن کا احمقانہ تعصب اور مجنونانہ جوش شہادت۔ ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا اور اُس خرابی کا حیرت خیز اور عبرتناک انجام۔ [illegible]

(۱۸) **ملک العزیز ورجنا** تیسری صلیبی لڑائی۔ رچرڈ شیر دل اور صلاح الدین اعظم دل و اغضاء اور معرکۂ کارزار عشق اور اس کے ساتھ سچا دینی جوش۔ قیمت۔ [illegible]

(۱۹) **ایامِ عرب** ۔ جاہلیت عرب کی دو تاریخی لڑائیاں عرب جاہلیت کے رسم و رواج اور وضع و اطوار ۔ شاعری اور سوار آزادی صحرا کا عشق اور محل کا عشق ۔ دو عربی شاہزادیاں اور دو شریف و شجاع نوجوان ۔ دربار بنی غسان ۔ دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویریں ۔ اور شیرین و مریم کی سرگذشت ۔ دو جلدیں ۔

جلد اول کی قیمت ۔ عہ

جلد دوم کی قیمت ۔ عہ

(۲۰) **فردوس بریں** ۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقۂ باطنیہ حشیشین ۔ اور ان کے سرکٹ فدائی جیتے جی ملاءِ اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر ۔ اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفۂ الٰہی اور اس کا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ ۔ اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے ۔ اس پر ہمارے ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں مشکل سے نہیں مل سکتا ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۲۱) **حسن انجلینا** ۔ روس و روم کی لڑائی ۔ ایرانیوں اور ترکوں کی پھوٹ اور اس کا انجام ۔ مگر آخر میں اتفاق ہونا اور نتیجا بخیر ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۲۲) **منصور موہنا** ۔ سر زمین سندھ میں ایک انصاری خاندان ۔ اگلی فتوح عرب کی یادگار ۔ اس کی تباہی اور پھر محمود غزنوی کی مدد سے اس کا سنبھلنا ۔ حسن و عشق کی نہایت دلکش تصویریں ۔ مسلمان مجاہدوں کے ننگے مسلمان فقرا اور اسلام کے داعی و مشنری ۔ عہ

(۲۳) **شہید وفا** ۔ غرناطہ و اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اس کا زوال ۔ ایک سچے بہادر و غیور عاشق کا استبداد پر جان دے دینا یا یہ عشق حسرت و اندوہ کی سچی تصویریں یہ ناول نہیں نثر اردو میں ایک المناک ڈراما ہے ۔ عہ

(۲۴) **درگیش نندنی** ۔ بنکم چندر چٹرجی کے اس نام کے ایک ناول کا ترجمہ جو اردو میں نہایت مقبول ہوا ۔ اکبر کا دور اور پٹھانوں کی حکومت کا زوال ۔ قیمت ۔ عہ

(۲۵) **دلچسپ** ۔ مصنف کا پہلا زور قلم ۔ عشق اور اس کا سچا بیان ۔ دو حصہ ۔

حصہ اول کی قیمت ۔ ۶ر

حصہ دوم کی قیمت ۸ر

(۲۶) **دلکش** ۔ طالب علمی اور عشق ۔ نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان ۔ دو حصہ ۔

حصہ اول کی قیمت ۔ ۶ر

حصہ دوم کی قیمت ر

(۲۷) **آغا صادق کی شادی** ۔ لکھنؤ کے اخیر دور کی ایک بامذاق تصویر ۔ کسی کی دو ٹھوکر کس کے ساتھ ... کی بگڑی محمود کا سر کسی غیر شہر میں شادی کرو تو خوب سوچ سمجھ کے کرو ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔

(۲۸) **بدر النسا کی مصیبت** ۔ نہایت بامزہ سرگزشت ریل کے سفر میں بی بیوں کا بدل جانا اور اس کا انجام ۔ ۶ر

(۲۹) **میوۂ تلخ** ۔ ایک نہایت دلچسپ ڈراما ۔ رضامندی اور نارضامندی کی شادیاں ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۳۰) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۱ء مکمل بارہ پرچے قیمت عہ

(۳۱) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۲ء ۔ دلگداز کے وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۲ء اور سنہ ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) عہ

(۳۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۴ء مکمل بارہ پرچے قیمت عہ

(۳۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ء مکمل بارہ پرچے قیمت عہ

(۳۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۷ء ۔ وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۷ء و سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئے ۔ (بارہ پرچے) قیمت عہ

(۳۵) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ء یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا جس میں مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہیں جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی ۔ ۲۲ رسالہ ۔ قیمت ۔ عہ

مولانا شرر کے ان تصانیف کے علاوہ اور تمام ناول بھی جو یہاں دستیاب ہو سکیں گے بہ کوشش فراہم کر کے روانہ کیے جا سکتے ہیں ۔

نواب سید علی حسن خان بہادر کے پر مغز و موثر اور عالمانہ تصانیف بھی دفتر ہذا کے ذریعے سے مل سکتے ہیں ۔

اسرار حسن ۔ ۲؍ ۔ شریعۃ الاسلام ۵؍ ۔ البیان ۲؍
تعلیم و تربیت ۔ ...

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز
کٹرہ بزن بیگ خان ۔ لکھنؤ

علمی ادبی و تاریخی رسالہ جو ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر جلد ۶

بابت ۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ۴ - ثور سنہ ۱۳۳۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

باہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

ابدال بیگ خاں سے دلگداز پریس میں چھپا

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ ۱)

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شررؔ کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی**۔ (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات زندگی۔ آپکی تعلیمیں آپکا تصوف اور آپکا فلسفۂ الٰہی قیمت .... عہ

(۲) **ابو بکر شبلی** (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت شیخ شبلیؒ کے حالات آپکا جوش محبت اور آپکا جذبۂ خود فروشی عہ

(۳) **تاریخ سندھ**۔ نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک مستند طریقوں فارسی و انگریزی مورخین کی تغلیط اور اس کا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا۔ دو جلدیں

جلد اول کی قیمت .... عہ

جلد دوم کی قیمت .... عہ

(۴) **حروب صلیبیہ**۔ صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حفاظت کے لیے مسلمانوں و عیسائیوں میں رہیں منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جسمیں عربی مستند تاریخوں سے مدد سے نوٹس اضافہ کیے گئے ہیں۔ قیمت .... عہ

(۵) **حسن بن صباح**۔ بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی اسکی تعلیمیں اسکا علم و فضل اور اسکے سر کیف فدائی۔ ۶ر

(۶) **خواجہ معین الدین چشتی**ؒ حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات۔ ۲ر

(۷) **تاریخ بغداد**۔ مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک۔ قیمت ... ۶ر

(۸) **افسانۂ قیس** عاشق لیلی مجنون عامری کے صحیح حالات ۲ر

(۹) **ملکۂ زنوبیہ** حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی نژاد حسین شاہزادی کے حالات زندگی قیمت۔ ۲ر

(۱۰) **الحکم الرفاعیہ**۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسمی نام کے سر بالفاتح۔ رسالہ کا ترجمہ۔ قیمت ۲ر

(۱۱) **آغا ئی صاحب** مرزا آغا علیخاں بہادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۱۲) **رفع النقاب**۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی ثبوت کے صحیح ... جناب مولانا احمد مختار صاحب ... کا مدلل رسالہ

تاریخی ناول

(۱۳) **ماہ ملک**۔ مولانا کا سب سے نیا اور اچھوتا ناول جسمیں دولت غوریہ کے اوج و عروج سلاطین غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے اور تاریخی حالات اور اس عہد کی معاشرت شاہزادی ماہ ملک کے سچے حالات و کمالات۔ ایک ناول کے رنگ میں عجیب دلچسپ الفاظ میں اور خوبصورت عنوان سے دکھلائے گئے ہیں۔ یہ ناول بڑے اہتمام کے ساتھ تدریجاً شائع ہو کے اب مکمل ہوا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲

(۱۴) **قیس و لبنیٰ**۔ عہد صحابہ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اسکی معشوقہ لبنیٰ کے حالات وہی سوانح عمری اور وہی ناول عشق کی سچی بیان اور جوش کی سرگذشتیں .... عہ

(۱۵) **یوسف و نجمہ کامل**۔ جنگ میں نہیں اب بیتی ہے

کیا موثر ہے کہانی میری ... اور ... بزبانی میری

اسکے چند ناتمام اوراق ملک میں چھپ چکے تھے جو بڑی قدر سے ہاتھوں سے لیے جاتے تھے۔ اب تکمیل کے بعد اسمیں جو لطف پیدا ہوگیا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول۔ عہ

(۱۶) **شوقین ملکہ**۔ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات الینیر ملکۂ فرانس کی عشق بازیاں ہر دو کے پہلو میں تاثیر بیب رزم کے ساتھ ساتھ بزم۔ مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیوں کی جانستانی۔ دلبری و غمزہ اوری نہایت عجیب کا ناول۔ قیمت۔ عہ

(۱۷) **فتح اندلس**۔ اسپین پر عربوں کا حملہ جو لین حاکم سبتہ کی بیٹی۔ آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلواروں سے اسکا انتقام ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے سچے واقعات میں کیسی جان ڈال دی ہے۔ (زیر طبع) قیمت ۱۲

(۱۸) **مقدس نازنین**۔ ایک نوجوان لڑکی کا مردانے بھیس میں مقدس دین بنکے رہنا اور آخر پوپ دوم یعنی حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا۔ سند پاپائی پر قبضہ اور اسکے عہد میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے اسکی جانبری عہ

گریبان

صدہا بار چاک کیا اور پھر وہی گلے کا ہار ہزارون دفعہ نوچ کے پھینکا - اور پھر اسی طرح گلوگیر آ موجود ہوا - یہ نہ ہوا کہ اس ظالم گریبان سے پیچھا چھوٹے - آہنی بیڑیان کٹ جاتی ہین - فولادی ہتکڑیان ٹوٹ جاتی ہین - مگر اس کمزور گریبان نے توڑ دینے کی مساعی کا خلاصہ ہوا کچھ سمجھ مین نہین آتا - دل نادان کی بیتابیون نے ادھر یہ حالت کر رکھی ہے کہ جب جوش آتا ہے گریبان پر ہاتھ پڑ جاتا ہے - اور بے دھجیان اڑائے نہین رہتے - ہم نے اپنی بیتابانہ شورشون کا ہدف ہمیشہ گریبان کو بنا رکھا ہے - کسی کی پیاری صورت دیکھی اور گریبان نوچ ڈالا - کسی کی چشم فتان کا سامنا ہوا اور گریبان کا ایک تار نہ باقی رکھا - کوئی شعر اچھا معلوم ہوا اور ہاتھ گریبان پہ جا پڑا - کوئی پرانی صحبت برہم یاد آئی اور گریبان کو پھاڑ ڈالا - کسی کی پرسوز و گداز آواز کان مین آئی - اور گریبان کے سر ہو گئے - اور کسی کے چھڑون کی جھنکار کان تک پہونچی اور گریبان کے پیچھے پڑ گئے - مختصر یہ کہ جس چیز کو جی چاہا اور اس پر قابو نہ چلا تو ہم ناکامی کا سارا بغض گریبان ہی پر نکال ڈالتے ہین - کیونکہ جب اور کسی پر زور نہ چلے تو اپنے گریبان پر خوب زور چل جاتا ہے - گریبان از خود رفتگان عشق اور بیخودان ذوق کے عالم مین دل کی بھڑاس نکالنے کا ایک ذریعہ بنا ہوا ہے - اور اسے چاک کر کے ہم اپنے حسرت نصیب دل کو تسکین دیا کرتے ہین -

گریبان کی طرح لباس کے بعض اور حصون کو بھی امتیاز اور شہرت حاصل ہے - ٹوپی اور پگڑی اعلے ترین حصۂ جسم سے تعلق رکھتے ہین اور اسی مناسبت سے انکی قدر و منزلت بھی بڑھی ہوئی ہے - اگلے دربارون مین بادشاہون اور عالی مرتبہ شاہزادون کی تعظیم

کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ان کے سامنے بغیر دستار کے کوئی نہ آئے - اور اگر دستار نہ ہو تو ٹوپی اُتار دے - پگڑی کی لاج دیہاتیون تک مین شہرت رکھتی ہے - اور کسی کی ٹوپی اُتار لینا اُس کی بے عزتی کرنے کے حکم مین ہے - شعرائے رند مشرب کے بیخودان شوق بھی چاہتے ہین جناب شیخ کی دستار اُتار لین یا حضرت زاہد کا عمامہ اچھال دین مگر اپنی پگڑی سنبھالے ہی رہتے ہین - اسی گریبان کو بھی بعض حیثیتین حاصل ہین - ایک مظلوم مظلمہ خواہی کے جوش مین اپنا ہاتھ حق ناشناس ستم کیش کے گریبان مین ڈال دیتا ہے - اور جب تک اُس کا دل نہ بھر جائے نہین چھوڑتا - دامن وہ ظل عاطفت ہے کہ اُس کے سایے مین قسمت کے ستائے ہوئے پناہ لیتے ہین - اور جس کسی کو دامن پر اُبھارنا ہوتا ہے اُس کا دامن پکڑ لیتے ہین - الغرض گریبان کی طرح اور بھی بہت سے اجزائے لباس کو نمود اور امتیاز حاصل ہے - مگر وہ خصوصیت و شہرت جو گریبان کو حاصل ہے کسی کو نہین نصیب - گریبان نے شعرائے بیخودی کے عالم مین عجب قسم کی شورش پیدا کر دی ہے - اور شعر و سخن کی دنیا مین حیرت انگیز جوش نمایان کر رکھا ہے - بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس نے شعرا کے کلام مین بیقراری کی ایک نئی روح پھونک دی ہے -

لیکن بیقراران شوق کی حالت کا اندازہ کیجیے تو اس کا پتہ لگانا دشوار ہے کہ شعرا یا عشاق خستہ جگر کو گریبان سے اُنس و محبت ہے یا دشمنی و عداوت - جس بے رحمی و بے دردی سے وہ گریبان کو پھاڑتے اور اُسکی دھجیان اُڑایا کرتے ہین اُس سے تو خیال ہوتا ہے کہ اُنھین گریبان سے قطعی عداوت ہے - مگر اس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ ہر وقت اُسے کلیجے سے لگائے رہتے ہین - اور بیخودی کے جوش مین اگر سو بار پھاڑتے ہین - تو اتنی ہی دفعہ بیٹھ کے اُسے رفو بھی کیا کرتے ہین - چنانچہ ایک اگلا بیقرار عشق اپنی تباہیون کے اظہار کے ساتھ گریبان سے ہمدردی کرتا اور کہتا ہے -

از پنجۂ من چاک گریبان گلہ دارد ... وز گریۂ من گوشۂ دامان گلہ دارد

شعرا کی حس بڑھی ہوئی ہے - اور چونکہ خیال آرائیون کے عادی ہوتے ہین اسلیے ہر چیز کے مختلف جہات اُن پر مختلف قسم کا اثر کرتے ہین - گریبان سے انھین یہ تو فائدہ پہونچتا ہے کہ جب آتش دروُنی کا جوش ہوتا ہے اور شوق کی حدتین دل

ہیں اِس اور گھبراہٹ پیدا کرتی ہیں تو اُس پر ہاتھ صاف کرکے غم و غصہ سے پیچھا چھڑا دم بھر کے لیے دل کو تسکین دے لیتے ہیں۔ اس جہت سے گریبان اُنھیں نہایت عزیز ہے۔ کیونکہ غم غلط کرنے اور دل کا اُبال نکال ڈالنے کے لیے اِس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اور اِسی لیے اُس میں بار بار رفو کرتے ہیں کہ جوش دل نکالنے کا یہ ایک ذریعہ ہاتھ آگیا ہے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ مگر اِس کے مقابل اُنھیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ گریبان ایک آہنی طوق و سلاسل کی طرح گلوگیر ہے۔ اور آزادی میں بھی قید کی شان دکھا رہا ہے۔ اسی خیال سے اُنھیں اِس کی صورت بُری معلوم ہوتی ہے اور جو جاتا ہے دل کی بھڑاس نکالنے کے خیال سے گریبان چاک کرنے کو اُٹھتا ہے اِس میں اسی قید و اسیری کے وہم سے اور زیادہ قوت آجاتی ہے۔

انھیں متضاد و مختلف جہتوں کو پیش نظر رکھ کے غالب مرحوم نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

ہے اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

اس شعر پڑھنے سے اِسی بات کا پورا پورا اطمینان ہوتا ہے کہ غالب کے خیال میں عاشق کا گریبان ایک قابل رشک چیز ہے۔ اور یہی بات دل پر بھی ہے کہ وہ گریبان عاشق کو نہایت ہی بدنصیب تصور کرتے ہیں۔ چونکہ اُن کے اِس شعر کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ "اُس چار گرہ کپڑے کی جو عاشق کے گریبان میں لگا ہو کیا اچھی قسمت ہے" اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ "ہائے اُس کپڑے کی قسمت کیسی پھوٹی تھی"۔ خیر وہ چار گرہ کپڑا اچھا ہے خوش نصیب ہو یا بدنصیب لیکن اس میں شک نہیں کہ عجب چیز ہے جب رفو کر چکتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ پھاڑ ڈالیں اور جب پھاڑ چکتے ہیں تو جی میں آتی ہے کہ پھر بیٹھ کے رفو کریں۔

گریبان کی قدر و منزلت کے ثبوت میں ایک معقول شرعی توجیہ بھی کی جا سکتی ہے۔ خداوند جل و علا اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد" جس سے یہ سمجھا گیا کہ ذات باری تعالیٰ رگ گردن کے پاس ہی ہے۔ اسی بنیاد پر

ع ۵ یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ ترجمہ یہ کہ "اُس کے (انسان کے) گلے کی رگ کو اُس سے جو قربت حاصل ہے ہم اُس سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں"

آتش مرحوم فرما گئے ہیں۔

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آکے گردن میں ۔ سُنا ہے جاتے قریب رگ گلو تیری

رگ گلو سے نور الٰہی کی قربت مان لینے کے بعد یہ خیال کیجیے کہ جس "حبل ورید" (رگ گلو) سے اُن حضرت رب العزت کو قربت ہے اُس سے اس خوش نصیب حصۂ لباس (گریبان) کو سب سے زیادہ قرب اور خاص قسم کا تعلق ہے۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ گریبان ہمیشہ اور ہر وقت اُس معشوق حقیقی کے شوق وصال مین رگ گردن کو اپنے سراپا شوق آغوش مین لیے رہتا ہے۔ اور ایک گھڑی کے لیے بھی اُس سے جدا ہونا نہین پسند کرتا۔

لیکن یہ توجیہ صرف اس لیے ہے کہ دیندارون کو اس سے ایک قسم کا دینی اطمینان دلایا جائے۔ یا صافی مشرب صوفی اس پاکبازانہ خیال آرائی کو سُن کے وجد مین آجائے۔ مگر اس سے یہ معمہ نہین حل ہوتا کہ عاشقون اور رندان آزاد مشرب کو گریبان سے اُنس ہے یا نفرت۔ دوستی ہے یا دشمنی۔ کیونکہ گریبان کا دو جہتین ہونا۔ اور محبت و عداوت کے دونون پہلوؤن کو لیے رہنا اس دیندارانہ توجیہ مین بھی موجود ہے۔

یہ پہلا محبت و اُنس کا رُخ تو ظاہر ہے کہ گریبان ایک عاشق بیتاب کی طرح اُس حبل ورید (رگ گلو) کو اپنے آغوش شوق مین لیے ہوئے ہے۔ اور کسی سراپا جوش اور مدتون کے ترسے ہوئے عاشق حرمان نصیب کی طرح اُسے بھینچ بھینچ کے گلے لگاتا اور ایک دم کے لیے بھی سینہ سے جدا نہین ہونے دیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس کے مخالف پہلو پر نظر ڈالنے والے کو یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ مقرب بارگاہ الٰہی رگ گلو کے حق مین گریبان پھانسی کا پھندا بنا ہوا ہے اور گویا اس کوشش مین ہے کہ اُسے گھونٹ کے رکھ دے۔ اُس کی صورت ہی سے یہ دونون پہلو نمایان ہین۔ وہ ہلال عید بھی ہے۔ اور خنجر برّان بھی۔ وہ کسی ناز آفرین کی ابروی خمدار بھی ہے۔ اور کسی ظالم خونخوار کی شمشیر آبدار بھی۔

الغرض اس دینی توجیہ کرنے والون کی بحث مین بھی اس کے وہ دونون رُخ موجود ہین جو شعر و سخن اور رندمشربی کے عالم مین نظر آتے تھے۔ لہذا کوئی شکایت کا محل نہین اگر شعرا کی طرح دوسرے لوگ بھی کبھی اس کی تعریف کرین۔ اور کبھی اسے کوسین۔ کبھی اسے گلے سے لگائین۔ اور کبھی نوچ کے پھینک دین۔

مامون رشید اور مساحت کرۂ زمین

مولنا حالی نے اپنے مسدس مین جہان مسلمانون کی علمی ترقیون کو دکھایا ہے وہان علم ہیئت کے متعلق اپنے ایک بند مین فرماتے ہین :-

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میدان ۔ فراہم ہوئے جس مین مسّاح دوران
کرہ کی مساحت کے پھیلائے سامان ۔ ہوئی جز سے قدر کل کی نمایان
زمانہ وہان آج تک نوحہ گر ہے
کہ عباسیون کی سبھا وہ کدھر ہے

اگرچہ فٹ نوٹ مین اُنھون نے اِس واقعہ کا اجمالی ذکر بھی کر دیا ہے - مگر اُس سے اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ یہ مساحت کس طرح کی گئی تھی - اِس کی ہمت پر مامون یا اور لوگون کو کیونکر اطمینان ہوا تھا اور حسب بیان مولنا حالی - جز سے کل کی قدر کیونکر نمایان ہوئی تھی - شاید غیر موزون نہ ہوگا اگر ہم دلگداز کے صفحات پر اس واقعہ کو زیادہ توضیح کے ساتھ بتا دین -

اصل حقیقت یہ ہے کہ علم ہیأت کی اِس تحقیق پر جب مامون کی نظر پڑی کہ کرۂ زمین کا دَور چوبیس ہزار میل کا ہے تو اُسے حیرت ہوئی اور کہا بھلا زمین کو کسی نے کیونکر ناپا ہوگا اور اِس بات کا صحیح طور پر کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ ساری زمین کا دور اتنا ہے - علم ہیأت کے سب سے بڑے ماہر اُن دنون محمد - اور احمد - اور حسن نامی تین بھائی تھے[ع۵] جو موسیٰ بن شاکر کے بیٹے تھے - اور علوم ریاضی مین کمال رکھتے تھے - مامون نے اُن سے پوچھا کہ "یہ جو زمین کے دَور کی مقدار بتائی جاتی ہے یقینی ہے - یا فقط وہم و گمان سے کہہ دیا گیا ہے" - اُنھون نے کہا "یہ بالکل یقینی ہے اور شک و شبہ کو اِس مین ذرا بھی گنجائش نہین" - مامون نے کہا "اگر یقینی ہے تو مجھے اطمینان دلا دو" ! اُنھون نے اِس کی ذمہ داری کی - اور کہا "ہمین یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کون سی سرزمین زیادہ

ع۵ مولنا حالی نے موسیٰ کے چار بیٹے بتائے ہین - مگر ابو الفدا اور ابن خلکان دونون نے تین ہی بیٹون کا ذکر پایا - اور غالباً یہی صحیح بھی ہوگا -

مسطح ہے - جس میں پہاڑ اور ٹیلے - اور زیادہ نشیب و فراز نہ ہوں" چنانچہ ماموں کے حکم سے اس کا پتہ لگا کے لوگوں نے بتایا کہ ایسے لق و دق اور مسطح میدان صرف دو جگہ ہیں - ایک تو دشت سنجار اور صحراے کوفہ جہاں کو سوں اور منزلوں تک کف دست میدان چلا گیا ہے - ان میدانوں کا پتہ لگانے کے بعد تینوں بھائیوں نے ماموں کے چند منتخب تلمیذوں کو ساتھ لیا - اور دشت سنجار کی طرف روانہ ہو۔

وہاں پہونچ کے ایک جگہ اُنھوں نے قطب شمالی کی بلندی کو آلات ہندسی سے ناپا - اور وہاں ایک کیل گاڑ دی - پھر اُس کیل میں ایک رسّی باندھی اور اُسے لے کے ٹھیک شمال کی طرف چلے - اور اس کی احتیاط رکھی کہ داہنی بائیں جانب ذرا بھی نہ ہٹیں - جب رسی ختم ہو گئی تو ایک اور کیل گاڑ کے رسّی اُس میں باندھ دی - اور پھر دوسری رسّی اُس میں باندھ کے آگے بڑھے - جب یہ رسی بھی ختم ہو گئی تو تیسری کیل گاڑ کے تیسری رسی شروع کی - اسی طرح برابر کیلیں گاڑتے - اور رسیوں کو باندھتے اور پھیلاتے کوسوں تک چلے گئے - اور راستہ میں برابر ناپ کے دیکھتے جاتے تھے کہ قطب کا ارتفاع گھٹا بڑھا تو نہیں - یہاں تک کہ ایک مقام پر پہونچ کے پیمائش کی تو معلوم ہوا کہ قطب کی بلندی ایک درجہ بڑھ گئی - یہ دیکھتے ہی وہاں ٹھیر گئے - اور یہاں سے وہاں تک جہاں پہلی کیل گاڑی تھی ناپا تو ۶۶ ⅔ میل کی مسافت نکلی - اور اندازہ کیا کہ آسمان کا ہر ایک درجہ زمین پر ۶۶ ⅔ میل کے برابر ہوتا ہے - اس کے بعد اُس مقام پر واپس آئے جہاں پہلی کیل گاڑی تھی - اور اب اسی طرح کیلیں گاڑتے اور رسیاں باندھتے اور پھیلاتے ہوئے سیدھے جنوب کی طرف چلے - جس جگہ پر پہونچ کے نظر آیا کہ قطب شمالی کی بلندی ایک درجہ گھٹ گئی وہاں سے ٹھیر کے پوری مسافت کو ناپا تو وہی ۶۶ ⅔ میل تھی -

یہ امر پہلے ہی سے ثابت تھا کہ آسمان بارہ برجوں پر اور ہر برج ۳۰ درجوں پر تقسیم کیا گیا ہے - لہذا آسمان کا پورا دور ۳۶۰ درجوں کا ہے اور اس کے مقابل زمین پر جب ہر درجہ کے محاذی ۶۶ ⅔ میل کی مسافت ثابت ہوئی تو ۳۶۰ کو ۶۶ ⅔ سے ضرب دینے سے ثابت ہو گیا کہ زمین کا پورا دور چوبیس ہزار میل کا ہے -

جب اِن تینوں بھائیوں نے سنجار سے واپس آ کے یہ کیفیت ماموں سے

بیان کی تو وہ بہت خوش ہوا اور کہا بیشک اس سے اطمینان ہوجاتا ہے مگر مزید اطمینان کے لیے ضرور ہے کہ کسی اور جگہ بھی اسکی آزمائش کی جائے۔ چنانچہ اب یہ تینون بھائی بغداد سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ اور وہان کے صحراے لق و دق مین بھی اسی طرح سے میخین گاڑتے گئے اور ان مین رسیان باندھ باندھ کے پتہ لگا لیا کہ ہر درجہ فلک کی مسافت زمین پر ۶۶ۃ میل کی ہے۔

یہ کیفیت علامہ ابن خلکان نے بیان کی ہے۔ مگر ابو الفدا نے اس پورے واقعہ کو نقل کر کے لکھا ہے کہ ابن خلکان اور دیگر مورخین نے جو یہ لکھدیا کہ مامون کے عہد کی تحقیقات سے ہر درجہ فلک کی مسافت زمین پر ۶۶ۃ میل ثابت ہوئی غلط ہے یہ یونانیون کی قدیم تحقیقات تھی۔ مامون کے حکم سے جب اس کے عہد کے منجمون نے پیمایش کی تو ہر درجہ فلک زمین کے ۵۶ میل کے مساوی ثابت ہوا۔ جو ہر کہ ازمنہ العصرین محقق [illegible] شدہ تسلیم کر لیا گیا۔

شہر پالرمو کا دخمہ

پالرمو جزیرۂ صقلیہ (سسلی) کا مستقر حکومت اور دار السلطنت ہے۔ اس جزیرے پر کبھی مسلمانون کا قبضہ تھا۔ اور اس کے ہر گلی کوچہ مین دن بھر مین پانچ بار توحید کا نعرہ "اللہ اکبر" بلند ہوا کرتا تھا جس کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ جب ابن جبیر اندلسی اپنے سفر حج کے وقت اس جزیرے مین ہو کے گزرا تو اسے ہر ہر قدم پر مسجدین نظر آئین۔ مسلمان کثرت سے یہان آباد ہوگئے تھے۔ اور صدہا عربی خاندانون نے اس جزیرے کو اپنا موطن و مسکن بنالیا تھا۔ انقلاب زمانہ سے چند روز بعد پھر مسیحیت کا غلبہ ہوا۔ اور عنان حکومت عیسائیون کے ہاتھ مین گئی جو ساری دنیا کو متعصب بتا کے اپنی بے تعصبی کے قصائد خود ہی پڑھتے اور خود ہی داد دیا کرتے ہین۔ اور تمام دیگر مذاہب کو ان ٹالریٹ (غیر بردبار) بنا کے اپنے ٹالرنس (بردباری) کی مدح سرائی کیا کرتے ہین۔ حالانکہ تجربہ یہ بتا رہا ہے کہ اگلے دنون ان سے زیادہ غیر بردبار کوئی قوم نہ تھی۔ چنانچہ صقلیہ مین بھی عیسائیون کا عمل ہوتے ہی ساری سرزمین

موحد خداپرستون سے خالی ہوگئی جن مسجدون سے اذان کی آواز بلند ہوا کرتی تھی آج بھی موجود ہین مگر خاموش سنسان اور قریب الانہدام - سیاحون کو آج بھی شہر پالرمو مین جو چیز قابل توجہ نظر آتی ہے - وہ اسلامی عمارتون کے کھنڈر اور اُن کے عربی کتبے ہین۔

مگر مسیحیت نے بھی یہان دو نہایت ہی انوکھی عبرتناک اور قابل دید چیزین قائم کر دی ہین - ایک تو یہان کا پاگل خانہ - جو ساری دنیا کے پاگل خانون مین ممتاز بتایا جاتا ہے - اور دوسرا یہان کا دخمہ جس کی کیفیت بیان کرنے کے لئے ہم نے اسوقت قلم ہاتھ مین لیا ہے -

دخمہ دراصل اُس محصور مقام کو کہتے ہین جس مین انسانون کی لاشین لے جا کے رکھ دی جاتی ہون - دخمہ کا رواج عموماً پارسیون یعنی مذہب زرتشت کے پیروون مین ہے جن کے دخمے ہندوستان کے اکثر شہرون اور خاصۃً بمبئی مین موجود ہین - اُن کا دخمہ ایک مضبوط اور بہت بلند دیوار کا احاطہ ہوتا ہے جس کے بیچون بیچ مین ایک کنوان ہوتا ہے - اور اُس کے گرد کی ڈھالو زمین پر بہ مناسبت چبوترون کا ایک یا کئی حلقے ہوتے ہین - اور انھین چبوترون پر لاشین لے جا کے رکھ دی جاتی ہین جنکو اگر مردار خوار طیور پہونچ گئے تو نوچ کے کھا جاتے ہین - ورنہ سڑتی یا مدتون تک پڑی سوکھا کرتی ہین - اور خشک اور برہنہ ہڈیان ایک مدت کے بعد اُسی درمیانی کنوئین مین ڈال دی جاتی ہین - پارسیون کے دخمے کے اندر سوا اُن خاص لوگون کے جو دخمہ داری کے اجارہ دار ہین اور کوئی شخص چاہے کیسی ہی کوشش کرے اور کتنا ہی بڑا معزز و صاحب اثر ہو نہین جا سکتا - اور درحقیقت وہ جانے کے قابل مقام بھی نہین ہے -

لیکن پالرمو کا مسیحی دخمہ بالکل مختلف چیز ہے - یہ ایک عظیم الشان سرداب یا تہ خانہ ہے جس مین ہر قسم کے مقدسون اور معززون کی لاشین محفوظ رکھی جاتی ہین اور سیاحون کو اُسکی سیر کا موقع بھی مل سکتا ہے - قرون وسطیٰ مین مسیحیون مین جب صلیب پرستی کا جوش ہوا تو اصلی صلیب کے نام سے لکڑی کے صدہا ٹکڑے جو مقدس مقتداؤن کی معرفت دستیاب ہوئے ہر شہر اور ہر قریہ مین بکنے لگے - اور اسی کے ساتھ یہ خیال

بھی پیدا ہوا کہ مقدس و محترم لوگون اور دین کی حمایت مین جان دینے والے شہیدون کی ہڈیان ذریعۂ برکت سمجھ کے تعظیم و تکریم سے محفوظ رکھی جائین - اور آخر مین صلیب کی طرح ان ہڈیون کی بھی ہر جگہ پرستش ہونے لگی - اس ذوق نے اکثر جگہ اور خاصتہ روۃ الکبری (روما) مین مقتدایان دین کی ہڈیون سے ڈھانچون - اور بزرگان سلف کے عظام رمیم کے بہت سے خزانے قائم کرا دیئے - جو آج تک موجود ہین - اور ان مین بہت سے پرانے مشہور راہبون اور شہیدون کی ہڈیان محفوظ ہین -

غالباً بزرگون کی ہڈیون کے بطور تبرک محفوظ رکھنے کے خیال ہی نے پالرمو کا یہ دخمہ قائم کرا دیا ہے - جس مین آج تک نامورانِ قوم اور مقدس لوگون کی لاشین نہایت حفاظت سے رکھی جاتی ہین - لندن کے وسٹ منسٹر ایبی مین نامورانِ قوم کی ہڈیان زیر زمین دفن ہین - اور سیاح کو صرف انکی قبرین اور مورتین نظر آ سکتی ہین مگر یہان پالرمو کے دخمے مین انسان خود اُن کے پوست و استخوان کو حسرت و مرعوبیت کی نگاہون سے دیکھتا - اور ایک دفعہ سیر کر لینے کے بعد مہینون تک خواب مین چونک چونک اُٹھا کرتا ہے - لیکن اُس کے معاینہ سے چاہے دل پر ایک ہیبت ناک اثر پڑے مگر ہمین امید ہے کہ اُس کا بیان دلچسپی سے خالی نہ ہوگا -

یہ دخمہ ایک عظیم الشان خانقاہ کے متعلق ہے جو "مانسٹری آف دی کاپوشنس" کہلاتی ہے - آپ جیسے ہی یہان پہونچینگے چند راہب جنکی سفید ڈاڑھیون - اور حالت کے لمبے لمبے جبّون پر ایک ایک تقدس برس رہا ہوگا آپ کو اخلاق و فروتنی کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لینگے - اس خانقاہ والون کی عام وضع کے مطابق اُنکی کمرون مین رسّیان بندھی ہونگی - وہ آپ کو لیجا کے عبادت گاہون اور ریاضت کرنے کے حجرون کی سیر کرائینگے - اور اگر آپ نے خواہش کی تو دخمہ یعنی استخوان ہاے رمیم کے خزانۂ عظیم کی بھی سیر کرا دینگے - سرداب اور تہ خانے کا دروازہ کھلتے ہی آپ کو ایک طولانی زینہ ملیگا جو تین گنبدون کے نیچے بڑے بڑے رواقون کے اندر ہی اندر دور تک چلا گیا ہے - ان تینون رواقون کے بلند ترین حصّون مین تین کھڑکیان روشن دانون کی وضع سے کھلی ہوئی ہین - اور اُن سے یہان کی خموشی مین ایک دھندلی روشنی پہونچتی رہتی ہے - یہ ایک ایسا مہیب منظر ہے کہ انسان کو اس سے پہلے دنیا مین کہین نظر آیا

ہوگا - دونون جانب دیوارون مین پتلے پتلے بریکٹون کی قطارین چلی گئی ہین جن مین راہبون کی خشک لاشین اپنے مقتدائی کے لباس مین لمبے لمبے جُبّے پہنے لٹک رہی ہین یہ لاشین آگے کی طرف جھکی ہوئی ہین اور دیکھنے والون کے دل پر اُن کی اس وضع سے یہ دہشت طاری ہوتی ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ ہم پر آ پڑین - اُنکے ہاتھ یا تو صلیبی وضع سے سینے پر رکھے ہوئے ہین یا دونون پہلوؤن پر لٹک رہے ہین - اُن کے چہرے ابتدای زمانہ سے سیاہ اور سوکھ کے کھنکھر ہوگئے ہین - اور ان کی بگڑی صورتون سے کسی تقدس کا اثر پڑنے کے بجائے انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم بھوتون کے نرغے مین پھنسے ہوئے ہین - خشک اور روکھے بال جنکی رنگت زیادہ بھوری ہوگئی ہے خاک آلودہ کھوپریون پر لگے ہوئے ہین - منہ کھلے ہوئے ہین - اور دانت (جو کسی لاش مین پورے ہین کسی مین کم ہین اور کسی مین نہین ہین اور امتداد زمانہ سے پیلے ہوگئے ہین) نکلے ہوئے ہین - ناکین سکڑ کے رہ گئی ہین - اور نہایت پچکے ہوئے گال جابجا سے پُچخ گئے ہین - اور ان سب کی مجموعی حالت سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ بیجان لاشین نہین - بلکہ ایسے جاندار ہین جن پر طاعون کا عذاب نازل ہوا ہے - ہر ایک کے دامن مین ایک کاغذ کا پُرزا الپین سے اٹکایا ہوا ہے جس مین اس کا نام عمر - اور تاریخ وفات لکھی ہوئی ہے -

نیچے زمین پر ایسے صندوقون کی تین چار قطارین چلی گئی ہین جن پر مٹّے سے نقش و نگار بنے ہین ان صندوقون مین امرائے صقلیہ کی لاشین بند ہین ایک بیچ مچان پر تقریباً سو بچے جنکی عمرین ایک سال سے پانچ سال تک کی ہون گی نہایت ہی زرق برق لباس پہنے ننھی ننھی کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین - اُن کی کرسیان وہی ہین جن پر وہ اپنی زندگی مین بیٹھتے یا بٹھائے جاتے تھے - اُن کے سرون پر جو خشکی سے سیاہ پڑ گئے ہین نہایت ہی پُرتکلف ٹوپیان ہین - اور ہاتھون مین کھلونے - دو دو ایک بچون کے ساتھ یہ تکلف بھی کیا گیا ہے کہ کوئی بھُس بھرا ہوا کتا - یا توتا - اُن کی گود مین بٹھا دیا گیا ہے - اِس سے زیادہ بھیانک مضحکہ خیزی کا کرشمہ دنیا بھر مین شاید کہین نہ نظر آئے گا کہ ایسے ننھے ننھے بچے ہین جن کا لباس تو بہت ہی زرق برق ہے مگر چہرے مُرجھا کے سوکھ گئے ہین جنہین اُس لباس سے کوئی نسبت نہین - ان بچون مین سے

ایس کا ایک ہاتھ ڈوری سے باندھ کے اونچا کر دیا گیا ہے جس مین کوڑا ہے اور گویا جیتن کے کھیل مین وہ کوڑا پھٹکار رہا ہے - لیکن اس کے ساتھ ہی گھٹنا اور گلا ہوا سر ڈھلک کے سینہ پر ٹک گیا ہے - چمڑے کی خوبصورت ٹوپی سر سے اُتر کے الگ جا پڑی ہے - اور بے بالون کی سفید سفید چندیا کھل گئی ہے -

اس قسم کے کئی گلیارے چلے گئے ہین - جن مین امرا کی لاشون کے تابوتون پر راہبون اور پادریون کی لاشین اپنے تقدس مآب کے کپڑے پہنے ہوئے کھڑی ہین - اور بچا لون پر چھوٹے چھوٹے بچے نئی نئی ترتیبون سے بٹھائے گئے ہین -

اس دخمہ مین مقتداؤن اور سب طرح کے لوگون کی کچھ اوپر تین ہزار لاشین رکھی ہین - جن مین سے چند بہت ہی پرانی ہین - ان مین سے ایک ڈیڑھ سو برس سے زیادہ پرانی ہے - جسکی زبان جو سوکھ کے کانٹا ہو گئی ہے باہر نکل پڑی ہے - اُسے پکڑ کے ہلائیے تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی سوکھی ہوئی چھپٹی یا نہایت ہی سخت اور چمڑا ناخن ہے

آخری گلیارے کے آخر مین ایک اور درد ناک نظر آتا ہے جو عورتون کی لاشون کے لیے مخصوص ہے - ایک شخص کو جس نے تیس چالیس برس ہوئے اس دخمہ کی سیر کی تھی ایسی عورتون کی لاشین نظر آئین جنکو مرے ایک ہی سال ہوا تھا - یہ سفید تشکون کے اوپر تکیون پر سر رکھے مختلف وضعون مین لیٹی ہوئی آرام کر رہی تھین - انھین مین ایک بہت ہی نوعمر پالرمو کے ایک معزز گھرانے کی لڑکی تھی جسکی بابت کاغذ کے پرزے مین لکھا تھا کہ "سترہ برس کی عمر مین کنواری دنیا سے رخصت ہوئی" جو راہب اُسے اس دخمے کی زیارت کرا رہا تھا اُس نے بتایا کہ "یہ دو بہنین تھین جو توام پیدا ہوئین - ایک تو یہ ہے اور دوسری اس زمانہ مین شہر پالرمو کی حسین ترین عورت سمجھی جاتی ہے - جس کا حسن وجمال مین دور دور رنگ جواب نہین" یہ نوعمر حسینہ ایک چھوٹے تختہ پر جو تارون مین بندھا ہوا ہے چت لیٹی تھی - سفید کپڑے زیب بدن تھے - اور مصنوعی پھولون کا ایک بڑا گلدستہ اُس کے سینے پر رکھا ہوا تھا - اُس کا چہرہ اور ہاتھ کھلے ہوئے تھے - اور گو زرد جلد پر خشک ہونے کا گمان نہین ہو سکتا تھا - مگر چھوٹی سیاہ چونٹیان لپٹی ہوئی تھین - سیاح نے اُس کے تختہ پر لکڑی ماری - اور اس تحریک کے ساتھ ہی منھ اور نتھنون سے

صدہا چونٹیان نکل پڑین ۔ افسوس! جس حسن و جمال کے عشق مین ہم اپنی جانین نذر کر دیا کرتے ہین اُس کا یہ انجام کس قدر عبرت ناک اور دلخراش ہے!

اُسی سیّاح کا بیان ہے کہ واپسی مین جب ہم زینے کی طرف چلے تو زیارت کرنے والے راہب نے ہمین نیچے والے مچان کو دکھا کے بتایا کہ جو نئی لاشین آتی ہین وہ ابتدائے چھ مہینے تک اسی پر رکھی رہتی ہین ۔ اور ہفتہ دو ہفتہ تک اُن کی تعفن کسی طرح برداشت نہین کی جا سکتی ۔ اُن کے خشک کرنے کے تدابیر کیے جاتے ہین ۔ اور جب بالکل خشک ہو لیتی ہین تو درجے حالت اور ذات کے لحاظ سے اپنے مقام پر پہونچا دی جاتی ہین ۔

رسّی کی ایک الگنی ان گلیارون کے بیچون بیچ مین چارون طرف بندھی چلی گئی ہے ۔ راہبون اور مقتداؤن کی لاشین اُس مین باندھ کے تختہ پر کھڑی کر دی جاتی ہین ۔ اور جب تک اُن کی ہڈیان گل کے جدا جدا نہ ہو جائین وہین لٹکی رہتی ہین ۔ بعض اوقات یہ لاشین سو برس تک کھڑی رہتی ہین ۔

اِس سیّاح کا یہ بھی بیان ہے کہ جب ہم سیر کر کے زینہ کے اوپر چڑھ آئے اور زیارت کرانے والے راہبون کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے تو کچھ کہار ایک بوجھ کو کندھے پر اُٹھائے ہوئے لے آئے جس کی کھڑکیان بند تھین ۔ زیارت کرانے والا راہب ہمین واپس بُلا کے اُس بوجھ کے پاس لے گیا ۔ اور اُس کی کھڑکی کھول دی ۔ ہمین اس کے اندر ایک سفید بالون والی بوڑھی عورت کی لاش نظر آئی جو اُس کے اندر پشت کی جانب دو گدّے لگا کر رسّیون سے باندھ کے بٹھا دی گئی تھی ۔ رسّی کا ایک پھندا اُس کے سینہ کے پاس تھا اور دوسرا اُس کے گلے مین ۔ اسی دن صبح کے وقت اُس کا دم نکلا تھا ۔ اور یہان اسی لیے لائی گئی تھی کہ سُکھا کے اِس دخمہ مین رکھی جائے ۔ اُس کو نہایت پر تکلف کپڑے پہنائے گئے تھے ۔ اور سر پر ایک عمدہ ٹوپی تھی ۔ اس لباس مین ایک بوڑھیا کی لاش دیکھ کے دل پر عجیب قسم کا اثر پڑتا تھا ۔

عہ بند گاڑی کی قسم کی ایک سواری جس مین فنس کی طرح آگے پیچھے دو بانس لگے ہوتے ہین اور اُسے کہار اُٹھا کے لے چلتے ہین ۔

اِس وخمہ کی کیفیت سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ نعشون کے محفوظ رکھنے کا پُرانا طریقہ جس کا فراعنۂ مصر مین رواج تھا مصرِ قدیم کے لوگون پر ختم نہین ہوگیا - بلکہ مسیحیون کی استخوان پرستی کی بدولت آج تک جاری ہے - اور اب بھی بہت سی لاشین مختلف تدابیر سے خشک کرکے محفوظ رکھی جاتی ہین -

---

نئی اشاعتون پر ریویو

مسدس حالی - (مد و جزر اسلام) مصنفہ شمس العلما مولنا حالی - اس مسدس نے جیسی مقبولیت حاصل کی - اور مسلمانون پر اس کا جیسا اثر ہوا محتاج بیان نہین - اسی نظم اور اسی قومی مرثیہ مین یہ خوبی ہے کہ دو سو دفعہ پڑھ جایئے اور جی یہی چاہتا ہے کہ پھر پڑھیے طبیعت نہین سیر ہوتی - اسکی معجزنما مقبولیت عامہ کا آخری نمونہ یہ ہے کہ مولوی رحمۃ اللہ صاحب رعدؔ نے جو فن طبع کے مسلم الثبوت اور بے بدل اُستاد مانے جاتے ہین اپنے چھپائی کے کمالات دکھانے کے لیے اسے منتخب کیا - اور ایک نہایت ہی ایڈیشن شایع کیا ہے - جس کا پیمانہ انگریزی درسی کتاب کی طرح چھوٹا اور نہایت خوبصورت ہے - لوح کی سادی خوشنمایی مین سُرخ لاجوردی اور طلائی رنگون سے سادگی مین بناوٹ اور بناوٹ مین سادگی کی شان پیدا کی گئی ہے - کاغذ نہایت ہی اعلے درجہ کا ولایتی گندہ اور چکنا لگایا گیا ہے - فہرست کے بعد اول مین مولنا حالی کی تصویر ہے جس سے متانت تہذیب اور غور و غوض کے جذبات ظاہر ہو رہے ہین - مسدس مین اکثر جگہ تاریخ اسلام کے سلسلہ مین مختلف بلاد و امصار کے نام آئے ہین جو آج کل کے نقشون مین نہین ملتے اور جن سے آج کل کے جغرافیہ دان غیر مانوس رہتے ہین - اس دشواری کے دور کرنے کے لیے حضرت رعدؔ نے تین قدیم نقشے بڑے اہتمام سے تیار کرکے اضافہ کیے ہین - ایک عرب کا - جس کی پیشانی پر لکھا ہے "عرب اور کل کائنات اُسکی یہ تھی" دوسرا عہد ترقی اسلام کی دنیا کے غالب حصہ کا جس کا عنوان ہے "عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم" تیسرا اندلس کا جس کا ماٹو یہ ہے "ہوا اندلس اُن سے گلزار یکسر" ان کے علاوہ ایک نقشہ غار حرا - اور اُس سے ماہتاب نبوت کے طلوع کرنے کا ہے - جس پر لکھا ہے "کیا چاند نے کھیت غار حرا سے" اِس آخری نقشہ مین جناب رعدؔ نے شاعرانہ مصوری کا کمال دکھا دیا ہے - آخر مین مولنا

حالی کا قصیدہ غیاثیہ ہے - اِس پاکٹ ایڈیشن کی ضخامت ۲۰۰ صفحون کی ہے - اور جلد بھی انگریزی مذاق کی نہایت ہی خوبصورت جسکی پہلی دفتی پر سنہرے انگریزی حرفون مین لکھا ہے "مسدس حالی اردو" خلاصہ یہ کہ اس سے زیادہ خوشنما اور دلکش مسدس حالی کیا معنے اردو کی اور کوئی کتاب بھی کم نظر آئے گی - اور اسکے ساتھ قیمت کچھ نہین صرف ۴ر - ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسکی ایک جلد منگوا کے اپنے پاس احتیاط سے رکھے - مہذب لوگون اور تعلیم یافتہ خاندانون کو چاہیے کہ بجائے بیہودہ کھلونون کے یہی مسدس منگوا کے اپنے بچون کو دین - جو آئینۂ عبرت ہونے کے ساتھ نہایت ہی خوشنما اور نظر فریب کھلونے کا کام دے سکتا ہے - درخواستین "کاہنور نامی پریس" کے پتہ پر مولوی رحمت اللہ صاحب رعد کی خدمت مین بھیجی جائین -

ادیب - اس سال کے برکات مین ماہوار رسالہ ادیب ہے جو نہایت ہی آب و تاب کے ساتھ انڈین پریس الہ آباد سے ہمارے دوست منشی نوبت رائے صاحب نظر سابق ایڈیٹر خدنگ نظر کے اہتمام سے شایع ہونا شروع ہوا ہے - یہ رسالہ مختلف حیثیتون سے اردو کے تمام رسالون پر فوقیت رکھتا ہے - حضرت نظر کو اعلے ذوق لٹریچر کے ساتھ چھپائی اور مصوری کے فنون مین بہت کچھ دخل ہے - چنانچہ اس رسالہ کی چھپائی کاغذ اور سب چیزین اعلے درجہ کی ہین - مگر بہتر ہو کہ ہمارے دوست کاتب کو بدل دین اور اردو کے مشہور انشا پردازون کو اس رسالہ کی طرف ابھی پوری توجہ نہین ہوئی ہے تاہم بعض مضامین اچھے ہین جو محنت قابلیت اور تلاش سے لکھے گئے ہین - ادیب کو خاص فوقیت اس کی تصویرون کے اعتبار سے ہے اور ہمین یقین ہے کہ کوئی رسالہ اور کوئی مطبع اس بارۂ خاص مین ادیب اور انڈین پریس کا مقابلہ نہ کر سکے گا - ہم نے خود جا کے انڈین پریس کو دیکھا جس مین ہر کام اعلے پیمانہ پہ ہوتا ہے - خصوصاً تصویرون کے چھاپنے کا انتظام تو شاید بلاد ہند کے کسی پریس مین نہ ہوگا جیسا انڈین پریس مین موجود ہے - اسوقت تک ادیب کے تین نمبر شایع ہو چکے ہین جن مین ہر ایک دوسرے سے زیادہ دلفریب و دلکش تھا - پہلے اور دوسرے نمبرون مین چھ چھ تصویرین تھین - تیسرے نمبر مین نو تصویرین شایع ہوئین - اور ہمین امید ہے کہ چوتھے نمبر مین اس سے

بھی زیادہ ہوں گی۔ ادیب کا پیمانہ بھی عام رسالوں سے جدا اور خاص قسم کا ہے جو طول میں ۲۶×۳۰ کے برابر اور عرض میں بہت زیادہ ہے۔ اور ان سب خوبیوں کے ساتھ سالانہ قیمت صرف للعہ (چار روپیہ) ہے۔ اور ہر ایک اردو زبان کے شائقین کو ضرور خریدنا چاہیے۔ کیونکہ اگر انگریزی کے سوا ہندوستان میں کوئی رسالہ اس آب و تاب اور اس شان کا آج تک نہیں شایع ہوا تھا۔ درخواستیں منیجر ادیب۔ انڈین پریس الہ آباد کے پتہ پر بھیجی جائیں۔

دیوان وحشت مولوی رضا علی صاحب وحشت کا اردو و فارسی کلام ہے۔ حضرت وحشت کی طبیعت شاعری کے لیے بہت مناسب واقع ہوئی ہے۔ کلام میں خاص رنگ اور خاص لطف ہے۔ پرانے مذاق کے نباہنے کے ساتھ جدید رنگ کی شوخیاں اور دلچسپیاں بھی پیدا کرنا حضرت وحشت کا خاص رنگ ہے۔ مذاق سخن کا اندازہ کرانے کے لیے بغیر کسی انتخاب کے ہم انکی ایک غزل کے چند شعر پیش کیے دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

پرایا مال لیکر آپ نے کی سیر جی اچھی | بغل میں لے کے دل چلتے ہوئے [illegible] لگی اچھی
عیادت کے لیے بھیجا ہے میرے پاس دشمن کو | نکالی ہے دوا ظالم نے میرے درد کی اچھی
نہ الفت دوستوں سے ہے نہ دشمن سے عداوت ہے | نہ انکی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی
رہ الفت میں مجھ سے کھنچ گئے یہ بانکپن اچھا | مروت بے تکلف رہ گئی یہ سادگی اچھی
ہمارا دشمن کچھ محبت سے نہ تھا لیکن | دل شوریدہ تمنا میں میرے اک چٹکی تو لی تھی
چلا ہے سمت کعبہ بتکدے کو چھوڑ کر وحشت | نظر پڑ جائے یارب راہ میں صورت کوئی اچھی

ہمیں یقین ہے کہ استادان سخن اس دیوان کو ملاحظہ کرکے خوش ہونگے۔ چھپائی لکھائی اور کاغذ سب چیزیں اچھی ہیں۔ ضخامت ۱۲۸ صفحہ کی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ۔ درخواستیں مصنف صاحب کے نام (نمبر ۱۴ کرایہ روڈ۔ ڈاکخانہ بالی گنج کلکتہ) کے پتہ پر جائیں۔

شعر العجم

حصہ اول و دوم شمس العلما علامہ شبلی نعمانی کی جدید اور تازہ تصنیف جسمیں

فارسی شاعری کی ابتداء۔ اُسکی عہد بعہد ترقیون - اور اُن کے خصوصیات واسباب سے مفصل بحث کی گئی ہے - اور اس کے ساتھ مشاہیر شعراے سلف کے تفصیلی حالات بھی بیان کیے گئے ہین - اور اُنکی شاعری پر تقریظا و تنقید ہے - قیمت حسب ذیل ہے۔

حصہ اوّل	غیر مجلد	عا
حصہ اوّل	مجلد	سے
حصہ دوم	غیر مجلد	عہ
حصہ دوم	مجلد	عا

جو صاحب منگوانا چاہین " دفتر ندوة العلما - لکھنو " کے پتہ پر شمس العلما مولنا شبلی نعمانی سے مراسلت کرکے طلب فرمائین۔

قدر افزایانِ دلگداز

آپکی توجہ وعنایت سے دلگداز کی اشاعت بڑھ رہی ہے - اور ہم کو یقین ہے کہ اگر چندے روز بھی جناب کی ایسی ہی توجہ قائم رہی تو دفتر دلگداز آپکی خدمت مین نہایت اعلےٰ درجہ کا لٹریچر (دلچسپ اور مفید ناول اور محققانہ کتب تاریخ) پیش کرسکے گا - اس کوشش مین ہم ہمہ تن مصروف ہین - اور عنقریب اپنی ان فیاضانہ کوششون کے معاوضے مین آپ ہمارے حسن خدمت کو بھی ملاحظہ فرمالین گے - اب پرچہ انشاء اللہ استقلال سے نکلے گا۔ اور وقت پر نکلے گا - سابق کے خریدارون کو توجہ فرماکے سنہ ۱۹۱۱ء کا حساب بیباق فرما دینا چاہیے - ہم نے اب یہ بھی ارادہ کرلیا ہے کہ اختتام سال پر ایک عمدہ ناول مفت خریداران دلگداز کی نذر کرینگے - اور اسکی بابت کوئی زائد رقم نہ لیجائے گی - مگر ان سب خیالات کا دارومدار اسی پر ہے کہ ہمارے قدردان اپنے احباب کو بھی دلگداز کی قدردانی پر آمادہ فرماتے رہین - کیونکہ صرف کثرت اشاعت حوصلہ افزائی کرسکتی ہے۔

خاکسار - منیجر دلگداز

(۱۹) فلورا فلورنڈا - ہسپانیہ عظمیٰ کے عہد خلافت آل امیہ میں عیسائیوں کی حالت انکا احمقانہ تعصب اور جنون شہادت - ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا - اور اس عیسائی کا حیرت خیز اور عبرتناک انجام - عہ

(۲۰) ملک العزیز ورجنا - تیسری صلیبی لڑائی پر دو شیزہ اور صلاح الدین عظم کی اعتدار اور معرکہ آرائی عشق اور اسکے ساتھ سچا دینی جوش - قیمت . . . . . . عہ

(۲۱) ایام عرب - جاہلیت عرب کی دو تاریخی داستانیں عرب کے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار شاعری و معرکہ آرائی صحرا کا عشق اور محل کا عشق - دو عربی شاہزادیاں اور دو شریف شجاع نوجوان - دربار بنی غسان - دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویریں - اور شیرین و مریم کی سرگذشت - دو جلدیں -

جلد اول کی قیمت - عہ

جلد دوم کی قیمت - عہ

(۲۲) فردوس بریں - نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقۂ باطنیہ حشیشیین - اور انکے سرگرم فدائی - جنکے جنت اعلیٰ کا منظر اور جنت کی سیر اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفۂ الٰہی اور اسکا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ - اس مسئلہ کا انکشاف کہ ظاہر کا ایک باطن ہی - اس ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں بھی نہیں ملسکتا - قیمت . . . . عہ

(۲۳) حسن انجلینا - روس و روم کی لڑائی - ایرانیوں اور ترکوں کی پھوٹ اور اسکا انجام - مگر آخر میں اتفاق و اتحاد اور نتیجہ بالخیر - قیمت . . . . . . عہ

(۲۴) منصور موہنا - ارض سندھ میں ایک نصاری خاندان . . . فتوح عرب کی یادگار - اسکی تباہی اور پھر محمد بن قاسم کی . . . حسن و عشق کی نہایت دلکش تصویریں مسلمانوں کے آگے آگے مسلمان فقرا اور اسلام کے اعلیٰ مشنری ہیں - عہ

(۲۵) شوقیہ وفا - عرب اور ہسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اسکے زوال ایک سچے بہادر وغیور عاشق کا استقبال اور چلن . . . . عشق حسرت و اندوہ کی سچی تصویریں . . . . . . ایک اندوہ گذرا ناول ہی - عہ

(۲۶) . . . عشق . . . . . . اسلام کے [illegible]

ایک اول کا رسچا . . . نہایت مقبول ہو . . . اور سچا ترکی عورت کا زوال - قیمت عہ

(۲۷) دلچسپ - مصنف کا پہلا ناول . . . عشق اور . . . بیتا بیلا - دو حصے -

حصہ اول کی قیمت -

حصہ دوم کی قیمت - عہ

(۲۸) دلکش - طالب علمی اور عشق - نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان - دو حصہ -

حصہ اول کی قیمت - ۶/

حصہ دوم کی قیمت - ۸/

(۲۹) آغا صادق کی شادی - لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک مذاق تصویر کیسی دولھن کیسے ساتھ احمد کی گڑوی محمود کا سر کیسی غیر شہر میں شادی کر تو . . . کرو - ۱۰/

(۳۰) بدر النسا کی مصیبت - نہایت بامزہ سرگذشت ریل کے سفر میں بی بیونکا بدلجانا اور اسکا انجام - ۶/

(۳۱) میوۂ تلخ - ایک نہایت دلچسپ ڈراما رضامندی و نارضامندی کی شادیاں - قیمت ۸/

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۳۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۱ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت عہ

(۳۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۴ع - دلگداز کے وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۱ع اور سنہ ۱۹۰۳ع میں شائع ہوئے (بارہ پرچہ) عہ

(۳۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۵ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت - عہ

(۳۵) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت - عہ

(۳۶) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۸ع وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۷ع و سنہ ۱۹۰۸ع میں شائع ہوئے (بارہ پرچہ) قیمت - عہ

(۳۷) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ع یہ ہفتہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا - جس میں مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہیں جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرانیکی کوشش کیجاتی تھی - ۲۲ - رسالہ - قیمت - عہ

مشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز

گڑھ کنرن بیگ خان - لکھنؤ -

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

سنہ ۱۹۰۰ع سے جناب مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے جو مضامین تمدن تہذیب و تاریخی ہوتے ہیں جو لطیف اثر دلی اور دل ہی میں رہ جاتی ہیں۔ آپ صرف اعلیٰ درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہیں۔ سال میں مولانا شرر کے دو تین ناول یا تاریخی تصانیف جداگانہ شائع ہوا کرینگے جو حضرات ناظرین ناولوں وغیرہ کے شائق ہوں وہ اجازت دے سکتے ہیں کہ ہر ناول یا کتاب تیار ہوتے ہی ایک ہفتہ پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکے انکی خدمت میں وی پی بھیجی جایا کرے ختم سال پر مولانا شرر کا ایک مکمل و مرتب ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا قیمت صرف عہ سالانہ مع محصول۔

المشتہر۔ محمد فاروق منیجر۔ دلگداز لکھنؤ۔ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان۔

لکھنؤ کا اعلیٰ اور سندی عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھیں!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور ہے مگر افسوس کہ جو عطر ہو وہ باہر والوں کو نہیں ملتا۔ کیونکہ کہیں مال کی روانگی نوکروں کے ہاتھ ہے۔ اور انکے ذمی فضل کا خمیازہ اُن غریبوں ہی کو اٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگواتے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہیں۔ اور بعض اشتہار دینے والوں کی یہ حالت ہے کہ روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہیں۔ یہ عام خرابیاں دیکھ کے ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائیں اُنکے لیے معتبر اور مستند کارخانوں کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کرکے۔ مال کو خوبی جانچ کے اور بکفایت خرچ کے روانہ کردیا کریں جسکا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے۔ عطر کے شائق ایک دفعہ امتحاناً ہی منگوا کے دیکھ لیں کہ ہمارے ذریعے سے اُنھیں کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے:-

عطر حنا۔ فی تولہ عہ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر گل حنا۔ فی تولہ سے عا عہ ۔	عطر مجموعہ۔ فی تولہ عا
عطر موتیا۔ عہ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر مٹی۔ عہ ۔ ۱۲	عطر سہاگ۔ عا عہ ۱۲
عطر چنبیلی۔ عہ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر جوہی۔ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر اگر کہنہ۔ للعہ
عطر کیوڑا۔ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر گلاب۔ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر اگر۔ سے ۔ عہ
عطر خس۔ للعہ سے عا عہ ۱۲	عطر سنگترا۔ عا عہ ۔	عطر مخلوط حنفی۔ عہ
عطر فتنہ۔ للعہ عا عہ ۱۲	عطر سیوتی۔ سے عا عہ	عطر مہک پری۔ عا
عطر چمپا۔ سے عا عہ ۱۲	عطر عروس۔ عا ۔	روح خس اصلی۔ سے عہ للعہ
عطر مولسری۔ سے عا عہ ۱۲	عطر شہناز۔ سے عا	روح پانڑی اصلی۔ للعہ سے
عطر بیلا۔ عا عہ ۔ ۱۲	عطر برگ حنا۔ عا ۔	عطر ناگیسر اصلی۔ عہ سے
عطر راحت روح۔ عہ سے عا	روح گلاب۔ مار سہ	عطر صد برگ۔ عا عہ (یہ دوائی مجرب ہے)
روغن چنبیلی۔ فی سیر سے للعہ عا	عرق گلاب۔ فی بوتل۔ ۔ عہ ۱۲	گولیاں تنباکو و بقدار فی روپیہ ۲ تولہ
روغن بیلا۔ فی سیر سے للعہ عا	عرق کیوڑا۔ فی بوتل۔ سے عا عہ ۱۲	قوام تنباکو۔ فی روپیہ ۳ تولہ
روغن کیوڑا۔ فی سیر سے للعہ عا	زردہ کھانے کے تنباکو کی بنی ہوئی معطر	گولیاں تنباکو چاندی ورق فی روپیہ ۳ تولہ
روغن حنا۔ فی سیر سے للعہ عا	پتی۔ فی سیر للعہ عا	(محصول ڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہے)

آپکا خادم۔ محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز۔ لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

مشہور لٹریری و تاریخی رسالہ جو ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر ۵ - جلد ۱۲

بابت ۲۵ - مئی سنہ ۱۹۱۰ء مطابق سنہ ہجرۃ ۱۳۲۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

بہ اہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

محلہ کرہ یزن بیگ خاں سے دلگداز پریس میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی**۔ (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات زندگی۔ آپکی تعلیمین۔ آپکا تصوف اور آپکا فلسفۂ الٰہی۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۲) **ابوبکر شبلی** (سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت شیخ شبلیؒ کے حالات آپکا جوش بصیرت اور آپکا جذب و خروش عہ

(۳) **تاریخ سندھ**۔ نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک سینکڑون طریقون سے فارسی و انگریزی مورخین کی تغلیط اور اس کا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ مین کیا کیا۔ دو جلدین

جلد اول کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

جلد دوم کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۴) **حروب صلیبیہ**۔ صلیبی لڑائیان جو کئی صدیون تک بیت المقدس کی حکومت کے لیے مسلمانون اور عیسائیون مین رہین۔ منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جسمین عربی مستند تاریخون سے مولف کے نوٹس اضافہ کیے گئے ہین۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عار

(۵) **حسن بن صباح**۔ بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی اسکی تعلیمین اسکا علم و فضل اور اسکے سحر کیف فدائی۔ ۶ر

(۶) **خواجہ معین الدین چشتی**۔ حضرت قطب الہند خواجہ اجمیریؒ کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات۔ ۶ر

(۷) **تاریخ بغداد**۔ مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۶ر

(۸) **افسانۂ قیس** عاشق لیلیٰ مجنون عامری کے صحیح حالات ۲ر

(۹) **ملکۂ زنوبیہ**۔ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی نژاد حسین شاہزادی کے حالات زندگی۔ قیمت ۲ر

(۱۰) **العلم الرفاعیہ**۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے سرا پا الفاتح رسالہ کا ترجمہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲ر

(۱۱) **آغائی صاحب**۔ مرزا آغا علیخان ہمادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی ۔۔

(۱۲) **رفع النقاب**۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردہ کے صحیح حدود بتانے مین مولانا احمد مختار صاحب کی کا مدلل رسالہ؟

تاریخی ناول

(۱۳) **ماہ ملک**۔ مولانا کا سب سے نیا اور اچھوتا ناول جسمین دولت غوریہ کے اوج و عروج سلاطین غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے اور تاریخی حالات اور اس عہد کی معاشرت شاہزادی ماہ ملک کے سچے حالات و کمالات۔ ایک ناول کے رنگ مین عجیب و دلچسپ الفاظ مین اور خوبصورت عنوان سے دکھائے گئے ہین۔ یہ ناول پیام یار کے ساتھ تدریجاً شائع ہو کے اب مکمل ہوا ہے۔ قیمت فی جلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

(۱۴) **قیس و لبنیٰ**۔ عہد صحابہ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اسکی معشوقہ لبنیٰ کے حالات وہی سوانح عمری اور وہی ناول عشق کی مبتلا بیان اور جوش کی سرگذشتین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۱۵) **یوسف و نجمہ کامل**۔ جگ بیتی نہین آپ بیتی ہے کیا موثر ہے کہانی میری اور پیر وہ بھی زبانی میری اسکے چند نا تمام اوراق کتاب مین چھپے ہوئے تھے جو بڑی قدر سے ہاتھون سے لیے جاتے تھے۔ اب تکمیل کے بعد اسمین جو لطف پیدا ہو گیا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول۔ عہ

(۱۶) **شوقین ملکہ**۔ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات۔ ایلینر ملکۂ فرانس کی عشق بازیان ہر دو ملکے پہلو مین نا تہذیب رزم کے ساتھ ساتھ بزم۔ مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیون کی جانفشانی۔ دلبری و سحر آفرینی نہایت مزے کا ناول۔ قیمت۔ عہ

(۱۷) **فتح اندلس**۔ اسپین پر عربون کا حملہ۔ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی۔ آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلوارون سے اسکا انتقام۔ ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے سچے واقعات مین کیسی جان ڈال دی ہے۔ (زیر طبع) قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عا

(۱۸) **مقدس نازنین**۔ ایک برٹش لڑکی کا مردانے بھیس مین مقتدائے دین بنکے رہنا اور آخر پوپ روم یعنی حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا۔ مسند پاپائی پر وضع حمل۔ سیحیون مین شورش اور مسلمانون کی مدد سے اسکی جانبری۔ عہ

ای رستخیز وقت رسید آشکار شو

آج کل کی تہذیب، عہد جدید کی ترقیان - اور اس زمانہ کا علم و فضل ہمین ہر قسم کی ضعیف الاعتقادیون سے روک رہا ہے - ہم سے کہا جاتا ہے کہ ضعیف الاعتقادی کے جن اندیشون اور دھڑکون مین ہم ایک مدت دراز سے مبتلا چلے آتے ہین وہ محض اوہام و خیالات پریشان ہین - چنانچہ ہم اس قسم کی باتون کے بیان کرنے کے مخالف بنا دیے گئے ہین کہ مذہب مین بھی جو باتین غیر موجبہ اور سلسلۂ علل و اسباب سے باہر نظر آتی ہین اُن پر بھی ہم مین سے اکثر لوگون کا عقیدہ نہین جمتا - اور اگر ان کے ماننے کا ہم مین ذرا بھی شائبہ پایا جائے تو مہذب سوسائٹیان ہمارا نام جہلا مین کرتی اور ہمین حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین -

مگر کیا کہین - اکثر اوقات ایسی باتین پیش آہی جاتی ہین کہ تہذیب و علم کے سارے فیصلے جدا رکھے جاتے ہین - علل و اسباب کا سلسلہ الگ پڑا رہ جاتا ہے - اور ہمین قائل ہی ہو جانا پڑتا ہے - کہ اگلے جو کچھ کہہ گئے ہین بالکل سچ ہے اور اس مین سر مو فرق نہین -

دمدار ستارون کی نحوست ایک مدت سے سنتے چلے آتے ہین - تاریخ مین بھی واقعات عالم کی ترتیب مین اکثر نظر آیا ہے کہ جب کبھی یہ منحوس تارہ نظر آیا کوئی نہ کوئی آفت ضرور اُٹھ کھڑی ہوئی - مگر حال کی فلسفہ کی تعلیمون نے ہمارے خیال کو ان اندیشون کی طرف سے ہٹا کے اطمینان دلا دیا تھا کہ یہ سب بے اصل و بے بنیاد اوہام ہین - فضائے عالم کے ایک کرۂ آتشین یا اُسکی آتشی شعاعون سے جو ہم سے کروڑون میل کے فاصلہ پر ہو ہماری دُنیا کو بھلا کیا ضرر پہونچ سکے گا؟ جو دمدار تارہ فی الحال نظر آ رہا ہے اُسکے متعلق علمائے ہیئت نے قدیمی مذاق کے دھڑکون کے علاوہ بعض نئی طرح کے خوف دلائے تھے - ڈرایا تھا کہ یہ دُنیا کی طرف زور و شور سے بڑھتا چلا آتا ہے - اور ایک ایسا شہاب ثاقب ہے جو اور کسی پر حملہ کرنے کے عوض خود کرۂ ارض کو ہدف سہام بنا کے ہم پر جھپٹ رہا ہے - یہ آخر مئی مین دُنیا سے

آ کے ٹکرا جائے گا - اور اسی کے ختم ہونے سے پہلے دُنیا کا خاتمہ کر دے گا - اور وہ قیامت موعودہ جسکو بزرگان دین اور حضرت جعفر صادق علیہ السّلام چھپاتے رہے ہین سر پر آ گئی - یہی تارہ وہ آفتاب ہے جو سوا نیزے پر ہو گا۔ زمین یہی دمدار تارہ ہے جو ٹوٹے گا - اور ایک آن کے آن مین ہمارا عالم ہستی درہم و برہم ہوجائیگا - لیکن ان پیشین گوئیون کے خوف اور دہشت نے ہنوز کوئی خطرناک صورت نہین اختیار کی تھی کہ دیگر مستند علمائے ہیئت نے اطمینان دلایا - ہمارے دلون کو تسلی دی اور کہا کہ اس ستارے سے ہمارے لیے کوئی اندیشہ نہین - یہ ہماری طرف آ تو رہا ہے مگر ہماری زمین کو بچا کے نکل جائیگا - اور زمین پر اس کی دُم اور کرنون کا اثر اگر کچھ پڑے گا بھی تو اس سے کسی قسم کا اندیشہ نہین -

ان تسلی کی باتون سے ابھی اچھی طرح دلون مین سکون نہین پیدا ہوا تھا کہ خود اس تارے سے بھی زیادہ وحشت ناک طریقے سے برقی قوت نے یہ دل ہلا دینے اور زمانے کو دہلا دینے والی خبر لائی کہ حضور قیصر ہند شاہ ایڈورڈ سابع نے اس دُنیا سے سفر آخرت کیا - اور ایسے فوری مرض مین مبتلا ہو کے کہ ہم تک بیماری کی خبر بھی نہین پہونچنے پائی تھی - افسوس ہم مین سے اکثرون نے اپنے بادشاہ کی بیماری سے پہلے اُنکے انتقال کی خبر سُنی - اور اس ستارے کے وہ سب اندیشہ خواب و خیال ہو گئے جو موجودہ علمائے ہیئت نے بتائے تھے - مگر وہی پُرانی نحوست صاف طور پر نظر آ گئی جیسے ہم بزرگان سلف سے سنتے چلے آئے ہین - ایک عادل - رحمدل - مہربان - اور شفیق شہریار کا مرجانا ایک شخص کی موت نہین بلکہ ایک عالم کی موت ہے -

کنگ امپرر ایڈورڈ ہفتم وہ پہلے برٹش شہریار ہند تھے جو بہ نفس نفیس سرزمین ہند مین تشریف لا چکے تھے - جنھون نے اپنے مبارک قدمون سے زمین ہند کو عزت دی تھی جنھون نے ہندوستان کے شہرون مین پھر کے رعایائے ہند کی وفاداریون بلکہ بادشاہ پرستیون کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا - اور ان لوگون کی محبت کو اپنے دل مین لے گئے تھے -

اگلے دنون جب دُنیا مین امن و امان نہین قائم تھا - جب روز روز نئے فتنے اُٹھ کھڑے ہوا کرتے تھے - اور بات بات پر بادشاہون کی جان کے لیے خطرے پیدا ہو جایا کرتے تھے اُن دنون بادشاہون کی عمرین بھی اکثر تھوڑی ہوتی تھین - کیونکہ بادشاہ اگر دشمنون اور حاسدون کی تلوار سے بچ جاتے تو اُن فکرون کے شکار بن جاتے جو آئے دن اُن کے دل و دماغ پر طاری رہا کرتی تھین - مگر اس امن و عافیت اور تہذیب و تمدن کے زمانے مین رعایا کے سر پر سے اتنی جلدی عادل و مہربان بادشاہ کے سایہ کا اُٹھ جانا نہایت ہی حیرت انگیز ہے - امپرس وکٹوریا کے بعد

دنیا سے رخصت ہوئے ابھی پورے دس سال بھی نہیں ہوئے۔ اُن کی مفارقت کا صدمہ ہمارے دلوں کو ابھی بھولنے بھی نہ پایا تھا کہ تیسرا ایڈورڈ کا سایہ بھی ہمارے سروں پر سے اٹھ گیا۔

دنیا میں بہت سے تاجدار ایسے ہیں جو عدل پرور بھی ہیں۔ مہربان بھی ہیں شفیق بھی ہیں مگر ان کی موت کا صدمہ کسی ملک یا کسی قوم یا کسی حصۂ زمین تک محدود ہے۔ مگر ہمارے کنگ ایمپرر ایڈورڈ معظم کا سانحہ ایک عالمگیر سانحہ ہے جس کے صدمہ سے ممکن نہیں کہ دنیا کا کوئی حصہ بچا رہا ہو۔ اس ایک دم کے نہ ہونے سے اگر اس رعایا میں جو برطانیہ کے علم اقبال کے زیر سایہ تھی تہلکہ پڑ گیا اور قیامت برپا ہو گئی تو ان ملکوں میں جو قلمرو برطانیہ کے حدود سے باہر تھیں سلطنتیں ہل گئیں کیونکہ ہمارا تاجدار وہ پہلا تاجدار تھا۔ اور امن و امان کا ایسا لوتا تھا کہ ساری دنیا کا سکون و قرار اسی کے قدم سے قائم تھا۔ یہی ایک مبارک دم تھا جو سارے صفحۂ ارض پر امن و عافیت اور سکون و اطمینان کی برکتیں پھیلائے ہوئے تھا اور اس کے نہ ہونے سے سلطنت اور جمہوریتوں میں خون اور جھگڑوں سے فساد کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اور ہر بادشاہ اپنے مقام پر ڈر رہا ہے کہ ایڈورڈ معظم کے آنکھیں بند کئے جاتے ہی دیکھیے دنیا کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اور ہم کس دن تک فارغ البال و اطمینان سے بیٹھ سکتے ہیں؟"

بہرحال اس ذمہ دار تارے نے اپنا وہی قدیمی اثر دکھا دیا۔ اور اس کے طلوع ہوتے ہی ساری دنیا کی آسائش میں فرق پڑ گیا۔

آغاز عہد جارج پنجم

ہم سے یہ ربانی وعدہ کیا گیا ہے کہ "ان مع العسر یسراً" جو ہر رنج و مصیبت کے موقع پر ہمارے خون شدہ دلوں کو تسلی دے دیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس عالمگیر مصیبت عظمیٰ کے ساتھ بھی ہمارے لیے ایک بہت بڑی مسرت موجود ہے۔ کیونکہ اگر ایک پختہ مغز تجربہ کار اور صلح جو فرمان روا ہم سے چھین لیا گیا تو ایک جوان ہمت و جوان سال تاجدار نے ہمارے سریر شہریاری کو زینت دی۔ اور وہ بلند اقبال بادشاہ ہم پر حکمران ہوا ہے جو ابھی چند ہی روز ہوئے ہیں اپنا مبارک چہرہ دکھا گیا ہے۔ جس کی پیاری صورت ہماری آنکھوں کے سامنے

بکھر رہی ہے - اور جس نے ہمین اپنے اخلاق اور اپنی مہربانیون کا ایسا گرویدہ بنا لیا تھا کہ اُس کی سریر آرائی کا مژدہ سنتے ہی ہم ہر قسم کے صدمات کو بھول گئے - اور نہایت ہی جوش مسرت سے ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہین -

جارج پنجم کے اقبال نے اس منحوس تارے کو منتشر کر کے دنیا کو اُس کی نحوست سے پاک کر دیا اور ہم امید کرتے ہین کہ وہ اپنے پدر بزرگوار کے نقش قدم پر چل کے اسی صلح جوئی اور امن پسندی سے کام لین گے جو آنجہانی ایڈورڈ ہفتم کے عہد مین اپنا جلوہ دکھاتی رہی - پہلے دولت برطانیہ کی رعایا سے دولت برطانیہ ہی نہین دُنیا کے ہر کونے مین انکی شان مین یہ دعا یہ نغمہ مدت ہای دراز گایا جاتا رہے گا

الٰہی تا جہان باشی باقبال جوان بخت و جوان دولت جو اقبال

مقنع خراسانی

مشرقی شاعری مین جن ناموروں نے کسی نہ کسی حیثیت سے شہرت حاصل کی ہے اُن مین ایک یہ بھی ہے - ہم نے اکثر عوام الناس کو اسے ابن مقنع کے نام سے یاد کرتے سنا ہے مگر یہ غلط ہے - وہ ایک ایسے بے نام و نشان خاندان سے ظاہر ہوا تھا کہ مورخین کو آج تک اُس کے باپ کا نام بھی معلوم نہ ہو سکا گو وہ قریشی ہونے کا مدعی ہے مگر ہمارے خیال مین ان نومسلمون مین تھا جنھون نے ان دنون اسلامی پبلک مین مقبولیت حاصل کرنے کے لیے بظاہر دین اسلام قبول کر لیا لیکن حقیقۃً ملحد و بے دین تھے - اور دین اسلام اختیار کرنے مین انکی غرض یہ تھی کہ اسی الٰہی دین کو ضرر پہونچائین نہ یہ کہ اس سے کوئی روحانی فائدہ اُٹھائین - خراسان و فارس کے نومسلمون مین سے ایسے کئی اشخاص ظاہر ہوئے جن کے افعال و عقائد سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ عربی حکومت کی فرمان برداری مین گوارا کر سکتے تھے - اور چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی مکر و فن سے پھر اپنی قومی سلطنت قائم کر لین - اور اسی کا نتیجہ تھا کہ جب کوئی ایسا شخص پیدا ہوتا تو ہزارہا نومسلم عجمی اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے اور اس کا ذرا بھی لحاظ نہ کرتے کہ وہ جن عقائد و خیالات کا مدعی ہے وہ کیسے ہین -

اصل مین یہ شخص مشرقی خراسان کے شہر مرو کا ایک دھوبی تھا جس کا نام عطا تھا - یہ

اصلی پیشہ چھوڑ کے علم و فضل کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حکمت و فلسفہ میں اچھی قابلیت پیدا کی۔ اسی سلسلہ میں اُس نے سحر و طلسم کے کرشموں میں بھی ید طولیٰ حاصل کیا جن چیزوں کے ذریعہ سے اُن دنوں بہت جلد شہرت و ناموری حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ بلکہ ان کرشموں کے ذریعہ سے بہ آسانی ممکن تھا کہ خلق کی ایک جماعت عظیم اپنے اوپر فریفتہ کر کے اپنی گرویدہ بنالی جائے۔ منصور حلاج کی نسبت بھی ایسی ہی نیرنگیاں اور سحر کاریاں منسوب کی گئی ہیں۔ اور ابن القراقر شلمغانی جس کے حالات ہم دلگداز میں اس سے پیشتر لکھ چکے ہیں وہ بھی انھیں فنون میں کمال رکھتا تھا۔

الغرض اپنے حکیمانہ خیالات اور اپنی سحر آفرینیوں کی بدولت نومسلم جاہلوں اور عجمی ترکوں میں اس نے بہت بڑی قوت حاصل کر لی۔ اور ایک بڑی جماعت کا پیشوا و مقتدا اور معتقدوں کے بے حد گرویدہ گروہ کا سرغنہ بن گیا۔ اور ہزارہا خلقت کا اُسکے گرد ہجوم تھا۔

لیکن اُس میں ایک ایسا ظاہری عیب تھا جس کی وجہ سے اس کی مقبولیت و دلفریبی میں گونہ فرق پڑتا تھا۔ وہ یہ کہ وہ نہایت ہی بدقطع بدصورت پستہ قد اور حقیر و مکروہ شخص تھا۔ اس کی سب سے بُری چیز یہ کہ ایک آنکھ کانی تھی اور اس میں بڑا سا ٹینٹر نکلا ہوا تھا جسے دیکھ کے لوگوں کے دلوں میں اسکی طرف سے نفرت پیدا ہو جاتی۔ اس عیب کے چھپانے کے لیے اُس نے وہی کام کیا جو آخر عہد کے فراعنۂ مصر اپنے مُردوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ ایک طلائی چہرہ بنا کے منھ پر لگا دیا کرتے تاکہ ممی کے چہرے پر موت اور مرورِ ایام سے جو وحشت برسنے لگتی ہے لوگوں کی نظروں سے چھپی رہے۔ اسی طرح اس شخص نے ایک سونے کا خوبصورت اور چمکدار چہرہ بنا کے منھ پر چڑھا لیا۔ اور بغیر اس چہرے کی نقاب کے کسی کو اپنی صورت نہ دکھاتا۔ اس تدبیر نے لوگوں کی گرویدگی اور بڑھا دی۔ اور اسی وقت اور اسی سبب سے اپنے اصلی نام عطاء کے عوض "مقنع" یعنی "نقاب پوش" کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

اب اُس نے سائنس اور ہیئات کے مسائل اور نیز اپنی نیرنگیوں اور طلسم سازیوں کے زور سے ایک چاند بنایا۔ جو بلندی پر طلوع کرتا۔ اسکی کرنیں دور دور تک چھٹکتیں۔ جسے کہ مورخین کا بیان ہے کہ وہ ایک مہینہ کی مسافت سے نظر آتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اُس کا یہ ماہتاب اس عہد میں بڑی حیرت انگیز چیز ہوگا۔ مگر اُس کا ایک مہینہ کی راہ سے نظر آنا مبالغہ سے خالی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اس چاند کو کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر قائم کیا تھا۔ جو کئی منزل سے نظر آتی ہوگی۔ وہ چاند اس چوٹی سے ذرا بلند ہو کے ٹھہر جاتا ہوگا۔ اور اس میں اپنی

جستجو سے اُس نے برقی روشنی پیدا کر دی ہوگی جو اتنے بڑے پیمانے پر ہوگی کہ چار پانچ منزلون سے نظر آسکے - وہ چاند ذرات بھرا یا جب تک وہ چاہتے اُس چوٹی کے اوپر طلوع کرکے قائم رہتا ہوگا - اور جب وہ چاہتے غائب ہو جاتا ہوگا -

بہرحال اس مین شک نہین کہ اس کے اس چاند نے قلمرو اسلام مین بڑی شہرت حاصل کی - اور ہر جگہ اُس کا تذکرہ ہونے لگا - اُس کے مریدین تو اس کرشمہ کو اُسکی ربانی قوت کا تصرف اور اس کا عظیم الشان معجزہ بتاتے تھے - مگر یا نقین اور عام مسلمانان بھی اس چاند کو نہایت ہی حیرت سے دیکھتے اور اسے کسی مافوق العادت قوت کا مظہر خیال کرتے تھے شعراے عرب مین بھی اسکی شہرت ہوئی اور رفتہ رفتہ تشبیہات مین اس سے کام لیا جانے لگا - چنانچہ ایک شاعر عرب کہتا ہے

الیک فما بدر المقنع طالعاً باسحر من الحاظ بدر المعمم [۵]

اس زبردست کرشمہ اور اپنی دیگر سحر آفرینیون کے انکشاف کے ساتھ اس نے علانیہ طور پر ایک نئے مذہب اور جدید عقائد کی طرف بلانا شروع کیا - ان دنون بنی عباس کے تیسرے خلیفہ مہدی عباسی کا عہد تھا - اور دنیا مین بڑے بڑے آئمہ دین موجود تھے - جنھون نے مقنع کے ہفوات اور لغو خیالات کو اس کے چاند اور اسکی سحر آفرینیون سے زیادہ حیرت کی نگاہون سے دیکھا -

اس عہد کے دیگر ملاحدہ کی طرح مقنع کے خیالات کی عمارت بھی تورات کی تاریخ انبیا بت پرست فلسفیون کے خیالات اور زرتشتی عقاید پر قائم کی گئی تھی - ابن قرمط شلمغانی کے عقائد اور اس کے عقائد مین عجیب قسم کی یکسانی تھی جس سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ دونون ایک ہی مذہب کے پیرو اور بانی مذہب ہونے مین ہم غرض تھے - مقنع کا سب سے بڑا اصول دین مسئلہ تناسخ تھا جس کی بنا پر اس نے خدائی کا دعوی کیا - اور کہا کہ خداوند جل وعلی میرے پیکر مین ظاہر ہوا ہے یا یون کہیے کہ مین ایک خدا کا اوتار ہون - الوہیت کی مسند اس نے صرف اپنے ہی لیے نہین خالی کی بلکہ سارے انبیاے سلف کو بھی مظہر الہی اور خدا کا اوتار بتا دیا - چنانچہ دعوی کیا کہ خدا سب سے پہلے آدم کی صورت مین نمایان ہوا -

[۵] (اے مخاطب یا ناصح) جا اپنا کام کر - کیونکہ مقنع کا چاند بھی جب کہ طلوع کیے ہوئے ہو (میرے) عمامہ والے ماہ کامل (معشوق) کی نگاہون سے زیادہ سحر آفرین نہین ہوتا -

اور یہی وجہ تھی کہ تمام ملائکہ کو اُس کا سجدہ کرنے کا حکم ہوا۔ ورنہ کیونکر ممکن اور جائز ہو سکتا تھا کہ فرشتوں کو غیر اللہ کے سجدے کا حکم دیا جائے۔ اور ابلیس اس بارۂ خاص میں اختلاف کرنے سے مستوجب عذاب اور ہمیشہ کے لیے مردود ہو جائے۔ وہ کہتا تھا کہ آدم کے بعد نوح میں اور پھر ان کے بعد دیگر انبیا اور سب دنیا کی صورتوں میں خدا ظاہر ہوتا رہا اور وہ سب خدا کے اوتار تھے۔ اور اب وہ حضرت رب العزت اسی شان سے میری صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اور اس زمانہ کا اوتار میں خود ہوں۔ اور میرے آگے سجدہ کرنا اور میری پرستش کرنا ہر مخلوق پر فرض ہے۔

اس کا یہ دعوی سن کے بہت سے لوگوں نے اسکے آگے سجدہ کیا اور اسکی پرستش شروع کر دی جن میں عموماً خراسان و فارس کے وہ لوگ تھے جنکے دلوں میں اسلام نے اچھی طرح جگہ نہیں پکڑی تھی۔ اور جو چاہتے تھے کہ جس طرح بنے عربوں کی ماتحتی سے نکل کے اپنی ہم قوم کی حکومت قائم کریں۔ اصل یہ ہے کہ یہ پولیٹکل خیال عجمیوں میں زور و شور سے پھیلا ہوا تھا جس سے خود عربوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ اسی خیال نے دولت عباسیہ کو قائم کرایا۔ اور ابومسلم خراسانی اس قسم کے خیالات کا پھیلانے والا تھا جو نیا خدا بن کے نہیں اور ایک عجمی کی اطاعت کے دعوے میں سارے مشرقی مسلم عباسی خاندان کے حامی و مددگار بن گئے اور بنی امیہ کی سلطنت کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کے پھینک دیا۔ عباسیوں نے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد جب اسلامی عقائد کی پشت پناہی کی تو پیروان ابومسلم بار بار اٹھتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اسکے مشرکانہ مذہب اور تناسخ کے اصول کو رواج دیں۔ اور آخر میں انھیں لوگوں کے سرغنا مقنع وغیرہ بھی بن گئے۔ چنانچہ مقنع اپنے تئیں سنہ بیٹے ابومسلم ہی کو خدا کا اوتار بتاتا تھا یہی لوگ چند روز پہلے راوندیہ کی صورت میں ظاہر ہو چکے تھے جنہوں نے خاص دار الخلافت بغداد میں بڑا بھاری ہنگامہ مچا دیا تھا۔

صاحب علم اور دیندار مسلمانوں کو جب مقنع کے ان عقائد کی خبر ہوئی تو سخت برہمی اور جوش و خروش کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسکے فتنہ کا استیصال کر دیں۔ مگر ان میں جوش پیدا ہونے سے پہلے اس نے اپنے لیے استحکام کا سامان فراہم کر لیا تھا۔ حدود خراسان میں علاقہ کش کے اندر اس نے اپنے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا لیا جس کا نام سنام تھا۔ پہلے تو اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کے اس نے خراسان کے کھلے شہروں میں مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ انھیں دنوں بخارا اور علاقہ سغد میں باغیوں اور سرکشوں کی ایک اور جماعت پیدا ہو چکی تھی۔ ان لوگوں کو اگرچہ مقنع کے عقائد سے کوئی تعلق نہ تھا مگر اپنے پولیٹکل مصالح کا خیال کر کے مقنع کے ساتھ ہو گئے۔ اس سے بھی زیادہ قوت مقنع کو کفار ترک سے ملی جو اسوقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اور اکثر دولت اسلامیہ کے سرحدی علاقوں میں لوٹ مار کر کے بھاگ جایا کرتے تھے۔

مسلمانوں میں سب سے پہلے ابوالنعمان جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے لشکر مرتب کر کے پیروان مقنع کا مقابلہ

گیا جس میں مسلمانوں کو کامیابی نہیں ہوئی اور لیث سیّار کا بھائی محمد بن نصر مارا گیا۔ یہ خبر سن کے خلیفہ مہدی نے اپنے ایک بہادر افسر جبریل بن یحیی کو بھیج کے لیث بن نصر کی کمک کی۔ اب ان سے باضابطہ طور پر معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ وہ لوگ بخارا کے بعض قلعوں میں متحصن ہو گئے اور مسلسل چار مہینوں تک لڑائی ہوتی رہی۔ مسلمانوں نے اُنکے گرد قلعہ کمال شجاعت دکھا کے جا کر اُن لوگوں سے چھین لیے۔ اور ساٹ سو دشمنوں کو لقمۂ نہنگ شمشیر بنایا۔

شکست خوردہ لوگوں میں سے جو بچے وہ بھاگ کے خاص قلعۂ سنام میں پہونچے جہاں خود مقنع موجود تھا۔ مگر جبریل نے جان نہ چھوڑی اُن کا تعاقب کرتا ہوا خود بھی سنام پر جا پہونچا۔ اب خلیفہ مہدی نے مقنع کی سرکوبی کے لیے ابوعون کو روانہ کیا مگر اُس نے زیادہ مستعدی نہیں دکھائی تو معاذ بن مسلم کو بھیجا اور بہت سے سرداران فوج اور بہادر سپاہی اسکے ہمراہ رکاب کیے۔ یہاں عقبہ بن مسلم بھی ان لوگوں سے آملا۔ اور مقنع کی سرکوبی کے لیے ایک زبردست لشکر مرتب ہو گیا۔ اس مرتبہ پہلی لڑائی مقام طواویس میں ہوئی جس میں ہمراہیان مقنع شکست کھا کے بھاگے اور اب اُن کے اور مقنع کے لیے سوا اس کے کہ سنام کے قلعہ میں پناہ گزین ہو کے لڑیں کوئی مفر نہ تھا۔

سنام کا محاصرہ نہایت ہی سختی سے کیا گیا تھا۔ اور مجاہدین کو ساتھ روزانہ حملے کیے جاتے تھے۔ مقنع کے ہمراہی آخر تاب نہ لائے۔ اور مقنع سے چھپا کے خفیہ طور پر ایلچی بھیج کے امان کے خواستگار ہوئے۔ انھیں امان دی گئی۔ تیس ہزار آدمی قلعہ سے نکل کے چلے گئے۔ اور تقریباً دو ہزار قلعہ کے اندر باقی رہے۔ اب مقنع کو بالکل یاس ہو گئی تھی اور فلاح کی کوئی صورت نہیں نظر آتی تھی۔ ایسی حالت میں اُس نے اپنی عورتوں اور بال بچوں کو ایک جگہ جمع کر کے بعض مورخین کا بیان ہے کہ جام زہر پلا پلا کے ہلاک کر ڈالا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سب کو آگ میں جلا کے مار ڈالا اور اس کے بعد خود بھی جل مرا۔ اگر پہلی روایت غالباً صحیح ہے۔

اُسکی ہلاکت کے بعد مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے۔ اسکے جتنے پیرو زندہ تھے قتل کیے گئے۔ اور اس کا سر کاٹ کے سنہ ۱۶۳ ہجری میں خلیفہ مہدی کے پاس بھیجا گیا۔

دوسرے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کے عہد میں راوندیہ فرقہ یعنے ابومسلم خراسانی کے پیروؤں کا ہنگامہ ہوا تھا اُس کے تھوڑے ہی دنوں بعد منصور کے بیٹے خلیفۂ مہدی کے عہد میں ابن مقنع کے واقعات پیش آئے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اصل میں ابومسلم ہی کا ایک نقیب ہو رہا تھا۔ ہاں ابن القراقر شلمغانی البتہ وہ شخص ہے جس نے ابن مقنع کے پورے سوا سو برس بعد ان عقائد کے از سر نو زندہ کرنے اور گڑے مردے اُکھیڑنے کی کوشش کی۔ اور اسی کوشش کی نذر ہوا۔

غوازی

مارے [illegible] آفتاب الدولہ قلق نے اپنی مشہور مثنوی طلسم الفت میں مصرع
"جیسا [illegible]" خدا جانے کس تائید غیبی اور کس شاعرانہ لطافت سے تائد واقعات کے کہا
[illegible] تو صاف نظر آتا ہے کہ جن و نون اُنھوں نے یہ شعر کہا ہے اُس زمانے
[illegible] حقیقت [illegible] ہوگا جیسا کہ انھوں نے بتایا۔ اپنی حسن فروشی کے اعتبار سے [illegible]
[illegible] زمانا کہ کبھی مصر ہی کے بازارمیں حضرت یوسف بکے تھے۔ [illegible] قدیم ایام
[illegible] کا تذکرہ ہو گیا تھا۔ جس سے شعراے مشرق کو خیال آفرینی کے
[illegible]

[illegible] کے بکنے سے [illegible] رشک کیونکر قرار دیا جا سکتا تھا؟ نہیں [illegible] شہرت
[illegible] آپ نے ممفس (قدیم دارالسلطنت مصر) کے کھنڈروں میں ٹوٹے پھوٹے اور عجیب
[illegible] دیوار پہ جہاں [illegible] بہت سے مٹے مٹائے نقش و نگار دیکھے ہیں وہاں کہیں نہ کہیں یہ بھی دیکھا ہوگا
[illegible] اپنے تخت پہ جلوہ افروز ہے۔ اور اُس کے سامنے کئی پری جمال و ناز آفرین حسینیں کھڑی ہوئی
[illegible] انداز سے ناچ رہی ہیں اور اُن کے پیچھے کئی مرد [illegible] ہاتھوں میں [illegible] لیے ہوئے
[illegible] اسی قسم کی بہت سی تصویریں [illegible] عورتیں آج بھی [illegible] کے ساتھ کبھی
[illegible] اور دلبری و دلربائی کے کرشمے دکھاتی نظر آتی ہیں جو وہاں غوازی کے
[illegible] مشہور ہیں۔ [illegible] وضع قطع۔ اُن کا [illegible] اُن کے حلیے بشرے۔ ان کے ناچنے کا انداز اور اُن کے
[illegible] سب چیزیں اُن عورتوں سے ملتی جلتی ہیں جو عہد عتیق میں فراعنہ کے درباروں میں ناچا کرتی تھیں۔ اور اُن
[illegible] کے [illegible] گزرتا ہے کہ [illegible] اُٹھیں گی [illegible] شان دربار کی یادگار
[illegible] فرعونوں کے سامنے ناچتی تھیں۔ اور جس طرح [illegible] سامنے ناچا کرتی تھیں ویسے ہی
[illegible] اور [illegible] مصر کے سامنے ناز و انداز سے ناچتی ہیں۔

چند روز پہلے اور غالبا اُسی زمانے میں جبکہ قلق مرحوم نے یہ [illegible] ہوگا [illegible] حسن فروشی [illegible]
[illegible] بے انتہا کثرت ہو گئی تھی۔ یہ تمام حسینان اور گل رویان [illegible] شہر کے [illegible]
[illegible] آتی تھیں۔ ان کی بدولت مصر میں [illegible] پیدا [illegible] کا [illegible] تو کیا

راستہ چلنا دشوار تھا۔ جس طرف جاتے دل ہاتھ سے چھن جاتا۔ اور جادو نگاہون کی نگس فتّان سے شہید ہو جاتے۔ نوعمرون اور تمام شوقینون مین عام طور پر ایک ہائے ہائے پڑ گئی تھی۔ اور جسے دیکھیے اُن کے ہاتھون بے تاب بے قرار تھا۔ جب اِن نازنینون کی چشم فتان کے تیرون اور اُن کی پلکون کے زہر آلود خنجرون سے لوگون کو کہین پناہ ملتی نہ نظر آئی تو اُنھون نے دربار شاہی مین فریاد کی اور محمد علی پاشا کی زبردست سلطنت سے حکم جاری کیا کہ یہ سب ناز آفرین ستم شعار اور دلربا کافر کیشین قاہرہ سے جلاوطن کر کے دور دراز گاؤن مین بھیج دی جائین۔ چنانچہ اِس فرمان شاہی کے مطابق اِن کافر ادائون کی بہت سی کھیپین کشتیون مین بھر بھر کے بلندی مصر کے بلاد قنہ اور اسنہ مین بھیج دی گئین۔ جو مقامات کہ آج کل اِن حسن فروشون کی بدولت حسن و جمال کے بازار بنے ہوئے ہین۔ اور حسن کی جو منڈی قاہرہ مین اُجڑ گئی تھی اُن شہرون اور خاصۃً مقام قنہ مین آ کے لگی۔ اور قنہ اِن دنون جس طرح اعلیٰ درجہ کے رطب (خرمہ تر) کی شیرینی کے لیے مشہور ہے اُسی طرح وہان کے پستہ لب۔ سیب غبغب۔ اور نار پستان بھی دنیا بھر مین مشہور ہین۔ اور مصر کے سیّاح خاص اِن چیزون سے لطف اُٹھانے کے لیے قنہ کی سیر ضرور کیا کرتے ہین۔

ہندوستان کے سوا کسی اسلامی ملک مین ایسی ناچنے گانے والی عورتین نہین جو مردون کی عام صحبتون مین آ کے ناچتی گاتی اور عصمت فروشی پر زندگی بسر کرتی ہون نہین سُنی گئی ہین۔ بخارا و سمرقند کابل و قندھار۔ شیراز و اصفہان۔ بغداد و موصل۔ دمشق و حلب اور قسطنطنیہ و ادرنہ بلکہ مین سمجھتا ہون کہ افریقہ کے قیروان و طنجہ کے بازار بھی اس قسم کے حسن فروشون اور عصمت فروش تماشائن بازار سے خالی ہین۔ اور نہ کسی اور جگہ اِس قسم کی عورتین سڑکون پر ناچتی اور شہوت فروشی کرتی نظر آتی ہین۔

یون تو بدکاری اور شہوت پرستی کے جذبات نے ہر ملک اور ہر شہر مین کسی نہ کسی حد تک بے عصمتی ضرور پیدا کر دی ہے۔ مگر ایسی پیشہ ور عورتین اِن اسلامی ممالک مین سے شاید کہین نہین پیدا ہو سکین۔ مذکورۂ بالا ممالک مین سے بعض جگہ ناچنے گانے والے مردانے طائفے پیدا ہو گئے ہین جو اکثر صحبتون مین آ کے نغمہ و سرود کی محفل گرم کیا کرتے ہین۔ اور اِس مین شک نہین کہ اُن کی وجہ سے وہان اور قسم کی بدکاریان پیدا ہو گئی ہین جو اِس سے بھی زیادہ شرمناک اور قابل نفرین ہین۔ ہان ہندوستان کے بازارون مین البتہ اِس قسم کی عورتون کی کثرت ہے۔ اور گو اُن مین سے اکثر مسلمان ہین مگر اِس مین شک نہین کیا جا سکتا کہ یہ دراصل ہندوستان کے عہد قدیم کی یادگار ہین اور مرور زمانہ سے نئے سانچے مین ڈھل گئی ہین۔ بعینہٖ اُسی طرح جیسے کہ مصر والی حسن فروشان بازار کو ہم فراعنہ کے عہد کی یادگار بتا چکے ہین۔ دیگر اسلامی ممالک کے خلاف مصر ہی ہے جہان اِن ناچنے والی عورتون کا ایک جتھا بچا رہ گیا

موجود ہے۔ وہاں کی زبان میں گانے والیاں "علمہ" کہلاتی ہیں - اور یہ ناچنے والیاں "غازیہ" جس کی جمع "غوازی" ہے۔ عورتوں کو کسی قسم کا قومی امتیاز نہیں حاصل ہے - بلکہ اُن میں ہر قسم اور ہر گروہ کی عورت علم موسیقی کی تعلیم پا کے شریک ہو جاتی ہے۔ مگر "غوازی" ایک خاص قسم کے قومی خصائص رکھتی ہیں اور اپنی نسل اپنے ... بناوٹ - اور اپنے حسن و جمال کے لحاظ سے پتہ دیتی ہیں کہ اُن کی قوم قدیم الایام سے نمایان اور ... سے الگ تھلگ ... چلی آتی ہے - بعض لوگ انھیں خانہ بدوش "جپسیوں" میں شامل کرتے ہیں جو یورپ سے ایشیا تک پھیلے ہوئے ہیں ... کسی ایک جگہ قیام پذیر نہیں رہتے - اور جن کی قلمرو غوازیہ میں بہت ہی کثرت ہے - بعض محققین انھیں خاص مصر کے پرانے مغنیوں کی نسل سے بتاتے ہیں - مگر ... ان سے پوچھو تو وہ ان سب باتوں سے قطعی انکار کرتی ہیں - اپنے آپ کو "برمکی" کہتی - اور ... نسل سے بتاتی ہیں جن کا نام خلفائے عباسیہ بغداد کے دور اولین کے تذکروں میں ... ہے جو خلعت وزارت سے سرفراز ہونے کے علاوہ جود و سخا میں خاص شہرت رکھتے تھے - اور جن ... کا ہارون رشید اعظم نے بغداد میں قلع قمع کر دیا تھا - اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں موجود ہے اور برامکہ کی طرف ان کو منسوب کرنا اُس عجمی النسل شریف قوم کی انتہائی توہین ہے - اور ایک یورپین سیاح نے اپنے کسی دوست سے غوازی کے اس نسبی دعوے کے متعلق یہ نہایت ہی لطیف و صحیح فقرہ کہا تھا کہ "ان غوازی کو آل برمک سے سوا اس کے اور کوئی مناسبت نہیں کہ اُن کی طرح یہ بھی نہایت فیاض واقع ہوئی ہیں گو ان کی فیاضی نہایت شرمناک طریقہ کی ہے"

ان کے ناچ کا یہ طریقہ ہے کہ کئی کئی ناز آفرینیں ایک ساتھ مل کے ناچتی ہیں جیسا کہ حیدرآباد کے طائفوں میں رواج ہے - ان کے ناچ میں ہمارے شہر کی حیدن اور بچوا کے ناچ کی کوئی بات نہیں - بلکہ اُن کے ناچ کو زیادہ تر کولھے مٹکانے کمر کو آگے پیچھے اور دہنی بائیں طرف ہلانے - طرح طرح کی حرکتیں دینے اور گھمانے اور پھرانے سے تعلق ہے - یا مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہیے کہ ان کا ناچ بعینہ بنگالیوں کا "کھمٹا" ناچ ہے - اس ناچ کے ساتھ جو ساز بجتا ہے اُس میں ایک تو دف ہے اور دوسرا ایک قسم کا چکارہ - کبھی کبھی اُس کے ساتھ الغوزہ بھی بجایا جاتا ہے -

یہ عورتیں اس وضع اور سنگت کے ساتھ اکثر سڑکوں پر ناچتی پھرتی ہیں - حرم سراؤں اور ... محلوں کے سامنے تقریبوں اور عیدوں میں آکے ناچتی ہیں - اور جب کہیں شادی یا ولادت ہوتی ہے اور انھیں خبر پہونچتی ہے تو خود ہی آ پہونچتی اور بغیر انعام لیے نہیں ہٹتی ہیں - اور گو ... خاتونیں بھی کبھی اُن کے مجرے سے لطف اٹھاتی ہیں مگر سچ یہ ہے کہ مصر میں

یہ عورتین نہایت ہی ذلیل وحقیر تصور کی جاتی ہین - اور کسی شریف گھرانے کی نا تونون تک ان کی رسائی نہین ہو سکتی - بعض جو کسی معزز شخص سے تعلق پیدا کر کے اپنے آپ کو زیادہ لیے دیے رہتی ہین وہ تو باہر نکلتے وقت برقع بھی اُوڑھ لیتی ہین - مگر ان کی عام حالت یہی ہے کہ بے تکلف اور بھاری بھاری پردے بے برقع و چادر سڑکون پہ سیر کرتی پھرتی ہین -

ناچ اور مجرے مین اُن کا لباس کبھی تو ایسا ہوتا ہے جو مجموعی طور پر ہندوستان کی اچھی کی پیشواز سے ملتا جلتا ہوتا ہے - اور اکثر مصری اوسط درجہ کی خاتونون کا سا- جسے وہ گھرون کے اندر پہنا کرتی ہین -

اکثر اوقات آوارہ مزاج اور رند مشرب نوجوان شوقین ان کا مجرے کراتے ہین - اس موقع پر اُن کا لباس زیادہ برہنہ ہوتا ہے شراب پی کے وہ بہت ہی از خود رفتہ و بیباک ہو جاتی ہین - ناچ کا نامحش ترین قسم کا ہوتا ہے - اور یہ اُن صحبتون مین ایسی حرکات کرتی ہین جو ناقابل بیان نہین -

بہ لحاظ عزت و آبرو کے یہ عورتین اگرچہ مصر کی تمام عورتون سے زیادہ ذلیل تصور کی جاتی ہین مگر تمام سیاحون کو اس امر مین اتفاق ہے کہ بہ لحاظ حسن و جمال یہ مصر کی تمام عورتون سے زیادہ ممتاز ہین - اور جس طرح اور لوگون نے انھین اپنی جماعت سے نکال دیا ہے اُسی طرح یہ بھی سب سے جدا اور ممتاز رہتی ہین - اُن کی شادیان خود اپنے ہی گروہ مین ہوتی ہین - اور کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ اپنی برادری کو چھوڑ کے وہ کسی شریف عرب سے شادی کر لین -

غوازی کے مرد عموماً بے حیا ہین - اور اُن کی سب لڑکیان بلا استثنا بلوغ کے ساتھ ہی بدکاری کا پیشہ اختیار کر لیتی ہین - اور ناچ گانے کی تعلیم بھی بعض ہی کو دی جاتی ہے - ان کی زبان وہی ہے جو عام اہل مصر کی ہے یعنی عربی - مگر اُنھون نے بعض خاص اصطلاحی الفاظ ایسے مقرر کر لیے ہین کہ جس وقت انھین استعمال کرتی ہین کوئی اُن کی گفتگو کو نہین سمجھ سکتا - مذہباً سب کی سب مسلمان ہین - اور بعض قافلۂ حجاج کے ساتھ روانہ ہو کے خانۂ کعبہ کا حج بھی کر آتی ہین -

اگرچہ انھین اب اپنی بدکاری کا پیشہ اختیار کرنے کی ممانعت ہو گئی ہے جس کی بدولت قاہرہ سے نکال دی گئی تھین مگر ملک مصر کے ہر شہر مین کسی نہ کسی قدر یہ ضرور موجود ہین - ان کے مکانات خانہ بدوش قومون کی طرح پست و ذلیل جھونپڑے ہین جو چند روز کے لیے بنا لیے جاتے ہین - کیونکہ وہ اکثر شہرون شہرون پھرتی رہتی ہین - اور کسی ایک جگہ آباد ہونے کے خلاف مین گر عشق

خوانری سے تمدن اختیار کر کے اعلیٰ درجے کے مکانات بنا لیے ہیں - اور اُن مکانون کے بنانے سبب بیٹرین رجن سے وہ بیکاری کا پیشہ کراتی ہیں) نوکر چاکر - ونٹ گھوڑے اور گاے بیل وغیرہ ہر قسم کا سامان و دولت جمع کر لیا ہے -

عالمِ ملکوت

ملکوت والو! تم بڑے مزے مین ہو - نہ کسی بات کا غم ہے نہ کسی چیز کا کھٹکا - نہ تمہارے سے افکار و تردّدات ہین - اور نہ تمہارے سے آلام و مصائب - نہ کسی سے ملنے کا شوق ہے - نہ کسی سے چھوٹنے کا صدمہ - نہ کوئی ہوس ہے - نہ کسی قسم کی یاس - اپنے چپ چاپ اور ساکت و صامت بیٹھے ہو - روز و شب ورد و تسبیح پڑھا کرتے ہو - خدا کی قسم اچھے ہو - اور بہت اچھے - نہ تمہارے دل مین کوئی خیال پریشان آتا ہے - اور نہ تمھین کوئی فکر ہے - دنیا کے دھندے مین کبھی پھنسے نہین کا نسمہ اجراؤن سے کبھی سابقہ نہین پڑا - جس خیال مین لگا دیے گئے ہو اسی مین لگے ہوے ہو - اور سچ یہ ہے کہ آدمیون کے پتلے ہو - اور بڑے مزے مین ہو -

خرابی ہے تو ہماری - اور گرفتار بلا ہین تو ہم - پیٹ کی فکر - لباس کی فکر - بیماریون کی فکر - روزگار کی فکر - اہل و عیال کی فکر - عزیزون کی فکر - دوستون کی فکر - پاس پڑوس والون کی فکر - مختصر یہ کہ فکر ہی فکر - جدھر نظر پڑ جاتی ہے فکرون ہی کا ناپیدا کنار سمندر موجین مارتا نظر آتا ہے - جدھر خیال پھیلتا ہے فکرون ہی کا لق و دق بیابان آنکھون کے سامنے ہو جاتا ہے جس مین ہزار ہا افکار کی خیالی صورتین طرح طرح کی مہیب وضعون مین آ کے ڈرانے لگتی ہین اور ہم سہم سہم کے رہ جاتے ہین - پریشان خیالیون نے دماغ کو ایک اچھی خاصی قندیل شکارگاہ بنا رکھا ہے جس مین جانورون ہی میدان اور خدا جانے کن کن چیزون کی تصویرین ہر وقت گذرتی رہتی ہین اور دل بیقرار میں ہر گھڑی ایک بلا کی دوڑ دھوپ لگی رہتی ہے -

ان تیز رو صورتون مین بہت سی دلفریب و دلکش بھی ہوتی ہین - مگر قیامت یہ ہے کہ نہ اُن مین سے کسی کو آنکھ بھر کے دیکھ سکتے ہین اور نہ کسی سے اپنے حوصلے کے موافق لطف اٹھا سکتے ہین - تمھین کیا بتائین کہ دل و دماغ کی اس قندیل شکارگاہ مین کیسے کیسے تماشے دیکھے - اور کیسی کیسی ناکامیون سے سابقہ پڑا - ابھی ایک پرچم قشتریت لائین - شوخ تر وہ سے اشارے کرتی ہوئی بڑھین - پکار پکار کے وہ تمھین دلاتین کہ ذرا ٹھہرو - مگر کھڑا وہ کب

گھونگھٹ والی تھیں - ہاتھ بڑھا کے چاہا کہ آنچل پکڑ لیں - مگر وہ منہ چڑھا کے بھاگیں - اور ایک چھلاوے کی طرح نظر سے اوجھل ہو گئیں - کیا کرتے؟ ایک آہ کھینچی اور بیٹھ رہے - تھوڑی دیر کے بعد ایک شاہد جاہ کی سواری نکلی اور پُرہوس نظر اُس کی طرف بڑھی - آرزوؤں نے یقین دلایا کہ اس کے سایۂ عاطفت میں جگہ مل گئی تو بڑے عیش و آرام میں گزر جائے گی - امیدواری کی درخواست لیے ہوئے اُس کی طرف چلے - مگر اُس کے راہوار بادپا کی رفتار ہماری آرزوؤں کی رفتار سے تیز تھی - گرد کو بھی نہ پایا - وہ اپنی اُسی شان و تمکنت کے ساتھ نکل گیا اور ہم ناکامیوں کے اُسی گڑھے میں پڑے رہ گئے جس میں کہ پڑے ہوئے تھے - یہاں تک بھی غنیمت تھا - قیامت تو یہ ہے کہ جو پیاری صورتیں اور پُرلطف چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں وہ بھی ایک ایک کر کے ہم سے چھنتی چلی جاتی ہیں اور کوئی زور نہیں چلتا - کون سی دولت تھی جو نہیں چھنی گئی؟ کون سی نعمت تھی جس پر زمانے کا دست تصرف نہیں دراز ہوا؟ اور کون سی عزیز اور پیاری صورت تھی جو خاک میں نہیں مل گئی

آہ ع ”خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں!“

مگر اے عالم بالا والے اہل ملکوت! تم ان سب بلاؤں سے آزاد ہو - تمہارا عالم ایک ایسا ابدی و سرمدی عالم ہے جس میں نہ کسی کو فنا ہے اور نہ کسی چیز کو زوال - ہمارے یہاں کے تغیرات زمانہ اور انقلابات عالم سے تم واقف ہی نہیں - تم جانتے ہی نہیں کہ درد و دکھ کسے کہتے ہیں - اور تمنا و آرزو کون سی چیزیں ہیں - نہ تمہیں کبھی دولت و نعمت کے ہاتھ سے چھن جانے کا صدمہ ہوا ہے - نہ کسی داغ دے جانے والے کی قبر پر کھڑے ہو کے روئے ہو - نہ فراق سے آشنا ہو اور نہ کبھی کسی ماہوش کی یاد میں شمشیر ابرو کے بسمل کی طرح تڑپے ہو -

اس میں شک نہیں کہ تمہارے پاس بھی حسینوں کا اچھا خاصہ مجمع ہے - حوروں کے رخ زیبا تمہاری نظر کے سامنے ہیں - اور فرشتوں کے حسن و جمال سے ہم اپنے دلرباؤں کو تشبیہ دیا کرتے ہیں - باغ جنت کی فزا اور فردوس بریں کے سدا بہار چمن تمہاری تفرج گاہیں ہیں - مگر ہمارا سا دل پہلو میں نہ رکھنے کے باعث تمہیں کسی چیز سے وابستگی نہیں - تمہیں کسی حور اور معشوقۂ جنت کے شوق میں پریشان سُنا - اور نہ وہاں کے کسی ازلی حُسن و جمال کا دلدادہ - ہمارے شہدا باغ فردوس کے نغمہ سنج طیور بنے ہوئے ہیں - ممکن نہیں کہ اُنھوں نے اپنی نغمہ سنجیوں کے ذریعہ سے اپنے درد دل کو نہ ظاہر کیا ہو مگر سچ بتاؤ کبھی تم نے بھی اپنا تسبیح و تہلیل کا مشغلہ چھوڑ کے اُن کے پُرسوز و گداز نغموں پر سر دُھنا ہے؟

حوروں کا حسن لازوال اور ابدی و سرمدی ہے اور پھر اس پر اُن کا روز نیا بناؤ سنگھار کرنا لیکن کبھی تم نے بھی اُنکی تازہ آفرینیوں کو نظر اُٹھا کے دیکھا ہے؟ اچھوتی دوشیزگان فلک یعنی تمھارے چاند اور تمھارے تارے ان کے رُخ زیبا اور رخسار تابان کو دیکھو۔ دیکھ کے ہم بیتاب ہوجاتے ہین مگر تم پر کوئی اثر نہین پڑتا۔

کاش یہ آزادی بلکہ یہ بے حسی ایک گھڑی کے لیے ہمین بھی نصیب ہوجاتی اور ہماری بھی یہ حالت ہوتی کہ کوئی لاکھ ستائے پروا نہین۔ کوئی ہزار ظلم کرے اُف نہ کرین۔ ماہ سیما دلربا ہمارے پاس سے اٹھلاتی ہوئی نکل جائین اور ہمارا دل ہمارے ہی پاس رہے۔ کسی کے خرام ناز سے بپا ہے کیسا ہی شور محشر بپا ہو مگر ہم سر نہ اُٹھائین۔ کسی کی دلبھری آواز پہ دل نہ بھر آئے۔ اور دیدۂ و دل کا کوشش کے کمال لاپروائی سے کہین ہمین کیا"

تمھارے سیے غل و غش محفل سے نکل کے جو لوگ ہمارے اس عالم افکار تک پہونچے وہ بھی ہماری ہی طرح ان پریشانیون مین مبتلا ہوگئے۔ کاش اُنھین مین سے کسی کو تم نے اپنے پاس دوبارہ آنے دیا ہوتا تو تمھین اُنھی کی زبانی معلوم ہوجاتا کہ ہم کیسی فکرون اور کیسی پریشانیون مین مبتلا ہین۔ سب کے پہلے ہمارے جد امجد آدم اور جدہ مکرمہ حوّا تمھارے بے فکری کے عالم سے نکل کے ہمارے آلام و افکار کے عالم مین آئے۔ اُن کے بعد اور بھی بہت سی روحین آئین بلکہ جتنی روحین دنیوی اجسام کا لباس پہن کے ہم مین نشو و نما پائی ہین اُن سب کی نسبت ہمین یقین ہے کہ تمھارے ہی پاس آئی تھین اور آئی ہین۔ مگر اُن مین سے کسی کو بھی پھر تم نے جیتے جی اپنی صحبت عیش مین نہ گھسنے دیا۔ اور بلایا تو تب جبکہ وہ یہ لباس عنصری اُتارنے کے ساتھ دنیا کے تمام افکار و مصائب کو بھی بھول گئی تھین۔ تمھاری ہی سی بے حسی اُن مین بھی پیدا ہوچکی تھی۔ اور اپنے تمام افکار و آلام کو اسی دنیا مین ہمارے سر چھوڑ گئین۔

ہاروت و ماروت تمھین مین سے تھے جنھون نے دنیا مین آکے یہان کے نشیب و فراز دیکھے۔ یہان کے رنج و راحت کا مزہ چکھا۔ اور گھبرا کے واپس چلے تو افسوس تم نے نہ آنے دیا۔ اور وہ یہین پڑے رہ گئے۔ کچھ وہی تم کو خوب بتا سکتے تھے کہ ہماری پریشانیان کیسی ہین اور ہم کس عذاب کے عالم مین گرفتار ہین۔

اے بے پروایان عالم بالا! سب سے بڑے ستم کی یہ بات ہے کہ اپنی اس بے پروائی و بے حسی مین تمھین کسی اور کی مصیبت و تکلیف کا بھی خیال نہین ہوتا۔ ہمارے دلی دوستون۔ ہمارے جان نثار رفیقون —

ہمارے دلربا معشوقوں۔ ہمارے سرمایۂ مسرت بچوں اور ہمارے عزیزوں اور محبوبوں میں سے جب کسی کو چاہتے ہو ہمیں روتا تڑپتا چھوڑ کے اپنے پاس بلا لیتے ہو۔ اور اس کا اندازہ نہیں کرتے کہ تمھاری اس دست برد سے ہم پر کیا حالت ہوتی ہے۔ اور مرتے دم تک ہم کس طرح خون کے آنسو بہاتے رہتے ہیں۔ تمھارا بے درد دل تمھارے لیے چاہے ایک نعمت عظمیٰ ہو مگر افسوس ہمارے حق میں قیامت سے کم نہیں۔

فلپانا

یہ ہمارا ایک نیا نہایت ہی دلچسپ اور تاریخی ناول ہے جو ابھی ابھی چھپ کے تیار ہوا ہے اسی ناول کا اشتہار کئی سال ہوئے "گوری کی بیٹی" کے نام سے حیدرآباد دکن میں دیا گیا تھا۔ اور قدردان فن ایک مدت سے اس کے شوق میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس وقت تک اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آنے پائی تھی۔

"ایام عرب" میں جاہلیت عرب کی تصویر دکھائی گئی تھی اس ناول میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اس کے تھوڑے ہی روز بعد جب نیر اسلام چمکا تو انھیں عربوں کی حالت کیا سے کیا ہو گئی۔ اور ایک جاہل وحشی اور غیر متمدن قوم کو تعلیمات نبوت نے آناً فاناً میں کیسا بنا دیا۔

اس میں حضرت عثمان کے عہد کے ایک تاریخی واقعہ کو ناول کا لباس پہنایا گیا ہے۔ جس سے ابتدائی طرابلس الغرب کے مسیحی فرمانروا گریگوری اور اس کی حسین وجوان شاہزادی فلپانا کے حالات۔ خلافت عثمانی کے واقعات حضرت عبداللہ بن زبیر کے کارنامے۔ صحابۂ کرام کی شجاعت و پاکبازی کے اعلیٰ نمونے۔ اور تعلیمات نبوت کی اصلاحیں اور برکتیں بڑی خوبی کے ساتھ دکھائی گئی ہیں۔ ممکن نہیں کہ انسان ہاتھ میں لے کے وہ ایک صفحہ پڑھے اور بے ختم کیے رہ سکے۔

یہ ناول ۲۰۸ صفحوں پر ختم ہوا ہے۔ چھپائی اوسط درجہ کی ہے۔ اور ٹائٹل میں موٹا کاغذ لگا کے انگریزی وضع کی کتابوں کی سی قطع بنا دی گئی ہے۔ اور پشتی پر انگریزی جلی حرفوں میں کتاب اور مصنف کا نام ہے اور باوجود اس اہتمام کے قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ اور وی۔ پی منگوانے والوں کو محصول وغیرہ ملا کے عہ دینا پڑیں گے۔ اس کے مجلد نسخے بھی موجود ہیں جن کی قیمت عہ ہے۔

جن حضرات نے پہلے سے اجازت دے رکھی ہے ان کی خدمت میں یہ ناول عنقریب وی۔ پی روانہ ہو گا۔ دیگر شائقین کو بھی فوراً توجہ فرمانی چاہیے۔ ممکن ہے کہ یہ پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو جائے۔ خاکسار ایڈیٹر دلگداز

(۱۹) فلورا فلورنڈا۔ مسیحائیت عظمیٰ کے عہد خلافت اندلس مین عیسائیون کی حالت انکا احمقانہ تعصب اور مجنونانہ جوش شہادت۔ ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا۔ اور اس عزالی کا حیرت خیز اور عبرتناک انجام۔ عہ

(۲۰) ملک العزیز ورجینا تیسری صلیبی لڑائی رچرڈ شیر دل۔ صلاح الدین اعظم دل اعدا اور معرکہ کارزار عشق اور اسکے ساتھ سچا دینی جوش۔ قیمت ...... عہ

(۲۱) ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی تاریخی لڑائیان انکے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار شاعری اور معرکہ آرائی صحرا کا عشق اور محل کا عشق۔ دو عربی شاہزادیان اور دو شجاع نوجوان۔ دربار بنی غسان۔ دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویرین۔ اور شیرین و مریم کی سرگذشت۔ دو جلدین۔

جلد اول کی قیمت۔ عہ

جلد دوم کی قیمت۔ عہ

(۲۲) فردوس بریں۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین اور انکے سرکٹ فدائی جیتے جی ملاء اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر۔ اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفہ الٰہی اور اسکا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ۔ اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اس دو ناول کا جواب کسی دوسری زبان مین بھی نہین ملسکتا۔ قیمت ..... عہ

(۲۳) حسن انجلینا۔ روس و روم کی لڑائی۔ ایرانیون اور ترکون کی پھوٹ اور اسکا انجام۔ مگر آخر مین اتفاق و اتحاد اور خاتمہ بالخیر۔ قیمت ..... عہ

(۲۴) منصور موہنا۔ ارض سندھ مین ایک نصاری خاندان۔ پہلی فتوح عرب کی یادگار۔ اسکی تباہی اور پھر محمود غزنوی کی مدد سے انکا سنبھلنا۔ حسن و عشق کی نہایت دلکش تصویرین۔ مسلمان مجاہد انکے آگے آگے مسلمان فقرا اور اسلام کے داعی و مشنری۔ عہ

(۲۵) شہید وفا۔ غرناطہ و اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اسکا زوال۔ ایک سچے بہادر و غیور عاشق کی امتیازی پرچھائین دنیا۔ عاشقانہ عشق حسرت و اندوہ کی تصویر ... نہین شرارہ وین ایک دلدوز ڈرامہ ہے۔ عہ

(۲۶) درگیش نندنی۔ بنکم چندر چٹرجی کے اس نام کے ایک ناول کا ترجمہ جو اردو مین نہایت مقبول ہوا۔ اکبر کا دور اور پٹھانون کی حکومت کا زوال۔ قیمت ..... عہ

(۲۷) دلچسپ۔ مصنف کا پہلا ناول۔ طلسم عشق اور اسکی جیتا بیان۔ دو حصے۔

حصہ اول کی قیمت۔ ۶ر

حصہ دوم کی قیمت۔ ۸ر

(۲۸) دلکش۔ طالب علمی اور عشق۔ نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان۔ دو حصے۔

حصہ اول کی قیمت۔ ۶ر

حصہ دوم کی قیمت۔ ۸ر

(۲۹) آغا صادق کی شادی۔ لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک بامذاق تصویر جسکی دولھن کس کے ساتھ احمد کی گڑیا محمود کا کسی غیر شہر مین شادی کر لو سمجھ کے کردہ۔ ۱۰ر

(۳۰) بدالنسا کی مصیبت۔ نہایت بامزہ سرگذشت ریل کے سفر مین بی بیونکا بدلجانا اور اسکا انجام۔ ۶ر

(۳۱) میوہ تلخ۔ ایک نہایت دلچسپ ڈرامہ۔ رضامندی و نا رضامندی کی شادیان۔ قیمت ۸ر

دلگداز اور اتحاد کی جلدین

(۳۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۰ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت عہ

(۳۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۲ع۔ دلگداز کے وہ سب پرچہ جو سنہ ۱۹۰۱ع اور سنہ ۱۹۰۲ع مین شائع ہوئے (بارہ پرچہ) عہ

(۳۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۳ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت۔ عہ

(۳۵) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت۔ عہ

(۳۶) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۸ع وہ سب پرچہ جو سنہ ۱۹۰۷ع و سنہ ۱۹۰۸ع مین شائع ہوئے (بارہ پرچہ) قیمت۔ عہ

(۳۷) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ع یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا۔ جس مین مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہین جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانون مین اتفاق پیدا کرانیکی کوشش کیجاتی تھی۔ ۲۲ رسالہ۔ قیمت۔ عہ

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز۔
کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ۔

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

سنہ شش ماہی عرصے سے مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری مین نکل رہا ہے۔ مضامین نہین تیر و نشتر ہین جو عاشقان کی نگاہ ہائے ناز مین جو دلمین اُترتی اور دل ہی مین رہ جاتی ہین۔ اب سنہ اعلیٰ درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہین۔ سال مین مولانا شرر کے دو تین ناول یا تاریخی تصانیف جداگانہ شائع ہوا کرینگی۔ جو معزز ناظرین ناولون وغیرہ کے شائق ہون وہ اجازت دے سکتے مین کہ ہر ناول یا کتاب تیار ہوتے ہی ایک ہفتہ پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکے اُنکی خدمت مین وی۔ پی بھیجدی جایا کرے۔ ختم سال پر مولانا شرر کا ایک مکمل مرتب ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا قیمت صرف عہ سالانہ مع محصول۔

المشتہر۔ محمد فاروق منیجر دلگداز لکھنؤ۔ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان۔

لکھنؤ کا اعلیٰ اور سندی عطر

(آپ ایکدفعہ آزما کے تو دیکھیں!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور ہے مگر افسوس ہے جو عطر ہے وہ باہر والونکو نہین ملتا کیونکہ یہین مال کی روانگی نوکرونکے ہاتھ ہے اور انکے عمل کا خمیازہ ان غریبون ہی کو اُٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگواتے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین۔ اور بعض اشتہار دینے والونکی یہ حالت ہے کہ روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہین۔ یہ عام اعتراضات دیکھ کے ہمنے اپنے ذمہ لیا ہے کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائین انکے لیے معتبر اور مستند کارخانونکے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کر کے مال بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کے روانہ کردیا کرین جسکا سب اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے۔ عطر کے شائق ایکبار امتحاناً ہی منگوا کے دیکھین کہ ہمارے ذریعے سے انھین کیسا اچھا عطر اور کن دامونکو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے:

عطر حنا۔ فی تولہ عہ للعہ ٭ ٭ عا عہ ۱۲ر	عطر گل حنا فی تولہ ٭ عا عہ ۔	عطر مجموعہ۔ فی تولہ ر عار ٭
عطر موتیا۔ ٭ عہ للعہ ٭ عا عہ ۱۲ر	عطر مٹی۔ ٭ عہ ۔ ۲ ر ر ۔	عطر سہاگ۔ ٭ عار عہ ۱۲ر
عطر چمیلی۔ ٭ عہ للعہ ٭ عا عہ ۱۲ر	عطر جوہی ٭ للعہ ٭ عا عہ ۱۲ر	عطر اگر کہنہ۔ ٭ للعہ ر ٭
عطر کیوڑا۔ ٭ للعہ ٭ عار عہ ۱۲ر	عطر گلاب۔ ٭ عہ ٭ عار عہ ۱۲ر	عطر اگر۔ ٭ ٭ ٭ ٭
عطر خس۔ ٭ للعہ ٭ عار عہ ۱۲ر	عطر شمامہ۔ ٭ عا عہ ر ٭	عطر مخلوط تحفی ٭ عہ ٭ ٭
عطر فتنہ۔ ٭ للعہ عا عہ ۱۲ر	عطر سیوتی۔ ٭ ٭ عا عہ ٭	عطر مہک پری ٭ عار ٭
عطر چمپا ٭ ٭ عار عہ ۱۲ر	عطر عروس ٭ عار ۔ ٭ ٭	روح خس اصلی ٭ ٭ عہ للعہ ۔
عطر مولسری ٭ عہ عا عہ ۱۲ر	عطر شہناز۔ ٭ ٭ عار ٭ ٭	روح باڑی اصلی۔ ر للعہ ٭ ٭
عطر پانڑی۔ ٭ عار عہ ۱۲ر	عطر رنگ حنا ٭ عار ۔ ٭ ٭	عطر نافہ اصلی۔ ٭ عہ ٭ ٭
عطر راحت روح ٭ عہ ٭ عار	روح گلاب۔ ٭ ٭ ٭ ٭	عطر صندل ٭ ٭ عہ (یہ دوا کی مجرب ہے)
روغن چمیلی۔ فی سیر ٭ للعہ عار	عرق گلاب۔ فی بوتل۔ عار عہ ۱۲ر	گولیان تمباکو دہقانی روپیہ ۲ تولہ۔
روغن بیلہ۔ فی سیر ٭ للعہ عا	عرق کیوڑا فی بوتل۔ ٭ عار عہ ۱۲ر	قوام تمباکو۔ فی روپیہ ۳ تولہ۔
روغن کیوڑا۔ فی سیر ٭ ٭ للعہ عار	زردہ کھانے کے تمباکو کی بنی ہوئی معطر	گولیان تمباکو طلا ورق فی روپیہ ۳ تولہ
روغن حنا۔ فی سیر ٭ ٭ للعہ عار	پتی۔ فی سیر ٭ ٭ للعہ عار۔	(محصولڈاک ان قیمتونکے علاوہ ہے)

آپکا خادم۔ محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز۔ لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

مشہور لٹریری و تاریخی رسالہ جو سنہ ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر ۵ - جلد ۱۲

بابت ۲۵ - جون سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۴ - سرطان سنہ ۱۳۱۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

بہ اہتمام

محمد فاروق منیجر و رجسٹرڈ پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

محلہ کرہ بزن بیگ خان سے دلگداز پریس میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت سالانہ مع محصولڈاک ایک روپیہ (عہ/)

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شررؔ کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور رسائل وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی**۔ (سلسلہ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات زندگی۔ آپکی تعلیمین آپکا تصوف اور آپکا فلسفہ الٰہی۔ قیمت .... ۴؎

(۲) **ابوبکر شبلی** (سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت شیخ شبلیؒ کے حالات آپکا جوش محبت اور آپکا جذب وخروش ۴؎

(۳) **تاریخ سندھ**۔ نہایت مکمل ومستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت انگریزی کے آخر زمانے تک بستند طریقون فارسی وانگریزی مورخین کی تغلیط اور اس کا بیان فاتحین عرب نے سندھ مین کیا کیا۔ دو جلدین

جلد اول کی قیمت .... عہ

جلد دوم کی قیمت .... عہ

(۴) **حروب صلیبیہ**۔ صلیبی لڑائیان جو کئی صدیون تک بیت المقدس کی حکومت کے لیے مسلمانون اور عیسائیون مین رہین۔ منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جسمین عربی مستند تاریخون سے مدد کے نوٹس اضافہ کیے گئے ہین قیمت .... عار

(۵) **حسن بن صباح**۔ بانی فرقہ باطنیہ کے حالات زندگی اسکی تعلیمین اسکا علم و فضل اور اسکے سربکف فدائی۔ ۶ر

(۶) **خواجہ معین الدین چشتی**۔ حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات۔ ۶ر

(۷) **تاریخ بغداد**۔ مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک۔ قیمت ۶ر

(۸) **افسانہ قیس** عاشق لیلی مجنون عامری کے صحیح حالات ۳ر

(۹) **ملکہ زنوبیہ** حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی فرمان روا جسمین شاہزادی کے حالات زندگی ہین قیمت ۔ ۳ر

(۱۰) **الحکم الرفاعیہ**۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے رسالہ کا ترجمہ۔ قیمت ۲ر

(۱۱) **آغائی صاحب** مرزا آغا علیخان بہادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۱۲) **رفع النقاب**۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی ثبوت کے صحیح حدود بتانے مین مولانا احمد مختار صاحب [illegible] کا مدلل رسالہ ۸؎

تاریخی ناول

(۱۳) **ماہ ملک**۔ مولانا کا سب سے نیا اور اچھوتا ناول جسمین دولت غوریہ کے اوج وعروج سلاطین غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے اور تاریخی حالات اور اس عہد کی معاشرت شاہزادی ماہ ملک کے سچے حالات و کمالات۔ ایک ناول کے رنگ مین عجیب عجیب لفافہ مین اور خوبصورت عنوان سے دکھائے گئے ہین یہ ناول پیام یار کے ساتھ تدریجاً شائع ہوکے اب مکمل ہوا ہے۔ قیمت فی جلد .... عار

(۱۴) **قیس ولبنی**۔ عہد صحابہ کا ایک سچا عاشقانہ قصہ۔ مشہور عاشق عرب قیس بن ذریح اور اسکی معشوقہ لبنی کے حالات وہی سوانح عمری اور وہی ناول۔ عشق کی جیتا بیان اور جوش دل کی سرگذشتین .... ۴؎

(۱۵) **یوسف نجمہ کامل**۔ جگ بیتی نہین آپ بیتی ہے
کیا موثر ہے کہانی میری اور وہ بھی زبانی میری
اسکے چند ناتمام اوراق ملک مین چھپے ہوئے تھے جو بڑی قدر کے ہاتھون سے لیے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اسمین جو لطف پیدا ہوگیا ہو وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہو نہایت پاکیزہ ناول۔ عہ

(۱۶) **شوقین ملکہ**۔ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات۔ الینر ملکہ فرانس کی عشق بازیان مردونکے پہلو مین نازنینان رزم کے ساتھ ساتھ بزم۔ مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیون کی جانستانی۔ دلبری وسحر آفرینی نہایت مزے کا ناول۔ قیمت۔ عہ

(۱۷) **فتح اندلس** اسپین پر عربونکا حملہ۔ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی۔ آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلوارون سے اسکا انتقام۔ ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہو کہ زور بیان نے سچے واقعات مین کیسی جان ڈال دی ہو۔ (زیر طبع) قیمت .... عار

(۱۸) **مقدس نازنین** ایک پرجوش لڑکی کا مردانے بھیس مین مقدس دین نیکے رہنا اور آخروقت یعنی حضرت شیخ کا جانشین منتخب ہوجانا [illegible] شمع محل [illegible] مین شوہر اور مسلمانون کی مدد سے بھلی جانبر ہی

لقمان

جو معزز و محترم اور واجب التعظیم نام مسلمانون کے اثر سے ہندوستان کے عام لٹریچر اور خاصۃً اُردو کی دنیا مین آئے ہین اُن مین بہت ہی باوقعت نام حضرت لقمان کا ہے - یہ نام علمی دنیا ہی تک محدود نہین رہا بلکہ زبان زد خاص و عام ہو گیا - ہر شخص جب کسی کو بہت ہی بڑا عقلمند تسلیم کرتا ہے تو اُسے لقمان زمانہ کہتا ہے - اور جب کوئی کسی کی علمی دعوون پر تعریض کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ”آپ ہی تو اپنے وقت کے بڑے لقمان ہین“

حضرت لقمان کو دیگر عقلا کے مقابلے مین یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اُن کا نام قرآن پاک مین آگیا ہے - اور خود حضرت جلّ و علیٰ نے بھی لقمان کی حکمت و دانائی کا اعتراف کیا ہے - اِسی وجہ سے اسلام کے علمائے سلف مین اختلاف پڑا ہوا ہے کہ لقمان پیغمبر تھے یا صرف ایک عابد و زاہد حکیم - لیکن صحیح یہ ہے کہ پیغمبر نہ تھے - کیونکہ خدا تعالیٰ ہی نے اُن کو پیغمبر بتایا ہے اور نہ کسی ایسی قوم کا پتہ چلتا ہے جس کی ہدایت اور اُس مین توحید کی تبلیغ کرنے کے لیے وہ مبعوث ہوئے ہون - چنانچہ انھین امور کے خیال سے علما کا غالب گروہ اُنھین ایک حکیم و دانا اور سلف کا مرد صالح ہی بتاتا ہے -

مگر یہ تھوڑی حیرت کی بات نہین کہ ایسا نامی گرامی شخص جو دینی و دنیوی دونون حیثیتون سے محترم مانا جاتا ہو - جس کی دانائی و حکمت کی چار دانگ عالم مین دھوم ہو - جس کا نام ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی زبان پر ہو - اُس کے حالات سے بہت ہی کم لوگ واقف ہین - اور یہ بھی نہین جانتے کہ وہ کون تھے ؟ کب تھے ؟ کہان تھے ؟ اور کیا کرتے تھے ؟

اُن کا نام و نسب لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ بتایا گیا ہے - تارخ حضرت ابراہیم کے والد آذر کا لقب یا نام تھا جس سے گمان ہوتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے ہم نسب

ہوں گے - مگر یہ یقیناً غلط ہے - کیونکہ لقمان ارض سودان کے رہنے والے حبشی نژاد تھے - اور اُن کے سلسلۂ نسب کے بنی اسرائیل کے سلسلہ مین ملنے کی کوئی وجہ نہین ہے - بعض دیگر روایتون مین لقمان کے باپ دادا کا نام عنقا بن مروان بتایا گیا ہے - اور کیا عجب کہ یہی صحیح ہو - علماے اسلام مین سے بعض لقمان کے نام کو عربی الاصل بتاتے ہین جن کے نزدیک اُس کا مادہ لقم ہے - اور بعض عجمی - مگر وہ لوگ غلطی پر ہین جو لفظ لقمان کو عربی خیال کرتے ہین - جب خود لقمان عرب کے نہ تھے تو اُن کے نام کے عربی الاصل ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟

اصل مین حضرت لقمان ایک حبشی غلام اور شکل و صورت مین نہایت ہی حقیر و ذلیل اور پستہ قامت تھے - جس طرح حبشی غلام عموماً سرزمین نوبہ اور سوڈان سے لائے جاتے ہین وہ بھی لائے گئے تھے - ناک حبشیون کی طرح بیٹھی ہوئی اور چپٹی تھی - ہونٹھ موٹے اور بڑے بڑے تھے - پاؤن کے تلوے سپاٹ تھے یعنی نشیب و فراز نہ ہونے کے باعث پورا پاؤن زمین پر بیٹھ جاتا تھا جیسے پاؤن عموماً حبشیون کے ہوا کرتے ہین - بڑھئی کا کام کرتے تھے - بعض لوگ کہتے ہین کہ درزی کا کام کرتے تھے اور بعض اُنھین چرواہا بتاتے ہین - مگر ممکن ہے کہ مختلف اوقات مین اُنھون نے یہ سب کام کیے ہون -

اُن کے زمانے کے متعلق صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ حضرت داؤد کے عہد مین موجود تھے - جناب داؤد کے ہاتھون مین عنان حکومت کے آنے سے پہلے بنی اسرائیل مین فتوے دیا کرتے تھے - اس لیے کہ باوجود غلام حبشی ہونے کے علم و فضل نے اُن کو قوم بنی اسرائیل کا مفتی بنا دیا تھا - بعض علماے سلف کہتے ہین کہ اُنھون نے علم و فضل حضرت ایوب نبی سے حاصل کیا تھا - اور اُنھین کے بھانجے تھے - چونکہ اُن کا حبشی نژاد ہونا پایۂ اعتبار کو پہونچا ہوا ہے اس لیے حضرت ایوب کی شاگردی مین تو شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہین مگر اُن کا بھانجا ہونا بھی قابل اعتبار نہین ہے -

حبشی غلامون کو دنیا کی ہر قوم ذلیل و حقیر خیال کرتی ہے - اسلام سے پہلے جبکہ غلامون کے ساتھ بہت ہی بے رحمی اور بہیمیت کا سلوک کیا جاتا تھا اُن غریبون کی ہر ملک مین نہایت ہی بے قدری تھی مگر اُن غلامون مین لقمان کے ایسے حکیم و دانا کا ہونا ایک ایسی بات تھی جس سے اُن سیاہ فام غلامون کی عزت اور قدر و منزلت بڑھ گئی - چنانچہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام پیروان دین اسلام کو ہدایت و نصیحت فرماتے ہین "حبشیون کو تم اپنی سوسائٹی مین لو - اس لیے کہ تین حبشی لقمان نجاشی اور بلال جنت کے سردارون مین ہین"

سعید بن مسیب نے ایک حبشی کو ملول و دل شکستہ دیکھ کے تسلی دی اور فرمایا "اپنے سیاہ فام

ہونے پر افسوس نہ کرو۔ کیونکہ تمھارے ہی گروہ میں لقمان تھے۔ بلال تھے۔ اور حضرت فاروق کے غلام مہجع تھے جو نیک نفس اتقیائے زمانہ میں تھے۔ اور بہترین لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔"

لقمان اگرچہ اعلیٰ ترین حکما اور اتقیا میں تھے مگر اس قدر گمنامی کے زمانے میں تھے کہ ان کی تعلیم و تربیت کے حالات بالکل نہیں معلوم ہو سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے حضرت ایوب کی درسگاہ نبوت و رسالت سے بہت علمی فائدہ اٹھایا تھا مگر واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی فطرتی دانائی کی مدد سے انھوں نے اپنے آپ کو خود تعلیم پایا۔ اور جیسا کہ کوئی اور شخص بہت استادوں سے اٹھایا کرتا ہے خود ان ہی غور۔ اپنی روشن ضمیری اور اپنے تدبر و تامل سے اٹھایا۔

چنانچہ ایک دن اپنے شاگردوں اور خوش عقیدہ جماعت کو حکمت و دانائی کا درس دے رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آ کے کھڑا ہو گیا۔ دیر تک ان کی صورت پر غور کرتا رہا۔ اور آخر کہا "کیوں تم وہی ہو جو فلاں مقام پر میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے؟" لقمان نے جواب دیا "ہاں میں وہی شخص ہوں" تب اس نے متحیر ہو کے کہا "تو یہ مرتبہ تمھیں کیونکر حاصل ہوا؟" فرمایا "صرف دو باتوں سے۔ سچ بولنا اور دوسرے بے ضرورت بات نہ کرنا"

یہ واقعہ کئی راویوں سے ہم تک پہونچا ہے جن میں سے ہر ایک میں تھوڑا بہت اختلاف ہے اور بعض باتیں بڑھی ہوئی ہیں۔ ایک میں حضرت لقمان کا آخری جواب یہ ہے کہ "اللہ کی قدر جاننے۔ امانت کے ادا کرنے۔ سچ بولنے اور فضول بات نہ کرنے سے میں نے یہ مرتبہ حاصل کیا" ایک تیسری روایت میں یہ ہے کہ "جن چیزوں نے مجھے اس رتبہ کو پہونچایا یہ ہیں۔ نظر نیچی رکھنا۔ زبان کو روکنا۔ غذا کو پاک رکھنا۔ شرمگاہ کو قابو میں رکھنا۔ سچ بولنا۔ عہد کو پورا کرنا۔ مہمان کی عزت کرنا۔ پڑوسی کی مدد و حمایت کرنا۔ اور جن چیزوں میں کوئی فائدہ نہ ہو اسے ترک کر دینا" اور پھر اس کے بعد فرمایا "اگر تم یہ کرو تو تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ گے"

اس واقعہ سے اشارۃً یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ لقمان ابتداءً غلام تھے اور اپنے آقا کی بکریاں چرایا کرتے تھے پھر اس کے بعد اس کی مہربانی سے آزاد ہو گئے۔ اور لوگوں کو علم و حکمت کی تعلیم دینے لگے

ابو درداء نے ایک بار لقمان کے حالات و فضائل بیان کرتے کرتے کہا "ان میں جتنی خوبیاں تھیں وہ ان کو نہ گھر والوں سے ملی تھیں۔ نہ حسب و نسب سے۔ بلکہ وہ ایک شمشیر براں۔ دشمن کے پورے۔ خاموش۔ ہر امر میں غور و فکر کرنے والے۔ ہر معاملے پر گہری نظر ڈالنے والے بزرگ تھے دن کو کبھی سوتے نہ تھے۔ اور شرم کی یہ حالت تھی کہ کبھی کسی شخص نے انھیں تھوکتے کھنکھارتے

پیشاب کرتے - پیخانے جاتے - نہاتے - ہنستے - بات کو وہ ہراتے نہین دیکھا - یہ اور بات تھی کہ کسی حکمت کی بات کو کوئی شخص - دوبارہ پوچھے اور اُنھین اُس کی تقریر دوبارہ کرنی پڑے -

غلامی کے زمانے ہی مین اُنھین یہ کمالات حاصل ہو گئے تھے - اور خود اُن کا مالک بھی اپنے غلام کے ان باطنی کمالات سے واقف ہو گیا تھا چنانچہ اُس نے ایک بار ایک بکری کی طرف اشارہ کر کے اِن سے کہا "جاؤ اِسے ذبح کرو - اور گوشت کا بہترین حصہ نکال لاؤ" اُنھون نے فوراً بکری ذبح کی اور اُس کی زبان اور اُس کا دل لیجا کے مالک کے سامنے رکھ دیا - دو چار روز بعد اُس نے دوسری بکری دی اور کہا "اب کی گوشت کا بدترین حصہ نکال لاؤ" یہ گئے - بکری کو ذبح کیا - اور پھر وہی زبان و دل اُسکے سامنے لا کے رکھ دیے - مالک اِن کا یہ فعل دیکھ کے نہایت ہی متحیر ہوا اور کہا "یہ کیا ؟ مین نے گوشت کے بہترین حصہ مانگے تب بھی تم اِسی دل و زبان کو لائے اور بدترین حصہ مانگے تو اب بھی تم وہی دونو چیزین لے آئے ہو ؟" اُنھون نے عرض کیا "حضور میرے نزدیک تو ایسا ہی ہے - یہی دل و زبان اگر پاک ہون تو ان سے بہتر کوئی چیز نہین اور اگر ناپاک ہون تو ان سے بُری بھی کوئی چیز نہین"

اُن کی شادی بھی ہوئی تھی - اور ایک صاحبزادے تھے جن کا نام ثاران تھا - ایک اور بیٹا بھی ہوا تھا جو اُن کے سامنے دنیا سے رخصت ہو گیا - بیٹے کی موت سے دل کو کہان تک چوٹ نہ لگی ہو گی - مگر آنکھین نہین تر ہونے پائین - اور نہ کسی نے اُس کے غم مین کبھی روتے دیکھا - اپنے عہد کے امرا و سلاطین کے دربارون مین بھی کبھی کبھی چلے جاتے تھے مگر وہان بھی کبھی کوئی غرض لے کے نہین گئے - بلکہ صرف عبرت حاصل کرنے کے لیے اور حکمت و دانائی کی باتون کی تلاش مین جایا کرتے تھے -

لقمان اگرچہ بنی اسرائیل اور خاصۃً حضرت داؤد کے معاصرین مین ہین مگر توراۃ مین کسی جگہ اُن کا ذکر نہین - اور نہ توراۃ کی تاریخ سے اُن کے حالات کے متعلق کسی بات کا پتہ لگ سکتا ہے - سچ یہ ہے کہ حضرت لقمان کے نام کو جو کچھ شہرت ہوئی دین محمدی کی بدولت ہوئی - اِس لیے کہ اللہ جل شانہ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے پیغمبر برحق کو اُن کی نصیحتون کے اُس حصہ سے مطلع فرمایا جو توحید کے متعلق تھا - قرآن پاک کی ایک سورۃ لقمان کے نام سے مشہور ہوئی - جس مین صرف اِسقدر مذکور ہے کہ "وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ" (اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے اثنائے نصیحت مین کہا اے میرے بیٹے - کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرانا اِس لیے کہ

(ترجمہ بزم اظلم ہے)

توریت میں ذکر نہ ہونے کے باعث انگریزی لٹریچر میں حضرت لقمان کے نام کو بہت ہی کم شہرت حاصل ہے۔ میٹن کی بیاگرافیکل ڈکشنری میں اُن کے حالات میں صرف اس قدر مذکور ہے "وہ ایک حبشی نژاد نبی تھے۔ جن کے حالات میں سے کوئی بات بھی معتبر ذرائع سے نہین معلوم ہو سکتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی ذلیل نسل کے پاوگار تھے۔ اور بعض کہتے ہین کہ غلام تھے۔ اُن کے آزاد ہونے کا قصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے مالک نے ایک دن اُنھین ایک کڑوا اخیہ تزہ دیا اور کہا اسے کھا ؤ۔ وہ سارا کھا گئے۔ اُن کی عجیب و غریب فرمان برداری دیکھ کے مالک نے متحیر ہو کے پوچھا" ایسا کڑوا پھل تم نے کیونکر کھایا" جواب دیا" میرے حال پر حضور کی ایسی ایسی مہربانیاں ہوتی رہی ہین کہ حضور کے ہاتھون سے زندگی مین ایک بار اگر ایک کڑوی چیز مل گئی تو اُس کا کھا لینا کوئی حیرت کی بات نہین ہے" اس جواب سے مالک ایسا خوش ہوا کہ اُنھین فوراً آزاد کر دیا۔ اُن کے حالات مین بہت سے ایسے قصے بتائے گئے ہین جو یوزاسف کی کہانیون سے بہت ملتے جلتے ہین۔ اور اُن دونون مین اسقدر یکسانی ہے کہ خیال کیا جاتا ہے دونون ایک ہی شخص کے مرتب کیے ہوے ہین۔ لقمان کی کہانیون کا مجموعہ سنہ ۱۸۴۷ء مین ملینڈ نے پیرس مین چھاپ کے شائع کیا تھا۔

افسوس یہ مجموعہ اس وقت ہمارے ہاتھ مین نہین ہے ورنہ ہم شاید کچھ اور حالات بھی بیان کر سکتے۔

لقمان کی وصیتون کا مجموعہ عربی مین جداگانہ شائع ہوا ہے۔ لیکن اُن کی صحت پر وثوق نہین کیا جا سکتا۔ تاہم وہ دلچسپی اور فائدہ سے خالی نہین۔ لقمان کی کل نصیحتین اپنے بیٹے ہی کے سمجھانے کے لیے ہین۔ ماسوا توحید کی تعلیم کے جس کا ذکر قرآن مین آگیا ہے یہ نصیحتین بھی اُن کی جانب منسوب کی جاتی ہین جو وہاں یا ہے لقمان سے ماخوذ ہین۔

اپنے فرزند کی طرف مخاطب ہو کے فرماتے ہین "بیٹا۔ جب کسی صحبت مین جاؤ تو لوگون کو سلام کر کے بیٹھ جاؤ۔ اگر وہ لوگ خدا کے ذکر مین مشغول ہون تو ٹھہرو۔ اور اگر کسی اور ذکر مین مصروف ہون تو ان کی صحبت چھوڑ دو۔ اور دامن جھاڑ کے اُٹھ کھڑے ہو۔ بیٹا بُرے لوگون سے پناہ مانگتے رہو۔ اور جو اچھے ہین اُن سے بھی ڈرتے ہی رہو۔ دنیا مین نہ پھنسو اور اپنے دل کو اُس مین نہ لگاؤ کیونکہ تم دنیا کے لیے نہین پیدا کیے گئے ہو۔ اور خدا کی ساری مخلوق مین اُس کے نزدیک اِس دنیا سے زیادہ ذلیل کوئی چیز نہین ہے۔ اس لیے کہ اُس کی نعمتین فرمان بردارون کے حق مین جزا سے خیر ہین۔ اور نہ اُس کی

مصیبتین گنہگارون کے لیے سزا ہین - بیٹا کسی بات پر جب تک مجبور نہ ہو جاؤ نہ بولو - بے مطلب کسی طرف قدم نہ اٹھاؤ - اور اُس بات کو نہ پوچھو جس سے تمھین واسطہ نہین - بیٹا اپنا مال ضائع نہ کرو - اور دوسرے کے مال کی اصلاح کرو - تمھارا مال وہ ہے جو تم نے خدا کی راہ مین دیا - اور دوسرون کا وہ ہے جسے تم نے اورون کے لیے چھوڑ دیا - بیٹا جو کوئی اورون پر رحم کرتا ہے خود اُس پر بھی رحم کیا جاتا ہے جو خاموش رہتا ہے امن مین رہتا ہے جو اچھی بات کہتا ہے اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے - جو جھوٹ بولتا ہے گنہگار ہوتا ہے اور جو زبان اپنے قابو مین نہین رکھتا ندامت اٹھاتا ہے - بیٹا - علما کی صحبت مین گھٹنون کے بل جاؤ اور اُن کے سامنے خاموش بیٹھ کے کان لگاؤ اس لیے کہ علما سے ہو کے دل اسی طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ مردہ زمین آسمان کے مینھ سے زندہ ہو جاتی ہے"

حضرت لقمان کی یہ نصیحتین آب زر سے لکھنے کے قابل اور سچ یہ ہے کہ اخلاق اور روزانہ زندگی کے لیے ان سے بہتر نصیحتین نہین مل سکتین -

عذر گناہ بدتر از گناہ

آدمی سے غلطی کا نام نہین ہے - اور ہٹ چاہے علم ہی پر ہو کبھی قابل تعریف نہین ہو سکتی - اگر کسی کی نسبت کوئی کلمہ خیر (خواہ کیسا ہی سہی) زبان سے نکل گیا ہو تو اول تو ہمارے نزدیک اُس کے واپس لینے کی کوئی ضرورت ہی نہین ہو سکتی اور اگر فرض کیجیے کہ واپس لینے کی ضرورت ہو بھی تو بڑی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہونے پائے -

مارچ کے رسالہ "الندوہ" مین الہ آباد کے نئے اور اعلیٰ درجہ کے رسالے "ادیب" کی نسبت یہ الفاظ شائع ہوئے تھے کہ "حال مین الہ آباد انڈین پریس سے ادیب ظاہری شکل صورت مین اس آن بان رنگ کے ساتھ نکلا کہ تمام لوگ پکار اٹھے کہ ع اس طرح کا جمال ہو نہ شباب ہو ہا" ادیب کی ظاہری حالت اُس کی خوبصورتی اور اُس کی تصویرون کے لحاظ سے یہ کوئی نامناسب الفاظ نہ تھے - اس پر شبہہ ہونا کیسا لوگون کو یقین تھا کہ یہ الفاظ مولانا شبلی کے قلم سے نکلے ہین - لیکن اصل مین مولانا کے نہ تھے اور اُن کی جانب منسوب ہو جانے سے اُن کے متصوفی کے دامن مین ایسا دھبا سا گیا تھا جس کا مٹا دینا نہایت ضروری تھا - چنانچہ اپریل کے الندوہ مین وہ دھبا دھو دیا گیا دھل تو گیا - لکھا تھا ہان یون کہنا چاہیے کہ اُسی دھبا پڑی ہوئی عبا کو مولوی عبد ... ندوی سب ایڈیٹر الندوہ نے مولانا کے جسم اطہر سے اُتار کے خود پہن لیا - اور فرماتے ہین"

... اس سے اونچی ہے کہ اُن کے قلم سے عام رسالون کے متعلق ایسے مبالغہ آمیز الفاظ نکلیں۔
... خیال کے اظہار کے ساتھ عام رسالون پر عام حملہ کر دینے اور اپنے شرمناک تحقیر کے الزام ... کرنے ... الندوہ کو چین نہ آیا اور یہ بھی ناگوار ہوا کہ اُس کا سب ایڈیٹر ہوکر ادیب کی اتنی تعریف کرے۔ چنانچہ مولانا ... مولانا شبلی کی یا تمامی کی شہادت دینے کے بعد اپنی سابقہ فیاضی کے ایک بڑی حد تک واپس لینے کی غرض سے فرماتے ہیں "ہم نے بھی جو کچھ لکھا تھا اُس کا تعلق رسالہ کی ... حالت سے تھا مضامین کے لحاظ سے ہم اُردو کے کسی رسالہ کو وقیع نہیں سمجھتے" کیون حضرت ... تو خیر یہ خطا تھی کہ آپ کے قلم سے اُس کی تعریف نکل گئی تھی اس پر بڑے ... کہ کوئی مجھے کیون یاد آیا۔ مگر اُردو کے اور سب رسالون نے کون سا قصور کیا تھا جو آپ سب پر منہ آ گئے ہیں

ایک نے اُس کے سینہ چھوڑا زمانے میں ... تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

اچھا صاحب ہم نے مانا کہ آپ اُردو کے کسی رسالہ کو وقیع نہیں مانتے لیکن "الندوہ" کو تو وقیع مانتے ... گے یا اُسے بھی نہیں بے شک اُسے آپ کی نظر میں وقیع ہونا چاہیے کیونکہ وہ وقیع نہ ہوگا تو اور ... رسالون کے غیر وقیع بنانے کے فتوے کی کیا وقعت رہے گی؟ اور ادیب کی طرف پیار کی نگاہون سے دیکھنے سے آنا اور آنے کے بعد ٹھکرا دینا ناز معشوقانہ کے بجائے ایک مجنونانہ فعل تصور کیا جائے گا۔
لیکن سچ یہی ہے کہ جب اُردو کے سب رسالے بے وقعت ہو گئے تو کیلئے ایک الندوہ کے سر پر فضیلت کی پگڑی بندھی رہی بھی تو کیا۔ لہذا اوروں کی پگڑی اگر مولانا الندوہ نے اُتاری ... ہم اُتار لیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ الندوہ اُردو کے بدترین رسالون میں ہے۔ ... سے تو خیر دنیوی حیثیت سے اسلامی پبلک کو کچھ فائدہ بھی پہنچ جاتا ہے۔ مگر الندوہ سوا اس کے کہ مسلمانون کے عقائد کو بگاڑے۔ اور تقدس مآبی کی عباؤن کے اعتزال کی تعلیم سے اس وقت تک کوئی اچھا کام نہیں کر سکا۔
اس دنیا میں آنے کے بعد ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی آوازین کان میں آنے لگتی ہیں۔ ایسی آوازین ان گذشتہ پچیس تیس سال میں اکثر ہمارے کانون میں بھی آتی رہی ہیں۔ اور اپنی تعریف کے ... سرٹیفکٹ جو پبلک سے ملے ہیں ہم کبھی پیش کر سکتے ہیں۔ گو وہ لوگ قوم میں نہایت ہی ... ہوں جو ان تعریفوں پر پھولے نہ سمجھے۔ کہتے ہیں کہ "ہم چو من دیگرے نیست" ... عوام کی ... اصلاح ہو ہی جاتی ہے مگر ہمارے کبر و نخوت اور خود پرستی کا مرض نہ جانا تھا نہ گیا۔ ... ہمارے نزدیک صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ اپنے عجز اور اپنی لاعلمی کی حد معلوم ہو جاتی ہے۔

ابھی ضرورت ہے کہ علما علماء میں انکسار پیدا کرے - کیونکہ اُن سے زیادہ اِس بات کو کوئی نہین جان سکتا کہ فضول دعوے کس قدر بے بنیاد ہوا کرتے ہین - اسلیے جن علماء مین تبحر و خود پرستی کا مادہ ہو وہ یقیناً نہایت ہی جاہل بلکہ جاہلون سے بدتر ہین -

الندوہ مین ادیب کی تعریف مین جو چند الفاظ لکھے گئے تھے وہ خود پکار کے کہہ رہے ہین کہ مولوی ندوہ صاحب نے صرف ادیب کی ظاہری صورت کی تعریف کی تھی - اور فضیلت آبی کی سنت قدیم کے مطابق خالی صورت پر فریفتہ ہو گئے تھے - کیونکہ فرماتے ہین "اندین پہلی سے ادیب ظاہری شکل و صورت مین اِس آب و رنگ کے ساتھ نکلا کہ تمام لوگ پکار اُٹھے - ع اِس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو" ان الفاظ کو پڑھ کے کس کے دل مین اِس بات کا ذرا بھی شبہ گذر سکتا تھا کہ جناب قبلہ نے اُس کے مضامین کی تعریف فرمائی ہے - اور جب یہ پہلے ہی سے آشکار تھا تو پھر اِس منطق کے معنے ہی کیا کہ "ہم نے جو کچھ لکھا تھا اُس کا تعلق رسالہ کی مادی حالت سے تھا" اِس سے صاف ظاہر ہے کہ ادیب کی محبت سے باز ہو کے دعوے پر بھی مولانا الندوہ اپنے آپ کو پاک دامن نہین ثابت کر سکے کیونکہ ادیب کی مادی یا دوسرے الفاظ مین یون کہیے کہ شکلی و زیبائی کے اب بھی قائل ہین - پبلک کے دربار مین توبہ نامہ داخل کر کے مولانا درحقیقت اپنے پہلے ریویو کسی حصے کو بھی واپس نہین لے سکے - ہان اتنے تبحر کا اضافہ البتہ ہو گیا کہ "مولانا کی شان اِس سے ارفع ہے" اور اور الندوہ کی نظر مین "اردو کا کوئی رسالہ وقیع نہین" اِس سے زیادہ صحیح نمونہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا نہین ہو سکتا -

خلیفہ ہارون رشید نے ایک بار کہا تھا کہ یہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا مشہور مقولہ لغو ہے - یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ گناہ کی عذرخواہی کی جائے تو وہ خود گناہ سے بھی بڑھ جائے ؟ دربار کے شوخ طبع شاعر ابونواس نے عرض کیا مین کسی وقت اِس کی صحت کا یقین دلا دون گا - اِس کے بعد شام کو ابونواس زنانی ڈیوڑھی کے پردے کے پاس چھپ کے کھڑا ہو رہا - اور جب خلیفہ محل مین جانے لگا تو دوڑ کے لپٹ گیا اور اُسکا مُنھ چوم لیا - خلیفہ نے گھبرا کے اور بہت طیش کھا کے کہا "این یہ کیا ؟" ابونواس گھبرا کے بولا "حضور مین سمجھا تھا زبیدہ خاتون (رشید کی خاص محل) ہین" یہ جواب سنتے ہی رشید اور برافروختہ ہوا - اور ابونواس نے ہاتھ جوڑ کے کہا "حضور عذر گناہ بدتر از گناہ اِسی کو کہتے ہین" اِس بدتر از گناہ معذرت کی عربی لٹریچر مین بڑی شہرت ہے مگر ہمارے خیال مین مولانا الندوہ کی یہ بدتر از گناہ معذرت اُس سے بھی بڑھی ہوئی ہے - وہان تو اکیلی ایک زبیدہ خاتون پر حملہ ہو گیا تھا یہان ایک سرے سے سب ہی کی پگڑی اُتار لی گئی - مگر مولانا ہم تو بے پگڑی کے بھی جی لین گے آپ اپنی پگڑی سنبھالیے -

نظم معرّیٰ

سنسکرت - یونانی - لاطینی - انگریزی - اور یورپ کی دیگر زبانوں میں ایک قسم کی نظم ہوتی ہے جس میں قافیہ کی پابندی نہیں کی جاتی جسے انگریزی زبان میں بلینک ورس کہتے ہیں - یہ نظم ڈراما کے لیے نہایت موزون ہے بلکہ ضروری ہوتی ہے - کیونکہ مکالمہ سے صحیح لطف سوا اس کے اور کسی قسم کی نظم میں نہیں حاصل ہو سکتا - اس نظم میں ایک مصرع کے الفاظ ٹوٹ کے کئی زبانوں پر جا سکتے ہیں - گفتگو سادی اور بے تکلف رہتی ہے - اور پھر اس کے ساتھ موزونیت کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے -

بادی النظر میں نظر آتا ہے کہ قافیوں کی قید سے آزاد ہونے کے باعث ایسی نظمیں لکھنا زیادہ آسان ہوگا مگر دراصل یہ سب قسم کی نظموں سے زیادہ دشوار ہوتی ہے - اس لیے کہ اور سب نظموں میں الفاظ کا اپنی اصلی اور صحیح ترتیب سے ہٹنا کسی نہ کسی حد تک جائز سمجھا جاتا ہے مگر اس میں چونکہ مکالمہ اور بے تکلف گفتگو سے زیادہ کام پڑتا ہے اور نثر عاری کی حقیقی شان قائم رکھنا پڑتی ہے اس لیے اس میں ترتیب الفاظ میں ایک ادنیٰ تغیر بھی معیوب ہے - یا یوں کہیے کہ تعقید لفظی سب نظموں میں تھوڑی بہت جائز ہے مگر اس میں مطلقاً جائز نہیں - اور اس وجہ سے یہ تصور کرنا کہ اس قسم کی نظم کہنا آسان ہے بڑی فاش غلطی اور ناواقفیت کی دلیل ہے - بلکہ سچ یہ ہے کہ بلینک ورس (نظم معریٰ) ہر طرح کی نظموں سے زیادہ دشوار ہے -

سب سے پہلے اس نظم کا سلسلہ ہم نے دلگداز میں چھیڑا تھا - اور سنہ ۱۹۰۰ء کے پرچوں میں ایک ڈراما بھی شائع کرنا شروع کر دیا تھا جس کو تعلیم یافتہ گروہ نے یا ان لوگوں نے جنھیں موجودہ مذاق سخن سے انس ہے بہت پسند کیا - مگر پرانے مذاق کے شعرا میں جو گلے رنگ انشا کے دلدادہ ہیں اختلاف پڑا - بعض نے پسند کیا اور بعض نے ناپسند -

ایسے امور میں رائے قائم کرنا کوئی آسان کام نہیں - انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جس چیز اور جس مذاق سے مانوس و آشنا ہو جاتی ہے اس کے خلاف کسی چیز اور کسی مذاق کو چاہے وہ کیسا ہی اچھا ہو نہیں پسند کرتی - ایک لباس ہی کو لیجیے - اپنے وطن کا لباس جب سے نظر مانوس ہو جاتا ہے اس کے تمام عیوب نگاہ سے مخفی رہتے ہیں ہر حیثیت اور ہر صورت سے وہ بھلا اور اچھا معلوم ہوتا ہے - اور انسان جب دوسرے ممالک اور بلاد میں جاتا ہے تو وہاں کی ہر ہر چیز اور ہر ہر وضع پر ہنستا معترض ہوتا - اور وہاں کے لوگوں کا مذاق اڑاتا ہے جس کی بنیاد کوئی معقول

بات نہیں ہوتی بلکہ صرف اس کی مانوسیت ہوا کرتی ہے - اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں سوا اختلاف مذاق و وضع ایک گھڑی کے لیے بھی قائم نہ رہتا - بلکہ ہر شخص دوسرے کی اچھی وضع کو جو عقل کے فیصلہ کی بنا پر اچھی ثابت ہوتی فوراً اختیار کر لیتا - اور ساری دنیا میں عجیب قسم کی یکرنگی اور ہم وضعی ہوتی -

الغرض اسی غیر مانوسیت کے باعث بہت سے لوگوں نے اور قدامت پرستوں نے [illegible] جو باہر کی آئی ہوئی تھی ناپسند کیا - اور اس پر اپنے [illegible] طرح طرح سے اعتراض شروع کر دیے -

ہمارے یہاں لوگ حقیقت اور معنوی امور کو چھوڑ کے لفظی پہلوؤں پر بہت زیادہ مائل رہے ہیں - شاعری ہی کی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مدت دراز سے لوگ زیادہ تر اسی قسم کے مباحث اور جھگڑوں میں پڑے رہتے ہیں کہ یہ لفظ مذکر ہے یا مؤنث - یہ قافیہ جائز ہے یا نہیں - کون سا زحاف جائز ہے اور کون نہیں - اس کے مقابل مضامین اور معنوی خوبیوں کی طرف شاذ و نادر ہی خیال کیا جاتا ہے [illegible] لفظی محاسن کی طرف جاتا ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ لفظی خوبیوں کا لحاظ چھوڑ دیا گیا ہے - مگر ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ الفاظ کی ظاہری صورت سے زیادہ توجہ ان کے معنوی پہلو کی ہونا چاہیے تھا اور یہ نہیں ہوتا - یا ہوتا ہے تو بہت کم -

انہیں لفظی مزاعموں کے رجحان کا نتیجہ تھا کہ جب میں نے اس نظم سے بحث شروع کی تھی اس وقت بھی یہ بحث چھڑ گئی تھی کہ اس قسم کی نظم کو شعر کہہ سکتے ہیں یا نہیں - اور اب بھی اسی موقع پر زیادہ بحث ہو رہی ہے - رسالہ فصیح الملک میں اس نظم کے متعلق بہت کچھ بحث ہوئی ہے - اور بعض حضرات نے بڑی قابلیت سے مضامین لکھے ہیں - مگر اکثر مضامین میں یہی بحث چھیڑ دی گئی ہے اور بعض بہت زور دے رہے ہیں کہ "بلینک ورس کو نظم کی قسم سے تعبیر کرنا غلطی ہے"

اس میں شک نہیں کہ فارسی و عربی کتب عروض میں اس قسم کے کلام کو "نثر مرجز" بتایا گیا ہے - مگر جن لوگوں نے فن عروض پر زیادہ وسعت نظر کی سی نظر ڈالی ہے اور یونانی و انگریزی مصنفین کے [illegible] لکھا ہے - وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ شاعری ایک خاص قسم کی تخیل کا نام ہے جسے قافیہ وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی خیال آفرینی اور خاص وضع کے طرز ادا کو شاعری کہتے ہیں نہ محض قافیہ پیمائی کو -

مگر "بلینک ورس" کو زبان اردو میں رواج دیتے وقت اس سے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ نظم ہے یا نثر - بلکہ اصل بحث یہ ہونی چاہیے کہ یہ طرز کلام عام اس سے کہ

نظم ہو یا نثر موزون ہو یا غیر موزون۔ اردو لٹریچر میں اس کے اضافہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ یا اس سے بھی تنزل کر کے کہا جائے کہ اس قسم کے کلام سے اردو نظم و نثر اور ہمارے لٹریچر کو کوئی ضرر تو نہ پہونچے گا؟ اور ایسی نظمیں ہماری زبان میں قابل برداشت ہیں یا نہیں۔

لٹریچر میں جب کوئی نئی چیز پیش کی جائے تو پہلا تصفیہ اسی امر کا ہونا چاہیے کہ آیا ہم اس طرز کلام کو جس سے اس وقت تک ناآشنا رہے ہیں گوارا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ ابتداءً اس نئی صنعت سخن کی خوبیوں سے بجائے صرف اس کے جائز ہونے سے بحث کرنی چاہیے کیونکہ اس کی خوبیاں وہ اس وقت کھلیں گی جب ہمارے مذاق اس سے آشنا ہوں گے۔

بلینک ورس کے جائز اور گوارا ہونے کے لیے پہلے ہمیں اس پر نظر ڈالنی چاہیے کہ اردو لٹریچر کو اس صنف کلام کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ہمارے قدیم مذاق کے شعرا ابھی اس کی ضرورت کو نہ محسوس کر سکیں گے مگر مجھے یقین ہے کہ وہ روز بروز زیادہ محسوس ہوتی جائے گی اور ملک میں انگریزی تعلیم کو جس قدر زیادہ رواج ہوگا اسی قدر لوگوں کو بلینک ورس کی ضرورت بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ نظر آتی جائے گی۔

اب اردو میں ڈراما ضرور تصنیف ہوں گے۔ کیونکہ جو لوگ انگریزی میں ڈراما کا لطف اٹھا چکے ہیں وہ تاوقتیکہ خود اپنی زبان میں ڈراما کا لطف نہ پیدا کر لیں ہرگز چین نہ لیں گے۔ ایک طرف تو وہ یہ چاہتے ہیں کہ شیکسپیر اور کالیداس کے ناٹکوں کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ اور اس طرح کہ جو لطف انھیں اصلی زبان میں آتا ہے وہی اردو ترجمے میں بھی آئے۔ دوسری طرف وہ چاہتے ہیں کہ اسی عنوان پر ہمارے جذبات و واقعات کی تصویریں اردو ڈراما میں دکھائی جائیں۔ یعنے خود اردو میں نئے اور اوریجنل ڈراما تصنیف ہوں۔

اس ضرورت کو تسلیم کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ لوگوں کا یہ شوق بغیر نظم معرّیٰ (بلینک ورس) کے رواج دیے اردو کے موجودہ اصناف سخن سے بھی پورا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو حضرات ڈراما کی حقیقت حال سے واقف نہیں وہ تو بے تکلف کہہ دیں گے کہ کوئی خیال اور کوئی واقعہ نہیں جسے ہم اپنی موجودہ شاعری کے ذریعہ سے نہ ادا کر سکتے ہوں۔ مگر جو لوگ جانتے ہیں کہ ڈراما کیا چیز ہے وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ بغیر نظم معرّیٰ کے اختیار کیے اردو میں ڈراما لکھے ہی نہیں جا سکتے۔

جو ناظرین انگریزی مذاق سخن سے ناواقف ہیں ان پر ڈراما اور بلینک ورس کی

نوعیت نے ظاہر کرنے کے لیے میں اپنے ایک پرانے ڈراما کا کسی قدر حصہ چند مقامات سے منتخب کرکے پیش کرتا ہوں -

شاہ حاکم سبطہ کی بیٹی فلورنڈا جو درق بدکار بادشاہ اسپین کے محل میں ہے اور اُس کی بدکاریوں سے ہراساں ہے - اپنے کمرے میں تنہا بیٹھی کہہ رہی ہے :- ———

فلورنڈا
کس غضب میں پڑگئی ہوں! آہ! کچھ بنتا نہیں !
کیا کروں ؟ کس سے کہوں ؟ کیونکر بچوں ؟ اور کوئی شے
جس کے آگے سر کو دے ماروں ؟ یہاں کوئی نہیں
جو سنبھالے اس مصیبت میں مری افسوس ہے ! ایزد!
پھنس گئی کیسی بلا میں ؟ میں تو آفت ہی نہ تھی -
آہ! والد نے نہ مانا! دیکھیے قسمت میں اب
کیا لکھا ہے ؟ اور کیسی ذلتیں ہونی ہیں ؟ اے
راذرق! ظالم! تجھے کچھ شرم بھی آتی نہیں ؟
مر نہیں جاتا ہے کیوں ؟ جو تیرے ظلموں سے بچیں
لڑکیاں شاہی گھرانے اور معزز لوگوں ———
(کچھ آہٹ پاکے) کون ہے ؟

یا ایک جگہ اس وضع سے سین دکھایا گیا ہے کہ عیسیٰ (ہیرو) قلعہ کے اوپر [illegible] سے ٹہل رہا ہے اور غروب آفتاب کا تماشا دیکھ کے کہتا ہے :———

عیسیٰ - (خود بخود) آہ دنیا! تجھ میں کیا کیا لطف ہیں! کس شان سے
دیکھو سورج ڈوبتا ہے! اور کرنیں کس طرح
پانی پر افشاں چھڑکتی ہیں! اُدھر اُس کوہسار
کو طلائی کپڑے سورج نے پہنائے ہیں - جہاں
گھانس کی وہ ننھی ننھی پتیاں - اس دھوپ میں
جگنوؤں کے مثل تاباں ہیں - وہاں اُس بیل نے
کیا طلائی جھالریں منقش کی ٹکائی ہیں !
پھول بھی ہر رنگ کے اُس جا کھلے ہیں - اور وہ

دیکھو کلیان مسکراتی ہیں عجب انداز سے!
دیکھ کر یہ لطف چڑیان کیسی خوش ہیں! اور کس
جوش سے سب چہچہا اٹھتی ہیں! کیسی شاد ہیں!
جس کو دیکھو خوش ہے۔ لیکن۔ آہ! اک میں ہون کہ دل
کو قرار آتا نہیں۔ الجھن سے۔ بیتابی ہے۔ اور
ہر گھڑی اک درد ہے۔ پیاری فلو۔ ہڑا! تجھے
اس نظر دیکھون تو کہیں آئے یہان ایسے نصیب!
میں آتا ہو نا یہان۔ تو اندلس کے باغون میں
سیر کرتی۔ ناز سے اٹھلاتی۔ ہنستی۔ بولتی۔
کھلکھلاتی۔ توڑتی پھولون کو۔ جن کو عجب
ناز سے پھر پہلاتی ہوئی۔
(کچھ آہٹ پا کے اور ایک آواز سن کے)
کیا! یہ کون تھا؟

یہ تو اظہار خیالات و جذبات کے موقع تھے اب ذرا گفتگو کی شان بھی ملاحظہ ہو۔

مریم زرق کے دست ستم سے اس کی ساقیہ کی مدد سے بچ کے فلورنڈا کے پاس آئی ہے۔ وہ ساقیہ بھی موجود ہے۔ وہ مریم محل سے بھاگنے کا قصد کرتی ہے۔ اس وقت تینوں عورتوں میں یہ گفتگو ہوتی ہے۔ ——

مریم ۔ (اشتیاق ظاہر ہوتے ہوئے) صبح پیدا ہونے کو ہے۔
دیکھیے جھونکے نسیم صبح کے وہ آپ کی
زلف برہم کر رہے ہیں۔ اور تارے ان کے چراغ
جھلملاتے ہیں فلک پر۔ اور سیہ چادر یہ شب
کی کھسکتی جاتی ہے۔ ایسا نہ ہو چڑیان چہک
کر جگا دیں زرق کو۔ میں تو جاتی ہون بہن۔

فلورنڈا کیا کرو گی جا کے اب؟

ساقیہ ان کو نہ دیکھیں

فلورنڈا کس لیے؟

ساقیہ بادشاہ کو گر ذرا بھی شک ہوا تو بس مجھے اور اِن کو قتل کرڈالین گے -

فلورنڈا تو جاؤ بہن -

اب کہان جاؤگی تم ؟

مریم جہان خدا لے جائے

فلورنڈا تم

کس طرح جاؤگی یان سے ؟

مریم خاک اُڑاتی ٹھوکرین کھاتی - ننگے پاؤن جاؤن گی بہن - اور جس طرح بن پڑے گا - آپ کو پہونچاؤن گی خبرین یہین

ساقیہ کیون نہین جاتی ہو سبطہ مین ؟ جہان آرام سے تفریین اپنے پھوپھا کے زندگی بھر رہ سکو -

مریم خیر جاؤن گی وہین -

فلورنڈا لیکن وہان تو اِن دنون ہوگی یورش کافرون کی ہر طرف - اور کوئی شخص جا نہ سکتا ہوگا اندر شہر کے -

مریم مین جاؤن گی جیسے بنے -

فلورنڈا تو مرا سب حال کہہ دینا

مریم ضرور

فلورنڈا اور یہ کہ اب مجکو جلدی وان بُلائین

مریم تو خدا حافظ بہن !

(چلی جاتی ہے)

ہمارے اس ڈراما کے چھ سین سنہ ۱۹۰۰ کے آخر اور سنہ ۱۹۰۱ء کی ابتدا مین دلگداز کے ضمیمون پر شایع ہوئے تھے - پھر اس کے بعد نوبت نہ آئی اور یہ ڈراما ناتمام پڑا رہ گیا

اس موقع پر اس کے ان چند ٹکڑوں کو سخن سنجان ملک کے سامنے پیش کر کے مین دریافت کرتا ہون کہ مقفیٰ نظمون مین یہ خیالات اسی عنوان اور ایسی ہی خوش ناترتیب سے ادا کیے جا سکتے ہین؟ اور باہمی گفتگو مین اسی طرح کی سادگی کے ساتھ بےمحل قافیے کے الفاظ سے بچنا ممکن ہے؟ یا نہین؟ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ نا ممکن ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ اس کا بھی خیال کیا جائے کہ اب اردو کو ڈرامون کی ضرورت ہے۔ ایسی حالت مین ہو سکے کہ اس قسم کے کلام کو عام اس سے کہ آپ اُسے نظم معریٰ کہین یا نثر مرجز اردو مین رواج دیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے؟

شعرائے اردو سے یہ نہین کہا جاتا کہ آپ غزل گوئی اور قصیدہ خوانی کو موقوف کر دین یہ بھی نہین درخواست کی جاتی کہ مثنویان نہ لکھی جائین۔ نہ یہ خواہش کی جاتی ہے کہ وہ آیندہ قطعات اور رباعیات یا مخمس و مسدس نہ کہین وہ اس پر بھی مجبور نہین کیے جاتے کہ خواہ مخواہ کہ اس قسم کی نظم معریٰ وہ بھی کہا کرین۔ پھر مین نہین سمجھ سکتا کہ نزاع کس بات کی ہے؟ انتہائے ما فی الباب یہ ہے کہ اگر کوئی انگریزی مذاق اور جدید رنگ کا دلدادہ اس قسم کی نظمین شائع کرے تو جن حضرات کو وہ ناپسند ہون وہ اُنھین نہ ملاحظہ کرین۔ چھٹی ہوئی۔

بلینک ورس مین جب عروض کی بحرون کی پوری طرح پابندی کی جاتی ہے تو اُسے غیر موزون ہرگز نہین کہا جا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے اسی قدر ہے کہ نظم کے جن اصناف سے ہم آشنا ہین یا جن کو اگلے دنون ہم نظم کہا کرتے تھے اُن کے حلقے سے یہ الگ نظم خارج ہے۔ ورنہ صرف قافیہ کے نہ ہونے سے اس وضع کے اشعار کو غیر موزون کہنے کی کوئی وجہ نہین ہے۔

زمانے کی پیشین گوئی ہے کہ اس قسم کی شاعری کو اردو مین رواج ہوگا۔ اور آیندہ بڑے بڑے نازک خیال شعرا اس رنگ مین طبع آزمائی کرین گے۔ آپ چاہین منظور کرین یا نہ کرین یہ ہونے والی چیز ہے۔ اور

ع گر نہ ستانی بہ ستم مے رسد

اپنا مطلب

قدر دانان دلگداز۔ اب دو باتین ہمارے مطلب کی بھی سن لیجیے۔ ہم نہایت ہی شکر گذار ہین کہ پبلک نے دلگداز کے حال پر خاص توجہ کی۔ ہمارے بہت سے احباب نے بڑی کوششین کین اور اپنے بہت سے احباب کو خریداری پر آمادہ کر لیا۔ مگر ایسے بھی مہربان افسوس ہے کہ تھوڑے

اور چند گنتی کے احباب ہین جنھون نے ہماری التجا کو سُنا اور مدد کو آمادہ ہو گئے لیکن قدردانون کی عام جماعت نے ابھی تک اپنی بےحسی اور بےپروائی کی وضع کو نہین بدلا ہے

مگر ہم پوری مستعدی سے اُن کی خدمتگذاری اور اُن کی علمی دلچسپیون کا سامان فراہم کرنے مین مصروف ہین۔ اگرچہ بعض تقدیری آفات جگرخراش مصائب اور دل کو خون کر دینے والے سانحون کی وجہ سے ہم دلگداز کو ابھی تک ٹھیک وقت پر نہین نکال سکے مگر ہم ہمت نہین ہارے اور تقدیر سے لڑ رہے ہین۔ عنقریب ہمارے ناظرین ملاحظہ فرمائین گے کہ دلگداز ٹھیک وقت اور اپنی اصلی مقررہ تاریخ پر یعنی ہر انگریزی مہینہ کی پچیسوین کو شائع ہو رہا ہے۔

ہم نے ایک نیا اور بہت ہی دلچسپ ناول **فلپانا** شائع کر دیا۔ اور اب اُن لوگون کو شکایت نہین ہوسکتی جو دلگداز مین سے حصۂ ناول کے موقوف ہو جانے پر اعتراض کر رہے تھے۔ پہلے اُنھین ناول کے اجزا متفرق طور پر ملا کرتے تھے۔ جن مین سے ایک آدھ سال کے ختم اور ناول کے مکمل ہوتے ہوتے تلف ہو جایا کرتا تھا۔ اور اب اُنھین ایک مکمل و مرتب ناول درمیان سال ہی مین مل گیا۔ جو ان پہلے ناولون سے ہر بات مین بڑھا ہوا ہے۔ تاریخ کی ایک مکمل کتاب کے شائع کرنے کا سامان بھی کر دیا گیا ہے۔

ان سب باتون کے علاوہ ہم ایک اور ناول چھپوا رہے ہین جو ختم سال پر خریداران دلگداز کو مفت دیا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ سنہ ۱۹۱۱ء مین بھی خریدار رہین۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے ناظرین بمقابلۂ سابق کے ہر طرح نفع مین رہین گے۔

لیکن اب بھی اکثر حضرات کا ہماری درخواستون کو بےپروائی سے ٹالنا کس قدر حیرت انگیز ہے۔ دلگداز کی سالانہ قیمت اب صرف ایک روپیہ مع محصول ہے اور یہ اس قدر کم ہے کہ ہمارے احباب اپنے جس ملنے والے سے فرمائین گے بےتکلف خریداری قبول کر لے گا۔ صرف اس کی ضرورت ہے کہ اُنھین یاد رہے۔ اور اپنے کسی خادم کے لیے لب ہلانا گوارا فرمائین۔

آخر مین ہم اپنی امید ظاہر کرتے ہین کہ اب کی ہمارے سب قدردان اپنے کسی نہ کسی ایک دوست کو ضرور خریدار دلگداز بنا دین گے جو کوئی دشوار امر نہین ہے۔

خاکسار - مہتمم دلگداز

(۱۹) فلورا فلورنڈا - ہسپانیہ عظمیٰ کے عہد خلافت اول میں عیسائیوں کی حالت انکی حماقت - تعصب اور جنونانہ جوش شہادت - ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا - اور اس غولی کا حیرت خیز اور عبرتناک انجام - عہ

(۲۰) ملک العزیز ورجنا - صلیبی لڑائی کے جرنیل سلطان صلاح الدین اعظم کی اغدار اور معرکہ کارزار عشق اور اسکے ساتھ مجاہدی جوش - قیمت . . . . عہ

(۲۱) ایام عرب - جاہلیت عرب کی دو تاریخی داستان عرب کے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار - شاعری اور معرکہ آرائی صحرا کا عشق اور محمل کا عشق - دو عربی شاہزادیان اور دو شریف نوجوان - دربار بنی غسان - دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویرین - اور شیرین و مریم کی سرگذشت - دو جلدین -

جلد اول کی قیمت - عہ

جلد دوم کی قیمت - عہ

(۲۲) فردوس بریں - نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین - اور انکے سر بکف فدائی - جیتے جی عالم اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر - اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفہ الٰہی اور اسکا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ - اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے - اس ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں بھی نہیں ملسکتا - قیمت . . . . . عہ

(۲۳) حسن انجلینا - روس و روم کی لڑائی - ایرانیون اور ترکون کی پھوٹ اور اسکا انجام - مگر آخر مین اتفاق و اتحاد اور خاتمہ بالخیر - قیمت . . . . . . عہ

(۲۴) منصور موہنا - ارض سندھ مین ایک نصاری خاندان - فتوح عرب کی یادگار - اسکی تباہی اور محمود غزنوی کے حملے - سنبھلنا - حسن و عشق کی نہایت دلکش تصویرین - مسلمان مجاہدین کے آگے آگے مسلمان فقرا اور اسلام کے داعی و مشنری - عہ

(۲۵) شہید وفا - غرناطہ اور اسپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اسکا زوال - ایک سچے بہادر و غیور عاشق کا انتہا درجے پر جان دے دینا - جیتا بازی عشق - حسرت و اندوہ کی تصویر - ناول نہیں نثر اردو مین ایک المدرد ڈراما ہے - عہ

(۲۶) درگیش نندنی - بنکم چندر چٹرجی کے اصل نام کے

ایک ناول کا ترجمہ جو اردو مین نہایت مقبول ہوا - اکبر کا دور اور پٹھانون کی حکومت کا زوال - قیمت . . . . . . عہ

(۲۷) دلچسپ - مصنف کا ہلا زور قلم عشق اور اسکی بیتا بیان - دو حصے -

حصہ اول کی قیمت - ۶ر

حصہ دوم کی قیمت - ۸ر

(۲۸) دلکش - طالب علمی اور عشق - نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان - دو حصے -

حصہ اول کی قیمت - ۶ر

حصہ دوم کی قیمت - ۸ر

(۲۹) آغا صادق کی شادی - لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک با مذاق تصویر - اسکی دولھن کس کے ساتھ اسمد کی پگڑی محمود کا سر - کیسی پر فخر شہر مین شادی کر تو موچ سمجھ کے کرو - ۱۰ر

(۳۰) بدّالنسا کی مصیبت - نہایت بامزہ سرگذشت ریل کے سفر مین بی بی ہونکا بدلا جانا اور اسکا انجام - ۶ر

(۳۱) میوۂ تلخ - ایک نہایت دلچسپ ڈراما - رضامندی و نارضامندی کی شادیان - قیمت ۸ر

دلگداز اور اتحاد کی جلدین

(۳۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۱ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت عہ

(۳۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۴ع - دلگداز کے وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۱ع اور سنہ ۱۹۰۲ع مین شائع ہوئے (بارہ پرچے) عہ

(۳۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۵ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت - عہ

(۳۵) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ع (مکمل بارہ پرچہ) قیمت - عہ

(۳۶) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۸ع وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۷ع و سنہ ۱۹۰۸ع مین شائع ہوئے (بارہ پرچے) قیمت - عہ

(۳۷) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ع - یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا - جس مین مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہین جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانون مین اتفاق پیدا کرانے کی کوشش کیجاتی تھی - ۲۲ - رسالہ - قیمت - عہ

المشتہر - محمد فاروق - منیجر دلگداز - کٹرہ بزن بیگ خان - لکھنؤ -

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

سنہ ۱۸۸۷ع سے مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں نکلتا ہے۔ ماہوار مضامین نظم و نثر کی چاشنی سے بھرا ہوا ہے جس میں تاریخی اور ادبی مضامین ہوتے ہیں۔ ... جو معزز ناول وغیرہ کے شائق ہوں وہ اجازت دے سکتے ہیں کہ ہر ماہ ناول یا کتاب ... پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکر انکی خدمت میں وی پی بھیجدی جائے۔ ... مولانا شرر کا ایک مکمل ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جاتا ہے۔ قیمت سالانہ مع محصول ...

المشتہر۔ محمد فاروق مینیجر دلگداز لکھنؤ۔ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان۔

لکھنؤ کا اعلیٰ اور رشیدی عطر

(آپ ایکدفعہ آزما کے تو دیکھیں!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور ہے مگر افسوس کہ جو عطر بیہودہ ماہواروں کو نہیں ملتا کیونکہ یہیں مال کی روانگی نہ کرنیکا اتفاق ہوتا اور رنگ ... کا تمیاز ان لوگوں ہی کو ہوتا ہے جو باہر سے منگواتے اور بے دیکھے خرید نے پر مجبور ہیں ... بعض اشتہار دینے والوں کی یہ حالت ہے کہ روپیہ کا مال دو کوڑی کا بھیج دیتے ہیں۔ یہ عام شکایت ... باہر کے جو صاحب عطر فرمائیں انکے لیے معتبر مستند کارخانوں کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کرکے مال بخوبی جانچ کے بکفایت خریدکے روانہ کردیا کریں جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے عطر کے شائق ایکبار امتحاناً ہی منگوا کے دیکھیں کہ ہمارے ذریعہ سے انھیں کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے۔

عطر حنا فی تولہ ...	عطر گل حنا فی تولہ ...	عطر مجموعہ فی تولہ ...
عطر موتیا ...	عطر مٹی ...	عطر سہاگ ...
عطر چنبیلی ...	عطر جوہی ...	عطر اگر ...
عطر کیوڑا ...	عطر گلاب ...	عطر اگر ...
عطر خس ...	عطر شمامہ ...	عطر مخلوط ...
عطر فتنہ ...	عطر سیوتی ...	عطر مشک ...
عطر چمپا ...	عطر عود ...	روح خس اصلی ...
عطر مولسری ...	عطر شہناز ...	روح باڑی اصلی ...
عطر بوڑی ...	عطر گلبہار ...	عطر گیسو اصلی ...
عطر بہشت روح ...	روغن گلاب ...	عطر ...
روغن چنبیلی فی ...	عرق گلاب فی بوتل ...	گولیاں تمباکو قدرتی روپیہ ...
روغن بیلا فی سیر ...	عرق کیوڑا فی بوتل ...	قوام تمباکو فی روپیہ ...
روغن کیوڑا فی سیر ...	زردہ کھانے کے تمباکو کی بنی ہوئی معطر	گولیاں تمباکو لالہ ورق فی روپیہ ...
روغن حنا فی سیر ...	پتی فی سیر ...	(محصولڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہے)

آپکا خادم۔ محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

لٹریری اور تاریخی رسالہ جو سنہ ۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر۔ جلد ۱۲

بابت ۲۵ - جولائی سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ۳ اسد سنہ ۱۳۳۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

بہ اہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

بزن بیگ خان سے دلگداز پریس میں چھپ کر

شایع ہوا

قیمت سالانہ مع محصولڈاک ایک روپیہ (عہ/)

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

سنہ ۱۸۸۷ع سے مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری مین نکل رہا ہے مضامین نہین ہیں بلکہ نشتر یا کسی چشم فتان کی نگاہ ناز ہین جو دلمین اُترتی اور دل ہی مین رہ جاتی ہین۔ اب صرف اعلی درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہین۔ سال بسال مولانا شرر کے دو تین ناول یا تاریخی تصانیف جداگانہ شائع ہوا کرینگے۔ جو معزز ناظرین ناولون وغیرہ کے شائق ہون وہ اجازت دے سکتے ہین کہ ہر ناول یا کتاب تیار ہوتے ہی ایک ہفتہ پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکے اُنکی خدمت مین وی پی بھیجدی جایا کرے۔ ختم سال پر مولانا شرر کا ایک مکمل مرتبا ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا۔ قیمت صرف عہ سالانہ مع محصول۔

المشتہر۔ محمد فاروق منیجر دلگداز لکھنؤ۔ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان۔

کارخانہ روض الریاحین لکھنؤ کا اعلی عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھین!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور ہی مگر افسوس کہ جو عطر ہو وہ باہر والونکو نہین ملتا کیونکہ یہان مال کی روانگی نوکر دنکے ہاتھ ہے اور انکے دغل و فصل کا خمیازہ ان غریبون ہی کو اُٹھانا پڑتا ہی جو باہر سے منگواتے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین۔ اور بعض اشتہار دینیوالونکی یہ حالت ہی کہ روپیہ کا مال دو کو اور بھی چار کو بھیجدیتے ہین۔ یہ عام خرابیان دیکھکے ہمنے اپنے ذمہ لیا ہی کہ ہر ایک جو صاحب طلب فرمائین اُنکے لئے معتبر اور مستند کارخانون کے عطر اعلی درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کریکے، مال کو بخوبی جانچ کے دریافت خرید کے روانہ کر دیا کرین جسکا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے۔ عطر کے شائق ایکبار ہمتی تا ہی منگواکے دیکھین کہ ہمارے ذریعے سے اُنکو کیسا اچھا عطر ارزان داموں کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے:

عطر شمامہ فی تولہ [illegible]	عطر گل حنا فی تولہ [illegible]	عطر مجموعہ فی تولہ [illegible]
عطر موتیا [illegible]	عطر مٹی [illegible]	عطر سہاگ [illegible]
عطر چنبیلی [illegible]	عطر جوہی [illegible]	عطر اگر کہنہ [illegible]
عطر کیوڑا [illegible]	عطر گلاب [illegible]	عطر اگر [illegible]
عطر خس [illegible]	عطر شگفتہ [illegible]	عطر مخلوط قیمتی [illegible]
عطر فتنہ [illegible]	عطر سیوتی [illegible]	عطر دلربا [illegible]
عطر چمپا [illegible]	عطر نرگس [illegible]	روح خس اصلی [illegible]
عطر مولسری [illegible]	عطر شہناز [illegible]	روح بانڑی اصلی [illegible]
عطر بانڑی [illegible]	عطر برگ حنا [illegible]	عطر ناگیسر اصلی [illegible]
عطر راحت روح [illegible]	روح گلاب [illegible]	عطر صد برگ [illegible] (بیاد کی مجرب دوا)
روغن چنبیلی فی سیر [illegible]	عرق گلاب فی بوتل [illegible]	گولیان تنباکو ورق دار فی روپیہ ۲ تولہ
روغن بیلہ فی سیر [illegible]	عرق کیوڑا فی بوتل [illegible]	قوام تنباکو فی روپیہ ۳ تولہ
روغن کیوڑا فی سیر [illegible]	زردہ کھانے کے تنباکو کی بنی ہوئی معطر پتی فی سیر [illegible]	گولیان تنباکو بدون ورق فی روپیہ ۳ تولہ
روغن حنا فی سیر [illegible]		(محصول ڈاک ان قیمتون کے علاوہ ہے)

آپکا خادم محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

بزرگ بن شہریار ناخدا کا ہندوستان

یہ تیسری صدی ہجری کا ایک مسلمان جہازران تھا جس کی آمد و رفت تاجرانہ حیثیت سے ہندوستان برہما جزائر چین ملک چین کے سواحل پر رہا کرتی تھی۔ یہ شہر رام ہرمز کا رہنے والا ایک پارسی الاصل نومسلم تھا۔ اس نے ایک دلچسپ کتاب لکھی جس کا نام "عجائب الہند" رکھا۔ اور اس کتاب میں اپنے مشاہدات کے علاوہ بہت سی سماعی باتیں بھی داخل کر دی ہیں جس کی وجہ سے کتاب کی شان سندباد جہازی کے سفروں کی سی ہو گئی ہے لیکن انھیں سماعی باتوں میں بہت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جن سے اُس زمانے کے ہندوستان کا ایک بہت اچھا خاکہ نظر کے سامنے ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب روس کے دارالسلطنت سنیٹ پیٹرس برگ میں چھپی ہے۔ اور سرکار نظام کے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے جہاں ہماری نظر سے گزری۔

ہم اس کی بہت سی دلچسپ باتیں اخذ کر کے دلگداز میں بیان کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ یہ ناظرین کی نظر میں لطف سے خالی نہ ہوں گی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:—

مجھ سے ابو محمد حسن بن عمرو نے جو سنہ ۲۸۸ھ میں (سندھ کے اسلامی دارالسلطنت منصورہ میں تھا) بصرے میں بیان کیا کہ کشمیر اعلیٰ اور کشمیر اسفل کے درمیان ایک قلمرو ہے جس کا راجہ "را" (راے) کے لقب سے مشہور ہے۔ اُس کا ذاتی اور اصلی نام "مہروک" ہے۔ اور اُس کے باپ کا نام "راق" تھا۔ اُس نے سنہ ۲۷۰ھ میں حاکم منصورہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے دربار میں کسی ایسے شخص کو بھیجیے جو ہندوستان کی زبان میں مجھے شریعت اسلامیہ کے مسائل بتا سکے۔ اتفاقاً منصورہ ہی میں ان دنوں ایک عراقی الاصل

ہندی نژاد شخص موجود تھا جو ہندوستان کی مختلف زبانون مین دسترس رکھتا تھا اتنا ہی نہین بلکہ وہ عربی اور ہندی زبانون کا شاعر بھی تھا امیر عبد اللہ نے اُس کو دربار مین بلایا - اور راجہ کی خواہش اُس پر ظاہر کر دی - اِس حکم کی تعمیل مین اُس نے سندھی زبان مین ایک قصیدہ لکھا جس مین تمام عقائد اسلامیہ بوضاحت بتا دیے - امیر عبد اللہ نے اُس قصیدے کو بہت پسند کیا - اور اُسے راجہ کے پاس بھیج دیا - جب یہ قصیدہ اُس راجہ کے دربار مین پیش ہوا اور اُسے پڑھ کے سنایا گیا تو اُس نے شاعر کی قابلیت قادر الکلامی کی داد دی اور امیر عبد اللہ کو لکھا کہ اِس شاعر کو میرے دربار مین بھیج دیجیے - شاعر اگرچہ منصورہ سے قدم نکالنا نہ پسند کرتا تھا مگر امیر عبد اللہ نے اُسے راضی کر کے بھیجا راجہ نے اُس کی بڑی قدر و منزلت کی - اور بڑے اصرار سے تین سال تک رکھا - اور جب واپس آیا تو امیر عبد اللہ نے اُسے اپنے سامنے بلا کے راجہ کے حالات دریافت کیے - اُس نے عرض کیا کہ حضور والا جس وقت مین نے راجہ کے دربار کو چھوڑا ہے اُس وقت میرا خیال یہ تھا کہ اسلام نے اُس کے دل مین بہت جگہ کر لی ہے - مگر نا گہا سلطنت کے جاتے رہنے کے خوف سے اِس کا اظہار نہین کرتا - اِس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ راجہ نے مجھے قرآن کا ترجمہ کرنے اور آیات قرآنی کی تفسیر و توضیح کرنے کا حکم دیا - اُس کے حکم کے مطابق مین نے ہندی زبان مین قرآن پاک کا ترجمہ شروع کیا - ترجمہ لکھتے لکھتے جب مین سورۂ یٰسین تک پہونچا - اور میں نے اس آیت کا ترجمہ کیا "قال من یحیی العظام و ہی رمیم ۵ قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ و ہو بکل خلق علیم ۵" (کہا منکرین نے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہون گی تو اُنہین پھر کون جلا دے گا ؟ جواب دو اے محمد وہی اُنہین پھر جلا دے گا جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا - اور وہ ہر طرح کی پیدائش سے خوب واقف ہے) تو مین نے راجہ کو اُسے ترجمہ سنایا - وہ سنتے ہی بے اختیار ہو کے اپنے طلائی مرصع تخت سے اُتر پڑا اور مجھ سے کہا "پھر کہو" مین نے دوبارہ بیان کیا تو وہ آگے بڑھ کے

ع اِس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک کا ترجمہ ہندوستان کی زبان مین آج سے ایک ہزار سال پیشتر ہو چکا تھا - مگر افسوس کہ پریس نہ ہونے سے جہان ایسے ہزارہا تصانیف فنا ہو گئے وہ بھی دنیا مین نہین باقی ہا ہاں نیز اِس کا ثبوت ملتا ہے کہ اُس قدیم زمانے سے مسلمانون نے ہندوستان کی زبانون مین شعر کہنے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ ڈال دیا تھا -

بتوں کے او بہ سجدے میں گر پڑا - اپنے رخسارے ریت زمین پر رگڑ رہا اور آنسو بہ جاری تھے چونکہ تھوڑی ہی دیر پہلے زمین پر پانی چھڑکا گیا تھا اس لیے جب اس نے سر اٹھایا تو پیشانی اور گالوں میں بہا بھا مٹی بھری ہوئی تھی۔ جب وہ اٹھ گیا اس نے یہ دن طریقہ لکھا اور زبان پر یہ کلمات تھے کہ تو ہی معبود ازلی ہے جس کی ابتدا ہے اور جس کے مثل کوئی ہے۔ اس واقعہ کے بعد احمد نے ایک گھر بنایا جس میں اکیلا جا بیٹھتا اور نماز پڑھتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہاں میں اپنے مہمات سلطنت پر غور کیا کرتا ہوں ع۵

ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے :—

کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ایک راجہ نے محمد بن ابی ... تاہ کی مورت بنوا کے رکھی تھی اس لیے کہ اس شخص کو اس عہد کے نامداروں میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ ہندوستان میں اس کا نام بہت مشہور ہو گیا تھا۔ ہندوستانیوں میں رسم ہے کہ جس شخص میں ذاتی لیاقت کا جوہر ہو یا دنیا میں قدر و منزلت رکھتا ہو چاہے کسی قوم کا شخص ہو اس کی مورت بنوا کے رکھا کرتے ہیں ع۶

ایک جگہ لکھتا ہے :—

حسن بن عمرو نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے منصورہ میں قشمیر (کشمیر) اعلیٰ کے لوگوں کو دیکھا۔ ان کا ملک منصورہ سے ستر دن کی مسافت پر ہے۔ وہ کشمیر سے دریائے مہران (اٹک) کے بہاؤ پر آیا کرتے ہیں۔ یہ دریا دجلہ اور فرات کی طرح بہتا ہے اور وہ اپنے ملک سے یہاں بطریق تجارت قسط (یعنی کٹ) لاتے ہیں۔ لانے کی ترکیب یہ ہے کہ بڑے بڑے ٹوکرے بناتے ہیں۔ پھر ان ٹوکروں پر چمڑا منڈھ کے اس پر قیر (رال) مل دیتے ہیں جس کی وجہ سے پانی بالکل نفوذ نہیں کر سکتا۔ ہر ٹوکرے میں سات سو من (من اس زمانے میں بہت ہی چھوٹا ہوتا تھا) کٹ بھری جاتی ہے۔ اس قسم کے بہت سے ٹوکروں کو ایک میں باندھ کے ایک بڑا بیڑا بنا لیتے ہیں اور اسی پر خود بھی بیٹھ کے سفر کرتے ہیں۔ اس طرح دریائے مہران (اٹک) کے ذریعہ سے چالیس دن میں منصورہ

ع۵ ملاحظہ ہو عجائب الہند صفحہ ۲-۳-۴ اور ہماری تاریخ سندھ جلد دوم صفحہ ۱۱۱-۱۱۲

ع۶ عجائب الہند صفحہ ۹۸

تک آ پہونچتے ہین - اور قسط ویسی ہی خشک رہتی ہے جس مین بالکل پانی نہین پہونچتا -

اسی سلسلہ مین لکھتا ہے :——

مجھ سے بعض ایسے لوگون نے جنھون نے ہندوستان کی سیر کی تھی بیان کیا کہ یہان ایسے زبردست کاہن (جوتش جاننے والے مرتاض) موجود ہین جو صحرا مین کسی پرند کو اوپر اڑتے دیکھ کے ایک دائرہ کھینچ دیتے ہین جس سے پھر وہ پرند نہین نکل سکتا - اور اُسی کے اندر چکر لگاتے لگاتے آخر اُسی مین آ کے گر پڑتا ہے اور وہ بے تکلف پکڑ لیتے ہین - یا فرض کیجیے کہ کوئی چڑیا کہین زمین پر بیٹھی نظر آئی تو دور ہی سے اُس کے گرد حلقہ کھینچ دیتے ہین جس مین سے وہ چڑیا نہین نکلنے پاتی - اور آخر اُسی کے اندر رگید رگید کے پکڑ لیتے ہین [۱]-

آگے بڑھ کے لکھتا ہے :——

خراب اور خطرناک سمندرون مین بحر سراندیپ ہے جو تین سو فرسخ تک پھیلا ہوا ہے - اُس مین مگرمچھ بہت کثرت سے ہین اور سواحل پر اول تو جنیون کی کثرت ہے دوسری قوم بوارج (بوہرہ) آباد ہے - یہ لوگ دریا مین لوٹ مار کرتے رہتے ہین اور جہان کوئی جہاز اُن کے ہاتھ مین پڑ گیا پھر اُس کی خیریت نہین - کیونکہ وہ مردم خوار ہین اور سب لوگون کو پکڑ کے کھا جاتے ہین - یہ قوم یہان کی ساری آبادی مین بدترین قوم ہے اور جہاز رانون کے لیے نہایت خطرناک - کیونکہ جہاز اگر سمندر مین ٹوٹا تو مسافرون کو مگرمچھ نگل جاتے ہین کنارے پر جا کے ٹوٹا اور لوگ جان بچا کے زمین پر گئے تو جیتے پھاڑ ڈالتے ہین - اور اگر کنارے سے بچتا ہوا چلا تو یہی جہازی ڈاکو بوہرہ آ کے پکڑتے اور ایک ایک کو چن کے کھا جاتے ہین [۲]-

ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے :——

مجھ سے حسن بن عمرو نے ایک ایسے شخص سے سن کے بیان کیا جو حالات ہند سے خوب واقف تھا کہ ہندوستان کا ایک بڑا راجہ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا - اور سامنے پنجرے مین ایک توتا لٹک رہا تھا جو خوب باتین کرتا تھا - راجہ نے کھاتے کھاتے اُس سے کہا "آؤ میرے ساتھ کھاؤ" توتا بولا "بلی سے ڈرتا ہون کیسے آؤن؟

[۱] عجائب الہند صفحہ ۱۰۳　[۲] عجائب الہند صفحہ ۱۱۴

اس لیے کہ وہاں بلّی پاس ہی موجود تھی۔ توتے کے اس جواب پر بے اختیار راجہ کی زبان سے نکل گیا "بلا دجرک"۔

یہ ہندی الفاظ ہیں۔ یعنے یہ کہ "تیری بلا میں اپنے سر لوں گا"۔ ہندوستان میں یہ ایک بڑا کا فقرہ تھا۔ معمول تھا کہ اکثر معززین اور صاحب رتبہ لوگ، راجہ کے پاس آکے کہتے "بلا دجرک" یعنے ہم آپ کے فدائی اور جان نثار ہیں۔ راجہ ان کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی انھیں اپنے ہاتھ سے چانول کھلاتا۔ پھر انھیں اپنے ہاتھ سے تانبول (پان) دیتا۔ اور وہ لوگ فوراً اپنی چھنگلیا کاٹ کے اس کے سامنے رکھ دیتے۔ اس رسم کے ادا ہوتے ہی وہ لوگ سایہ کی طرح راجہ کے ساتھ ساتھ رہتے۔ جہاں جاتا جاتے۔ جہاں ٹھہرتا ٹھہرتے۔ جو کھاتا کھاتے۔ جو پیتا پیتے۔ اور راجہ کے کھانے پینے اور تمام امور سے متکفل رہتے۔ یہاں تک کہ راجہ کے پاس خلوت میں کوئی رانی معشوقہ یا لونڈی بھی جاتی تو اس کی تلاشی لے لیا کرتے۔ اس کے بچھونے کو بھی خود بچھاتے۔ راجہ کے لیے اگر کوئی شخص کھانے پینے کی کوئی چیز لاتا تو اسے راجہ کے پہلے خود چکھتے پھر راجہ تک پہونچنے دیتے۔ اس کے بعد اگر کبھی راجہ بیمار پڑتا تو اپنے جسم کو اذیت دے دے کے خود کو بھی بیمار ڈال لیتے۔ اگر اس نے اپنے آپ کو کسی سبب سے زندہ جلا ڈالا تو خود بھی جل مرتے۔ اور جب مرتا تو سب کے سب خودکشی کر لیتے۔ راجہ جب میدان جنگ میں جاتا تو اسے اپنے حلقہ میں لیے رہتے۔ اور چونکہ یہ نہایت شریفانہ خدمت تھی لہذا سوا عالی خاندان معززین اور شجاع لوگوں کے اور کسی کو فدائی اور جان نثاری کا حق نہیں حاصل تھا۔ چنانچہ راجہ کے ایسے صاحب عہد جان نثار ہمیشہ معززین قوم اور شرفائے ملک ہی میں سے ہوا کرتے۔

الغرض توتے نے جیسے ہی راجہ کی زبان سے الفاظ "بلا دجرک" سنے اور اس کے ساتھ ہی اسے چانول کھاتے دیکھا فوراً پنجرے سے نکلا۔ اور اڑ کے پاس آکے کھانے پر بیٹھ گیا تاکہ ساتھ کھانا کھائے۔ بلی تاک میں لگی ہوئی ہی تھی آتے ہی اسے جھپٹ لیا۔ اور اس کا سر کاٹ کے کھا گئی۔ یہ دیکھتے ہی راجہ گھبرا اٹھا۔ اور کوئی تدبیر بنائے نہ بنتی تھی۔ آخر اس نے توتے کی بے سر لاش کو تھالی میں رکھا۔

اُس پر کافور ڈالا - اُس کے گرد الائچیاں - پان - چونا - اور ڈلیاں رکھیں - پھر اُس تھالی کو خود اپنے ہاتھ میں لے کے اس شان سے شہر اور راجگاہ میں چکر لگایا کہ اُس کے آگے آگے نقارہ بجتا جاتا تھا - پھر اس کے بعد اُس خالی تھالی کو برابر دو سال تک شہر میں گشت کراتا رہا -

اس حالت کو جب اتنا زمانہ گزر گیا تو راج کے سارے "بلاد جریہ" فدائی اُٹھ کھڑے ہوئے - اور کہا "یہ نہیں ہو سکتا - معاملہ کو اتنے دن ہو گئے - آخر آپ کب تک ٹالتے رہیں گے ؟ یا تو اپنا عہد پورا کریں - اور یا صاف صاف کہہ دیجیے کہ نہیں ہو سکتا - تاکہ ہم آپ کو گدی سے اُتار کے دوسرے کو راجہ بنا لیں - آپ جانتے ہیں کہ جو کوئی کسی سے "بلاد جریہ" کہہ دے اُسے اپنا عہد پورا کرنا واجب ہے اور اگر بدعہدی کرے تو وہ بھنڈ ہو جاتا ہے - (اور بھنڈ کے معنے اُن کی زبان میں ذلیل اور فرومایہ کے ہیں جیسے گویے - سازندے یا اسی قسم کے اور ادنی لوگ -) یہ تو ایک عہد ہے اور عہد میں راجہ پرجا سب برابر ہیں"

آخر راجہ سے کوئی تدبیر نہ بن پڑی - اُس نے لکڑیاں - صندل - اور میٹھا تیل منگوا کے جمع کیا - پھر ایک گڑھا کھود کے اُس میں وہ چیزیں ڈالدیں اور آگ لگا دی - جب شعلے خوب بھڑکنے لگے تو پہلے راجہ دوڑ کے اُس میں پھاند پڑا - اس کے بعد اُس کے سب "بلاد جریہ" فدائی اُس آگ میں پھاندے - پھر اُن فدائیوں کے جتنے فدائی تھے وہ پھاندے - اسی طرح پھر اُن کے جاں نثاروں نے جانیں دیں - الغرض اس ایک دن میں تقریباً دو ہزار آدمی آگ میں کود کود کے جل مرے - اور یہ سب صرف اس وجہ سے ہوا کہ دھوکے دھوکے میں راجہ کی زبان سے بلاد جریہ کے خوفناک الفاظ نکل گئے تھے [عہ]۔

خندہ روئی

اسی چلبلی شوخی ادا کا تبسم ناز ایک بیچین دل والے کے ساتھ جو کچھ کر جاتا ہے وہ جبر ہی اور ستم ہے کیونکہ دلدادگان یار کے مذہب میں سارے عالم کا اُجالا کسی پردہ نشین کے ایک خندہ دندان نما ہی سے عبارت ہے - شوخ طبعی کی ہنسی اور تبسم ناز

عــه عجائب الہند صفحہ ۱۰۱

[illegible] چھین لینے والے ماہ طلعتوں نے رخ زیبا کے لیے تو بنی ہے مگر یہ وہ بلا کی چیز ہے کہ دشمن کے چہرے پر بھی نظر آجائے تو اس پر بھی ایک قسم کا [illegible] ہو جاتا ہے

ہنستا ہوا منھ ایک معجزہ یا چلتا ہوا جادو ہے اور وہ معجزہ کل ہی ہو چکا ہے کہیں [illegible] [illegible] ہو سکتا ہے کچھ نہیں رہتا۔ جن ماہ رخوں نے ہنس ہنس کے ہمیں دیوانہ بنا دیا ہے [illegible] کے متبسم ہونٹوں پر دنیا جان فدا کرنے کو تیار رہتی ہے اُن کا تو ذکر ہی کیا [illegible] یہ تو یہ ہے کہ خود آپ اپنا [illegible] سے کیسی کیسی [illegible] دکھا [illegible] میں ایک [illegible] سخت دشمن کو آپ کی خندہ جبینی مسخر کر کے اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے مگر [illegible] کے خلاف آپ کے کرخت تیور دیکھ کے آپ کا سچا اور مخلص دوست بھی [illegible] بدخواہ بن جاتا ہے۔

جن بے وفاؤں کے جور و ستم کی شکایت کی جاتی ہے جن کی بے مہری سے [illegible] چیخ اُٹھتا ہے۔ جن کے مشق ستم کی داستانیں ہر شخص کی زبان پر ہیں وہ باوجود [illegible] سنگدلی و بے وفائی کے ہر دلعزیز بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے عناد اور [illegible] [illegible] سے واقف ہونے پر بھی ہم نقد جان نذر کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ یہ [illegible] صرف اس لیے کہ گو اُن کا دل سخت ہے مگر آنکھیں رسیلی ہیں۔ سینے کے سیاہ دل کانٹے ہی سے بھرے ہوں۔ مگر رخ زیبا پر قیامت کی ہنسی نمودار ہے۔

ایسے ہنسے ہوئے [illegible] اور ایسے شوخ و چالاک سنگدل [illegible] پا [illegible] قریب تو یہ غیر ممکن ہے اور اُن دلستانوں کی دست برد سے دل کا بچانا [illegible] نہیں جو [illegible] ہنس کے متاع دل پر دست درازی کرتے ہوں۔ لیکن اُن پر بھی اگر [illegible] بیداد پیشہ سے تو اسی خندہ روئی کا اور وہی شگفتہ چالاک حسن پر [illegible] دست اُن پر قابو پا سکتے ہیں جو ہنستے ہوئے منھ سے اظہار حال کرتے اور بشاشت چہرے سے [illegible] آرزو کو پیش کرتے ہیں۔

ایک بربر [illegible] ترش رو ممکن ہے کہ اپنی شجاعت دلیری اور اپنے [illegible] [illegible] طرفداروں کی کثرت سے دنیا کو فتح کر لے اور بڑی بڑی سلطنتوں کو درہم [illegible] برہم کر کے رکھ دے مگر سچ یہ ہے کہ اس کی فتح سچی فتح نہیں کیونکہ سچی فتح وہ ہے جس میں انسان ملکوں اور سلطنتوں کو نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرے۔ اور یہ فتح

نہ شمشیر و خنجر سے حاصل ہوتی ہے نہ تیر و تبر سے۔ یہ صرف ایک دلوں کو مسخر کرنے والی ہنسی سے نہایت آسانی کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے۔

دلوں پر سب سے زیادہ فتح پانے والے یہی خ ۔ یاوالے ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مضبوط دلوں کے مغلوب و مقہور کرنے کے لیے خدا نے انھیں بھی بڑے بڑے زبردست اسلحہ دیے ہیں۔ وہ تیغ ابرو سے قتل کرتے ہیں۔ تیر نظر کو سینے میں پیوست کر دیتے ہیں خنجر مژگان سے کلیجہ خون کر ڈالتے۔ گیسوے پیچان کے سانپ سے ڈسواتے۔ اور اپنی ایک ٹھوکر سے عالم کو زیر و زبر کر کے حشر برپا کر دیتے ہیں مگر ان تمام کاری اور جان ستان اسلحہ سے انھیں کبھی اتنی کامیابی نہ حاصل ہوئی ہو گی جتنی کہ ایک دستان خندۂ ناز سے ہوئی ہے۔ وہ مسکرا مسکرا کے اپنا وار کرتے اور ہنس ہنس کے دل چھین لیتے ہیں۔ لہذا اگر وہ جیتے ہیں تو اپنے تبسم ناز سے اور کبھی ہمارا بھی اُن پر زور چل گیا ہے تو محض خندہ روئی سے۔

اِس نظیر کو پیش نظر رکھ کے اگر تم کام کرو تو دنیا کے ہر میدان میں کامیاب ہو گے۔ اور ہر معرکہ میں تم ہی مرد میدان ثابت ہو گے۔

شعرا عاشق بے شک ہیں مگر چالاک اور ہوشیار عاشق نہیں۔ وہ اپنے معشوق ستم کرنے والے کے سامنے زار و قطار روتے اُس کی یاد میں آنسو بہاتے اور اُس کے سامنے اپنی رقت کی سرگذشت سُنانے کو بیٹھ جاتے ہیں۔ اپنی مظلومی و بیکسی کا قصہ سُنا سُنا کے اور سنگدلان نازک اندام کے سامنے رو پیٹ کے چاہتے ہیں کہ اُنھیں اپنے حال پر مہربان بنا لیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ ستم کیشان جفا شعار کو اُن کی مصیبت سُن کے اُن پر ترس آ جائے گا۔ لیکن ان اچھی صورت والوں میں ایسے بہت ہی کم ہیں جن کا دل پسیجے یا جو کسی کی مصیبت سُن کے رحم پر آمادہ ہوں نواب مرزا شوق نے بروایت فریب عشق اپنی ایک دلربا کے دل پر صرف رو رو کے اور آنسوؤں کا دریا بہا کے فتح حاصل کر لی تھی۔ سیکڑوں خون تھے اگر ایک جفا شعار کو جوش گریہ سے اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ تو خندہ روئی کی مدد سے ہزاروں حرمان نصیب لطف وصال حاصل کر چکے ہیں اور لاکھوں مہ جبین ہیں جن کے دلوں پر عشاق کی خندہ جبینی اور اُن کی ہنسی نے فتح پائی ہے۔

کبھی روٹھے ہوئے اور بگڑے ہوئے شوخ ادا کو بہلا بہلا کے اور پرچا کے اور رجھا کے گدگدی کا بھی، ورنہ جلتا ہو وہاں یہ کہہ کے ہنساتا کہ "وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو تا ...ہو" بڑی معمولی فتح نہیں۔ یہ وہ زبردست فتح ہے جو دل کو اپنے قبضہ میں کر لیتی ہے۔ اور جو بڑے بڑے جابرانہ اور باقاعدہ طریقوں اور تند مردی کے زبردست عمل کے ذریعے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی نمایاں فتح کو ہماری زبان کا یہ ضرب المثل مقولہ ظاہر کر رہا ہے کہ "ہنسے اور پھنسے"۔

رعد و برق اُن قدرتی چیزوں میں سے ہیں جن کے ذریعے سے اکثر سرکش اور گنہگار قوموں پر عذاب الٰہی نازل ہوا کیا ہے۔ ان میں سے ابر اگر ہمارے گریہ بیتابانہ کا نمونہ ہے تو برق اُس دلربا کے خندۂ ناز کی دلفریب تصویر۔ اور اسی وجہ سے ابر باران نے دنیا کو کبھی ایسا سخت اور اتنا فوری نقصان نہ پہنچایا ہوگا جتنا کہ بجلی ایک آن کے آن میں چشم زدن میں پہنچا دیا کرتی ہے۔ مانا کہ طوفان نوح نے سارے عالم کو ڈبو دیا تھا۔ اور ہر سال کی بارش سیکڑوں بلکہ ہزاروں عمارتوں کو منہدم کر دیا کرتی ہے مگر پھر بھی اس میں ایک متانت اور ایک قسم کا تحمل ہے بخلاف بجلی کے کہ وہ کسی شوخ ادا کی طرح ظریف ہوتی ہے۔ اور اس طرح اچانک اپنا کام کر جاتی ہے کہ کسی کو یہ بھی نہیں نظر آتا کہ کب اس کا وار پڑا اور کب کام گزر ہوا۔ اسی طرح جوش گریہ اور چشم اشکبار سے جو اثر برسوں اور مدتوں میں کسی سنگدل کے دل پر پڑتا ہے وہ کسی کے ایک دلفریب مسکرا دینے سے ایک آن کے آن میں اُس پر پڑ جاتا اور ایک نہیں ہزاروں دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔

سارے عالم کے محاسن اور قدرت کی تمام خوبیاں اگر بھلی معلوم ہوتی یا اچھی معلوم ہوتی ہیں تو اسی لیے کہ ہماری خندہ جبین دلدار کے ہنستے ہوئے منہ کی تصویریں ہیں۔ کلیوں کا کھلنا کسی کے مسکرانے سے اور پھولوں کا خوب شگفتہ ہو جانا کسی کے خندۂ ناز سے سیکھے گئے ہیں۔ چمنوں اور صحراؤں پر جب بہار کا جوش ہوتا ہے تب نونہالان قدرت سر سے پاؤں تک پھولوں کے زیور سے لدے ہوتے ہیں۔ مشاطۂ قدرت رنگ رنگ کے پرتکلف لباس کے ساتھ اُنھیں سنہرا زیور پہناتی ہے اور بسنت کی راگنی آ کے بہار کی شان میں یہ نغمہ سناتی ہے کہ

کیا فصل بہاری نے شگوفہ ہے کھلایا
صحرا یہ بسنتی ہے وہ گلزار بسنتی

اُس وقت نظر آتا ہے کہ گویا سارا عالم ہنس رہا ہے۔ اور زمین و آسمان مین کوئی شے نہین جس سے اپنی ہنسی ضبط ہو سکتی ہو۔ ایسے وقت مین تم نے کبھی خیال بھی کیا ہے کہ ہمارا کیا عالم ہو جاتا ہے؟ ہم مست و از خود رفتہ ہو کے ساری شکایت زمانہ بھول جاتے ہین۔

تم نے بارہا ہمین زمانے کی شکایت کرتے سُنا ہوگا۔ اور ہماری باتون سے تمھین یقین آگیا ہوگا کہ ہمین گرد و پیش کی کسی چیز کا اعتبار نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر چیز سے بگڑ گئے اور سارے عالم کو اپنا دشمن تصور کرتے ہین۔ اور ہے بھی ایسا ہی۔ کیونکہ فلسفیانہ طور پر دیکھو تو قانون قدرت یہی ہے اور خدا نے ہر چیز مین اپنی حفاظت کے چند ذرایع پیدا کر دیے ہین جن کی مدد سے اُس کی بقا ہے ورنہ گرد و پیش کی ہر چیز اسی کوشش مین لگی ہے کہ اُسے فنا کر دے۔ گویا ہر زندہ مخلوق زندگی بھر اپنے دشمنون ہی کے نرغہ مین گھری رہا کرتی ہے۔ آگ ہمارے جلا ڈالنے کی فکر مین ہے۔ پانی ڈبونے کے لیے لہرین لے رہا ہے۔ ہوا چاہتی ہے کہ اپنے جھونکون مین اُڑا لیجائے اور زمین پر پٹک پٹک کے ہمارا خاتمہ کر دے۔ مٹی اپنی طرف کھینچ رہی ہے کہ حشرات الارض کے لیے ہمارے جسم سے ایک پُر تکلف خوان نعمت تیار کرے۔ صدہا درندے۔ ہزارہا زہر دار کیڑے مکوڑے ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہین اور چاہتے ہین کہ ہمارا خاتمہ کر دین۔ ان محسوس دشمنون سے اگر لڑ جھگڑ کے ہم بچ بھی جائین تو زمانے کی خاموش رفتار ہی ہمارے ساتھ کیا کم عداوت کر رہی ہے۔ یہ ہمارے جسم کو روز بروز گھلاتی اور ہمارے قوی کو ساعت بہ ساعت کمزور کرتی جاتی ہے ہم تو ہم افسوس کہ اُن نازنین و ناز آفرین دلربا‌ؤن کے ساتھ بھی رفتار زمانہ کا سلوک نہایت ہی ظالمانہ۔ سخت بے رحمانہ۔ اور کسی طرح قابل برداشت نہین۔ کیسے کیسے حُسن اس نے بگاڑ دیے۔ اور کیسی کیسی پیاری صورتون کو اس نے خاک مین ملا دیا۔ ع۔ خاک مین کیا صورتین ہون گی جو پنہان ہو گئین۔

لیکن ان تمام شکایتون۔ ان مذکورۂ بالا بدگمانیون پر بھی جب فصل گل مین سارا عالم ہنستا اور ہنساتا نظر آتا ہے اسی خندہ روئی کی کرامت سے بے اختیار یہی جی مین آتا ہے کہ ان سب جانی دشمنون پر ہم اعتبار کر لین۔ اور اپنا انجام چاہے کچھ ہی ہونے والا ہو اِس کشت زعفران کو دیکھ کے دو چار قہقہہ ضرور لگا دین۔

دنیا مین کون ہے جو اپنے اِن دشمنون کو نہین جانتا یا زمانے کے اِس سلوک سے

واقعہ ہے؟ مگر اسی خندہ جبینی کا جادو سب پر اثر کرتا سب کو از خود رفتہ کرکے مست و بیعقل بناتا اور اُن سے ایسے ایسے حرکات صادر کرتا ہے جن کو دیکھکے دھوکا ہوتا ہے کہ گویا اُنھین اپنے انجام کی خبر ہی نہین ہے۔

اُن کی صحبت عیش ہین مے پرستی و شاہد پرستی کا زور و شور ہے۔ ہر قسم کا سامان عیش فراہم کر لیا گیا ہے ناز و نیاز اور ناز آفرینی و نازبرداری کے کرشمے ہین تمنا و آرزو کے ہاتھ بارگاہ حسن مین جی کھول کے گستاخیان کر رہے ہین۔ یاران صحبت بذلہ سنجیان کر رہے ہین۔ اور قہقہون کا شور آسمان کو سر پر اُٹھائے لیتا ہے۔ اگرچہ خوشامدیون نے ان سب کو یہ کہہ کے اطمینان دلا رکھا ہے کہ ہنستے ہی کھیلتے رہتے ہین مگر زمانہ اُن کی غفلتون پر ہنس رہا ہے۔ اور اپنی خموشی کی فصیح و دلاغی زبان مین بتاتا ہے کہ یہ صحبت کس بےلطفی و حسرت ناکی سے برہم ہو گی۔

وہ چیز زمانہ اِن سے جو چاہے کہے اور یہ جو چاہین سمجھین ہمین تو اس وقت صرف اس قدر ظاہر کرنا ہے کہ ہم صحبتون کی بشاش صورتون اور احباب کے ہنستے ہوئے منہون نے ان سب پر کیسا جادو کر دیا ہے کہ اپنے انجام سے بالکل غافل ہین۔ اور پروا بھی نہین کرتے کہ کل کیا ہو گا۔ اِن کی ہنسی نہایت ہی اطمینان سے اپنا غم غلط کرتی اور زمانہ پر یہ شعر پڑھ پڑھ کے چوٹین کر رہی ہے کہ

اب تو آرام سے گذرتی ہے — عاقبت کی خبر خدا جانے

ناول

خوش تر آن باشد کہ سرّ دلبران — گفتہ آید در حدیث دیگران

ہندوستان مین ناول نویسی ایک بالکل نئی چیز تھی۔ اور اُن نئی دلچسپ چیزون مین جنھین مغربی تہذیب نے ہماری زبان سے لاکے انٹروڈیوس کیا ہے انگریزی معاشرت اور لٹریچر سے جتنی نئی چیزین ہمارے ملک مین آئین اُن کے قبول کرتے وقت ابتدا مین اپنی عادت کے موافق ہندوستانیون نے ناک بھون ضرور چڑھائی۔ مگر ناول ایک ایسی دلچسپ اور بامزہ چیز تھی کہ ابتدائی دور مین اِسے سب نے ہنسی خوشی سے قبول کر لیا۔ اور کیونکر قبول نہ کرتے وہ چیز ہی ایسی تھی۔

مگر چند روز بعد جب دوسرے مذاق اور دیگر علوم و فنون کے مصنفون نے دیکھا کہ ہمارے تصانیف کی قدر مٹی جاتی ہے اور جو ہے کسی نہ کسی ناول کو ہاتھ مین لیے ہوئے ہے تو اُنھین ناولون کی کثرت اشاعت اور اپنی کتابون کی کساد بازاری پر حسد معلوم ہوا۔ اور جب کوئی زور نہ چلا تو خواہ مخواہ ناول نویسون اور ناولون کے شائقین کو کوسنا شروع کر دیا۔ اور جس قسم کا لٹریری حربہ اُن کے ہاتھ مین آ گیا اُسی سے ناولون پر حملہ کرنے کو تیار ہو گئے تاکہ اُن کی اشاعت کم ہو۔ اور ملک مین جو اُن کا مذاق بڑھتا جاتا ہے وہ گھٹے۔ چنانچہ جن حضرات کے سرون پر فضیلت کی پگڑی بندھی ہے (جس کی وجہ سے وہ قوم کے حق مین ایک غیر قابل برداشت بار بنے ہوئے ہین) اُنھون نے فتوے دینے شروع کر دیے کہ ناول نہایت ہی مخرب اخلاق چیز ہین اور جس طرح ناسمجھ یونانیون نے تعلیمات سقراط کی نسبت کہا تھا کہ وہ نوعمرون کے اخلاق بگاڑتے ہین۔ اُسی طرح ہمارے ہندوستان کے یہ ناعاقبت اندیش ریفارمر ناولون کو مخرب اخلاق بتاتے ہین اور محض اس لیے کہ اُن مین حسن و عشق کے افسانے درج ہوتے ہین اور اُن کے مطالعہ سے اگر براہ راست نہین تو ضمنی طور پر دلون مین بداخلاقی کے جذبات پیدا ہوتے ہین۔

لیکن اگر بداخلاقی کا یہی معیار ہے تو اُن بزرگون کے نزدیک سب سے پہلے بداخلاقی کی تعلیم قرآن مجید سے ہو گی جس مین حضرت یوسف اور عزیز مصر کی بی بی کا قصہ عجیب و دلکش الفاظ مین مذکور ہے۔ پھر اُس کے بعد بڑی مخرب اخلاق حدیث و فقہ کی کتابون کو ہونا چاہیے جن کی کتاب الطہارۃ اور دیگر بحثون مین اُن شرمناک باتون کو جائز کر لیا گیا ہے جو اگر یہی معیار قرار دیا جائے جو ہمارے ان فضیلت مآبون اور ناسمجھ ریفارمرون نے قرار دے رکھا ہے تو کسی حال مین جائز نہین قرار دی جا سکتین۔

سچ یہ ہے کہ حسد اور خود غرضی ہمیشہ لوگون کو گمراہ کرتی اور بڑے بڑون کی آنکھون پر جہالت کی پٹی باندھ دیا کرتی ہے۔ ان سادہ لوح بزرگون کی سمجھ مین اتنا بھی نہین آتا کہ ناولون مین تعلیم اخلاق کا وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو قرآن مجید مین اختیار کیا گیا تھا کہ واقعات عالم کو دکھا کے اُن کے بُرے یا بھلے انجام کو متعلق علما کے فتوون کی طرح حکم نہ لگایا جائے بلکہ اُن کے ہر قسم کے انجام کی تصویرین دکھا دی جائین۔ اور اُن کا مشاہدہ کرا دیا جائے۔ اور یہی تعلیم اخلاق کا وہ طریقہ

جو ناولون مین اختیار کیا جاتا ہے۔

یورپ مین جو ہر قسم کی اخلاقی مذہبی اور نیز پولیٹکل اصلاح کا ذریعہ ناول قرار دیلیے گئے تو یہ کوئی بے عقلی کا کام نہین کیا گیا۔ اور نہ یورپ ایسا بے عقل اور نا عاقبت اندیش ہے کہ کسی فاش غلطی مین مبتلا ہو جاے۔ اصل یہ ہے کہ ناول سے زیادہ کوئی موثر پیرایہ کسی مسئلہ یا کسی تہذیب کے ذہن نشین کرنے اور لوگون کو اُس کا پابند بنا دینے کا ہو سکتا ہی نہین۔ ناول کا اسلوب وہ شکر ہے جو ہر کڑوی دوا کے خوشگوار بنانے کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ طبیب اگر چاہتا ہے کہ مریض اُس کی مجوزہ دوا کو بے تکلف پی جاے اور دوا ہزار بے مزہ ہو مگر مریض کو استفراغ نہ ہو تو سوا شکر اور مصری سے کام لینے کے وہ کوئی اور تدبیر نہین اختیار کر سکتا۔ اسی طرح جو معلم اخلاق یہ چاہتا ہو کہ لوگ اُس کے اصول اخلاق پر کاربند ہون تو اُسے سوا اس کے کہ ناولون کے اسلوب کو اختیار کرے اور کسی طرح کامیابی نہین ہو سکتی۔ ناول چونکہ ایک دلچسپ مذاق اور سلجھے ہوے الفاظ مین لکھے جاتے ہین اور اُن کا لٹریچر وہ ہوتا ہے جسے انگریزی مین لائٹ لٹریچر کہتے ہین اس لیے تھین ادنی و اعلیٰ۔ تھوڑی قابلیت رکھنے والا بھی اور زیادہ لیاقت رکھنے والا بھی یکسان دلچسپی کے ساتھ پڑھتے اور مزہ لیتے ہین۔ اور یہی سبب اُن کی اشاعت کے بڑھنے اور اُن کی طرف لوگون کے عام طور پر متوجہ ہو جانے کا ہوتا ہے۔ قابل اور صاحب علم لوگ بھی جس آسانی سے تفریح و بیکاری کے اوقات مین بغیر اسکے کہ اُن کے دماغون پر کسی قسم کا بار پڑے ناولون کا مطالعہ کر سکتے ہین نہ کسی تاریخ کا کر سکتے ہین اور نہ کسی اخلاقی کتاب کا۔ اور اُن کی کثرت اشاعت اور عام دلکشی ہی اس بات کا اصلی سبب ہے کہ اُن کے ذریعہ سے ضمنی طور پر ہر قسم کی تعلیم دینے کو دیگر طریقون پر ترجیح دی گئی ہے۔

یہ بزرگ اس مصلحت پر تو نظر نہین ڈالتے ہین اور خواہ مخواہ اس حسد مین جلے مرتے ہین کہ ہماری عالمانہ کتابون کو کوئی پوچھتا نہین اور یہ بازاری مذاق کی کتابین بڑے شوق کے ساتھ لی اور پڑھی جاتی ہین۔ اس شرمناک جوش نے ان کے پُرانے طرز عمل "لم تقولون ما لا تفعلون" کو تازہ کر دیا۔ اور ریاکاری کی

جو پُرانی عادت پڑی ہوئی ہے اُس مین ایک حد تک اور ترقی ہو گئی - یعنی جس طرح اور سب اخلاقی اُمور مین "چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند" کی شان فضیلت مآبی نمایان ہوا کرتی ہے ناولون کے معاملہ مین بھی ظاہر ہونے لگی - یعنی ہوس پرستی کے ذاتی شوق مین مبتلا ہو کے اورون سے چھپا کے اور کمرے کے دروازے بند کر کے خود تو ناولون کو بڑے لطف اور مزے لے لے کے پڑھا کرتے ہین مگر باہر نکلتے ہی لوگون کو تعلیم دی جاتی ہے کہ خبردار ناول نہ پڑھنا پڑھا اور غارت ہوئے"

اسی سلسلہ مین ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہین کہ ناولون سے اُردو دان پبلک کو اس وقت تک کس قدر فائدہ پہونچا ہے - گو ابھی تک ایسے عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے ناول اُردو مین بہت کم موجود ہین جو انگریزی کے اعلیٰ ناولون کا مقابلہ کر سکین مگر اس بے مائگی پر بھی موجودہ ناول ہین اسلوب زندگی کے جتنے نمونے دکھا چکے ہین گذشتہ صدہا اور ہزارہا سال کا لٹریچر نہین دکھا سکا تھا - اور آج کل کے معیار تعلیم کے اعتبار سے یہی سب سے بڑی تعلیم ہے - اِس کے علاوہ تاریخ کا مذاق ملک مین صرف ناولون نے پھیلایا ہے - موجودہ سررشتۂ تعلیم مین اگرچہ تاریخ داخل نصاب کر دی گئی ہے - مگر اول تو صرف تعلیم یافتہ گروہ اور طلبہ تک محدود ہے - دوسرے ہندوستان اور انگلستان کی تاریخ کے علاوہ اور کسی حصۂ ملک کی تاریخ سے سررشتۂ تعلیم کو بہت ہی کم علاقہ ہے - ناولون نے اکثر مختلف اقوام و ممالک کی تاریخ کو ایسے دلچسپ عنوان سے شایع کیا کہ معمولی قابلیت کے لوگ حتی کہ عورتین تک تاریخ کو ایک نہایت دلچسپ فن خیال کرنے لگین - مگر افسوس کہ اُردو مین جن حضرات نے تاریخین لکھی ہین ایسی بے مزہ اور بے لطف زبان مین اور کچھ ایسے بھونڈے عنوان سے لکھی ہین کہ لوگون کے دلون مین تاریخی ناول پڑھ کے تاریخ کا جو شوق پیدا ہوتا ہے وہ تاریخون کو پڑھ کے جاتا رہتا ہے - انگریزی مین اول تو عموماً تاریخین نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے دلکش رنگ عبارت مین لکھی جاتی ہین - اور اگر بالفرض وہ بھی کسی کو بے مزہ معلوم ہون تو "اسٹوری آف دی نیشن سیریز" کا ایک سلسلۂ تاریخ مرتب ہو گیا ہے جس مین کوشش کی گئی ہے کہ تاریخ میں پورا پورا

وہی لطف پیدا کر دیا جائے جو ناولون مین ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے ہمارے اُردو زبان کے مصنفان تاریخ اگر انشاپردازی کی طرف توجہ کرتے ہین تو پرانے مذاق کی عبارت آرائی کے خیال مین اپنے مذاق کی متناسب لفظون اور فقرون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا کرتے ہین جن مین لفاظی بہت ہوتی ہے اور مطلب بہت کم بلکہ بعض جگہ معدوم ہو جاتا ہے۔ اور اگر انھین تحقیق و تنقید کی طرف توجہ ہوتی ہے تو واقعات اور مواد تاریخ کا ایک خشک و بےمزہ ذخیرہ محض نقل کی حیثیت سے جمع کر دیتے ہین جس کی ترتیب ناقص ہوتی ہے۔ اور واقعات کی نتیجہ خیزی کے متعلق نہایت بے سلیقگی ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ جس طرح طبیب ایک نسخہ تجویز کرتے وقت مختلف اجزا کو اس خوبی سے ترکیب دیتا ہے کہ اُن سے ایک نیا موثر اور نفع بخش مزاج پیدا ہو بعینہ یہی کام آج کل ایک مورخ کا ہونا چاہیے واقعات کو وہ محض جلب روایات کی حیثیت سے جمع کر کے صرف اس کوٹھی کے دھان اُس کوٹھی مین نہ کر دے۔ بلکہ اُن کی نئی ترکیب سے نیا رنگ اور نیا مزاج پیدا کرے۔ اور اُس کے تازہ منافع و فوائد سے لوگون کو فائدہ پہونچائے اور اس سے ہمارے تمام مورخ بے بہرہ ہین۔ اور یہی سبب ہے کہ ناولون کے ذریعہ سے ہم تاریخون کا جو مذاق ملک مین پیدا کرتے ہین وہ اِن بزرگون کی تاریخین پڑھ کے بالکل تشریف لے جاتا ہے۔

آج کل اُردو پبلک کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ہر طرف سے لوگ تاریخون کو مانگ رہے ہین مصنفین کو خطوط لکھ لکھ کے دریافت کرتے ہین کہ کوئی اچھی تاریخ بتایئے تاکہ ہم مختلف ممالک اُمم کے حالات معلوم کر سکین مگر جب انھین کوئی تاریخ بتائی جاتی ہے تو اُسے پڑھ کے اُن کی تسلی و تشفی نہین ہوتی۔ پیاس لگتی ہے مگر بجھتی نہین۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ناول نویسون نے اپنی خدمت پوری ادا کر دی۔ کیونکہ یہ پیاس انھین کی لگائی ہوئی ہے۔ مگر افسوس کہ مورخ اپنا فرض منصبی بالکل نہین ادا کر سکے۔ اس لیے کہ وہ پیاس اُن کے بجھائے نہین بجھ سکتی۔

یہ امید رکھنا کہ ناولون کے مذاق پر کوئی اور مذاق غالب آ سکے گا بدرجہ محال ہے۔ چنانچہ اِسی وجہ سے ناول ہر ملک اور ہر قوم مین دیگر قسم کی کتابون سے

زیادہ شایع ہوتے ہین۔ ہان اگر تاریخ لکھنے والے اپنے فن کو اچھے سلیقہ سے ترتیب دے سکینگے اور لوگون کی خواہش کے مطابق تاریخی تصانیف مرتب کر سکینگے تو بے شک یہ ہو سکیگا کہ مورخین کو اپنی کساد بازاری کی شکایت نہ باقی رہے اور اُن کی کتابین بھی ہر گروہ اور ہر طبقہ مین دلچسپی کی نظر سے دیکھی جانے لگین۔

مگر یہ سمجھنا کہ خالی ناولون کے خلاف فتویٰ دے دینے اور ناول لکھنے یا پڑھنے والون کو کوس لینے سے کام نکل جائیگا تو ع این خیال است و محال است و جنون۔

ملک کے بہترین جدید تصانیف

یادگار رام سوامی رام تیرتھ ایم اے سے ہندوستان کے اکثر لوگ واقف ہونگے جنھون نے کئی سال ہوئے ایک فقیرانہ وضع مین سفر کر کے اپنی اسپیچون اور اپنے پند و نصایح سے ہر قوم و ملت کے لوگون کو واقف حیرت بنا دیا تھا اور جو شخص اُن کی جادو بیانیون کو سنتا تھا اُن کا شیدا ہو جاتا تھا۔ سوامی رام تیرتھ نے کئی برس ہوئے سفر آخرت کیا۔ مگر اُن کی یاد کے تازہ رکھنے کے لیے منشی دیا نرائن صاحب نگم بی اے ایڈیٹر زمانہ نے اِس رسالہ مین اُن کے پانچ عالمانہ اور دلون پر اثر کرنے والے مضامین جمع کر دیے ہین۔ شروع مین سوامی جی کی دو تصویرین ہین اُن کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما کے قلم کا لکھا ہوا ایک دیباچہ ہے۔ بعد رائے بہادر لالہ بیجناتھ کی ایک تمہید ہے۔ اور آخر مین "حالات و ماتم" کے عنوان سے سوامی جی کے کچھ واقعات اور اُن کے نوحہ مین چند نظمین ہین۔ الغرض ۱۱۸ صفحہ کا ایک رسالہ ہے جو اتنا ہی دلچسپ اور مفید ہے جس قدر کہ خوبی و اہتمام سے طبع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہندو مسلمان دونون کے لیے نہایت دلچسپ ہے۔ اور قیمت صرف ۱۲ ہے۔ منیجر زمانہ کانپور سے طلب کی جائے۔

مبادی سائنس حیدر آباد مین چند روز ہوئے مولوی عزیز مرزا صاحب کی سعی سے ایک انجمن اُردو قائم ہوئی تھی۔ جس کے قیام مین یہ مقصد رکھا گیا تھا کہ اُردو زبان مین علوم و فنون اور تاریخ کی اعلیٰ درجہ کی کتابین ترجمہ یا تصنیف

فطرۃ الاسلام کی چھپائی اور نفاست ظاہری کے متعلق اسی قدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ ایک روشن خیال رئیس قوم نے فیاضی سے چھپوائی اور مولوی رحمت اللہ صاحب نے اپنے نامی پریس کانپور مین چھاپی ہے - کتاب ۲۴۵ صفحون پر ختم ہوئی ہے - درخواجہ سید اصغر حسین صاحب سے "لال باغ کوٹھی نمبر ۵ لکھنو" کے پتہ پر درخواست بھیج کے منگوائی جاسکتی ہے - قیمت اگر اعلی درجہ کے کاغذ کا مجلد نسخہ طلب کیا جائے تو ے - اگر وہی اعلی درجہ کے کاغذ کا غیر مجلد نسخہ منگوایا جائے تو عہ اور متوسط درجہ کے کاغذ کے غیر مجلد نسخہ کی قیمت عہ -

چند مختصر خیالات

پراونشل مسلم لیگ جب سے الہ آباد گئی ہے اُس وقت سے آج تک ہمین نہین نظر آیا تھا کہ لیگ وہان کیا کارروائی کر رہی ہے - پہلی کارروائی جو سُنی گئی یہ ہے کہ ۳ جولائی کو ایک شاندار جلسہ ہوا اور محض اس لیے کہ پراونشل مسلم لیگ کے پریسیڈنٹ آنریبل مولوی عبدالمجید خان کو نواب کا خطاب ملنے پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے - اور خود اُن کو مبارکباد دی جائے - افسوس ہمارے کارنامون مین اب سوا امارت پرستی کے اور کچھ نہین رہ گیا ہے - ایسے لوگون کی نسبت اگر یورپ کے بعض اسٹیٹسمین یہ کہتے ہین کہ یہ جمہوری سلطنت کے لیے بالکل غیر موزون ہین تو کیا جھوٹ کہتے ہین - ہماری قومی سوسائٹیون کے لیے مناسب ترین کارروائی اُن کے مذاق کی یہی ہے کہ ہر انجمن مین سال مین ایک بار اپنے پریسیڈنٹ صاحب کا ایک لڈ سے لیف کردیا جایا کرے - اور بس

اس سے زیادہ لطف کی یہ بات ہے کہ سنتے ہین الہ آباد مسلم لیگ کی جانب سے تمام ممبر لیگون کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سب بھی اسی غرض کے لیے جلسہ کرکے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرین - اور سنئے آرڈی فیشل نواب صاحب کو مبارکباد دین - قدیم الایام کی مشرقی قومون مین زیادہ تر لڑائیان اسی لیے ہوا کرتی تھین کہ دوسری قومون سے اپنے دیوتاؤن کی پرستش کرالیا کرین - ہماری قدامت پرستی اگر ہمین بھی ایسے ہی جذبات پر مجبور کرتی ہے تو وضعداری سے کچھ

بعید نہین ہے۔ مولوی عزیز مرزا صاحب بی-اے آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ سے امید ہے کہ نواب پرستان الہ آباد کا یہ شوق ضرور پورا کردین گے۔

حامد علیخان صاحب بیرسٹرایٹ لا سکرٹری انجمن اتحاد لکھنؤ نے ہمارے پاس ایک تحریر مورخہ ۵ا جولائی بھیجی ہے جس مین لکھنؤ کے شیعہ سنیون کی نا اتفاقی پر افسوس کرکے بتایا ہے کہ اُن کی یہ انجمن اِس غرض سے قائم ہوئی ہے کہ جہان تک ممکن ہو اُن کے باہمی اختلافات ونزاعات کو برطرف کرے۔ اور اِس کے بعد ہم سے خواہش کی ہے کہ ہم ایسے مضامین لکھین جو سنیون اور شیعون کے اتحاد کو ترقی دلانے والے ہون۔ دلگداز ایک ایسا رسالہ ہے جس کو نہ اِن دونون فرقون کے ملنے سے تعلق ہے اور نہ لڑانے سے۔ لہذا اوّل تو دلگداز اِس حیثیت سے ہمارے مکرم دوست کا مخاطب صحیح ہو ہی نہین سکتا۔ مگر اِس بے تعلقی پر بھی ہم اُن کی خاطر سے کچھ لکھتے۔ کیونکہ دوسرے شہرون کے لوگ بھی اکثر اِس انجمن کی کیفیت ہم سے دریافت کرتے رہتے ہین۔ مگر ہمین اِس وقت تک نہین معلوم کہ اِس نفاق کے دور کرنے کے متعلق انجمن اتحاد نے کیا تدابیر کیے ہین۔ دونون شاکی گروہون کے شکایات کو کہان تک سُنا اور اصلاح کی کون سی صورت قرار دی ہے۔ عام اہل سنت کے خیالات کے اندازہ کرنے کا جہان تک موقع ملا انھین اِس انجمن کے خلاف اور اِس کی کارروائیون کی طرف سے غیر مطمئن پایا۔

الہ آباد یونیورسٹی کا نتیجہ بہت ہی خراب رہا۔ اور لوگون مین یہ خیال زور وشور سے پھیل رہا ہے کہ یونیورسٹی نے اپنا معیار امتحان سخت کردیا ہے۔ اور لڑکون پر عمداً ظلم کیا گیا۔ جس پر مولوی عزیز مرزا صاحب آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے یہ بڑے مزے کا فقرہ چست کیا ہے کہ دنیا بھر کی یونیورسٹیان تو طلبہ کے پاس کرنے کے لیے ہوتی ہین مگر الہ آباد یونیورسٹی گویا فیل کرنے کے لیے ہی۔ کیا یہ صحیح ہے کہ گورنمنٹ اب تعلیم کو روکنا چاہتی ہے؟ اور اسی پالسی کا ایک سلوک یہ بھی تھا جو امیدواران یونیورسٹی کے ساتھ ہوا؟ لیکن ہمین اپنی گورنمنٹ سے ایسی تنگ خیالی کی امید نہین

کیا کے شایع کی جائیں - ہمارے قابل و فاضل دوست مولوی عبدالحق صاحب بی - اے جو اس زمانے کے لائق ترین لوگوں میں سے ہیں اس انجمن کے سکرٹری منتخب ہوے اور آج تک وہی اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں - اس انجمن کی طرف سے پہلے یہی کتاب شایع ہوئی ہے جسے مولوی معشوق حسین خانصاحب بی - اے نے انگریزی کی ایک ایسی کتاب سے ترجمہ کیا ہے جو فرنچ سے انگریزی میں ترجمہ ہوئی تھی - اور جس میں طبیعیات کا فن عام فہم مذاق میں بیان کیا گیا ہے - اور حیوانات و نباتات و معدنیات کے سلسلہ تخلیق بتانے کے ساتھ ان کی تصویرین بھی بنا دی گئی ہیں - مترجم صاحب کی محنت کا نتیجہ اُن مصطلحات کے دیکھنے سے نظر آ سکتا ہے جو انگریزی سے عربی کے مناسب اور متداول الفاظ میں ترجمہ کیے گئے ہیں - ابھی نصف حصہ طبع ہو کے شایع ہوا ہے اور نصف باقی ہے - گو یہ اعلیٰ درجہ کی اور مفید کتاب ہے مگر ہم اتنا کہنے پر مجبور ہیں کہ جو لوگ پرانے علوم کے دلدادہ ہیں اور علوم جدیدہ کی خوبیوں سے ناآشنا اُن کے دلوں پر یہ کتاب مشکل سے فتح پا سکے گی - لیکن باوجود اس کے ہم کہتے ہیں کہ ہر پڑھے لکھے شخص کو اسے منگوا کے ضرور دیکھنا چاہیے - عبارت صاف سلجھی ہوئی اور سلیس ہے - چھپائی ایسی ہے کہ غالباً حیدرآباد میں اس سے اچھی غیر ممکن ہوگی - کتاب کی ایک بہت عمدہ صاف اور پاکیزہ جلد بھی بندھی ہوئی ہے جس پر کتاب اور مترجم صاحب کا نام سونے کے حرفوں میں لکھا ہوا ہے - مولوی عبدالحق صاحب بی - اے (علیگ) سکرٹری انجمن اُردو سے حیدرآباد دکن کے پتہ پر خط بھیج کے طلب کی جاے - قیمت دو روپیہ آٹھ آنے -

فطرۃ الاسلام - نواب سید محمد علی حسن خان بہادر صاحبزادہ نواب صدیق حسن خان مرحوم کو یہ بات اپنے والد مرحوم سے ورثے میں ملی ہے کہ ملک و قوم کو اپنی دولتمندی سے نفع پہونچانے کے علاوہ اپنے علم و فضل اور اپنی تصنیف و تالیف سے بھی فائدہ پہونچاتے رہیں - نواب صاحب ممدوح کے مختلف تصانیف ملک میں شایع ہو چکے ہیں - جن سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہونچا - اُن کے لکچر "انتظام خانہ داری" اور "اسلام اور اُس کے طریقہ عبادت" سچ یہ ہے کہ مسلمانوں کے حق میں اکسیر کا اثر رکھتے ہیں - فی الحال اُن کی یہ نئی کتاب "فطرۃ الاسلام" شایع

ہوئی ہے۔ یہ واقعی عالم اسلامی میں ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس میں تمام اصول وعقائد اسلامیہ پر عام فہم زبان میں اور معمولی لیاقت کے لوگوں کو تشفی بخشنے والے مطالب سے عنوان سے کلامی طریقہ کی بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی تصنیف میں زیادہ تر یہ امر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ انگریزی علوم اور مغربی تعلیم کے اثر سے نوجوان اپنے عقائد کی طرف سے بدظن اور بد عقیدہ ہوتے جاتے ہیں وہ مذہبی اضطراب یعنی اس آفت سے بچائے جائیں۔ اور اُن کے دلوں پر نقش کر دیا جائے کہ دین اسلام فلسفہ اور سائنس سے مخالف نہیں۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو عقل کے خلاف ہو اور اس لئے ہماری رائے میں آج کل مولوی عبد الحمید انصاری کے ایسے سو عالموں کے تقرر کرنے سے یہ زیادہ مفید ہے کہ یہ کتاب پیش کی اور کتابیں طلبہ کے سلسلہ درس میں داخل کر دی جائیں۔

لیکن باوجود اس کے ہم یہ بھی کہیں گے کہ نواب سید علی حسن خان صاحب مسائل کلامی و اعتقادی میں مولوی شبلی کا زیادہ اثر پڑتا جاتا ہے۔ جن کے اعتقادی تصانیف سے زیادہ خطرناک مسلمانوں کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ نواب صاحب اکثر جگہ اہل سنت کے دائرے سے نکل کے اعتزال کی سرحد میں جا پڑتے ہیں۔ عالم مابعد الطبیعت میں قدم رکھتے وقت انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ اب ہم سائنس کی قلمرو سے باہر ہیں۔ اور یہاں کے امور کے متعلق سوا اس کے کہ ہم ایک مخبر صادق کی روایت پر بھروسا کر لیں توجیہ و تاویل سے کام نہیں چل سکتا۔ بیشک اس مادی عالم میں کسی غیر مطمئن شخص کے لیے مذہب کی حقیقت کا معیار سائنس قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ دنیا اور یہ زندگی دنیوی کا عالم سائنس کی قلمرو کے اندر واقع ہوئے ہیں۔ مگر آخرت کے معاملات جزا و سزا۔ جنت و دوزخ۔ میزان و صراط عرش و کرسی۔ اور حشر و نشر سائنس کی حکومت سے بالکل باہر ہیں۔ اور اُن کے متعلق اگر ہم سائنس کے اصول سے کام لے کے کوئی توجیہ و تاویل یا کوئی کریں گے تو اچھا ہمیں اس نتیجہ کا متوقع رہنا چاہیے کہ بجائے ہدایت کرنے کے ہم لوگوں کو قعر ضلالت میں ڈھکیل دیں گے۔ مگر باوجود [illegible] فطرۃ الاسلام مجموعی طور پہ مسلمانوں کے حق میں نہایت ہی مفید ہے

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) **جنید بغدادی**۔ (سلسلہ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادی کے حالات زندگی آپکی تعلیمیں آپکا تصوف اور آپکی خدا شناسی۔ قیمت ...

(۲) **ابوبکر شبلی** (سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت ابوبکر شبلی کے حالات آپکا جوش محبت آپکا جذب عشق

(۳) **تاریخ سندھ**۔ نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت سرکار کے آخر زمانے تک مستند تاریخوں سے ... انگریزی مورخین کی غلطیاں اور اسکا بیان محققین ... نہیں کیا گیا۔ دو جلدیں ہیں۔

جلد اول کی قیمت ... عہ

جلد دوم کی قیمت ... عہ

(۴) **حروب صلیبیہ**۔ صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک ... اسلام کی سلطنت سے ... اہل یورپ اور عیسائیوں میں ... منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ ... عربی مستند تاریخوں سے مدد لے کے نوٹس اضافہ کئے گئے ہیں۔ قیمت ...

(۵) **حسن بن صباح**۔ بانی فرقہ باطنیہ کے حالات زندگی اسکی تعلیمیں اسکا علم و فضل اور اسکے سر کف فدائی۔ ۶/

(۶) **خواجہ معین الدین چشتی**۔ حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات۔ ۶/

(۷) **تاریخ بغداد**۔ مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنا سے زوال و پامالی کے زمانے تک قیمت ۶/

(۸) **افسانہ قیس** عاشق لیلی مجنون عامری کے صحیح حالات ۳/

(۹) **ملکہ زنوبیہ** حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک ... حسین شاہزادی کے حالات زندگی قیمت ۳/

(۱۰) **الحکم الرفاعیہ**۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے ... رسالہ کا ترجمہ قیمت ۳/

(۱۱) ... صاحب مرزا آغا علی خان بہادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۱۲) ... **النقاب**۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے لئے ... مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ ۴/

تاریخی ناول

(۱۳) **فلپانا**۔ مولانا شرر کا سب سے تازہ تاریخی ناول جس میں ... تعرب پر صحابہ کرام کا حملہ حضرت عثمان غنی کا دور صحابہ کی پاکبازی و نیک نفسی سچی شجاعت اور سچا ایثار نفس شاہزادی فلپانا اور عبداللہ بن زبیر خاصہ ہیرو ہیروئن جوش تاریخی مذاق۔ اور اسکی لٹریچر ہر حیثیت سے یہ ناول نہایت اعلی درجہ کا ہے قیمت صرف ... عہ

(۱۴) **ماہ ملک**۔ مولانا شرر کا سب سے نیا اور اچھوتا ناول جسمیں دولت غوریہ کے اوج و عروج سلاطین غیاث الدین شہاب الدین غوری کے کارنامے۔ اور اس عہد کی معاشرت۔ اصلی ہیروئن شاہزادی ماہ ملک کے سچے حالات و کمالات۔ ایک ناول کے رنگ میں عجیب و غریب الفاظ میں اور خوبصورت عنوان سے دکھائے گئے ہیں قیمت عہ

(۱۵) **یوسف و نجمہ کامل**۔ جگ بیتی نہیں آپ بیتی ہے۔

کیا موثر ہے کہانی میری — اور پھر وہ بھی زبانی میری

اسکے چند ناتمام اوراق ملک میں چھپے ہوئے تھے جو بڑی قدر کے ہاتھوں لئے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اسمیں جو لطف پیدا ہو گیا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول۔ عہ

(۱۶) **شوقین ملکہ**۔ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات ایلینر ملکہ فرانس کی عشقبازیاں۔ مردوں کے پہلو میں زنانہ کیمپ۔ رزم کے ساتھ ساتھ بزم مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لنڈیوں کی جانستانی۔ دلبری دلآویزی۔ نہایت مزے کا ناول۔ قیمت ... عہ

(۱۷) **فتح اندلس**۔ اسپین پر عربوں کا حملہ۔ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی۔ آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بے حرمتی اور مجاہدین اسلام کی تلوار سے اسکا انتقام۔ نام ہی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ زور بیان نے سچے واقعات میں کیسی جان ڈال دی ہے زیر طبع قیمت ... ۱۲

(۱۸) **مقدس نازنین**۔ ایک ... لڑکی کا مردانہ بھیس میں مقدس دین بنکے رہنا اور آخر کو روم میں حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا مسند پاپائی پر حملہ ... میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے اسکی جانبری)۔

(۱۹) فلورا فلورنڈا۔ سپین عظمیٰ کے عہد خلافت آل
مروان میں عیسائیوں کی حالت انکا احمقانہ تعصب و رعونتانہ
جوش شہادت۔ ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا۔
اور اس خرابی کا حیرت خیز اور عبرت ناک انجام ۔۔ ۸/
(۲۰) ملک العزیز ورجینا۔ تیسری صلیبی لڑائی رچرڈ شیردل
اور صلاح الدین اعظم دل فریب اسرار اور معرکہ کارزار عشق۔ اور اسکے
ساتھ سچا دینی جوش۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۱۲/
(۲۱) ایام عرب یا بابت عرب کی دو تاریخی لڑائیاں عرب
کے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار شاعری اور معرکہ آرائی
صحرا کا عشق اور محل کا عشق۔ دو عربی تاجداران اور دو بلند حوصلہ
و شجاع نوجوان۔ دربار بنی نعمان اور دربار بنی غسان۔ دربار
خسرو پرویز کی تصویریں۔ اور شیرین و مریم کی سرگذشت
دو جلدیں۔ ۔۔۔

جلد اول کی قیمت ۔۔۔۔۔ ۱۲/
جلد دوم کی قیمت ۔۔۔۔۔ ۱۲/

(۲۲) فردوس بریں۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ
باطنیہ حشیشین۔ اور انکے سربکف فدائی جیتے جی ملاء اعلیٰ کا
سفر اور جنت کی سیر۔ اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفہ آئین اور اسکا
دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ۔ اس مسئلہ کا انکشاف
کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اس اردو ناول کا جواب کسی دوسری
زبان میں بھی نہیں مل سکتا۔ قیمت ۔۔۔ ۱۲/
(۲۳) حسن انجلینا۔ روس و روم کی لڑائی۔ ایرانیوں
اور ترکوں کی پھوٹ اور اسکا انجام۔ مگر آخر میں اتفاق و
اتحاد اور خاتمہ بالخیر۔ قیمت ۔۔۔ ۱۲/
(۲۴) منصور موہنا ارض سندھ میں ایک انصاری
خاندان اگلے فتوح عرب کی یادگار۔ انکی تباہی اور پھر محمود غزنوی
کی مدد سے انکا سنبھلنا حسن و عشق کی نہایت دلکش تصویریں
مسلمان مجاہد کے آگے آگے مسلمان فقہ اور اسلام کے داعی مبشر ۸/
(۲۵) شہید وفا۔ غرناطہ اور سپین کے عہد اسلام کی آخری
تصویر اور اسکا زوال۔ ایک سچے بہادر غیور عاشق کا
راستبازی چاہنے یا بیتابانہ عشق۔ حسرت و اندوہ کی سچی
تصویریں ناول نہیں نثر اردو میں ایک لاجواب ڈراما ہے ۔ ۸/
(۲۶) درگیش نندنی۔ بنکم چندر چٹرجی کے اس نام کے
ایک ناول کا ترجمہ جو اردو میں نہایت مقبول ہوا۔ اکبر کا دور
اور پٹھانوں کی حکومت کا زوال۔ قیمت ۔۔
(۲۷) دلچسپ۔ مصنف کا پہلا ڈرامہ عشق اور زندگی
بیابان۔ دو حصے

حصہ اول کی قیمت ۔۔ ۶/
حصہ دوم کی قیمت ۔۔ ۶/

(۲۸) دلکش۔ طالب علموں کا عشق۔ نہایت پیاری
اور پاکیزہ زبان۔ دو حصے ۔۔۔

حصہ اول کی قیمت ۔۔۔ ۶/
حصہ دوم کی قیمت

(۲۹) آغا صادق کی شادی۔ لکھنؤ کے اگلے دنوں کی
ایک بامذاق تصویر کیسی دولہن کے ساتھ امرد کی جگہ محمود
کا کسی عزیزہ میں شادی کر کے توضیح سمجھ کے ۔ ۔۔
(۳۰) بدر النساء کی مصیبت۔ نہایت ادھوری سرگذشت جس میں
ایک سفر میں بیاہ کا بگڑنا اور اسکا انجام۔ قیمت ۔۔ ۶/
(۳۱) میوہ تلخ۔ ایک نہایت عجیب ڈراما۔ رضامندی اور
نارضامندی کی شادیاں۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۳۲) جلد دلگداز سنہ ۱۸۹۹ء مکمل بارہ پرچے قیمت ۔۔ ۱/
(۳۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۰ء دلگداز کے وہ سب پرچے جو
سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) ۔۔ ۱/
(۳۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۳ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت ۔۔ ۱/
(۳۵) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچے) قیمت ۔۔ ۱/
(۳۶) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۷ء وہ سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۸ء و
سنہ ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) قیمت ۔۔ ۱۲/
(۳۷) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ء یہ پندرہ روزہ رسالہ
دو سال تک شائع ہوتا رہا جس میں مولانا مولوی محمد
عبد الحلیم صاحب شرر کے اور دیگر مضامین ثابت
جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کی
کوشش کیجاتی تھی۔ ۲۲ رسالے قیمت ۔۔

المشتہر محمد فاروق مہتمم دلگداز
کٹڑہ بیزن بیگ خان لکھنؤ

لٹریری اور تاریخی رسالہ سنہ ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر ۸ ـ جلد ۱۲

بابت ۲۵ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۴ سنبلہ سنہ ۱۳۳۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

باہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

محلہ [illegible] ذن بیگ خان سے دلگداز پریس میں چھپ کر

شائع ہوا

قیمت سالانہ مع محصولڈاک ایک روپیہ (عہ)

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

سنہ ۱۸۸۷ع سے مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری مین نکل رہا ہے۔ مضامین نہایت بہتر و نشتر پاکیزہ بے مثل قابل [illegible] ہین۔ جو دلمین اُترتی اور دل ہی مین رہ جاتی ہین۔ آب صرف اعلیٰ درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہین۔ سالانہ مولانا شرر کے دو تین ناول یا تاریخی تصانیف جداگانہ شائع ہوا کرینگے۔ جو معزز ناظرین ناولون وغیرہ کے شائق ہون اجازت دے سکتے ہین کہ ہر ناول یا کتاب تیار ہوتے ہی ایک ہفتہ پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکے آپکی خدمت مین وی پی بھیجدی جایا کرے۔ ختم سال پر مولانا شرر کا ایک مکمل مرتب ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا۔ قیمت صرف عہ سالانہ مع محصول

المشتہر۔ محمد فاروق مینیجر دلگداز لکھنؤ۔ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان۔

کارخانہ روض الریاحین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھین!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور ہے مگر افسوس کہ جو عطر یہان ہے وہ باہر والونکو نہین ملتا کیونکہ یہانکی دوکانون کی رونق نوکرون کے ہاتھ ہے اور انکے دغا فریب کا خمیازہ ان غریبون ہی کو اٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگواتے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین۔ اور بعض اشتہار دینے والونکی چالاکی ہے کہ روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہین۔ یہ عام خرابیان دیکھ کے ہمنے اپنے ذمہ لیا کہ باہر کے جو صاحب طلب کرین انکے لئے معتبر اور مستند کارخانون کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کرکے مال کو بخوبی جانچ کے اور پرکھ کے خرید کے روانہ کردیا کرین جسکا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے۔ عطر کے شائق ایکبار امتحاناً ہی منگوا کے دیکھین کہ ہمارے ذریعے سے انھین کیسا اچھا عطر اور کن دامون کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے:-

عطر حنا فی تولہ [illegible]	عطر گل حنا فی تولہ [illegible]	عطر مجموعہ فی تولہ [illegible]
عطر موتیا [illegible]	عطر مٹی [illegible]	عطر سہاگ [illegible]
عطر چنبیلی [illegible]	عطر جوہی [illegible]	عطر اگر گھنہ [illegible]
عطر کیوڑا [illegible]	عطر گلاب [illegible]	عطر اگر [illegible]
عطر خس [illegible]	عطر سگترا [illegible]	عطر مخلوط صفی [illegible]
عطر قند [illegible]	عطر سیوتی [illegible]	عطر مہک پری [illegible]
عطر چمپا [illegible]	عطر سرو [illegible]	روح خس اصلی [illegible]
عطر مولسری [illegible]	عطر شہناز [illegible]	روح باڑی اصلی [illegible]
عطر باڑی [illegible]	عطر برگ حنا [illegible]	عطر نافہ اصلی [illegible]
عطر راست رنگ [illegible]	روح گلاب [illegible]	عطر صد برگ [illegible]
روغن چنبیلی فی سیر [illegible]	عرق گلاب فی بوتل [illegible]	گولیان تمباکو قند ادرکی فی روپیہ [illegible]
روغن بیلا فی سیر [illegible]	عرق کیوڑا فی بوتل [illegible]	قوام تمباکو فی روپیہ [illegible]
روغن کیوڑا فی سیر [illegible]	زردہ کھانے کے تمباکو کی بنی ہوئی معطر	گولیان تمباکو بلا ورق فی روپیہ [illegible]
روغن حنا فی سیر [illegible]	بتی فی سیر [illegible]	(محصول ڈاک ان قیمتون کے علاوہ)

آپکا خادم محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

بزرگ بن شہریار ناخدا کا ہندوستان

سرندیپ (جس جزیرہ میں عرب کے مسلمان تاجر کثرت سے آباد ہو گئے تھے) وہاں کے [illegible] بزرگ بیان لکھتا ہے۔

[illegible] میں جو رواج تھی اس سے [illegible] (لنکا) کے راجہ اور امرا ڈولی (شاید پالکی مراد ہے) میں سوار ہو کے نکلتے ہیں جسے لوگ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوتے ہیں اور وہ مچھی (میانے) کے مثل ہوتا ہے۔ ایک غلام سونے کی اگالدان لیے ہوئے ساتھ رہتا ہے جس میں تانبول (پان) کے بیڑے ہوتے ہیں۔ راجہ کے [illegible] پان [illegible] رکھا رہتا ہے۔ اور انہیں چبا چبا کے اگالدان میں تھوکتا [illegible] اگر کبھی پیشاب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اپنے ہنڈولے ہی سے [illegible] باہر نکل کے پیشاب کرتا ہے۔ اور سواری بدستور چلتی رہتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سڑک ہو یا کوئی تنگ گلی ہو یا بازار وہ پیشاب کے لیے رکتا نہیں۔ اور جہاں پیشاب سے فراغت ہوئی بغیر اس کے کہ دھوئے اسی قسم کی طہارت سے دھوتی باندھ لیتا ہے۔

اسی سلسلہ میں لکھتا ہے:-

سندان (ساحل ملیبار کا ایک شہر ہے) میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک دکان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاقاً اوپر سے کچھ پانی گرا اور اس کے کپڑوں پر پڑ گیا۔ پانی پڑتے ہی وہ ٹھہر گیا اور پوچھا "یہ پانی کیسا ہے؟ ہاتھ دھونے کا یا [illegible] دھونے کا؟" لوگوں نے کہا "نہیں یہ ایک لڑکی کا پیشاب تھا"۔ سنتے ہی وہ شخص مطمئن ہو گیا [illegible] "تو مضائقہ نہیں" اور اپنی راہ لی۔ وجہ یہ کہ ان لوگوں کے نزدیک ہاتھ یا منہ کا دھوون

نہایت ہی ناپاک تصور کیا جاتا ہے۔ اور پیشاب بمقابل اس کے طاہر ہے۔

اس کا یہ بھی بیان ہے کہ:۔

برف کے پگھلے ہوئے پانی میں جو پہاڑوں اور صحراؤں سے بہتا ہوا آتا ہے۔ [illegible] بدبو ہے۔ [illegible] پانی میں میل اور طغیانی ہے [illegible] میں ہندوؤں کے پانی میں اتر کے نہانے غوطے لگاتے اور اسی میں پیشاب کرتے ہیں۔ اس کے بعد [illegible] پیتے اور باہر نکل زمین پر [illegible] ہیں۔ جیسے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ سمندر کا پانی [illegible] ناپاک ہو جائے گا۔

اسی [illegible] کی روایت سے یہ بھی بتاتا ہے کہ:۔

دوسرا سرندیب (لنکا) میں گیا تھا۔ وہاں کے لوگوں سے ملا جلا تھا۔ اور کہتا کہ ساحل پر راجہ کی ایک گزرگیری کی چوکی ہے جہاں ہر قسم کے مال تجارت محصول لیا جاتا ہے

اس کے علاوہ بیان کرتا ہے کہ:۔

بعض سیاحان نے مجھ سے بیان کیا کہ کولم ملی (جنوبی ہند کا ایک ساحلی شہر) میں ایک سانپ ہوتا ہے جسے ناغران (ناگن) کہتے ہیں۔ اس کے [illegible] ہوتے ہیں جب اٹھاتا ہے تو زمین سے ایک ایک دو دو ہاتھ اونچی ہو جاتی ہے۔ اور [illegible] کو کاٹتا ہے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ یہیں کولم ملی میں ایک مسلمان شخص ہے جو ہندیوں میں [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہاں کی مسجد کا امام ہے۔ وہ ایسے سانپ کے کاٹے کو جھاڑتا اگر زہر اثر کر چکا ہو تو کچھ زیادہ نہیں ہوتا تاہم بہت سے لوگ اس کے جھاڑنے سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ ان [illegible] ہندوؤں کی ایک جماعت ہے جو سانپ کے کاٹے کو جھاڑتی ہے۔

اسی سلسلہ میں وہ لکھتا ہے کہ:۔

محمد بن بابشاد نے (جس کی مورت ہندوستانیوں نے بنائی تھی) خود مجھ سے بیان کیا کہ بعض بلاد ہند میں مجھے نظر آیا کہ جس کسی کو سانپ کاٹتا ہے اگر وہ جھاڑنے سے اچھا ہو گیا تو خیر ورنہ لوگ اسے ایک لکڑی کے تختے پر لٹا کے ندی میں بہا دیتے ہیں

ع عجائب الہند - صفحہ ۱۱۶ - ۱۱۹

[illegible] چونکہ ندیوں کے کنارے ہی کنارے آبادیاں ہیں اسلئے اس فتنے کو دیکھتے ہی لوگ درآمد جان کر مارتے ہیں کہ یہ کسی کے مارنے سے اگر اچھا ہو جائے تو اسے پانی سے [illegible] چلتا [illegible] اچھا ہو [illegible] کوئی منصف کارگر نہ ہو تو ندی کے بیچ میں [illegible] جس میں ڈوب کے مر جاتا ہے۔

اسی مجرب پر [illegible] کا بیان ہے:—

[illegible] میں ایک عورت [illegible] میں ایک مرتبہ گذر رہا تھا [illegible] دیا [illegible] بہت [illegible] جاتے تھے اب آپ ایک بڑھیا [illegible] جو اپنے [illegible] بیٹھی تھی۔ میں نے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو [illegible] بہت کچھ دیکھ بھالا اور بہت کچھ مصیبت جھیلی۔ اب [illegible] سے [illegible] اچھے [illegible] اور [illegible] کے عذاب سے چھوٹ [illegible] میں نے کہا تو پھر یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ [illegible] انتظار میں کہ جوار آئے طغیانی ہو اور پانی کا سیلاب مجھے بہا لے جائے" [illegible] وہ اسی طرح وہاں بیٹھی رہی۔ یہاں تک کہ پانی میں طغیانی ہوئی۔ اور موجیں اسے بہا لے گئیں۔[5]

اسی بارے میں اس کے علاوہ یہ کہتا ہے:—

کہ [illegible] میں بعض سیاحان ہند نے دیکھا کہ لوگ یکے بعد دیگرے وہاں کی خلیج میں [illegible] لیے آتے ہیں اور لوگوں کو [illegible] دیتے [illegible] ہیں کہ [illegible] ڈبو دو [illegible] ان لوگوں کو اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید خود ہم سے نہ ڈوبا جائے اسلئے لوگوں کو اجرت [illegible] اس کام پر مامور کرتے ہیں۔ اور ان کو تاکید کر دیتے ہیں کہ ہم ہزار اچھا اور [illegible] کچھ [illegible] ہو تم ایک نہ سننا۔ اور زبردستی پکڑ کے ڈبو دینا۔

اسی سلسلے میں [illegible] جزیرہ جاوا کا [illegible] حال بیان کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے [illegible] ان سیاحوں میں سے ایک شخص نے جزیرہ زانج کا جسے عرب [illegible] جاوا کو زانج ہی کہتے تھے سفر کیا تھا مجھ سے بیان کرتا تھا کہ وہ وہاں کے [illegible] شہر (دارالسلطنت) میں گیا [illegible] کا ہے۔ اس میں بے اندازہ بڑے بڑے بازار ہیں۔ اور کہتا تھا کہ میں نے

[illegible] صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ [illegible] ۲۲۰ [illegible] ۱۲۳

وہان کے صرافے کے بازار مین آٹھ صراف گنے جو دکانین لگائے بیٹھے تھے - یہ اُن صرافون کے ماسوا ہین جو شہر کے مختلف حصون اور بازارون مین چھپے ہوئے ہین۔

اس کے بعد آگے بڑھ کے لکھتا ہے کہ : —

صیمور (یہ علاقہ ملیبار کا ایک ساحلی شہر ہے) مین عباس بن ماہان نام ایک شخص رہتا تھا جو اصل مین سیراف کا رہنے والا تھا - اور صیمور مین مسلمانون کا قاضی تھا - یہان سواحل ہند پر جو لوگ مسلمانون کے سرگروہ اور قاضی مقرر ہوتے ہین وہ "ہنرمن" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہین - چنانچہ یہ شخص بھی "عباس ہنرمن" کہلاتا تھا۔ جو مسلمان جہازران یا تاجر یہان آتے یا آکے اقامت گزین ہوتے ان کے فیصلے یہی شخص کرتا کیونکہ ملک کے راجہ کی طرف سے باضابطہ طور پر یہ اقتدارات اُسے عطا ہوئے تھے۔ اتفاقاً بعض جہازی لوگ یہان آکے اُترے جنمین ایک نہایت ہی بیہودہ اور شریر کیرکٹر کا مسلمان تھا - وہ صیمور مین ادھر اُدھر سیر کو گیا تو ایک مندر نظر آیا جس مین کسی دیوی کی نہایت ہی خوبصورت مورت نصب تھی جس کی ہندو "ذرانہ پرستش" کیا کرتے تھے - یہ بدکار مسلمان کسی ایسے وقت اس بت خانہ مین پہونچا جبکہ کوئی شخص موجود نہ تھا - اور سب کی آنکھ بچا کے اُس نے دیوی کی اس حسین مورت کے ساتھ زنا کیا - بعض پوجاریون نے اُس کی اس بیہودگی کو اُس کے بشرے سے بھانپا - پھر جا کر مورت کو دیکھا تو پوری پوری تصدیق ہو گئی - فوراً اُنھون نے جا کے راجہ کے دربار مین شکایت کی - راجہ نے اس مسلمان شخص کو اپنے دربار مین طلب کرکے دریافت کیا تو اُس نے صاف صاف الفاظ مین اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا - اب جرم کے ثابت ہو جانے کے بعد اُس نے وزرا و اہل دربار سے مشورہ کیا کہ اس گستاخ و بدتمیز مسلمان کو کیا سزا دی جائے - کسی نے کہا "اسے مست ہاتھی کے آگے ڈال دیا جائے" کسی نے کمال غیظ و غضب سے یہ رائے دی کہ "اس کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے جدا کی جائین" یہ سب تجویزین سن کے راجہ بولا "یہ کچھ نہین یہ شخص عرب ہے اور ہم سے عرب لوگون سے معاہدہ ہے - بہترین تجویز یہ ہے کہ تم مین سے کوئی شخص مسلمانون کے ہنرمن عباس بن ماہان کے پاس جائے اور پوچھے کہ ایسے شخص کی نسبت تم کیا حکم دیتے ہو جو تمھاری مسجد کے اندر کسی عورت کے

ساتھ زنا کرے - اور بدکاری کرتا ہوا پکڑا جائے " اس حکم کے مطابق راجہ کا ایک وزیر عباس ہنرمن کے پاس آیا - اور یہی سوال کیا - عباس واقعہ کو جانتا تھا - اُس مسلمان سے اُسے ہمدردی بھی تھی مگر اُسکی غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ اسلام کی توہین ہو - چنانچہ اس نے صاف جواب دیا کہ " ہم ایسے شخص کو قتل کر ڈالیں گے " اور مسلمانوں ہی سے فیصلہ کرا کے راجہ نے اُس شخص کو قتل کرا ڈالا - عباس کو اُس کے قتل کی خبر پہونچی تو اُس مسلمان کی حالت سے کچھ تو شرم معلوم ہوئی اور پھر غیرت بعد عرض کچھ ایسی گھبراہٹ ہوئی کہ راجہ سے چھپ کے وہان سے بھاگ آیا - راجہ اس کی نہایت ہی قدر و منزلت کرتا تھا - اور اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ جانے والا ہے تو ہرگز آنے نہ دیتا -

اسی عباس بن ماہان سے سمندر کے بہاؤ کا یہ عجیب واقعہ ہمین معلوم ہوا کہ ایک راس نے ایک بڑا بھاری ساگون کا لٹھا صیمور سے کسی جہاز پر لدوائے بھیجا تھا - چند روز کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ وہی لٹھا سمندر کی موجون پر بہتا ہوا آیا اور صیمور کے ساحل پر رکے ٹھہر گیا - اس کے متعلق جو تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ لٹھا عمان مین پہونچ کے بک گیا تھا - اور وہین کنارے پڑا ہوا تھا کہ سمندر مین سیلاب آیا - اور موجین وہان سے اُٹھا کے سیدھی صیمور مین لے آئین "

آگے بڑھ کے ہندوستان کے حالات مین لکھتا ہے :-

" مجھ سے ایک معتبر سیاح ہند نے بیان کیا کہ مین نے ایک شہر مین بچشم خود دیکھا کہ دو شخصون نے ایک گڑھا کھودا - پھر اس مین اُپلے بھر کے ایک بڑی سی چتا بنوائی - اس پر وہ دونون بیٹھ کے بڑے اطمینان کے ساتھ نرد کھیلنے لگے - کھیلتے جاتے تھے - اور بار تنبول (پان) اُٹھا اُٹھا کے کھاتے جاتے تھے جو اُن کے پاس تھالی مین رکھے تھے - در کمال فارغ البالی کے ساتھ گاتے جاتے تھے - چتا مین نیچے آگ لگا دی گئی - جو بھڑکتی اور اوپر کی طرف بڑھتی جاتی تھی مگر اُن کے مشاغل مین فرق نہ آتا تھا - یہان تک کہ آگ اوپر پہونچی - اور دونون دم بھر مین جل کے خاک ہو گئے "

وہ یہ ایک عجیب واقعہ بھی بیان کرتا ہے جو غالباً ہندوستان کے بہاڑون مین

قومی روایات کی شان سے منسوب چلا آتا ہوگا۔ اور دلچسپی سے خالی نہیں ہے:-

عبدالواحد بن عبدالرحمن قندی ایک شخص تھا جس نے سالہا سال دریا کا سفر کیا تھا وہ بیان کرتا تھا کہ اہل ہند کی وضع اگلے دنوں یہ تھی کہ سر کے بالوں کا جوڑا تاج یا ٹوپی کی وضع سے بین سر کے اوپر چند بال کے بیچوں بیچ بین، رکھا کرتے تھے۔ اور اُن کی تلواریں بالکل سیدھی ہوا کرتی تھیں۔ اتفاقاً اُن کے دو گروہوں میں باہم لڑائی ہوگئی۔ ایک گروہ دوسرے پر غالب آیا۔ جس نے اپنے حریف پر قابض وحکمران ہوکے یہ حکم دیا کہ مغلوب فریق والے اپنے بالوں کے جوڑے بجائے سر کے اوپر کے نیچے کو جھکے ہوئے باندھا کریں۔ اور اُن کی تلواریں بھی سیدھی ہونے کے عوض خمدار ہوا کریں تاکہ اُن کے سہارے سروں کے آگے اور اُن کی تلواریں ہماری تلواروں کے آگے سربسجدہ رہا کریں۔ اسی وقت سے ہندوؤں میں نیچے جوڑوں اور خمدار تلواروں کا جو قرطل (کرتل - کتّل) کہلاتی ہیں رواج ہوا۔

چشم نیمخواب و دیدۂ بیخواب

چونکہ ہمارے شعراء کے عالم جوش وخروش میں کسی شوخ چشم کی نرگس فتان کے معمولی اشاروں سے قیامت برپا ہوجایا کرتی ہے۔ اور اُن کے تیر نگاہ سے دلوں کے عالم میں قتل وخون کا ایک بازار گرم رہا کرتا ہے۔ اس لیے کسی محو خواب ناز آفرین کی آنکھوں کو وہ فتنۂ خوابیدہ کہا کرتے ہیں۔ کیونکہ اِن شوخ وبیباک آنکھوں کے ایک گھڑی نیند رہنے سے اُن پر شور عالم میں ایک سکون پیدا ہوجاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ ذرا چین سے بیٹھ لیتے ہیں۔ اور دیدۂ بیخواب والوں کی بھی ایک دم کے لیے آنکھ لگ جاتی ہے کہ

دیدۂ بیخواب والوں کو اپنی روح فرسا بیداری اور اپنی بیتابانہ اختر شماری کی اسی لیے شکایت رہا کرتی ہے کہ نرگس فتان والے اُنھیں سونے نہیں دیتے۔ اسی عاشقانہ بیداری کا ایک ستایا ہوا حرمان نصیب اپنے محو خواب دلربا سے کس بیتابی کے الفاظ میں شکایت کرتا اور کہتا ہے۔

شب تا بسحر خفتہ بہ خلوت گہ نازی — بیداری این دیدۂ بیدار چہ دانی

لیکن باوجود اس ستانے اور اس بے رحمی سے آزار پہونچانے کے جادو نگاہوں کا جاگتا جادو یعنی اُن کی نرگس فتان اُس چشم نیمخواب سے لاکھ درجہ غنیمت ہے جس کی

نسبت ہمارا ایک سچا نیچر پرست شاعر کہہ گیا ہے کہ " کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو " چشم نیم خواب اور نیم خواب آنکھوں میں یہ ظاہر بہت ہی تھوڑا فرق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سو جانے سے ذرا پہلے کی حالت چشم نیم خواب کی تصویر ہے۔ اور کسی کی نیم باز آنکھوں میں یہ مقصود گیا ہے ایک مستانہ ادائی کی شان پیدا کر دی ہو وہ نرگس فتان ہیں جو ان آنکھوں کے شیدا دل کو کسی طرح چین نہیں لینے دیتی۔ مگر سحر آفرین نگاہ کا فر ماجرا کی بدولت جو جادو دنیا پر چل رہا ہے وہ "کسی کی حجاب کھلی ہوئی شوخ اور چنچل آنکھوں سے اتنا نہیں ہے کتنا خدا کہ ان نیم باز آنکھوں سے غالب اٹھا کرتا ہے جو اپنی مستانگی کا جام شراب پلا کے سارے عالم کو بدمست و از خود رفتہ بنا دیا کرتی ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ ہمارے دیدۂ نیم خواب اردو کی نواب آلودگی کی اتنی شکایت نہیں جتنی کہ ان ظالم دیدۂ تم چشم نیم باز والوں کی نیم کھلی اور نیم بند سحر آلود آنکھوں کی شکایت ہے۔

صبح کا جھٹ پٹا وقت جب نہ پوری روشنی ہی ہوتی ہے اور نہ پورا اندھیرا نہ صاف طور پر سفیدی ہی نظر آتی ہے نہ سیاہی۔ جبکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تاروں پر نیند کا خمار غالب آجاتا ہے۔ اور ان کی روشن آنکھیں جھپکنا شروع ہو جاتی ہیں۔ سچ یہ ہے کہ یہی خواب آلود اور نیم باز نرگس فتان کی سچی تصویر ہے۔ اسی لئے یونانیوں کا اعتقاد تھا کہ دیوتاؤں کی حسین دنازنین بیٹی "ارورا" صبح کی دیوی ہے۔ جو اسوقت اپنی نیم باز آنکھوں اور خمار آلودگی کی مستانہ وضع میں برآمد ہوئے دنیا والوں کو اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ سارے عالم پر اسوقت اسکی نیم خوابی کا اثر طاری ہو جاتا ہے۔ اور وہی اپنی گلاب کی پنکھڑیوں کی سی نازک نازک انگلیوں سے اسوقت آسمان کی کھڑکی کھول دیتی ہے جس سے نکل کے اپالو اپنے سورج کے اڑن کھٹولے پر سوار ہو تا اور عالم کی سیر شروع کر دیتا ہے۔ اس وقت ان کی حسن و عشق کی حسین و ناز آفرین دیوی "وینس" (زہرہ) کی آنکھوں میں نیند بھر آتی ہے اور اس کا بیٹا "کیوپڈ" عشق کا دیوتا اپنی کمان ہاتھ میں لے کے ہر طرف عشق کے تیر برسانے شروع کر دیتا ہے۔ اور حسن پرستوں کے عالم میں شورش پڑ جاتی ہے۔ کنول کے پھول کی آنکھ کھلتی ہے۔ اور ساتھ ہی سارے نازک بدنان گلشن زیبوں اپنی نیم باز آنکھیں کھول کھول کے مسکرانا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ تو صبح کی نیم خوابی تھی مگر شام کی نیم خوابی کو دیکھیے تو اُس کا جوش و خروش کچھ اس سے بھی

بڑھا ہوا ہے۔ اس وقت آفتاب کی خمار آلود آنکھیں بند ہونا شروع ہوتی ہین - اور اُس کی آنکھ پر نیند کا پردہ پڑتے ہی دن بھر کے سوتے ہوئے ستارگان فلک آہستہ آہستہ اپنی آنکھین کھولنا شروع کرتے ہین - جن پر تھوڑی دیر تک عجب نیم خوابی کا عالم طاری رہتا ہے - اور ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارے عالم پر وہی نیم خوابی حکومت کر رہی ہے -

مگر دیکھو کہ اس شام کی نیم خوابی نے دنیا مین کیسی شورش مچا دی ہے - در و دیوار اور حجر و شجر پر ایک تماشا پیدا ہو گیا ہے - جیسے دیکھئے طیور آپے سے باہر ہوئے جاتے ہین - بیابان عشق کا سا شور و ہنگامہ مچا رکھا ہے - نہ کسی حالت پر قرار لیتے ہین اور نہ کسی جگہ پر نچلے بیٹھتے ہین اور نہ اپنی کھپچّے ہین - طیور ہی پر موقوف نہین - سارے عالم اور ساری زندہ مخلوق مین ایک عجیب شورش پیدا ہو گئی ہے - وقت کے غیر معمولی جذبات نے ہر شخص مین ایک بے اطمینانی پیدا کر دی ہے - اہل مسجد مسجدون کی طرف کنشت کے دلدادہ آتش کدون کی جانب کھنیسے والے گرجون کی سمت - اور بتون کے دلدادہ بتخانون کی دھن مین ذوق و شوق سے چلے جاتے ہین - اذان کا نعرۂ اللہ اکبر ناقوس کا پر جلال شور - گھنٹون کی پُر نغمہ صدا مین بلند ہین - اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہر طالب اپنے مطلوب کو اور ہر عاشق اپنے معشوق کو پکار رہا ہے - اور یہ سارا ہنگامہ محض اس لیے ہے کہ آسمان کی چشم نیم باز نے سارے عالم مین ہل چل ڈال دی ہے - اور وہی فتنۂ عظیم پیدا کر دیا ہے جس کی بدولت شعرا ان خوبصورت آنکھون کو نرگس فتّان کہا کرتے ہین -

---

نظم معرّیٰ

جون سنہ ۱۹۰۸ء کے دلگداز مین ہم نے نظم معرّیٰ پر ایک مضمون لکھا تھا جس مین ایک موزون ڈراما کے چند حصّہ بہ طریق نمونہ دلگداز کی سابقہ جلدون سے نقل کر کے پیش کیے تھے - اور اردو شعر و سخن کا ذوق رکھنے والون کو آمادہ کیا تھا کہ اس طرف توجہ کرین - کیونکہ یہ نظم گو اسے بعض لوگ ناپسند کرتے ہون یا بعض اُسے نظم ہی سمجھتے ہون مگر ایسی نہین ہے کہ بے پروائی سے چھوڑ دی جائے - کیونکہ بغیر اس کے اختیار کیے اردو زبان مین ڈراما کے فن کو ہرگز ترقی نہین ہو سکتی اس کے بعد ہماری نظر سے مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

ریڈر تیرنگ رامپور گزرا جس مین جناب شادان لکھنوی نے اس نظم پر بڑی قابلیت اور تحقیق سے بحث کی ہے - اور ثابت کر دیا ہے کہ اسے نثر مرجز کہنا غلطی ہے بلکہ وہ اصل مین نظم ہی ہے - اور اُردو دان پبلک کو اُن کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اُنھون ایک بڑی غلطی دور کر دی - اور اُن کی تحقیق کی بنا پر ہم اب اطمینان کے ساتھ لکھ سکتے ہین کہ یہ نثر مرجز نہین بلکہ نظم معرّی ہی ہے جس نام سے کہ دلگداز مین یہ نظم دس سال پیشتر سے یاد کی جا رہی تھی - جون سنہ ے دلگداز ملاحظہ فرمائیے متعدد قدر دانان دلگداز نے اس نظم کو بہت پسند فرمایا - اور تاکید شروع کی کہ ہم اُس ڈراما کو پورا کر دین - اور دلگداز مین نظم معرّی کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے - اُن کی خواہش کے مطابق ہم اپنے اُس فتح اندلس کے ڈراما کو بھی پورا کر دین گے - لیکن سر دست ایک نیا مختصر تاریخی ڈراما جو صرف دو سینون مین ختم ہو گیا ہے موزون کرکے نذر ناظرین کرتے ہین -

یہ ڈراما رومۃ الکبری کی تاریخ قدیم سے ماخوذ ہے - روم مین دو گروہ تھے ایک بطریق لوگ (پیٹریشین) یعنی اُمرا و معززین - اور دوسرے عوام الناس (پلیبین) ان دونون گروہون مین اپنے اپنے حقوق کے لیے اکثر نزاع رہا کرتی تھی - چنانچہ اسی جھگڑے کو دور کرنے کے لیے ۴۵۱ ق م مین وہان یہ نیا طریقۂ حکمرانی جاری کیا گیا تھا کہ دس مجسٹریٹ منتخب کیے گئے اور حکومت کے پورے اقتدارات اُن کے ہاتھ مین دے دیے گئے - یہ مجسٹریٹ وہان "ڈیسم ویری" کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے - دو ہی برس تک یہ انتظام رہنے پایا تھا کہ آپیوس قلادیوس نام ایک شریر النفس اور ہوسناک بدمعاشی سے ایک ایسا شرمناک واقعہ پیش آیا جس سے ہنگامہ ہو گیا - اور سلطنت کو ۴۴۹ ق م مین ڈیسم ویرون کے تقرر کو منسوخ کرکے پھر اپنا پرانا انتظام جاری کر دینا پڑا - وہ واقعہ کیا تھا اس کا حال ناظرین کو ہمارے اس نئے ڈراما کے پڑھنے سے معلوم ہوگا جس کا عنوان "مظلوم ورجینیا" ہے -

مظلوم ورجینیا

(۱)

فورم یعنی عدالت گاہ رومۃ الکبری مین ڈیسم ویر اپیوس کا اجلاس - اور سامنے مودّب ایک صاحب غرض مقدمہ والا مارکس کلاڈیوس کھڑا ہے -

اپیوس (کبر و نخوت سے) لڑ جھگڑ کے مدتون کے بعد اب حاکم ہے

دیں حقوق اپنے۔ کہاں آزادیاں یہ پہلے تھیں؟
پہلے میں تھا اک غریب ادنےٰ سپاہی آج ہوں
حکمرانِ روم۔ اب وہ کون ہے جو چار آنکھیں
کریگا میرے مقابل؟ یا کرے انکار یہ حکم سے؟

لانجینوس (ادب سے) ہے بجا ارشاد حضرت کا

آپیوس (زیادہ اکڑ کے) حقیقت کچھ نہیں
سامنے میرے سب ان بطریقوں کی۔ جو پہلے
ظلم کرتے۔ اور غلام اپنا سمجھتے تھے غریب
رومیوں کو۔ اب بدل ڈالوں گا میں قانون وہ
جس سے ہوتا ظلم تھا۔ اور دکھائے جاتے تھے امیر
روم کے مفلس غریبوں کو

لانجینوس گر یہی منظور
سب رعیت کو کریں ہم خیال اپنا۔ کہ جب
پیش ہو یہ مسئلہ تو ساتھ دیں سب آپ کا

آپیوس (لاپروائی سے) سب موافق مجھ سے ہیں۔ سب قائل تدبیر
میری ہیں۔ نہیں! اُٹھتے ہیں مجھ سے کیا بس؟
ہوگا جو کہہ دوں گا میں۔ تم کیا سمجھتے ہو مجھے؟

لانجینوس (مونچھوں پر تاؤ دے کے) بادشاہِ روم ہیں اب۔ سب سے برتر آپ ہیں
تو مبارک یہ عروج۔

(ورجینیا ایک خوبصورت لڑکی سامنے سے گزرتی ہے)

آپیوس (ورجینیا پر نگاہِ شوق ڈال کے) اہا! کیسی پیاری صورت ہے یہ!
کیسی گل اندام ہے! کیسی حسین و نازنین!
ماہ سیما! مہر وش! چابک خرام! اور گلبدن!

لانجینوس (ادھر دیکھ کے) کوئی لڑکی مدرسہ جاتی ہے پڑھنے کے لیے۔
جانے دیجیے۔

آپیوس کیسے جانے دون ؟ بہت بیتاب ہون!
دل مرا چھینے لیے جاتی ہے! لینا! دوڑنا!
روکنا! جانے نہ پائے!

لانجینوس یہ بُرا ہوگا حضور۔
سب بگڑ بیٹھین گے آدمی۔ اُٹھ کھڑا ہوگا فساد۔

آپیوس (سخت بیباکی سے) مجکو کیا پروا کسی کی کون ہے؟ جو سرکشی
کرنے گا؟ تم پکڑ لاؤ اسی دم اُس کو یان۔

لانجینوس گر کوئی روکے تو کیا اُس سے کہون؟

آپیوس اُف! کیا فضول
باتین کرتے ہو؟ یہ کہہ دینا کہ یہ تو بیٹی ہے
میری لونڈی کی۔ مری مملوک ہے۔ مانا نہین۔
روکنے کا حق کسے ہے؟

لانجینوس مان لے گا کون اس
جھوٹ کو؟

آپیوس (بگڑ کے) کیونکر نمانے گا؟ تمھاری باتون مین
دیر ہو جائے گی اپنے مدرسہ۔ رہ جاؤن گا
مین کلیجا تھام کے۔ جاؤ! پکڑ لاؤ! نہین
تو مین مر جاؤن گا اُس کے شوق مین۔

لانجینوس جاتا ہون مین۔
(عدالت سے نکل کے دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے)

آپیوس (خود بخود) سچ تو یہ ہے مین بڑا ہی خوش نصیب۔ اقبال مند
نیک طالع۔ ذی مراتب۔ صاحب توقیر ہون۔
اِک تو ہے ایسی حکومت۔ ایسی قدر و منزلت۔
اور ایسی شان و شوکت۔ ساتھ اُس کے یہ حسین
جب بغل مین میرے ہوگی تب زمانے مین کوئی

ثانی ہو اقبال مندی مین مرا۔ ممکن نہین -
مجھ کو کیا پروا کسی کی؟

(لانجینوس ورجینیا کو کھینچتا ہوا لاتا ہے)

لانجینوس لیجیے حاضر ہے یہ -

آپیوس (آنکھ مار کے) کون ہے؟ اور کس لیے لائے ہو اسکو؟

ورجینیا (چلاکے اور غل مچاکے) ای حضور!
مین تو اپنے مدرسے جاتی تھی پڑھنے کے لیے -
یہ زبردستی پکڑ لایا مجھے - فریاد ہے!
دوڑ و اے میرے عزیزو! اور کرو میری مدد!
پھنس گئی ظالم کے پھندے مین ہون! اور مظلوم ہون!

(ورجینیا کا چچا نیومیطوریوس اور اقیلیوس
(جسکے ساتھ اُس کی نسبت ٹھہری ہے)
(ہوئے آتے ہین)

نیومیطوریوس (طیش و غضب سے) این! بھتیجی میری!

اقیلیوس (بیتاب ہوکے) معشوقہ مری! جس سے مری
شادی ہونے والی ہے!
کس نے اسے چھیڑا؟ بتاؤ؟

نیومیطوریوس (تلوار کھینچ کے) جان لے ڈالون گا مین اُس کی اسی دم -

اقیلیوس اور مین -
خون پی لون گا اسی دم اُس کا

لانجینوس حضرت یہ تو ہے
اک مری لونڈی کی بیٹی - جس کو پیدا ہوتے ہی
ماں نے بیماری سے اپنی دے دیا تھا پالنے
کے لیے اس شخص کو - اب مین واپس لیتا ہون -
کیا کسی کو دخل اس مین؟ یہ ہے ملکیت مری -

آپیوس (نیومیطوریوس سے) کیا جواب اس کا تمہارے پاس ہے؟

نیومیطوریوس (حیرت زدہ ہوکے) بالکل غلط!
جانتا ہوں اس کو بچپن سے۔ یہ میرے سامنے
بھائی کے گھر میں ہوئی پیدا۔ وہیں پھولی پھلی
یہ ہوئی اتنی بڑی۔

آپیوس اور کچھ ثبوت اس کا بھی؟ یا
دعوی ہی دعوی ہے خالی؟

نیومیطوریوس تو ملا بھیجوں گا میں
باپ کو اس کے جو فوج روم کا سنٹورین ہے
ہے۔ وہی دے گا ثبوت۔

آپیوس اس کو بلاؤ جلد یاں۔
ایک ہفتہ میں کرے وہ آکے پیش اپنا ثبوت۔
تو رہے جب تک یہ میرے پاس

اکیلیوس (تلوار کھینچ کے) یہ ممکن نہیں!

آپیوس (دل میں ڈر کے نیومیطوریوس سے) خیر۔ تم ہی اس کو لے جاؤ۔ مگر یہ شرط ہے
یہ حفاظت سے رہے۔ اور آج کے دس روز بعد
لا کے حاضر کرو اس اجلاس میں۔ اور سامنے
پیش کروا اپنے دعوے کے ثبوت۔ اور وہ جسے
باپ اس کا ہونے کا دعوی ہے حاضر ہوکے وہ
پیش دعوے کو کرے اپنے۔ کہ اس بارے میں جو
ہوگا حق وہ ہی میرا فیصلہ بھی ہوگا۔ اور
حاضری میں تم نے غفلت کی تو اتنا جان لو
فیصلہ یک طرفہ ہو جائے گا قطعی۔ پھر مرا
حکم ناطق ہوگا جو ہو۔

ہے سپاہیوں کا افسر یا جو منصب یک، ہی رکھتا ہو۔

نیومیطوریوس — عذر ہم کو کیا بھلا؟
ہون گا حاضر لے کے سب اپنے ثبوتون کو ضرور
(نیومیطوریوس اور اپیلوس ورجینیا کو لے کے جاتے ہین)
(لانجینوس دوسری طرف جاتا ہے۔ اور عدالت برخاست)

---

(۲)

وہی مقام ہے۔ وہی اشخاص ہین۔ اور ان کے علاوہ مرقیا لونڈی بنی ہوئی معہ ورجینیوس ورجینیا کا باپ۔ اور اُسکی مان وغیرہ حاضر ہین۔

آپیوس — (لانجینوس سے) تم کو دعوی ہے کہ ہے ورجینیا بیٹی کسی
لونڈی کی جو ہے تمھاری ملک؟

لانجینوس — جی بیشک حضور۔
یہ مری لونڈی کی لڑکی ہی۔

آپیوس — ثبوت اس کا بھی کچھ
رکھتے ہو؟

لانجینوس — حاضر عدالت مین ہی خود میری کنیز
جو ہی مان ورجینیا کی۔

آپیوس — آئے میرے روبرو
اور شہادت دی۔

لانجینوس — وہ حاضر ہی۔
(مرقیا لونڈی آکے کھڑی ہو جاتی ہی)

آپیوس — تمھارا نام؟

مرقیا — مین
لونڈی ہون۔ یہ میرے آقا ہین۔ مرا نام ہی حضور

مرقیا ہے۔

اپیئس (ورجینیا کی طرف اشارہ کرکے) جانتی ہو اس کو تم؟

مرقیا جی ہاں، مری
بیٹی ہے یہ۔ جبکہ یہ پیدا ہوئی تھی اُن دنون
مین بہت بیمار اور تکلیف مین تھی۔ اِس نے
دے دیا تھا۔

(ورجینیوس کی طرف اشارہ کرکے) ان کی بی بی کو کہ پالین وہ اسے۔
دی نہین اولاد بھی اُن کو خدا نے۔ اور وہ
آرزو اولاد کی رکھتی بہت تھین۔ الغرض
لے کے پالا میری بیٹی کو۔ مگر اب کرتی ہین
اِس سے انکار۔ اور کہتی ہین کہ ہے یہ اُن کے ہی
پیٹ کی۔ مجھ سے جھگڑاتی ہین میری اولاد کو۔

اپیئس۔ اور گواہ اِس کا ہے کوئی؟

مرقیا میرے آقا ہین گواہ
اور بھی ہین جاننے والے۔ مگر وہ آج کل
روم کے باہر گئے ہین۔

اپیئس (ورجینیوس سے) ہے تمھارا کیا بیان؟
دیکھو سچ کہنا۔

ورجینیوس (برہمی سے) یہی مُردار جھوٹی ہے حضور۔

اپیئس (روک کے) گالیان مت دو! یہان تم ہو کہ وہ ہو۔ کوئی ہو۔
سب برابر ہین۔ عدالت ہے یہ۔ اور حاکم ہم ہین۔
مین نہین لحاظ کا روادار اک گھڑی کو بھی۔

ورجینیوس حضور
میرے گھر مین۔ اور میرے سامنے پیدا ہوئی۔
پھر اِسے پالا ہمین نے۔ جانتے ہین اس کو سب۔

دوست احباب - اور محلہ والے - اور کیے عزیز
سب شہادت دینے کو موجود ہین - شک بھی بھلا
اس مین ہو سکتا کسی کو ہے ! ہوئی پیدا یہ جب
لوگ جتنے خاندان کے ہین سب ہی موجود تھے -
اس کی مان - دائی (جنایا جس نے) گھر کی لونڈیان -
وہ پلایا دودھ جس نے - اور کھلائی - الغرض
سیکڑون ہی عورتین موجود تھین - جو جانتی
ہین کہ ہے ورجینیا بیٹی ہماری سب حضور
دین گی یان آکر گواہی صاف صاف

آپیوس اب تم فضول
باتین کرتے ہو - مگر اس لغو گوئی سے کہین
کام نکلا ہے ؟ بھلا دیکھا کسی نے آنکھ سے
اس کو پیدا پیٹ سے ہوتے تمھاری بی بی کے ؟

ورجینیوس دائی حاضر ہے جنایا جس نے تھا -

آپیوس کیا اعتبار
ایسی ادنے عورتون کا ؟

ورجینیوس اور بھی ہین -

آپیوس وہ بھی سب
جھوٹ بکتی ہون گی -

ورجینیوس اس سے شبہہ ہوتا نہ ہین
ہے عدالت کو نہین ہمدردی ہم سے -

آپیوس اس جگہ
سب برابر ہین - نہین ہمدردی حاکم کو کسی
سے - جو ہو بالفرض تو دونون فریقون کو اُسے
دیکھنا یکسان نظر سے چاہیے -

ورجینیوس — یہ سچ کہا!
لیکن اس بارے مین حضرت غور فرمائین ذرا۔
کون دے دے گا بھلا اپنی پیاری۔ لاڈلی۔
بیٹی کو آسانی سے ؟ جو ہے اُجالا گھر کی نور
آنکھون کی۔ ٹکڑا جگر کی۔ چھین سکیں باپ کی۔
کون سا وہ خاندان ہو گا جو اتنا ہو گیا۔
بے حمیت ہو کر چھن جانے پہ اپنی لڑکی کے
صبر کرے ؟ اور خاموشی سے ایسے ظلم کو۔
گوارا کرے ؟ ہو گی سخت خونریزی! مرا
بلوہ ہو گا! ندیان خون کی بہین گی! اور جب
ہم نہ ہون گے تب کوئی ورجینیا کو باپ اور
ان کے آغوشِ محبت سے چھڑائے گا!

اتیلیوس — نہین!
سیکڑون جانین فدا ورجینیا کے نام پر
ہون گی! مارے جائین گے اس جھگڑے مین دونو فریق!
وہ بھی جو چھینے گا! وہ بھی جس کے وہ آغوش سے
چھینی جائے گی! پھر اُس کے بعد وہ بھی جو اُسے
کھینچنا چاہے گا اپنے شوق کے آغوش مین!
کچھ نہین آسان ہے یہ!

اپیوس (بگڑ کے) — کون ہے یہ ؟ جو کہ ہے
ڈالتا میری عدالت اور حکومت پر دباؤ ؟
مجکو اندیشہ اِسی کی ذات سے بلوے کا ہے۔
اور نظر آتا فسادی ہے مجھے۔

نومیطوریوس (اتیلیوس کو روک کے) — مت بولو تم!
(اپیوس سے) — ہو نظر انصاف کی اس بارے مین۔

آپیوس (بگڑ کے)

یعنی کہ تم
غیر منصف جانتے ہو مجکو؟ لیکن مین کبھی
درگزر حق سے نہین کرتا۔ طرفداری کسی
کی کرون یہ جُرم ہے۔ اور میری نسبت یہ خیال
جو کرے توہین کرتا ہی عدالت کی۔ گوارا
یہ نہین ہو سکتا تھا ہرگز۔ مگر تقصیر اب معاف
تم کو کرتا ہون۔ گر حق سے پھرنا میرا ہے
غیر ممکن ہے۔ سنو اب فیصلہ:— میری نظر
مین سراسر زیادتی تم لوگون کی ہے۔ مرقیا
حق یہ ہے۔ تم شورہ پشتی اور اپنے زور سے
چاہتے ہو چھین لو۔ اولاد اسکی۔ اور کرو
اُسکو محروم اُسکی بیٹی سے۔ لہذا میرا حکم
ہے کہ پائے مرقیا ورجینیا کو جوکہ ہے
مستحق پانے کی اُس کے۔ اور تم سب باز آؤ
اُس کے دعوے سے۔ ہوئی گر کچھ بھی شورش تو سزا
تم کو دی جائے گی۔

ورجینیوس (رو رو کے)

اب ورجینیا کو مین کہان
اپنی پاؤن گا؟ کہان مجکو ملے گی؟ ہے ہے! ہاے!
ایسی پیاری بیٹی! یون چھن جاے! قسمت پھوٹ جاے!

ورجینیا کی مان

ہاے بیٹی! کیا خبر تھی جیتے جی تجھکو کوئی
چھین لے گا مجھسے! تیری یاد مین مین ہر طرف
سر پٹکتی۔ تنکے چنتی۔ خاک اُڑاتی! اور ہاے!
خون کے آنسو بہاتی۔ در بدر کی ٹھوکرین
کھاتی ہر جانب پھرون گی۔ اور نیاؤن کی تجھے!
گھر مین یون لٹوے بہانا!

آپیوس (ڈپٹ کے)

(خدام اجلاس سے) اب نکلو یہاں سے ان
لوگوں کو جو شور کرتے ہیں۔
(عام حاضرین میں بہت برہمی پیدا ہوتی ہے۔
اور سب لوگ رو رہے ہیں)

ورجینیوس (حسرت سے) حضور یہ بیٹی ہے
میری بیٹی مجھ سے تو ابھی جدا نہیں ہوگی ہیں
خصتی بوسہ لوں اُس کا - اور نکالوں بھڑاس جی کی
گرچہ ہیں یہ مکر کی باتیں مگر یہ ایک بار

اپیوس کے لیے تم کو اجازت ہے

ورجینیوس (خطرناک جوش و حسرت سے) میری ورجینیا
(ورجینیوس ورجینیا کو گلے لگاتا ہے - دونوں
روتے ہیں - ورجینیوس اسکی پیشانی چومتا ہے
پھر اپنے رومال سے اُس کے آنسو پونچھتا ہے)
تجھ سے رخصت زندگی بھر کے لیے - یہ آخری
تیرا ہی دیدار - مت رو! فائدہ اس رونے سے؟
جلد ہوگا خاتمہ اس رنج اور اندوہ کا -
(گلے لگاتے ہی لگائے اسے ایک قسائی کی دکان
کے پاس کھینچ لیجاتا ہے جو سامنے ہی ہے)
اب بچانے کی تجھے بے آبرو ہونے سے اے
میری پیاری لاڈلی بیٹی نہیں دنیا میں کچھ
کوئی تدبیر ایسی جو ہووے شرافت کے اصول
کے موافق - بس سوا اس کے
(دوکان سے ایک چھری جھپٹ کے
ورجینیا کے سینہ میں بھونک دیتا ہے - خون کا
فوّارہ نکلتا ہے -)

(لڑکی گرتی اور تڑپ کے جان دے دیتی ہے)

آپیوس (گھبرا کے) کیا ظالم یہ کیا؟

ورجینیوس (جان سے ہاتھ دھو کے) وہ جو کرتا ہر شریف ایسے محل پر! ہاں یہی آبرو ریزی سے بچنے کی یہاں تدبیر ہے! جس جگہ حاکم ہو ظالم! سنگدل! کم ذات! اور بدگہر! جس کو نجابت اور شرافت سے نہ ہو کچھ بھی مس! ایسی جگہ جینے سے بہتر موت ہی!

اقیلیوس (شور کر کے) اب نہیں بچنے کی عزت روم میں ماہی حق آبرو!

(بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں)

لوگ۔ (غل مچاتے ہیں) مارو! نکالو! ان ڈھمو یرون کو! جو دشمنِ عزت ہیں! ساری قوم کے بدخواہ ہیں!

(آپیوس پر ہر طرف سے یورش ہونے لگتی ہے)
(اور آخر کار وہ ڈر کے اپنا اجلاس چھوڑ کے)
(بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔)

ورجینیوس (جوش سے) لو وہ بھاگا! بزدلی ظالم کی دیکھو! جس سے صاف ہوتی ظاہر اُس کی بے ایمانی ہے۔ اچھا کہاں ہے وہ لانجینوس؟ تھا جو مدعی؟

(لوگ اُسے ڈھونڈھ کے پکڑ لاتے ہیں)

لوگ (دھمکا کے) سچ سچ بتا۔ کیا تھی یہ ورجینیا بیٹی تری لونڈی کی؟

لانجینوس میں اُس سے واقف بھی نہ تھا۔ وہ اتفاقاً ایک روز جاتی اپنے مدرسہ تھی اِس طرف سے۔ آپیوس دیکھتے ہی اُس پہ عاشق ہو گیا۔ مجھ سے کہا

تم پکڑ لاؤ اُسے - گر کوئی روکے تو کہو
بیٹی ہے یہ میری لونڈی کی - پھر اپنی چھوکری
مرقیا کو خود سکھا کے بھیجا اُس نے میرے پاس -
تاکہ اپنی لونڈی کہہ کر مین اُسے اجلاس مین
پیش کر دون -

لوگ (جوش سے) ایسا ظالم!

اقیلیوس اور کہان ہے مرقیا؟
(اُسے بھی لوگ پکڑ لاتے ہین)

مرقیا ہے، مجھ کو چھوڑ دو -

اقیلیوس (تلوار کھینچ کے) جلدی بتا تو کون ہے؟

مرقیا (سہم کے) آپیوس آقا ہین میرے - اور مین اُن کی لونڈی ہون -
جانتی بھی مین نہ تھی ورجینیا کو - اُن کے حکم
سے کیا دعوے کہ وہ بیٹی مری ہے

(مجنونانہ طیش سے) پھونک دو
اس عدالت کو! جہان ایسی دغا بازی کرا اور
ایسی بے ایمانی سے ہوتی ہو حکومت!

عام لوگ (جوش وخروش سے) ہان ابھی
پھونک دو اجلاس یہ! اور کھود ڈالو یہ مکان!
مار ڈالو سب ڈسمویرون کو! پائے تا کہ روم
اب نجات ان ظالمون کے ظلم سے اور جور سے
(فورم مین آگ لگاتے ہین اور شہر مین
بلوہ ہو جاتا ہے)

چند مختصر خیالات

آج کل مسلمانون مین تبلیغ دین کا خیال جوش پکڑ رہا ہے - دہلی اور دیگر مقامات کی

تبلیغ اسلام کی انجمنوں کے بعد اب ندوہ نے بھی اس طرف توجہ کی ہے۔ لیکن اس جوش کا اگر اسی قدر نتیجہ ہوا کہ مناظرہ کو ردّ و قدح کو ترقی دی جائے۔ اور ہر جگہ مناظرہ کرنے والے واعظین بھیجے جائیں تو اسلام کو اس سے ضرر پہونچے گا۔ بحث مباحثہ کو ایک ضمنی حیثیت سے رہنا چاہیے۔ کیونکہ صرف مناظرہ سے دنیا میں آج تک کسی مذہب کو کامیابی نہین حاصل ہوئی ہے۔

ہندوستان مین عوام الناس کا ایک بہت ہی ادنے طبقہ ہے جیسے ڈھیڑ۔ کولی۔ چمار وغیرہ۔ ان لوگون کو ہندؤن نے شودر بتا کے نہایت ذلیل قرار دیا اور مردم شماری مین چاہے انھین ہندو مین لے لین مگر دراصل وہ لوگ انھین دنیا کی تمام قومون ہی نہین تمام چیزون سے زیادہ ناپاک سمجھتے مین۔ مسلمانون نے بھی ہندؤن کی تقلید مین ان لوگون کو ویساہی ذلیل قرار دیا۔ اور گذشتہ ہزارہا سال کے زمانے مین ان لوگون کی یہ حالت رہی ہے کہ ہر سوسائٹی انھین چھوڑے ہوئے ہے۔ اور ان کے لیے ترقی کے تمام دروازے مسدود ہین۔ اور خود ان کو باور کرا دیا گیا تھا کہ وہ اپنی حد سے آگے قدم نہین بڑھا سکتے۔ عیسائی مشنریون کو جب شریف اور پڑھے لکھے ہندو مسلمانون کے عیسائی بنانے مین زیادہ کامیابی نہ ہوئی تو انھون نے ان لوگون کی طرف توجہ کی۔ اپنے مذہب مین داخل کر کے انھین ترقی دلانا شروع کی۔ ان کی اعلے تعلیم کے لیے مدارس کھولے۔ اور ان کو یقین دلا دیا کہ ان کی اصلاح سے ہندو اور مسلمان دونون عاجز ہین۔ اور صرف مسیحیت ان کے لیے ترقی کا دروازہ کھول سکتی ہے۔ اسکے ساتھ مسیحیت ان کی نظر مین اتنی آسان دکھائی گئی کہ وہ بغیراپنی رسمین چھوڑے۔ بغیر وضع و حالت کے بدلے۔ اور بغیر اس کے کہ انھین اپنی کوئی بات بھی چھوڑنی پڑے وہ عیسائی ہو سکتے ہین۔ ان دو باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ان ادنے اقوام کے جوق جوق عیسائی ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور ساتھ ہی اپنا سوشیل پوزیشن بھی بڑھا رہے ہین۔ اس طریقہ سے مسیحیت نے ہندوستان کی ساری زمین کے نیچے گویا باروت بچھا رکھی ہے جو عنقریب مشتعل ہو گی اور یک بیک نظر آئے گا کہ صرف چند مدعیان شرافت تو ہندو مسلمان ہین باقی ہندوستان کی ساری عام رعایا عیسائی ہے اور انھین کے ہاتھ مین مجارٹی ہے۔

ہندو پولیٹیکل حقوق کے لیے لڑ رہے ہین ایجیٹیشن کا جوش دکھا دکھا کے باغی و سرکش سے بنے مین مشغول انھون نے ان حقوق کے حاصل کرنے کے لیے اپنا بہت سا روپیہ اور اپنی جانین

رہی ہین۔ اور ہم ملنے لیتے ہین کہ یہ مطلوبہ حقوق ان کو مل بھی جائین گے۔ لیکن ملنے کے بعد جب مجالس کی عیسائی عدد کی ہوئی تو وہ سب حقوق انھین کے ہاتھ مین چلے جائین گے۔ اور وہ اُن ہی غلامی مین آئے رہ جائین گے جیسے آج کل مسلمان غُل مچا رہے ہین کہ ہمین جداگانہ حقوق دیئے جائین ورنہ نیشنل کانگرس ہمین پیس ڈالے گی۔ عیسائی نہایت متانت خاموشی اور اطمینان سے ان تحریکون کو دیکھ رہے ہین۔ کیونکہ جانتے ہین کہ یہ پکی پکائی ہانڈی ہمارے ہی ہاتھون مین آنے والی ہے۔

اگر اپنی فلاح چاہتے ہین تو ہندو مسلمان دونون کو کوشش کرنی چاہیے کہ ذات اور چھوت کے جھگڑے مٹائے اِن ادنے پیشہ والون کو اپنے گروہ مین لین اور انھین عیسائی ہونے سے روکین۔ ورنہ جو وقت آنے والا ہے اُسوقت نہ یہ مذہبی مناظرے کام آئین گے۔ نہ یہ سوشل اصلاحین فائدہ پہونچائین گی۔ اور نہ اِن پولیٹکل تحریکون سے کچھ ہاتھ آئے گا۔

مسلمان عیسائیون کے بمقابل افریقہ مین کامیاب ہین (جس پر مشنریون کی دنیا مین ہل چل پڑی ہوئی ہے) اور ہندوستان مین ناکام۔ ہماری انجمن تبلیغ اسلام کو پہلے اس راز کا پتہ لگانا چاہیے کہ وہان کیون کامیابی ہے؟ اور یہان کیون ناکامی؟ اِس کا اصلی سبب یہ ہے کہ مسلمانون نے ہندوستان مین رہ کے ہندوؤن کی ذاتون کی تفریق سیکھ لی ہے۔ اور اُخوت اسلامی کو ترک کر کے ایک دوسرے کو بلحاظ ذات اور قومیت اپنے سے ذلیل و حقیر تصور کرنے لگے ہین ایک شریف سے شریف ہندو بھی اگر مسلمان ہو جائے تو اُسے کسی شریف گھرانے کی بیٹی نہین مل سکتی۔ بلکہ شریف درکنار کوئی ادنے درجہ کا مسلمان بھی معزز سے معزز نومسلم کو نہ اپنی برادری مین لے گا اور نہ اپنی بیٹی دے گا۔ آپ جب لوگون کو مسلمان بنا کے اُن کی برادری سے چھڑا لیتے ہین اور اپنی برادری مین لیتے نہین پھر کسی کے مسلمان ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ یہی کمی افریقہ کے واعظین اسلام مین نہین اور ہندوستان کے واعظین مین ہے۔

اگر ہماری انجمنون کو سچی محبت اور تبلیغ دین کا دلی شوق ہے تو پہلے مسلمانون کی اس قومی تنگ خیالی اور اس عصبیت جاہلیت کو توڑین۔ نومسلمون کو اُسی طرح اپنی برادری مین

یعنی جس طرح صحابۂ کرام لیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد دیگر مذاہب کے لوگون کو اپنے دین کی طرف بلائین اور دین کے پیش کرنے سے پہلے اپنی اخوت دینی کو پیش کرین اور کہین کہ مسلمان ہوتے ہی ہم تم ایک ہین۔ ہماری بیٹی تم لو اور اپنی بیٹی ہم کو دو۔ دین داری کی یہ سمی وضع اختیار کرنے کے بعد آپ تبلیغ دین کرین اور دیکھ لین کہ دنیا کا کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ نہین کر سکتا

اور بغیر اس کے صرف مناظرے سے ہمارے خیال مین سوا اس کے کہ دین کو اور نقصان پہونچے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور ہم اس تحریک کے سخت مخالف ہین۔ کیونکہ اسلام ہی تجدد کی چار دیواری میں داخل ہون گے تو جھگڑے سے فساد کا بازار ہر جگہ گرم ہو جائے گا۔

چند جدید مطبوعات

جلستان مع سنبلستان ۔ سعدی شیرازی کی گلستان کا عربی ترجمہ نظم کا نظم مین اور نثر کا نثر مین۔ علامۂ خواجہ جبرائیل افندی بن یوسف مخلع رومی نے جو اسکندریہ مین خدیو مصر کے دفتر کے میر منشی تھے بڑی فصاحت و خوش اسلوبی سے کیا تھا اسی پریس لکھنؤ نے اسے بڑی صحت و عمدگی کے ساتھ مع ایک سلیس و با محاورہ اردو ترجمہ کے جس کا نام سنبلستان رکھا گیا ہے طبع کیا ہے یہ کتاب ہر حیثیت سے نہایت پاکیزہ اور ان لوگون کے لیے ضروری ہے جو عربی زبان سیکھنا چاہتے ہون تو یقیناً ضرور منگوائین۔ قیمت فی جلد ۱۲ آنہ

مفید المفتی ۔ فتوے دینے والون کی رہبری کے لیے نہایت ہی مفید رسالہ جو نہایت درجہ مختصر مین (۲۴) صفحون پر ختم ہو گیا ہے مولوی عبد الاول جونپوری نے تالیف فرمایا ہے جس مین علم فقہ کی مختصر کیفیت و حالت اور اس کے چند قواعد و فوائد کے ساتھ مستند علمائے حنفیہ اور مستند و متداول کتب فقہ حنفیہ کے مختصر حالات درج کر دیے گئے ہین۔ کتاب اپنی نوعیت مین نئی اور بہت اچھی ہے۔ قیمت ۲ آنہ

یہ دونون کتابین قاری محمد عبد الولی صاحب سے "دفتر البیان محلہ محمود نگر لکھنؤ" کے پتہ پر مراسلت کرکے طلب کی جا سکتی ہین۔

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

نہایت مشہور و مستند لٹریری ماہوار رسالہ جو مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں مدت دراز سے شائع ہو رہا ہے جس نے اپنی گذشتہ زندگی میں اردو کو بہت کچھ ترقی دلائی اور اب تک اسی دھن میں لگا ہوا ہے جدت طرازی، ادبی اور نازک خیالی کے اعلیٰ ترین نمونے۔ تاریخی و سیرت کے محققانہ مضامین۔ نہایت لطیف و دلچسپ الفاظ میں ادا کیے جاتے ہیں۔ نظم معریٰ جس سے اردو زبان اب تک ناآشنا تھی اسی کی نئی انوکھی اور دلپسند پیداوار ہے۔ اگر یہ شان دیکھنی ہو تو اس رسالہ کی ضرور قدر کیجیے۔ کیونکہ اس کی قدر کرنا اپنی مادری اور قومی زبان کی خدمت کرنا ہے۔ قیمت کچھ نہیں صرف ایک روپیہ سالانہ معہ محصول ڈاک۔ علاوہ ازیں ہر سال پر ایک نیا دلچسپ ناول جو ۱۰۰ صفحوں سے کم نہ ہوگا خریداروں کی نذر کیا جائے گا۔ ایسی قومی اور لٹریری خدمت پر اور اس کے ساتھ ایسے دلچسپ مشغلہ کے معاوضہ میں سال میں ایک روپیہ صرف کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ جلد اجازت دیجیے کہ سنہ ۱۹۱۰ء کے تمام شائع شدہ پرچے جناب کی خدمت میں عہ کی وی پی روانہ کر دیے جائیں۔

الملتمس

محمد فاروق منیجر دلگداز

لکھنؤ۔ کٹرہ بزن بیگ خاں

تصانیف شرر کے نئے لائبریری ایڈیشن

پبلک کی عام توجہ دیکھ کے اور نیز ملک کی علمی خدمت بجا لانے کی غرض سے دفتر دلگداز نے تین چیزوں کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(۱) یہ کہ نئے تاریخی ناولوں کا ایک سلسلہ جاری کر دیا جائے جن کے ذریعہ سے قدیم الایام کی تمام قوموں کی تاریخ و معاشرت اردو داں پبلک کے پیش نظر ہوتی رہے۔

(۲) یہ کہ عمدہ عمدہ تاریخیں بہم یا تصنیف کر کے وقتاً فوقتاً شایع کی جائیں۔

(۳) یہ کہ لائبریری پرانے ناول نظر ثانی اور اصلاح وغیرہ کے بعد اسی سابقہ قیمت پر فروخت کیے جایا کریں۔ اس لیے کہ ان کتابوں کو غلط اور نہایت ہی خراب چھاپ کے اہل مطابع نے بالکل خراب کر ڈالا ہے۔

یہ تینوں قسم کی کتابیں ۲۰ × ۲۶ پیمانے کے ولایتی چکنے کاغذ پر شایع کی جائیں گی۔ اور مجلد اور غیر مجلد دونوں طرح کی تیار رہیں گی۔ قیمت پرانی کتابوں کی وہی رہے گی جو اب ہے۔ اور نئی کتابوں کی قیمت بھی زیادہ نہ رکھی جائے گی۔ ہاں مجلد کتابوں میں اصل قیمت پر ۱۲ر کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

جو حضرات ان کتابوں کی قدر دانی فرمائیں وہ فوراً اجازت دے دیں کہ ہر کتاب کے تیار ہوتے ہی پہلے انہیں اطلاع دے دی جائے۔ اور اس کے ایک ہفتہ بعد بلا انتظار جواب وہ کتاب ان کی خدمت میں وی پی بھیج دی جایا کرے۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ فی الحال سال میں تین چار کتابوں سے زیادہ نہیں شایع ہو سکیں گی۔

جناب کی سہولت کے لیے اس اشتہار کے ساتھ دو فارم پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک خریداری دلگداز کے لیے۔ اور ایک ان نئی کتابوں اور نئے لائبریری ایڈیشن کی خریداری کے لیے۔ اگر جناب دلگداز اور کتابوں دونوں کو لینا پسند فرماتے ہوں تو دونوں فارموں کی ورنہ ان دونوں میں سے جس چیز کی طرف توجہ ہو اس کے فارم کی خانہ پری کریں اور اپنے دستخط سے مزین فرما کے بذریعہ ڈاک دفتر دلگداز میں بھیج دیں۔

خاکسار محمد فاروق منیجر دلگداز

لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

(ان دونون یا ان مین سے ایک کی خانہ پُری کرکے روانہ فرمائیے)

از جانب -

(پتہ صاف خط مین) - - - - - - - - - - - - - -

بنام منیجر دلگداز - لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

جناب من - تسلیم

مین رسالہ دلگداز کی خریداری قبول کرتا ہون - رجسٹر دلگداز مین میرا نام درج کیا جاے - اور سنہ ۱۹۱۰ ع کے تمام شایع شدہ نمبر ۱عہ پر وی - پی بھیج کے میرا حساب جنوری سنہ الیہ سے قائم کیا جاے - والسلام

دستخط

مورخہ سنہ ۱۹۱۰ ع

از جانب -

(پتہ صاف خط مین) - - - - - - - - - - - - - -

بنام منیجر صاحب دلگداز لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان

جناب من - تسلیم

مین مولانا شرر کے جدید و قدیم تصانیف کی قدر کرتا ہون - ہر نیا ناول اور ہر نئی تاریخ جو اُن کی تصنیف ہو - یا اُن کے پُرانے ناولون کا ہر نیا لائبریری ایڈیشن جب تیار ہو تو اُس کی ایک کاپی مجلد و غیر مجلد (جو منظور ہو اُسے برقرار رکھ کے دوسرے کو کاٹ دیجیے) ایک ہفتہ پہلے اطلاعی کارڈ بھیج کے بلا انتظار جواب میرے پاس وی - پی بھیج دیا کیجیے - اور میرا نام اُن تمام کتابون کے خریدارون کی فہرست مین درج فرما لیجیے -

آپ کا دوست (دستخط)

مورخہ سنہ ۱۹۱۰ ع

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) جنید بغدادی (سلسلہ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادی کے حالات زندگی آپکی تعلیمیں آپکا تصوف اور آپکے شغل اشغال۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۲) ابوبکر شبلی سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب حضرت ابوبکر شبلی کے حالات ایکا جوش و حالت آپکا جذب و شوق

(۳) تاریخ سندھ نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک مستند طریقوں سے دی انگریزی مورخین کی تغلیط اور اسکا بیان کہ فاتحین عرب نے ۔ ۔ ۔ کیا کیا ۔ دو جلدیں۔

جلد اول کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

جلد دوم کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۴) حروب صلیبیہ صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کے لیئے مسلمانوں اور عیسائیوں میں رہیں مشہور و مستند انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جس میں عربی مستند تاریخوں سے ۔ ۔ ۔ کے نوٹس اضافہ کیئے گئے ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۵) حسن بن صباح بانی فرقہ باطنیہ کے حالات زندگی تعلیمیں اسکا سلسلہ قتل اور اسکے سرکیش فدائی ۔ ۶؍

(۶) خواجہ معین الدین چشتی حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات ۔ ۶؍

(۷) تاریخ بغداد مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدائی بنیاد سے زوال و پامالی کے زمانے تک قیمت ۔ ۶؍

(۸) افسانہ قیس عاشق لیلیٰ مجنوں عامری کے صحیح حالات ۔

(۹) ملکہ زنوبیہ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربی النسل شہزادی کے حالات زندگی قیمت ۔ ۴؍

(۱۰) الحکم الرفاعیہ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے رسالہ کا ترجمہ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳؍

(۱۱) آغا صاحب مرزا آغا علی خان بہادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۱۲) رفع النقاب مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے ثبوت میں لاثانی مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ ۳؍

تاریخی ناول

(۱۳) فلپانا مولانا شرر کا سب سے پہلا تاریخی ناول جس میں عرب پر صحابہ کرام کا عہد حضرت عثمان غنی کا دور صحابہ کی پاکبازی نیک نفسی سچی شجاعت اور سچا ایثار نفس شاہزادی فلپانا اور عبداللہ بن زبیر صحابی کی دینی جوش اور مذاق۔ اور اعلیٰ نتیجہ ہر حیثیت سے یہ ناول نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۱۴) ماہ ملک مولانا شرر کا سب سے نیا اور اچھوتا ناول جس میں دست غور کے عروج و نشو ونما سلطان غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے اور اس ملک کی معاشرت سلطان کی بیٹی شاہزادی ماہ ملک کے حالات کمالات ناول کے رنگ میں عجیب الفاظ میں اور خوبصورت عنوان سے دکھائے گئے ہیں قیمت ۸؍

(۱۵) یوسف و نجمہ کامل جگ بیتی نہیں آپ بیتی ہے

گیا موثر ہے کہانی میری ۔ ۔ ۔ اور پھر وہ بھی زبانی میری

اسکے چند ناتمام اوراق ملک میں چھپے ہوئے تھے جو بڑی قدر کے ہاتھوں لیے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اسمیں جو لطف پیدا ہو گیا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول ۔ عہ

(۱۶) شوقین ملکہ یہی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات ایلینر ملکہ فرانس کی عشقبازیاں مردوں کے پہلو میں زنانہ کیمپ رزم کے ساتھ ساتھ بزم مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدہ لیڈیوں کی جانستانی دلبری و سحر آفرینی۔ نہایت مزے کا ناول قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۱۷) فتح اندلس اسپین پر عربوں کا حملہ جولین حاکم سبتہ کی بیٹی آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بےعزتی اور مجاہدین اسلام کی تلوار وں سے اسکا انتقام ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے سچے واقعات میں کیسی جان ڈالدی ہے از سر نو طبع قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۱۸) مقدس نازنین ایک نازک کا دانہ جس میں مقتدائے دین بنے ہوتا اور آخر پوپ ۔ ۔ حضرت مسیح کا جانشین منتخب ہو جانا مسند پاپائی پر وضع حمل مسیحیوں میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے اسکی جانبری ۔ ۸؍

(۱۹) فلورا فلورنڈا۔ سپانیہ عظمیٰ کے عہد خلافت آل مروان مین عیسائیون کی حالت انکا احمقانہ تعصب و مجنونانہ جوش شہادت۔ ایک مسلمان لڑکی کو بہکا کے خراب کرنا۔ اور اس عزائم کا حیرت خیز اور عبرت ناک انجام ۔ ۸؍

(۲۰) ملک العزیز ورجینا۔ تیسری صلیبی لڑائی یعنی رچرڈ کوئین لن اور سلطان صلاح الدین اعظم کی دلی انصار اور معرکہ کارزار عشق اور اسکے ساتھ مجاہدین جوش۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸؍

(۲۱) ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی دو تاریخی لڑائیان۔ عرب کے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار شاعری اور معرکہ آرائی صحرا کا عشق اور نخل کا عشق دونون شاہزادیان اور دو شجاع نوجوان۔ دربار بنی غسان۔ دربار بنی نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویرین۔ اور شیرین و مریم کی سرگذشت دو جلدین۔

جلد اول کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸؍

جلد دوم کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۸؍

(۲۲) فردوس بریں۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول فرقہ باطنیہ حشیشین اور انکے سرکیف مدائی جنت جس کی بلاد اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر۔ اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفہ الٰہی اور انکا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ۔ اس سلسلہ کا انکشاف کہ ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اس ناول کا جواب کسی دوسری زبان مین بھی نہین مل سکتا۔ قیمت ۔ ۔ ۔ عہ

(۲۳) حسن انجلینا۔ روس و روم کی لڑائی۔ ایرانیون اور ترکون کی چشمک اور اسکا انجام مگر آخر مین نفاق اتحاد اور خاتمہ بالخیر۔ قیمت ۔ ۸؍

(۲۴) منصور موہنا۔ ارض سندھ مین ایک انصاری خاندان۔ اگلے فتوح عرب کی یادگار۔ اسکی تباہی و کیفیت محمود غزنوی کی مدت۔ انکا سنبھلنا اور عشق کی نہایت دلکش تصویرین مسلمان بچانے کے آگے مسلمان فقرا اور اسلام کے داعی ۸؍

(۲۵) شہید وفا۔ غرناطہ اور سپین کے عہد اسلام کی آخری تصویر اور اسکا ناول۔ ایک سچے بہادر وغیور عاشق کا راستبازی پر جان دے دینا یا بتیا یا عشق سرشتہ اندوہ کی سچی تصویر یہ ناول نہین نثر اردو مین ایک لدونی ڈراما ہے۔ عہ

(۲۶) درگیش نندنی۔ بنکم چند چٹرجی کے اس نام کے ایک ناول کا ترجمہ جو اردو مین نہایت مقبول ہوا۔ اکبر کا دور اور پٹھانون کی حکومت کا زوال۔ قیمت ۔ ۸؍

(۲۷) دلچسپ۔ مصنف کا پہلا زور قلم۔ عشق اور اسکی بنیا بیان۔ دو حصے

حصہ اول کی قیمت ۔ ۶؍

حصہ دوم کی قیمت ۔ ۸

(۲۸) دلکش۔ مطالب علمی اور عشق نہایت پیاری اور پاکیزہ زبان۔ دو حصے

حصہ اول کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۶

حصہ دوم کی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۶

(۲۹) آغا صادق کی شادی۔ لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک بامذاق تصویر کسی دلہن کے ساتھ احمد کی گڑی محمود کا کسی غیر شہر مین شادی کرو تو سوچ سمجھ کے کرو۔ ۱۰

(۳۰) بدالنسا کی مصیبت۔ نہایت پاکدامن پردہ نشین بیبی کے سفر مین پیا ہونکا بدنجانا۔ اور اسکا انجام۔ قیمت ۔ ۲

(۳۱) میوہ تلخ۔ ایک نہایت عجیب ناول۔ رضامندی اور نارضامندی کی شادیان۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دلگداز اور اتحاد کی جلدین

(۳۲) جلد دلگداز ۱۸۹۸ء مکمل بارہ پرچے۔ قیمت ۔ ۸؍

(۳۳) جلد دلگداز ۱۸۹۹ء دلگداز کے وہ سب پرچے جو ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۰ء مین شائع ہوئے (بارہ پرچے) ۔ ۸؍

(۳۴) جلد دلگداز ۱۹۰۱ء مکمل بارہ پرچے قیمت ۔ ۸؍

(۳۵) جلد دلگداز ۱۹۰۲ء مکمل بارہ پرچے قیمت ۔ ۸؍

(۳۶) جلد دلگداز ۱۹۰۳ء وہ سب پرچے جو ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء مین شائع ہوئے (بارہ پرچے) قیمت ۔ عہ

(۳۷) جلد اتحاد بابت ۱۹۰۰ء یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا جس مین مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہیں جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانون مین اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کیجاتی تھی۔ ۲۲ رسالہ قیمت ۔ ۸؍

المشتہر محمد فاروق مینیجر دلگداز
کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ

تاریخی ادبی رسالہ ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر ۹ — جلد ۱۵

بابت ۲۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

باڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

باہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

محلہ اکرم دہ بزن بیگ خان سے دلگداز پریس میں چھپ کر

شائع ہوا

قیمت سالانہ مع محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

دلگداز! دلگداز!! د[illegible]از!!!

[illegible] سے مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں نکل رہا ہے مضامین بہت [illegible] کسی [illegible] کی [illegible] ہیں جو دلچسپ [illegible] ہیں [illegible] آپ [illegible] کی وجہ سے ادبی [illegible] مولانا شرر کے دو میں ناول [illegible] تصانیف خدا کا [illegible] شائع ہو رہے ہیں [illegible] ناظرین [illegible] ناول وغیرہ کے شائق ہوں وہ [illegible] اطلاعی کارڈ [illegible] ایک [illegible] جس [illegible] ختم سال پر [illegible] [illegible] قیمت [illegible] محصول

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز لکھنؤ واقع گڑھ بزن بیگ خان

کارخانہ [illegible] لکھنؤ کا عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھیں!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور [illegible] افسوس [illegible] عطر ہو وہ [illegible] لکھنؤ میں ملتا ہے کیونکہ [illegible] کی [illegible] نوکر [illegible] کے ہاتھ [illegible] ذیل فصل کا خمیازہ ان [illegible] ہی کو اٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگواتے اور [illegible] خریدنے پر مجبور ہیں [illegible] [illegible] کی [illegible] کا مال [illegible] یہ عام خرابیاں دیکھ کے ہم نے اپنے [illegible] کیا ہے [illegible] صاحب [illegible] [illegible] اعلی درجے کے تیل وغیرہ خاص [illegible] اہتمام کر کے [illegible] مال بھی [illegible] کے [illegible] روانہ [illegible] اچھا اور [illegible] اطمینان [illegible] کیا ہے عطر کے [illegible] اچھا ہی منگوا کے [illegible] ہمارے [illegible] اچھا عطر [illegible] ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے:

عطر حنائی تولہ [illegible]	عطر گل حنا فی تولہ [illegible]	عطر [illegible] فی تولہ [illegible]
عطر موتیا [illegible] ۱۲	عطر مٹی [illegible] ۱۲	عطر سہاگ [illegible] ۱۲
عطر چنبیلی [illegible] ۱۲	عطر [illegible] ۱۲	عطر [illegible]
عطر کیوڑا [illegible] ۱۲	عطر گلاب [illegible] ۱۲	عطر [illegible]
عطر خس [illegible]	عطر [illegible]	عطر مخلوط [illegible]
عطر فتنہ [illegible] ۱۲	عطر سیوتی [illegible]	عطر [illegible]
عطر چمپا [illegible] ۱۲	عطر [illegible]	روح خس اصلی [illegible]
عطر مولسری [illegible] ۱۲	عطر [illegible]	روح باندی اصلی [illegible]
عطر [illegible] ۱۲	عطر برگ حنا [illegible]	عطر ناگیسر اصلی [illegible]
عطر راحت روح [illegible]	روح گلاب [illegible]	عطر [illegible] (ڈاک [illegible])
روغن چنبیلی فی سیر [illegible]	عرق گلاب فی بوتل [illegible]	قوام تمباکو [illegible] روپیہ ۲ تولہ
روغن بیلا فی سیر [illegible]	عرق کیوڑا فی بوتل [illegible] ۱۲	قوام تمباکو فی روپیہ ۳ تولہ
روغن کیوڑا فی سیر [illegible]	زردہ کی نئے تمباکو کی بنی ہوئی معطر	گولیاں تمباکو مدور فی روپیہ ۳ تولہ
روغن حنا فی سیر [illegible]	پتی فی سیر [illegible]	(محصول ڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہوگا)

آپکا خادم محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ گڑھ بزن بیگ خان

... پارنیاندرا کا ہندوستان

... مفاصل ... بھی ...
... پہونچکے ...
... ان کے
... دن کا طریقہ یہ ہے کہ جس کے
... کہ دیا ... ڈال دیتے اور اسے دھمکاتے ہیں
... لوگوں سے جب تک مطلوبہ رقم کے
... علاج نہیں ہے۔ کوئی اس کا دوست یا خود ملک کا
... کیا جاتا ہے لوگ ... دار ... کی پروا نہیں
... کوئی ... پاس ... بڑھے اس شخص
... کسی شخص کے پیچھے پڑ گئے پھر کسی کی مجال
... شخص کو اپنی جان کا خوف
... کوئی ... ہی نہیں ... ہوا ہے۔ وہ شخص جہیں
... بیٹھا ... مطلوبہ رقم جہاں ...
... اور اپنی جان پھر آتا ہے۔ جب تک رقم نہیں ملتی یہ لوگ
... یہاں ... کھڑے رہتے ہیں۔ وہ کھاتا پیتا یا جو کام کرتا ہے ان
... پہنچتی ہیں۔ جب رقم مل جاتی ہے تو مزدور ... لدوا کے اپنے
... ہیں۔ اور جب تک آدمی روپیہ گھر پہونچا کے واپس نہ آجائے اُسے

اُسی طرح جھریون مین گھیرے بیٹھے رہتے ہین - اور اپنا پورا اطمینان کر لینے کے بعد اُس کا پیچھا چھوڑتے ہین -

محمد بن مسلم سیرافی جو کچھ اوپر بیس سال تک مقام تھانہ مین مقیم رہا تھا اُس نے بلاد سندھ کا سفر کیا تھا - اور یہان کے لوگون کے حالات و معاملات سے بخوبی واقف تھا مجھ سے کہتا تھا کہ ایکبار اس قسم کے بارہ سُنڈچڑے شہر صیمور اور تھانہ مین آئے - اور ہندو تاجرون مین سے ایک شخص کو گھیر لیا - جس شخص کو انھون نے گھیرا وہ تو چندان دولت مند نہ تھا مگر اُس کا بڈھا باپ بڑا مالدار تھا - اور اُس کا اکیلا یہی ایک بیٹا تھا - سُنڈچڑھون نے آتے ہی اُس کے گھر پہ آ کے پکڑا اور دس ہزار اشرفیان طلب کین - چونکہ باپ پر یہ رقم گران نہین گزر سکتی تھی اسلیے بیٹے نے آ کے خبر کی کہ مجھے سُنڈچڑھون نے پکڑ لیا ہے اور اتنی رقم مانگتے ہین - آپ ہی دستگیری کیجیے گا تو اس آفت سے چھٹکارا نصیب ہوگا - باپ نے آ کے سُنڈچڑھون کی خوشامد کی کہ مجھ سے ایک ہزار اشرفیان لے لو - مگر اُنھون نے سماعت نہ کی اور کہا دس ہزار اشرفیون سے ایک کوڑی کم نہ لین گے - تب وہ بڈھا راجہ کے پاس دوڑا گیا - اور اُس سے ساری کیفیت بیان کر کے کہا "یہ تو بڑی خرابی ہوئی - یہی حال ہے تو آپ کے ملک مین کوئی کیسے رہے گا؟" راجہ نے کہا "ہم اس کا کیا بندوبست کرین؟ اگر ذرا بھی بولین گے تو وہ لوگ تمھارے بیٹے کو مار ڈالین گے - اُن لوگون کو پکڑ کے سزا دینا امکان مین ہے - اور مین دے سکتا ہون - مگر اس سے تمھارے بیٹے کی جان نہین بچ سکتی - اور افسوس یہ ہے کہ یہی تمھارا ایک بیٹا ہے" بڈھے نے کہا "چاہے جو کچھ ہو مگر مین بیٹے کے لیے فقیر و محتاج نہین ہو سکتا - حضور اُس مکان کے گرد لکڑیون کا ڈھیر لگوا کے آگ لگا دین - کہ وہ سب کے سب مکان کے جل مرین" راجہ بولا "اس طرح تو تمھارا لڑکا بھی جل جائے گا اور اُس کے ساتھ تمھاری بی بی بھی جل کے خاک ہو جائے گی جو اُسی مکان مین اپنے بیٹے کے ساتھ ہے" بڈھا بولا "جل جائین کوئی مضائقہ نہین" الغرض راجہ نے اُسی کی تدبیر پر عمل کیا - اُس کے مکان کے گرد لکڑیون کا انبار لگا کے آگ لگا دی گئی - اور مکان سمیت اُس کی بی بی بیٹے اور سارے مال و اسباب کے جل کے خاک ہو گیا -

در اسی میں وہ منہ چڑھے بھی جل گئے۔ ع۵

بلاد ہند اعلیٰ (شمالی) میں بڈھوں اور بڑھیوں کے زندہ جلا دینے کا رسم آج تک باقی ہے۔

مادہب (سراندیپ) اور زابج (جاوا) کے راجاؤں کے دربار میں لوگ چار زانو بیٹھا کرتے ہیں۔ اور اس نشست کے خلاف کسی اور وضع میں بیٹھنا آداب شاہی کے بالکل خلاف ہے۔ اس نشست کو یہاں والے اپنی زبان میں [illegible] کہتے ہیں۔ مسلمان تاجر جو ان درباروں میں جائے اُنھیں بھی اس کی پابندی کرنا پڑتی تھی۔ اتفاقاً ایک راجہ کے دربار میں جس کا نام [illegible] (زیریں عالم) تھا۔ ایک مسلمان ناخدا گیا جو "چھوٹو کوتاہ" کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ وہ اُس کے دربار میں پہونچا۔ اور اُسی ایک وضع میں بیٹھے بیٹھے اُس کے پاؤں درد کرنے لگے۔ چنانچہ اُس نے آپ ہی آپ یہ تذکرہ چھیڑا کہ "عمان میں ایک خاص قسم کی مچھلی ہوتی ہے جو برکند کہلاتی ہے۔ اور وہ اتنی لمبی ہوتی ہے"۔ یہ کہہ کے مچھلی کے طول کا اندازہ بتانے کے لیے اُس نے اپنا ایک پاؤں پھیلا دیا۔ اور گھٹنے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ پھر دوسرا پاؤں پھیلا کے اُسے گھٹنے کے قریب پکڑا اور "مار ولقص ان کی [illegible] ہوتی ہیں"۔ اُس کی یہ حرکات دیکھ کے راجہ متحیر ہوا۔ اور اہل دربار سے پوچھا "اس وقت مچھلیوں کا کون سا ذکر تھا؟ اس کی اس حرکت میں کوئی بات ضرور ہے"۔ وزرا نے عرض کیا "حضور یہ بوڑھا اور ناتوان شخص ہے۔ درباری وضع میں بیٹھے بیٹھے پاؤں دکھ گئے تو پاؤں سیدھے کرنے کے لیے اس نے یہ بہانہ پیدا کر لیا"۔ یہ سن کے راجہ نے کہا "مسلمان لوگ ہماری اس نشست کے عادی نہیں ہیں۔ لہذا آیندہ دربار کی اس قید سے مسلمان تاجر معاف اور آزاد کیے جاتے ہیں"۔ چنانچہ اب یہ معمول ہے کہ مسلمان لوگ ان راجاؤں کے دربار میں جس وضع سے چاہیں بیٹھتے ہیں۔ ع۵

ہندوستان کے عابدوں اور زاہدوں کی کئی قسمیں ہیں۔ اُن میں سے ایک گروہ "بیکور" کے لقب سے مشہور ہے۔ یہ لوگ دراصل سراندیپ کے

ع۵ عجائب الہند۔ صفحہ ۱۵۱ - ۱۵۲ - ع۵ ۱۵۴-

رہتے والے ہیں - اور اہل اسلام سے نہایت ہی اُنس و محبت رکھتے ہیں - [illegible] کے موسم میں یہ لوگ بالکل ننگے مادرزاد رہا کرتے ہیں - سر اس [illegible] جیا [illegible] کا [illegible] اثر [illegible] عمدہ [illegible] کر [illegible] انھی [illegible] کو [illegible] معاش و غیرہ کی [illegible] بیان [illegible] ہیں - ان [illegible] شہر [illegible] ہوتے ہیں - لوگ [illegible] پنڈے میں [illegible] مونچھوں کے بال [illegible] کرتے - بعض بعض ناخن بھی [illegible] ہیں - اور عبرت حاصل [illegible] کی [illegible] انسان کے کاسہ سر میں کھاتے پیتے ہیں -

اہل سرندیب [illegible] کا [illegible] صلعم کے حالات [illegible] ہوئے تو [illegible] آدمی کو [illegible] بھیجا [illegible] آپ [illegible] کر آئے [illegible] آپ کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں - اس شخص کو مدینہ طیبہ تک پہونچنے میں دیر ہوئی - اور جب پہونچا ہے آپ سفر آخرت فرما چکے تھے - ابوبکر صدیقؓ نے بھی دور خلافت [illegible] کر کے عالم آخرت کو آراستہ کیا تھا - اور حضرت عمرؓ مسند آرائے خلافت تھے - اُس شخص نے حضرت فاروقؓ کے سادہ دربار میں حاضر ہو کے جناب رسالت مآب کے حالات دریافت کیے - اور کُل باتیں معلوم کر کے واپس آیا - مگر مکران تک پہونچا تھا کہ راستہ میں مر گیا - اُس کے ہمراہ ایک ہندو لڑکا تھا جو اُسے خاک مکران کے سپرد کر کے سرندیب میں واپس آیا - اُس نے یہاں آ کے حضرت عمرؓ کی تواضع و انکسار آپ کی وضع و قطع اور آپ کے لباس کے حالات لوگوں سے بیان کیے - اور کہا کہ آپ گدڑی پہنتے ہیں مسجد میں سوتے ہیں الغرض یہی حالات سُن کے یہاں والوں کو مسلمانوں سے اُنس ہو گیا ہے -

اہل ہند کے نزدیک شراب عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کو حرام ہے - مگر بعض لوگ چھپ کے پیتے ہیں ع۵ -

---

ع۵ صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶ -

چوری ہندوؤں میں بہت بڑا جرم ہے۔ اگر کسی نے چوری کی تو [illegible] کر [illegible] ہے۔ اور اگر وہ دولتمند ہو تو اُس کا سارا مال واسباب [illegible] [illegible] ہی سے [illegible] کیا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی شخص [illegible] ہے جو [illegible] تو اُس سے بھی بڑا بھاری جرمانہ وصول کیا جاتا ہے [illegible] ہے لیکن [illegible] اگر کوئی [illegible] شریعت اسلام سے ملتی جلتی [illegible] ہند [illegible] مسلمانوں سے [illegible] ہی کہلاتے ہیں اور [illegible] ہمیشہ [illegible] کیا جاتا ہے۔

[illegible] ہندو [illegible] اور [illegible] لوگ اسی طرح [illegible] کی [illegible] یہاں تک [illegible] کسی [illegible] ملک کی [illegible] پیدا [illegible] میں ملتا [illegible] ہیں۔ اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔[۳]

اہل ہند جانوروں کو ذبح نہیں کرتے بلکہ مار کر کھاتے ہیں۔ بکری یا جانور کا سر تلوار سے کاٹ ڈالتے ہیں۔ اور جب وہ مر جاتا ہے تو اُس کا گوشت کھاتے ہیں۔ [illegible] بھی کھاتے ہیں۔ جو یہاں کی نہایت ہی لطیف غذا ہے۔[۵]

[illegible] بزرگ بن شہریار کے سفرنامہ سے ہم اسی قدر واقعات اخذ کر سکے۔ ان کے علاوہ اُس میں جو اور واقعات مذکور ہیں اُن کو ہندوستان سے تعلق نہیں۔ لیکن ان باتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی باتیں تو بالکل صحیح ہیں۔ اور بعض باتوں میں ہندوستان کے متعلق عرب تاجروں میں غلط فہمیاں سی تھیں۔ ہندوستان ایسا ملک ہے جس میں صدہا اقوام اور ہزاروں ذاتیں ہیں۔ اور ہر ایک کی معاشرت بالکل جدا۔ لہذا ان سیاحوں اور تاجروں میں سے اگر کسی نے کسی ایک شخص کو کوئی کام کرتے دیکھ لیا تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عام ہندوستان میں مروج ہے۔ اور یہ لوگ اپنی غلطی سے اُس پر یقیناً رائے قائم کر لیا کرتے ہوں گے۔

---

۵ صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۲۔

حُسن کی کرشمہ سازیان

غالباً دنیا کا کوئی حصہ اور کوئی ملک نہ ہوگا جہان عورت اور مرد کے تعلقات نے نئے نئے کرشمے نہ دکھائے ہون۔ بیشک دنیا کی تاریخ اس سے بھری ہوئی ہے کہ زبردست تاجدارون اور نامور پہلوانون نے اپنے زورِ بازو اور اپنی شمشیر خارا شگاف سے بڑی بڑی سرکش قومون کو مغلوب مقہور کر دیا۔ مگر انھین کے سلسلہ مین بہت سے ایسے واقعات بھی نظر آتے ہین حسین عورتون نے اپنے حُسن کی قوت اور اپنے دلربائی کے اسلحہ اپنی نظر کے تیرون اور گیسوؤن کی کمندون سے ان مشہور و معروف نامورون کو بھی مغلوب و مقہور کر دیا جو بڑی بڑی عزت اور سرکش قومون کو اپنا غلام اور تابع فرمان بنا چکے تھے۔ دلگداز مین ہم اس قسم کی حسین عورتون کے حالات کا ایک سلسلہ شروع کرتے ہین جس سے ناظرین پر روشن ہوگا کہ دنیا مین حُسن زاہد فریب نے کیسے کیسے کرشمے دکھائے ہین اور کیسی کیسی فتحین حاصل کی ہین۔

(ملک مصر مین)

زلیخا۔ یون تو ناز آفرینی و ناز برداری اور دلربائی و دلفروشی کی گرم بازاری عشق و محبت کے چراغ کو ہمیشہ اور ہر جگہ اُکساتی اور تیز کرتی رہی ہے۔ مگر مصر کو اس بارہ خاص مین ساری دُنیا پر ایک نمایان فوقیت حاصل ہے۔ شعرائے عجم ترکون کے حُسن و جمال کی تعریف مین ہمیشہ رطب اللسان اور ایک ترک شیرازی کے خال ہندو پر سمرقند و بخارا کو قربان کرتے رہے۔ گرجستان کے حسن و جمال کا ایک زمانہ دیوانہ ہو رہا ہے اور کوہ قاف کی پریان ہی ہین جو صدیون اور مدت ہائے دراز سے ایران و روم کے شاہی محلون کی زیب و زینت بنی ہوئی ہین۔ متھرا جی کی گوپیون نے سری کرشن جی کی دیوتائی کی شان مین زندہ دلی کی جان ڈالی ہے۔ مگر سرزمین مصر نے اپنی ناز آفرین مہوشون کی دلربائی و دلفریبی کے جیسے جیسے کارنامے صفحات تاریخ پر درج کرا دیے ہین اور کسی ملک کو نہین نصیب۔ کیونکہ زلیخا اور قلوبطرہ (کلیوپیٹرا) کی سی ناز نین دلبرون کو کسی ملک کی تاریخ نہین پیش کر سکتی جنھون نے

دلبری و دلستانی تو ایک فن بنا کے اُس مین انتہا درجہ کا کمال دکھا دیا۔

زلیخا کے حالات کو یہان تک شہرت و نمود حاصل ہے کہ توراۃ اور قرآن کے روحانی لٹریچر مین بھی اُنھین جگہ مل گئی۔ اور قلوپطرہ کے واقعات مورخین روم کے ذریعہ سے اِس قدر مشہور ہوئے کہ آج ہر زبان کے مورخین کی زبان پر ہین۔ درحقیقت سے قطع نظر اہل تاریخ کے بیان ثابت بھی اُن کا تذکرہ کرتے ہی ایک شاعرانہ لطف اور مزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنے حسن و جمال کے اثر اور اپنی سحر آفرین آنکھون کے جادو بھرے تیرون سے کسی کے دل کو زخمی کر دینا ایک ایسا فن ہے جس مین ہر ملک کے حسین کمال رکھتے ہین۔ اور ہر جگہ کے عشاق خستہ جگر اپنے دلرباؤن کی بے رحمی کی شکایت کر رہے ہین۔ رومی شاعر اووڈ کی مثنوی "آرٹ آف لو" (فن عشق بازی) کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ روم کی ناز آفرین مہ جبینین کس خوبصورتی سے دل چھین لیا کرتی تھین۔ اور اُن کے ہاتھون سے عشاق کیسے دل برشتہ ہو رہے تھے۔ مگر مصر کی یہ دونون عالم حسن کی ہیروئنین جنھون نے دلستانی کی معرکہ آرائیون مین قیامت تک یاد رہنے والی فتحین حاصل کی تھین سب سے بڑا یہ امتیاز رکھتی ہین کہ اپنے حسن کے موثر بنانے اور اپنے تیر نظر مین جہانگیری کی قوت پیدا کرنے مین اُنھون نے جو کمال دکھا دیا اور کہین کی نازک ادا دلربائین نہین دکھا سکین۔

زلیخا کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف کو اُن کے نامہربان بھائیون نے صحراے عرب کے ایک اسماعیلی قافلہ والون کے ہاتھ بیچ ڈالا تو وہ لوگ آپ کو لے کے مصر کے بازار حسن مین پہونچے۔ اور قطفیر نام ایک معزز عہدہ دار مصر کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جو دربار فراعنہ مین وزیر خزانہ کی خدمت پر مامور تھا۔ اور عزیز مصر کہلاتا تھا۔ عزیز نے حضرت یوسف کو لا کے اپنی بی بی کے سپرد کیا جس کا نام مورخین سلف کے نزدیک "زوراعیل"[عه] تھا مگر

عه توراۃ اور قرآن مجید مین اِس خاتون کا کوئی نام نہین بتایا گیا ہے۔ اور وہ "عزیز کی جورو" یا "امراۃ العزیز" کے الفاظ سے یاد کی گئی ہے۔ عرب کے قدیم مورخ ابن اثیر وغیرہ اِس محترم و مشہور خاتون کا نام "راعیل" بتاتے ہین۔ مگر اب مسلمانون مین اُن کا نام زلیخا مشہور ہے۔

خدا جانے کیونکر ایران و ہند کے متاخر شعرا و مورخین میں وہ زلیخا مشہور ہو گیا۔ اور چونکہ اس معزز خاتون کا یہی نام ہندوستان کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے لہذا ہم بھی اُسے اسی مشہور نام سے یاد کرتے ہیں۔ عزیز نے حضرت یوسف کو اپنی بی بی کے حوالے کرتے وقت یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ چونکہ ہم لاولد ہیں اس لیے خوشی سے کنعانی لڑکے کو بیٹا بنا کے پالیں گے۔

جب آپ بڑے اور جوان ہوئے اور آپ کے حسن و جمال میں جوانی کی رعنائی نے جلوہ دکھایا تو زلیخا آپ کی صورت پر فریفتہ ہو گئی۔ اور پے در پے گرفتار کرنے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کرنے لگی۔ مگر ایک معصوم پیغمبر زادے کے قدم کو لغزش دینا غیر ممکن تھا۔ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ تب اُس نے مولانا جامی کی روایت کے مطابق ایک مکان کو ایسے طریقے سے سجایا اور آراستہ کر کے ایسا [illegible] کہ جو اُس میں قدم رکھتے ہی اُس کے دل میں ایک شوق عشق [illegible] ہو جاتا۔ [illegible] در و دیوار میں ایسی تصویریں لگی ہوئی تھیں جنھیں دیکھ کے [illegible] ہاتھ [illegible] بیتاب رہنا۔ اور ممکن نہ تھا کہ انسان اپنے دل کو قابو میں رکھ سکے۔ اسی مکان کے اندر زلیخا یوسف کو لے گئی۔ سب دروازے بند کر لیے۔ اور کمال بیتابی عشق سے ہاتھ یوسف سے لپٹ گئی۔ [illegible] کو دیکھ کے یوسف بھی ایک لحظہ [illegible] ہو گئے۔ قریب تھا کہ اُس [illegible] گرفتار ہو جائیں۔ مگر ساتھ ہی متنبہ ہوا۔ اور بے اختیار بھاگے۔ زلیخا نہایت بیتابی سے پیچھے دوڑی اور دامن پکڑ لیا۔ مگر یوسف نے بے اختیاری سے ایسا جھٹکا دیا کہ دامن پھٹ کے اُس کے ہاتھ میں رہ گیا۔ اور یہ دروازہ کھول کے باہر نکل پڑے۔

باہر نکلتے ہی عزیز کا سامنا ہو گیا جس نے دونوں کو اس حالت میں دیکھا کہ آگے آگے تو نہایت بدحواسی کے عالم میں یوسف ہیں۔ پیچھے اُس کی جورو ہے۔ اور یوسف کا پھٹا ہوا دامن اُس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دیکھتے ہی اُدھر تو وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اِدھر ان دونوں کا یہ عالم ہوا کہ "کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں"۔ مگر زلیخا کی پُر فن طبیعت اور پُر فن فطرت نے اُسے سنبھالا۔ شوہر کی طرف

[illegible] جاننا چاہئے جو تمہاری بی بی کے ساتھ کوئی برا ارادہ کرے اُس کی سزا قید [illegible] بھلا [illegible] ہو سکتی ہے؟ [illegible] یوسف [illegible] آپ [illegible] میری تو [illegible] پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔ اور آپ مجھی کو [illegible] رہی ہیں [illegible] تھا [illegible] پیچھے [illegible] اور میرا دامن پھاڑ لیا [illegible] عزیز [illegible] [illegible] الزام دے کر اُس کا بھی [illegible] بھائی جو اتفاقاً [illegible] دیکھنے [illegible] دونوں [illegible] فیصل [illegible] یوسف سے کرے [illegible] اگلا دامن پھٹا ہو تو سمجھ لو [illegible] اور یوسف جھوٹے ہیں۔ اور اگر پچھلا دامن پھٹا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ یوسف سچے ہیں اور [illegible] عزیز مصر [illegible] کا جو معائنہ کیا [illegible] پچھلا دامن پھٹا ہوا ہے [illegible] ثبوت کے بہم پہنچتے ہی [illegible] کا سر ندامت سے جھک [illegible] اور عزیز بی بی کی طرف دیکھ کے کہا [illegible] تمہارا ہی فریب ہے [illegible] [illegible] ہی مکار ہوتے ہو [illegible] دیکھا دیا [illegible] اور پھر عزیز کا [illegible] جس کی نسبت مشہور تھا [illegible] عورتوں کے کام ہی کا نہیں ہے [illegible] واقعہ ہوا تھا ہی پر ٹال دیا کہ زلیخا سے کہا "یہ سارا قصور تمہارا تھا [illegible] [illegible] گناہ سے توبہ کرو۔ اور پھر ایسا نہ ہو"

[illegible] پہلا موقع تھا جبکہ زلیخا نے حسن و جمال کے اشتیاق [illegible] ناز و انداز [illegible] دلبری سے ایک پیمبر زادے کے دل پر فتح پانے کی کوشش کی [illegible] اگرچہ [illegible] پیمبری کے دامن عفت میں دھبہ لگانا کوئی آسان کام نہ تھا بالکل [illegible] کامیاب نہ ہو سکی تھی۔ لیکن ایک دوسرے موقع پر جب اُس نے حسن کی کرشمہ سازیاں دکھانے کے ہنر میں کمال حاصل کر لیا [illegible] کے اِس بات کی کوشش کی [illegible] یوسف کا اثر تمام پری وشن خاتونان مصر کے دلوں پر ڈال دے اور اپنے آپ کو معذور ثابت کرے پوری طرح فتحیاب ہوئی۔

[illegible] بھی نہایت ہی دلفریب تھا۔ اور سوا مصر کی سرزمین [illegible] [illegible] نظر آیا ہوگا۔

اِس کی بنا یہ تھی کہ زلیخا کے دل ہاتھ سے دے بیٹھنے کا حال جب اُمرائے مصر کے

گھرون مین مشہور ہوا اور تمام معزز خاتونین انگلیون کو دانتون سے کاٹ کاٹ کے زلیخا کو الزام دینے لگین کہ "اپنی شوق پورا کرنے کے لیے ایک غلام ہی تھا۔ کیا کوئی شریف زادہ نہ ملتا تھا؟" تو اپنے سر سے یہ الزام اٹھانے کے لیے زلیخا نے ایک دن تمام خاتونان مصر کی دعوت کی۔ جس مین بڑا ہی تکلف کا سامان کیا دو کمرے نہایت دولت مندی سے آراستہ کیے۔ جدھر نظر جاتی سونے کی جھالرین جھلک رہی تھین۔ زرد مخمل کا فرش بچھایا گیا تھا۔ ہر طرف دیبا و حریر کے پردے لٹکائے گئے تھے۔ اور ان کی آراستگی مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا گیا تھا۔ پھر ایک کمرے مین اس نے چابکدست مشاطاؤن کو حکم دیا کہ یوسف کو بنا چنا کے دولھا بنا دین۔ آپ کے بالون مین کنگھی کر کے موتی پروئے گئے۔ حریر زرین کے کپڑے پہنائے گئے جس مین سنہرے روپہلے اور سرخ گل بوٹون پر سبز رنگ کی چھوٹی چھوٹی چڑیان بنائی گئی تھین۔ اطلس سرخ کا پاجامہ۔ اور سر پر موتیون اور جواہرات کا مرصع تاج پہنایا۔ اس تاج کے نیچے سے آپ کی خم در خم دو لٹین نکلی ہوئی تھین جو پیشانی پر مار پیچان کی طرح بل کھانے کے بعد چہرے کے گرد اگرد چکر کھاتی ہوئی سینہ پر لٹکا دی گئی تھین۔ ادھر ادھر دونون رخسارون پر دو زلفین بچھوؤن کے ڈنک کی طرح مناسب خم کے ساتھ نکال دی گئی تھین۔ اور باقی زلفین پیٹھ پر بکھری ہوئی تھین جن مین موتی گوندھ کے اور طلائی موباف ڈال کے نہایت پر لطف جال شانون اور پیٹھ پر پھیلا دیا گیا تھا۔ دونون کانون مین دو اعلے درجہ کے موتیون کے گوشوارے پڑے تھے۔ گلے مین طلائی مرصع طوق تھا۔ کمر مین سونے کا پٹکا تھا جس مین یاقوت کی گھنڈیان اور موتیون کی جھالرین لگی تھین۔

جب حضرت یوسف اس طرح بنائے چنائے اور سنوارے جا چکے تو دوسرے اس سے زیادہ پر تکلف کمرے مین دسترخوان بچھایا گیا۔ جس پر تمام حسین و نازآفرین مہمانون نے بیٹھ کے ہر قسم کے الوان نعمت کا لطف اٹھایا اس کے بعد جام شراب کا دور چلا۔ اور شراب کے بعد جب میوہ خوری کا وقت آیا تو ہر خاتون کے سامنے ایک ترنج اور ایک چھری لا کے رکھ دی گئی تاکہ انھین کاٹ کے کھائین۔ ابھی وہ پھلون کو کاٹنے نہین پائی تھین کہ زلیخا

سب خاتونوں کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ "بی بیو۔ میں نے سنا ہے کہ ایک غلام کے متعلق تم سب مجھے الزام دیتی ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟" سب نے کہا "ہاں سچ ہے۔ ہمارے خیال میں آپ کا حسن و جمال اس مرتبہ کا ہے کہ آپ پر بادشاہوں اور شہزادوں کی نظریں پڑنی چاہئیں نہ یہ کہ ایک غلام پر فریفتہ ہو کے اپنی بے قدری کر دیں!" زلیخا نے کہا "اگر تم اس امر کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتی ہو تو پھر ذرا کھڑکی کی طرف کے دریچے کے پردے اٹھا کے صورت دیکھ لی جائے۔ ساتھ ہی اُسی شان و رعنائی سے یوسف کو اندر لائیں۔ صبح کا وقت تھا اور اس کا پہلے سے انتظام رکھا گیا تھا کہ یوسف جیسے ہی کمرے میں داخل ہوں اُن کے چہرے پر آفتاب کی شعاعیں پڑیں۔ چنانچہ آپ لائے گئے۔ ہوا یہ کہ نرم نرم شعاعوں نے چہرے پر زرافشانی پھیر کے آپ کے حسن کو اور بڑھا دیا۔ یہ معلوم ہوا کہ آسمان سے کوئی فرشتہ اتر آیا ہے۔ یا اصلی حسن دنیا میں جلوہ گر ہو گیا۔ ساری خاتونیں مبہوت اور بُت بن کے رہ گئیں۔ زلیخا نے کہا "یوں کیا ہو؟ یہ تم باتیں کرتے کرتے کس کیوں گئیں؟" سب نے جواب دیا "یہ انسان نہیں فرشتہ ہے" اس کے بعد سب نے ترنج کاٹنے کا قصد کیا تو بے اختیاری و بے خودی میں ترنجوں کے عوض اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ ان کی یہ حالت دیکھ کے زلیخا بولی "یہی وہ غلام ہے جس کے بارے میں مجھے الزام دیا جاتا تھا۔ اور یہی ہے جس پر تم سب مجھے لعنت ملامت کرتی تھیں۔ مگر تمہیں انصاف کرنا چاہیے جو ان کے ساتھ رہے وہ انسان چاہے تو کیا کرے؟" اب سب نے زلیخا کی معذوری تسلیم کی تو زلیخا نے اُن سے التجا کر کے کہا "جب تمہارا یہ خیال ہے تو خدا کے واسطے اسے سمجھا کے راضی کر دو۔" اب سب عورتوں نے اُٹھ اُٹھ کے حضرت یوسف کو ترغیب دینا شروع کیا بلکہ بجائے اس کے کہ وہ زلیخا کی وکالت کرتیں آپ کو خود اپنی طرف مائل کرنے لگیں۔ تاہم بہ ظاہر زلیخا ہی کی سفارش کر رہی تھیں درحقیقت یہ بھی نہایت ہی موثر سین تھا کہ حضرت یوسف سر جھکائے دامن بچائے ہوئے خاموش کھڑے ہیں۔ اور مصر کی ساری حسین دیو پری جمال عورتیں لباس فاخرہ اور زیور پہنے اور ہر طرح کا بناؤ چناؤ کیے ہوئے آپ کو

یا تو زلیخا کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور یا اپنے دام میں پھانسنا چاہتی ہیں۔ سب سے یہ زلیخا کا پہلے سے بھی بڑھا ہوا فریب تھا۔ مگر پیغمبرانہ عصمت اس پر بھی غالب آئی۔ اور کسی کا کچھ زور نہ چلا۔ یہاں تک کہ زلیخا جب بالکل عاجز و مایوس ہو گئی اور کوئی تدبیر نہ چلا تو آپ کو قید خانے میں بھیج دیا۔

عربی زبان اور اُس کی نحو و صرف

آج کل دنیا کی مشہور و متداول زبانوں میں سے اکثر یا تو خاص آریہ قوم کی زبانیں ہیں یا آریوں کی زبان سے نکلی ہیں۔ مگر دنیا میں ایک زمانہ ایسا بھی گذر چکا ہے کہ آریہ قوم کے عروج سے پہلے ساری مہذب دنیا میں بنی سام کا دور دورہ تھا۔ اور اُنھیں کی زبان اطراف عالم پر چھائی ہوئی تھی۔

اُن کی زبانیں سریانی کلدانی عبرانی۔ اور غالباً قبطی تھیں۔ اور مشرق میں بابل و نینوا کا زور و شور ہوا اور مغرب میں فراعنۂ مصر کا تو ساری دنیا کی تہذیب و تمدن کا مرکز یہی سامی رہا ہو گا۔ جن میں اور اُنھیں کے علم و ہنر کے باغ سے آکے یونانیوں نے خوشہ چینی کی۔

مگر اُن سلطنتوں اور قوموں کے فنا ہوتے ہی آریہ قوم اور اُس کی زبان کا عروج شروع ہوا اور بنی سام کی زبانیں مغلوب اور دُنیا سے معدوم ہونے لگیں۔ اس انقلاب میں بنی سام کی اور زبانیں تو سب مٹ گئیں یا مٹنے کے قریب ہیں اور اگر ہیں بھی تو گمنام اور بے نام و بے نشان فقط ایک عربی زبان باقی ہے جو سب کی وارث ہے۔ اور جس نے آریوں کے غالب آنے کے بعد اُن کو مغلوب کیا۔ اور اُن سب پر اپنا سکہ جما دیا یہی حضرت سلیمان کے جاہ و جلال اور یوسف کے حسن و جمال کو یاد دلاتی ہے۔ یہی بابل و اسیریا کے درباروں کی یادگار ہے۔ یہی ملکۂ سبا اور تبابعۂ یمن کی ترقیوں اور عالمگیریوں کا افسانہ سُناتی ہے۔ اور یہی صابئین کے علم و فضل اور کمالات کی خبر دینے والی ہے۔ اس بحث سے بھی قطع نظر کیجیے کہ یہ عبرانی سے نکلی ہے یا عبرانی اس سے۔ اور اس ذکر کو بھی جانے دیجیے کہ عبرانی زیادہ قدیم ہے یا یہ د

[illegible] جناب فاضل یگانہ جسٹس مولانا سید کرامت حسین صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد سے بہت کچھ بحث کی ہے۔ [illegible] کیا [illegible] کہ جو اثر دنیا اور دنیا کی زبانوں پر عربی زبان نے ڈالا اور جیسا بقا اور [illegible] ہو [illegible] زندگی اور [illegible] زبان کو نصیب ہوا تھا [illegible] زبان ہے۔

[illegible] صرف سنسکرت - یونانی اور لاطینی [illegible] جو [illegible] بھی جاتی ہیں۔ مگر وہ سب [illegible] رخصت ہو گئیں۔ سنسکرت [illegible] زبان کی معمولی سرحد [illegible] ہے۔ [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کی بیٹیاں ہیں۔ [illegible] وہ چھوڑ کے اصلی [illegible] زبان [illegible] سنسکرت سے بہت معمولی ہیں۔

ایران [illegible] بابل نینوا کی قدیم [illegible] زبانوں کا خاتمہ تھا اور [illegible] انتہائی حدود [illegible] جیسا [illegible] یونانی و لاطینی زبانوں کا دخل و عمل تھا۔ جہاں کی دونوں [illegible] زبانوں سے حکومت کر کے نئی زبانیں پیدا [illegible] ترقی کے ساتھ [illegible] رہی ہیں۔ ان دونوں زبانوں [illegible] جنوبی سواحل پر اُتر کے افریقہ [illegible] الاجہان [illegible] فراعنہ کی قدیم قبطی زبان کا اثر پڑا ہوا تھا۔

غرض دنیا کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ مشرق میں سنسکرت اور اس کی بہنیں پہلوی زبانیں اپنی نوعمر بیٹیاں چھوڑ کے مر چکی تھیں۔ بابل اور اسیریا کی زبانوں کا بھی چراغ گل ہو چکا تھا۔ جنوب میں فراعنہ کی زبان کا نام و نشان بھی نہیں باقی رہا تھا۔ مغرب میں یونانی اپنے معشوقوں کے ساتھ زمین میں دفن ہو چکی تھی۔ اور [illegible] دین عیسوی کی پیشوائی کا عصا ہاتھ میں لے کے بڑھاپے اور کمزوری کی گھڑیاں پوری کر رہی تھی کہ عربی اپنے وطن کے پہاڑوں اور بالو کے ٹیلوں سے نکل کے متمدن دنیا میں آئی۔ اور چند ہی روز میں اقوام عالم کے ساتھ السنۂ عام پر بھی چھا گئی۔

اسلام سے پیشتر عربی زبان جزیرہ نماے عرب کی حدون کے اندر بند تھی۔ اگرچہ جنوبی عرب کی حمیری زبان جو عربی ہی کی ایک شاخ تھی کسی قدر متمدن زبان تھی۔ اور قدیم الایام کے بڑے بڑے کارنامون اور حیرت انگیز ترقیون کی خبر دیتی تھی۔ یہان تک کہ اُسی کی برکت سے ارض حبشہ کی موجودہ زبان پیدا ہوئی ہے مگر شمالی عرب یعنی ارض حجاز کی لغت قریش نے یہان تک دینی و دنیوی عروج حاصل کیا کہ اُسے بھی مغلوب کر کے اپنا بنا لیا۔

نیز اسلام کے طلوع سے پہلے عربی زبان مین بہت سے اختلافات تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ہر بڑے قبیلہ اور ہر حصۂ عرب کی زبان جداگانہ تھی۔ مگر یہ اختلافات صرف محاورات یا بعض حروف کے مخارج اور طرز ادا مین تھے یعنی نہین کہا جا سکتا تھا کہ کوئی دوسری زبان عرب مین بولی جاتی تھی۔ یا اتنا فرق تھا کہ ایک صوبہ کی زبان کو دوسرے صوبے والے سمجھ نہ سکین۔ اس زبان مین فصاحت بھی تھی بلاغت بھی تھی۔ مگر عالم کی نظر سے چھپی ہوئی اپنی لسانی خوبیون کی قدر کرنے والے وہ خود آپ ہی تھے۔ دوسری قومین ہنوز تیار نہ تھین کہ اُن کی فصاحت اور جادو بیانی کی داد دے سکین۔ اُن دنون اظہار فصاحت کے میدان یا چند میلے اور بازار تھے جہان قبائل عرب تمدنی اغراض سے جمع ہو جاتے تھے۔ یا عرصہ ہاے کارزار تھے جہان وہ اپنی شجاعت و جوانمردی کا نغرہ تو وہی سناتے اور خود ہی سر دھن لیتے اور اپنی پُراثر رجز خوانی سے اپنی رگ حمیت کو جوش مین لاتے۔ یا شاہان یمن و حیرہ و بلقا کے دربار تھے جہان قصیدہ خوانی کر کے وہ کچھ دولت حاصل کر لیتے۔ یا کسی عزیز و قریب کے دوست کی لاش تھی جس پر کھڑے ہو کے مرثیہ خوانی کرتے۔ یہ وہ مقامات تھے جہان اُن کی نظمین سُنی جاتین۔ رہی نثر اُس مین اُن کے کمالات کبھی تو کسی کاہن یا کاہنہ کی گفتگو مین نظر آتے۔ کبھی کسی اخلاقی حکیم کے پند و نصائح مین۔ اور کبھی کسی خطیب کے برجستہ خطبون مین۔

مگر یہ لٹریری خزانہ ابھی تک صرف دماغون اور حافظون مین محفوظ تھا۔ کیونکہ کوئی خط نہین ایجاد ہوا تھا۔ صرف ایک حمیری خط جنوبی عرب مین تھا۔ جس سے تصنیف و تالیف کا کام نہین لیا گیا تھا۔ اس سے اگر مدد لی جاتی تھی تو صرف خط و

کتابت اور نامہ و پیام مین۔ قریش مین آنحضرت صلعم کی ولادت سے چند ہی روز پہلے ارض حیرہ یعنے ایران کے سرحدی صوبہ عرب سے ایک رسم خط حاصل کیا گیا تھا جس کے جاننے والے چند گنتی کے اہل مکہ تھے۔ آپ کی تعلیم و نبوت کے ساتھ ہی ساتھ اس خط کو فروغ ہوا جس کے دو ایک نمونے یورپ کے عجائب خانون مین موجود ہین اور اُن کے فوٹو جابجا مل سکتے ہین۔ اس مین شک نہین یہ موجودہ عربی رسم خط کا نقش اولین وہی تھا۔ مگر اس قدر ناقص اور غیر مکمل کہ نہ نقطے ہین اور نہ اعراب۔

اب قرآن نازل ہوا۔ اور اُس کے لکھنے اور نیز تعلیم و تلاوت کی لازمی ضرورت سے اس رسم خط نے خودبخود ترقی کرنا شروع کی۔ ابتدائی فتوحات کے وقت جب عرب ایران، شام، روم اور مصر وغیرہ کی فتوحات مین مشغول تھے انھین سوا اعلاء کلمۃ اللہ کی دُھن کے اور کسی بات کا خیال نہ تھا۔ رجز خوانی اور مرثیہ گوئی تو البتہ تھی باقی اور سب طرح کی نظمون کا بازار سرد تھا۔ ہان افسران فوج سے مراسلت کرنے کی ضرورت سے ایک خاص قسم کی سادی انشاپردازی ترقی کرنے لگی تھی جس کی فصاحت و بلاغت کا معیار صرف نظم قرآنی کا تتبع تھا۔

فتوحات کے بعد ضرورت ہوئی کہ شرفاے عرب جو مدت دراز تک جہاد مین مصروف رہ کے رہا سر ہوئے تھے اور صحراے عرب کی تلخی و ترشی کی معاشرت سے ناآشنا ہو گئے تھے ایسے مقامات پر آباد کیے جائین جو عرب سے باہر اور دُور ہون۔ اور نہ دشت عرب کے اندر واقع ہون۔ اور جہاد و فوج کشی کی ضرورتین بھی اس بات کی متقاضی تھین کہ نو مفتوح ممالک کی سرحدون پر عربون کی نوآبادیان قائم کر دی جائین تاکہ ضرورت کے اوقات مین بہت جلد اسلامی لشکر مرتب کر لیے جا سکین۔ اور وہ چند ہی منزلون کی مسافت طے کر کے رزمگاہ مین پہونچ جایا کرین۔ خصوصاً جب عرب خاندان بلاد دُور دراز مین جا جا کے آباد ہونے لگے تو اس کی ضرورت اور زیادہ محسوس ہوئی۔ اسی ضرورت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے مین عراق کی سرحد پہ کوفہ اور بصرے کی نوآبادیان قائم ہوئین جہان اُن تمام شرفاے عرب نے جو ایران سے لے کے سندھ اور ترکستان تک جوہر

یہ گری دکھا چکے تھے سکونت اختیار کی اور اپنے گھر بنا کے رہنے لگے - ایسی ہی عربی بستیان دمشق - اور اسکندریہ کے پاس بھی قائم ہو گئی تھین - مگر اطمینان سے بیٹھنے کا جیسا موقع کوفہ اور بصرہ والون کو ملا کہین کے عربون کو نہین ملا - اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرق کی طرف کوئی ایسی سلطنت نہین باقی رہی تھی جو اسلامی سلطنت کے مقابل صف آرا ہونے کی جرات کر سکتی - بہ خلاف اسکے دمشق روم کی مشرقی سلطنت کی سرحد پر تھا جس کے ساتھ سات سو برس تک اسلامی سلطنتون سے لڑائیان ہوتی رہین - اور اسکندریہ کے عربون کا رخ افریقہ کی طرف تھا - جہان روز نئے فتنہ پیدا ہوتے تھے - اور یہیں سے آبنا جبرالٹر کا نالہ پھاند کے انھون نے گاتھک سلطنت کا خاتمہ کیا اور یورپ کے جنوب و مغربی حصہ مین اپنی سلطنت قائم کر لی -

عراق یعنی کوفہ و بصرہ کے عربون کی فارغ البالی کا ایک بڑا سبب حضرت علی اور جناب معاویہ کی لڑائیان بھی ہوئین - کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی مین کوفہ والون نے کبھی پورے جوش اور سچے دل سے آپ کا ساتھ نہین دیا - اور آپ کی شہادت کے بعد جب بنی امیہ کی سلطنت تام ہو گئی تو انھون نے ان لوگون کو فطرتاً بے وفا خیال کر کے یا یہ سمجھ کے یہ لوگ ہمارے سچے دوست نہین ہو سکتے ان سے لشکر کشی اور معرکہ آرائی مین بہت کم کام لیا - نتیجہ یہ ہوا کہ کوفہ اور بصرے والون کو میدان جنگ کے مشغلون سے فراغت حاصل ہوتے ہی زبان عرب کے قواعد منضبط کرنے اور لٹریری مشاغل مین مصروف ہو جانے کا پورا موقع مل گیا - چنانچہ سب سے پہلے جو شہر عربیت کے مستند اسکول بنے یہی دونون شہر کوفہ اور بصرہ تھے - جن پر مباحث نحوی و صرفی اور فصاحت و بلاغت کے مسائل مین آج تک استناد کیا جاتا ہے -

سب سے پہلے ابو الاسود دؤلی نے علم نحو کی تدوین کی بنیاد ڈالی - جو بصرے مین اقامت گزین تھے - ابو الاسود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ آپ کے شاگرد - اور کبار تابعین مین تھے - حضرت علیؓ نے ان کو زبان عرب کے چند قواعد کی تعلیم دی تھی - ان قواعد کو ضروری اور نہایت قیمتی خیال کر کے ابو الاسود نے جناب امیر کی خدمت مین عرض کیا کہ "انحُ نحو ما صنعت"، نحو کے معنے مثل کے ہین مطلب یہ کہ اگر اجازت ہو تو جیسے قواعد آپ نے بنائے ہین ویسے ہی مین بھی بناؤن

حضرت علی نے اجازت دی - اور ابوالاسود نے چند اور قواعد بنائے - اور اُسی لفظ نحو کی رعایت سے اُس فن کا نام ہی "نحو" رکھ دیا -

ابوالاسود ابتدا اُن قواعد کو لوگون سے چھپاتے اور قیمتی جواہرات کی طرح پوشیدہ رکھا کرتے تھے - یہان تک کہ زیاد نے جو ابوالاسود کی زباندانی سے واقف تھا اپنے عہد حکومت عراق مین انھین بلا کے کہا "آپ کچھ ایسی باتین قلمبند کر دیجیے جن سے لوگون کو کتاب اللہ کی تعلیم مین مدد ملے" - ابوالاسود نے صاف جواب دیا کہ "مجھے معاف رکھیے" اور اپنے گھر چلے آئے - لیکن اس کے چند ہی روز بعد دو ایسے واقعے پیش آئے کہ انھین اپنی ضد چھوڑنی پڑی - ایک مرتبہ تو یہ ہوا کہ کسی قاری قرآن کو تلاوت کرتے سنا جو آیۂ کریمہ اِنَّ اللہَ بَرِیٌٔ مِنَ المُشرِکِینَ وَرَسُولُہٗ مین رسولُہٗ کی بجائے "رسولِہٖ" پڑھ گیا - آیت کا اصل مطلب تو یہ تھا کہ "خدا اور رسول مشرکون سے بری الذمہ ہین" مگر اعراب کی اس غلطی سے یہ مطلب ہو گیا کہ "خدا مشرکون اور اپنے رسول سے بری الذمہ ہے" سنتے ہی ابوالاسود کانپ گئے - اور کہا "مین یہ نہین سمجھتا تھا کہ لوگون کی یہ حالت ہو گئی ہے" دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ "سعد" نام ایک فارسی الاصل نومسلم شخص نے ابوالاسود کے کسی سوال کے جواب مین ایک ایسا فقرہ کہا جس مین "راکب" کی خبر کو بجائے زیر کے پیش دے دیا جس پر تمام گرد و پیش کے لوگ ہنس پڑے - اور ابوالاسود نے کہا "ان لوگون نے دین اسلام اختیار کیا اور ہمارے بھائی بن گئے ہین - بہتر ہو گا کہ ہم انھین زبان کی تعلیم دین"

ملک کی بہترین جدید تصانیف

معرکۂ مذہب و سائنس - انگریزی زبان کے عالی مرتبہ مصنف اور گران پایہ محقق "ڈریپر" کو جو شہرت و ناموری حاصل ہے محتاج بیان نہین - اور اُن کی کتاب "کانفلکٹ بٹوین ریلیجن اینڈ سائنس" علمی دنیا مین جس وقعت و ادب کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہے اُس سے بھی زمانہ بخوبی واقف ہے - مگر اس کتاب کی آخری بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ اُس کا مترجم بھی اسی پایہ کا نصیب ہوا جیسا کہ خود مصنف تھا - مولوی ظفر علیخان

صاحب بی۔ اے کی شُہرت قابلیت علمی وقعت۔ اُن کے اعلیٰ ذوق انشاپردازی اور اُن کے نکھرے ہوئے سچے اور مقبول عام مذاق سخن سے اردو کا کوئی پڑھا لکھا شخص نہ ہوگا جو واقف نہ ہو۔ اور دراصل اُن کا اردو پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی علمی کتاب کو اُنھون نے فصیح و بلیغ اردو کا لباس پہنا کے شایع کر دیا۔ جو ۲۰×۲۶ پیمانہ کے ۴۸۷ صفحون پر ختم ہوئی ہے۔ کاغذ عمدہ ولایتی لگایا گیا ہے۔ اور چھپائی نہایت صاف واضح و روشن ہے۔ اصل کتاب کے صفحات کے علاوہ ابتدا مین ۹ صفحون پر کتاب کی مفصل فہرست ہے۔ جس مین سائنس کی ابتدا مسیحیت کے آغاز مسایل توحید۔ ماہیت روح۔ ماہیت عالم۔ غرض مین معیار حق۔ اور نظام عالم سے متعلق مذہب اور سائنس کی نزاعون سے مفصل اور عالمانہ و محققانہ بحث کی گئی ہے۔ اور آخری تین بابون مین لاطینی مسیحیت اور سائنس کے ساتھ تمدن جدید کے تعلقات۔ اور جو خطرہ کہ آنے والا ہے اُس کو بیان کر کے کتاب ختم کر دی گئی ہے۔ فہرست کے بعد متبحر فاضل زمانہ مولوی محمد عبد الحق صاحب بی۔ اے کا ایک مقدمہ ہے جو ۹۷ صفحون پر ختم ہوا ہے اور نہایت ہی قابلیت اور دقت نظر سے لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد خود مترجم صاحب نے ۱۴ صفحون پر مصنف کی لائف لکھی ہے۔ اور ۱۲ ہی صفحون پر خود مصنف کے دیباچے کا ترجمہ ہے۔ ان تمہیدی پیشرون کے بعد اصل کتاب شروع ہوئی ہے۔ جس کے صفحات ہم بتا چکے ہین۔ الغرض نہایت ہی نادر و بے مثل کتاب ہے جیسی کہ اُردو کو کم نصیب ہوئی ہین

خوشی کی بات ہے کہ انجمن اردو حیدر آباد دکن نے اس کتاب کو اپنے سلسلۂ مطبوعات مین لے کے قوم کی طرف سے قدردانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ کتاب نواب محسن الملک بہادر مرحوم کے نام سے ڈیڈیکیٹ کی گئی ہے۔ اور افسوس کہ آج جب یہ پبلک کے پُرشوق ہاتھون مین آئی ہے اسکے وہ سچے قدردان دنیا سے رخصت ہو چکے ہین۔

نفس کتاب کے متعلق کوئی بسیط راے ظاہر کرنے کے لیے ہم تیار نہین ہین۔ مگر اتنا ضرور کہین گے کہ مصنف کے پیش نظر جس قدر مذہب عیسوی ہے دیگر مذاہب نہین۔ اور اسلام کے متعلق جو غلط افواہین عالم مسیحیت مین مدت ہلے دراز سے مشہور چلی آتی ہین اُن کے اثر سے مسٹر ڈریپر بھی خالی نہین ہین۔ مگر اُن کی اصلاح مترجم صاحب نے اپنے پُرجوش نوٹون مین بڑی قابلیت سے کی ہے۔ یہ کتاب دو قسم کے کاغذون پر

چھپی ہے ۔ قسم اول کی قیمت للعہ، اور قسم دوم کی ہے ۔ علاوہ محصول ڈاک ہے ۔ مجلد نسخہ بھی موجود ہیں ۔ جو اول درجہ کے کاغذ والے عہ کو اور دوسرے درجہ کے کاغذ والے ہیہ کو ملتے ہیں قیمت اس کی حالت کے لحاظ سے زیادہ نہیں ۔ ہم کو یقین ہے کہ جن حضرات کو علم کا شوق ہے خصوصاً تعلیم یافتہ حضرات اسکی ضرور قدر فرمائیں گے ۔ درخواستیں مولوی ظفر علی خان صاحب بی ۔ اے ایڈیٹر زمیندار کے پاس ’’کرم آباد ۔ پنجاب‘‘ کے پتہ پر بھیجی جاتی ہیں ۔

قدیم ہندوستان کی تہذیب ۔ مسٹر آر سی دت کی تاریخ ’’سویلیزیشن آف اینشنٹ انڈیا‘‘ کا ترجمہ ۔ اس کتاب کو بھی بہت کچھ شہرت حاصل ہے ۔ اور محققین تاریخ کی نظر میں بڑی وقعت کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے ۔ مسٹر ایم ۔ اے ۔ ولایت احمد صاحب مقیم جےپور نے بڑی قابلیت اور محنت سے اس کا ترجمہ کیا ہے ۔ جو ایک اچھے مشہور مذاق علم رکھنے والے ہیں ۔ اور ہم مسٹر ولایت احمد صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انھیں بامحاورہ اور نہایت ہی صاف اور سلیس ترجمہ کرنے میں پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔ یہ کتاب جیسی خوبی سے ترجمہ کی گئی ہے اسی کے مناسب اہتمام سے ۲۲ × ۲۹ سائز کے اوسط درجہ کے کندہ کاغذ پر طبع بھی ہوئی ہے ۔ لکھائی اور چھپائی بہت صاف واضح اور روشن ہے ۔ ابتدا میں خود مصنف مسٹر دت کا فوٹو ہے ۔ اس کے بعد مترجم صاحب کا ۔ جو متین و ذہین پختہ عمر مسلمان کی شان سے عمامہ باندھے شروانی پہنے اور غالباً اپنی کتاب ’’سویلیزیشن آف دی اینشنٹ انڈیا‘‘ کی ایک کاپی سینہ سے لگائے ہوئے کھڑے ہیں ۔

ابھی صرف اس کتاب کی پہلی جلد کا ترجمہ شایع کیا گیا ہے ۔ دوسری جلد کا ترجمہ قابل مترجم صاحب اس وقت شایع فرمائیں گے جب ملک اس جلد کی قدر دانی کا ثبوت دے دے گا ۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ملک کے روشن خیال قابل و فاضل اور تعلیم یافتہ قدردانِ علم اس کی ضرور قدر فرمائیں گے ۔

اس ایک ہی حصہ کا ترجمہ کرنے سے ہندی تہذیب نے مترجم صاحب پر اتنا اثر کر لیا ہے کہ کتاب کے خاتمہ پر اپنے اعلان میں ہماری طرف بجائے ’’صاحبو!‘‘ ’’یا حضرات‘‘ کے ’’مہاشیو!‘‘ کے لفظ سے خطاب فرماتے ہیں ۔ ہمیں امید ہے کہ دوسرا حصہ انھیں

اس قابل بنا دے گا کہ جس طرح وہ ہمین "تماشا" کہتے مین اسیطرح ہم اُنھین "یا یووا ایت ائمۃ المضلین" کتاب کی قیمت نہ کہین ہمین لکھی ہوئی نظر آئی اور نہ ہمین بتائی گئی ہے - مگر نہایت ہی اعلی درجہ کی قابل قدر کتاب ہے - ہمارے احباب مصنف صاحب سے "دبے پور" کے پتہ پر مراسلت فرما کے ضرور طلب فرمائین -

پنجاب ریویو - اگست سنہ ۱۹۱۰ء سے اردو کے علمی خزانے مین ایک اور قابل قدر اضافہ ہوا ہے - شاید بہت سے لوگ "دکن ریویو" کو یاد کر کے اُس کے موجود نہ ہونے پر افسوس کرنے لگتے ہون گے جو مولوی محمد ظفر علی خان بی - اے کی ایڈیٹری مین حیدرآباد دکن سے شایع ہوتا تھا - اب ہم اُنھین خوش خبری سناتے ہین کہ اس کے عوض پنجاب ریویو جاری ہو گیا جو اُنھین قابل ہاتھون مین ہے - اور جس سے امید ہے کہ پنجاب کی سرزمین مین جو لٹریچر کے حق مین روز بروز سیر حاصل ثابت ہوتی جاتی ہے پہلے سے زیادہ اور بہت نمایان ترقی کرے گا - پنجاب ریویو کا سائز ادیب الہ آباد کی طرح ۲۰×۳۰ پیمانہ کا ہے - اور اصلی ضخامت علاوہ ٹائٹل کے ۵۲ صفحہ کی ہے چھپائی اور کاغذ اعلے درجہ کے ہین اور مضامین بھی وعدہ کر رہے ہین کہ عنقریب یہ رسالہ بہت اچھے علمی مذاق کو ترقی دے گا - اسی پہلے رسالہ مین بہت سے اچھے مضامین اور نظمین ہین اور سب سے پہلا مضمون مولوی محمد عزیز مرزا صاحب آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ کا ہے - جو مسلم پالٹکس پر ہے - یہ مضمون الگ بھی شایع ہو چکا ہے - مگر مولوی ظفر علی خان صاحب نے اچھا کیا کہ اسے دوبارہ شایع کیا اور اسی سے پنجاب ریویو کے لٹریچر کا افتتاح کیا - ضرورت ہے کہ اس مضمون کی اشاعت بہت کثرت سے کی جاے - تاکہ ہندوستان کے تمام مسلمان اُس سے واقف ہون - اور سمجھ جائین کہ اس پولیٹکل ہلچل کے زمانے مین اُنھین کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے - پنجاب ریویو کا سالانہ چندہ مع محصول ڈاک قسم خاص کے لیے صہ اور قسم عام کے لیے [illegible] ہے - درخواستین مولوی ظفر علیخان صاحب بی - اے ایڈیٹر پنجاب ریویو کی خدمت مین کرم آباد - پنجاب کے پتہ پر بھیجی جائین -

---

چند مختصر خیالات

علیگڈھ کالج کی حالت معرض خطر مین ہے - خدا ہر آفت سے بچائے - نو عمر پارٹی جو کالج

مین تعلیم پا کے نکلی ہے پرانے بوڑھون کا ادب دکھانے کے لیے تو بہت کرتی ہے مگر اندر ہی اندر خود سریان دکھاتی اور نواب وقار الملک کے ایسے کہنہ خیال بزرگ کی گرفت سے باہر ہوئی جاتی ہے۔

کس بیاموخت علم تیر از من ۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

ہم آشنائے دیتے ہین کہ اس نازک حالت مین اگر نواب وقار الملک علیحدہ ہوگئے تو پھر کالج کی خیریت نہین۔ اگر وقار الملک بالذات بھی مٹنا چاہتے ہون تو انھین کم از کم دو سال کے لیے اور ٹھہرنا چاہیے تاکہ کالج اس فتنہ سے متاثر نہ ہو

مسلمان مشائخ اور پیرزادون کی اگلی تاریخ ہند دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دین اگلے زمانہ مین نہ تو فوجی دلون کی طرح مسلمانون کو پابندی شرع کی طرف توجہ کرتے تھے۔ اور مشنریون کی طرح غیر قومون مین تبلیغ دین کیا کرتے تھے۔ درحقیقت یہ حضرات سچے مشنری تھے یہی لوگ بجائے سالانہ چندہ تحصیل کرنے کے اگر آج تبلیغ دین کا ایک صحیح و خاموش انتظام جاری کر دین تو مسلمانون کو کسی بات کی شکایت نہ باقی رہے۔ آج بھی یہ حضرات اگلے زمانہ کی طرح کسی کفرستان مین ٹھہر کے اقطاب و اوتاد۔ اور ضروری مقامات کا دورہ کر کے ابدال بن سکتے ہین۔ بجائے ندوۃ العلماء نظام المشائخ اس دینی خدمت کے لیے زیادہ موزون ہے۔ لہذا ہم خواجہ حسن نظامی صاحب کو اس جانب توجہ دلاتے ہین۔

مسلم لیگ کو جب سے مولوی محمد عزیز مرزا صاحب سکرٹری مقرر ہوئے ہین نمایان ترقی ہو رہی ہے۔ اُن کے دورون اور مسلسل سفرون نے ہر جگہ مسلمانون مین تحریک پیدا کر دی ہے۔ فی الحال مولوی صاحب شملہ گئے ہوئے ہین۔ اور واپسی کے وقت پنجاب کے بعض شہرون مین ٹھہرتے ہوئے آئین گے۔ بہتر ہو کہ ان مقامات مین مولوی صاحب کا دو ایک روز کے لیے قیام ہو وہان مسلمانون کے حقوق اور اُن کی پالسی کے متعلق فصیح و بلیغ اور پُر زور و پُر جوش لکچر ضرور دین۔

گو مولوی عزیز مرزا صاحب کو اپنی تعلیمون مین دو باتون کا خیال ضرور رکھنا چاہیے
ایک تو یہ کہ پالٹکس مین بعض مسلمان گورنمنٹ کی بہی خواہی کے درجہ سے گر کر ذلیل خوشامدی
بنے جاتے ہین - ایسے لوگون کی اصلاح کی جاوے - اور دوسرے یہ کہ مذہبی ردّ وقدح
اور باہمی سب وشتم اور طعن وتشنیع کا جوش روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے - گو کہ اس
آخری جوش کا روکنا کسی کے امکان مین نہین تاہم کوشش ضرور کرنی چاہیے -

---

آج کل یادگار مین قائم کرنے اور اپنے جوش مسرت کو کسی مفید اور دیرپا برکت
کے عنوان سے ظاہر کرنے کا رواج ترقی کرتا جاتا ہے اس وقت تک ایسے مواقع پر ہم نے
مختلف قسم کی کارروائیان دیکھین مگر بنگلور مین مولوی محمد عزیز مرزا صاحب کے تشریف
لیجانے کی خوشی کا اظہار وہان کے ایک فیاض دروشن خیال رئیس جناب عبد الحفیظ صاحب
نے اس عنوان سے کیا کہ اُن کے ورود کی یادگار مین مدرسہ کی عمارت کو برقی روشنی
سے منور کر دیا - یہ نئی اور اچھی ایجاد ہی - کیونکہ علم کا ریپریزنٹیشن روشنی سے بہتر اور
کسی طریقہ سے نہین ہو سکتا -

ہم نے اگست کے دلگداز مین تبلیغ دین کرنے والون کو اس جانب آمادہ کیا
تھا کہ وہ عصبیت جاہلیت کو توڑین - نومسلمون کو اُسی طرح اپنی برادری مین لین جس
طرح صحابہ کرام لیا کرتے تھے پھر اس کے بعد دیگر مذاہب کے لوگون کو اپنے دین
کی طرف بلائین لہٰ اور کسی نے تو اس طرف توجہ نہین کی - بلکہ بعض مدعیان شرافت کو
ایسی تحریک ناگوار گزری - کیونکہ اُن کی شرافت مین بٹہ لگا جاتا تھا مگر مولوی محمد یوسف
صاحب ایڈیٹر "نور" قادیان نے اس تحریک کی حقیقت واہمیت کو محسوس فرمایا -
اور اپنے ایک پرائیوٹ خط مین ہمین تحریر فرماتے ہین کہ "در حقیقت ہمارے مسلمان
بھائی نومسلمون کو ادنے ترین حیوانون سے بھی بدتر خیال کرتے ہین - رشتہ ناطہ
درکنار اکثر مسلمان سیدھے منھ سے اُن کے ساتھ بات چیت کرنا بھی کسر شان اور
شاک ہینڈ کرتے ہوئے بھی ہتک عزت خیال کرتے ہین - مین آپ کا تہ دل سے شاکر
ہون کہ آپ نے اس بند دروازے کو تھوڑی سی ٹھیس لگائی ہے - مگر اس کے

لیے ایک زبردست دھکے کی ضرورت ہے۔ ہمارے قابل دوست اس بارے میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کا بھی وعدہ فرماتے ہیں۔ ہم اُن کی اس توجہ کے شکرگذار ہیں۔ خدا تمام اسلامی انجمنوں کو اس جانب متوجہ ہونے کی توفیق دے۔ سچ یہ ہے کہ جب تک مسلمان اُس دینی اُخوت کو زندہ نہ کریں گے جو تیرہ سو برس ہوئے ارض حجاز میں قائم کی گئی تھی نہ سچے مسلمان بن سکتے ہیں اور نہ دین اسلام کو ترقی ہو سکتی ہے۔

اس بارے میں کچھ لکھنے پڑھنے سے زیادہ بہتر یہ عملی طریقہ ہوگا کہ ہندوستان کے مختلف بلاد میں دو چار ایسی انجمنیں یا جماعتیں قائم ہوں جو ذات اور قوم کے تعصب کو کلیۃً چھوڑ دیں۔ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو اپنی طرف مدعو کریں۔ جو جو لوگ شریک ہوتے جائیں اُن کے مبارک ناموں کی فہرستیں شائع کرتی رہیں اور اُن کی تحریک و ہدایت سے ذات باہر اور خاصۃً نومسلم لوگوں کے ساتھ جو شادیاں ہوں اُن کی بھی اشاعت کر دیا کریں۔ ہمارے خیال میں اس مصیبت کے دور کرنے کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں ہے۔

ہمارے جدید مطبوعات

ہماری دو نئی کتابیں تیار ہوئی ہیں۔ ایک تو "افسانۂ قیس" اور دوسری "سکینہ بنت حسین رضی"

افسانۂ قیس۔ ایک معمولی مضمون تھا جس میں دراصل بہت ہی کم واقعات تھے۔ مگر بعض مطابع مدت سے اسے علیحدہ چھپوا کے فروخت کر رہے تھے۔ اب ہم نے کتب سیر و تاریخ کے ورق اُلٹ کے قیس مجنون کے حالات نہایت تکمیل کے ساتھ از سرِ نو مرتب کر دیے ہیں جو بالکل نئی کتاب ہے۔ اور مطبع دلگداز نے اسے لائبریری ایڈیشن کی کتابوں کے نمونہ کے طور پر چھاپا ہے یعنی اسے دیکھ کے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ جن کتابوں کے لائبریری ایڈیشن شائع ہوں گے اُن کا کاغذ اور اُن کی لکھائی چھپائی کیسی اور کس شان کی ہوگی۔ پہلے یہ رسالہ ایک جزو سے بھی کم تھا اور اب ٹائٹل کے علاوہ تین جزو یعنی مع دیباچہ ۴۸ صفحوں پر ہے۔ اور قیمت وہی رکھی گئی ہے جو معمولی افسانۂ قیس کی ہے یعنی ۲؍ یہ قیمت رسالہ کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے۔ مگر چونکہ ہم وعدہ کر چکے ہیں کہ لائبریری ایڈیشن کی کتابیں اُسی قیمت پر فروخت کی جائیں گی جو پہلے سے مقرر ہے لہٰذا ہم کو قیمت میں زیادتی

کرنے کی جرأت نہین ہوئی ہم اس رسالہ کو اُن تمام حضرات کی خدمت مین وی پی بھیج دینگے جنھون نے ہمین عام اجازت دی رکھی ہی - مگر اس کی قیمت اس قدر کم ہی کہ ہم صرف اطلاع دیدیا کافی سمجھتے ہین - جن حضرات کو شوق ہو طلب فرمالین - لائبریری ایڈیشن کی انید دفتا مین البتہ حسب قاعدہ ایک ہفتہ پہلے اطلاع دے کے وی - پی روانہ ہوا کرین گی -

سکینہ بنت حسینؑ - یہ ناول بھی دلگداز کے اوراق پر کئی نمبرون مین شایع ہوئی تھی - اب وہ پرچہ باقی نہین رہے اور اس ناول کی طلب ہین - اکثر حضرات کے خطوط آیا کرتے ہین - بعض احباب کا بھی تقاضا تھا کہ اُسے ایک رسالہ کی صورت مین شایع کر دیا جائے - لہذا وہ دلگداز [illegible] چھاپ کے تیار کر دیا - یہ رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے [illegible] صفحون پر [illegible] ہوا ہی اور قیمت [illegible]

مربیان دلگداز

ہمین آپ کی توجہ کی بات کی شکایت نہین بلکہ نہایت شکرگزار ہین [illegible] دلگداز کی اشاعت فی الجملہ ترقی کر رہی ہے - اور اظہار شکرگزاری کے لیے ہم بھی دلگداز کو ہم بڑھا رہے - آپ ملاحظہ فرماتے ہون گے کہ دو مہینہ سے دلگداز بجائے ۱۶ صفحون کے ۲۴ صفحون کا نکل رہا ہی - ہم [illegible] حجم کے بھی پابند نہین - اگر آپ نے توجہ فرمائی تو اس سے اور زیادہ بھی اضافہ کیا کرتے رہا - مہربان مربی ابھی اور کوشش فرمائین اور قریب قریب [illegible] ہین - فی الحال اس کی اشاعت ۱۲۰۰ ہی - جب دو ہزار سے تعداد بڑھ [illegible] زیادہ ترقی دین گے - ہمین امید ہی کہ آپ ہماری اس درخواست [illegible] آپنے ہمین عادی بنا دیا ہی -

جو نیا ناول مفت خریداران دلگداز کی نذر کیا جاتا ہے [illegible] اور ماہ جنوری مین سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمت یعنی [illegible] تمام خریداران دلگداز کی خدمت [illegible] وی - پی روانہ کر دیا جائے گا - خریداران دلگداز [illegible] ہین اور ہمارے اس حقیر ہدیہ کو قبول فرماتے ہین تو ہمین [illegible] وہ نیا ناول اُن کی خدمت مین وی - پی روانہ کر دیا جائے -

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) شیخ بغدادی (... مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب)
حضرت شیخ جنید بغدادی کے حالات ... کی ... میں ایک
... آپ کے ... قیمت ... عہ

(۲) ابوبکر شبلی ... مشاہیر اسلام کی ... کتاب حضرت
... شبلی کے حالات ... جوش ... ایک ... جوش

(۳) تاریخ سندھ ... نہایت مکمل مستند تاریخ ارض سندھ
... حکومت عرب کے آخر زمانہ تک مستند طریقوں سے
... انگریزی ... کی غلطیاں اور اسکا بیان کہ فاتحین
... گیا ... دو جلدیں ہیں۔

جلد اول کی قیمت ... ۱۲ر
جلد دوم کی قیمت ... ۱۲ر

(۴) حروب صلیبیہ ... صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک
بیت المقدس کی حکومت کے لیے مسلمانوں اور عیسائیوں میں
... مصنف مذاق انگریزی ... مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ
... عربی مستند تاریخوں سے مدد لے کے نوٹس اضافہ
کیے گئے ہیں قیمت ... عا

(۵) حسن بن صباح - بانی فرقۂ باطنیہ کے حالات زندگی
... اور ان کے ... فدائی - ۲

(۶) خواجہ معین الدین چشتی - حضرت قطب الہند خواجہ
اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات - ۲

(۷) تاریخ بغداد - مرکز خلافت عباسیہ کے حالات ابتدا
... سے زوال و پامالی کے زمانے تک قیمت - ۲

(۸) افسانۂ قیس عاشق لیلیٰ مجنون عامری کے صحیح حالات ۳

(۹) ملکہ زنوبیہ - حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک
... شاہزادی کے حالات زندگی قیمت - ۲

(۱۰) الحکم الرفاعیہ - سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام
... رسالہ کا ترجمہ قیمت ...

(۱۱) آغا خانی صاحب - آغا علیخان بہادر ... کے حالات زندگی ۲

(۱۲) رفع النقاب - مسئلہ پردہ کی تردید شرعی پرنٹ کے
... مولانا ... مختار صاحب ... سی کا ... رسالہ ۲ر

تاریخی ناول

(۱۳) فلپانا - مولانا شرر کا ... تاریخی ناول ...
طرابلس ... حضرت عثمان غنی کا دور
... نیا ... تاریخی ... صحابیات کی
شاہزادی فلپانا ... ویسی جوش ...
... حیثیت سے یہ ناول نہایت اعلیٰ
... قیمت ... عہ

(۱۴) ماہ ملک - مولانا شرر کا ... نیا ... اچھوتا ناول
جس میں ... سلطان غیاث الدین و شہاب الدین
غوری کے کارنامے ... معاصرت ... شاہزادی
ماہ ملک کے حالات ... ایک ... عجیب
الفاظ میں ... سے دکھائے گئے ہیں قیمت عار

(۱۵) یوسف و نجمہ کامل - ... نہیں آپ بیتی سے
کیا ... کہانی ... اور ... میری
اسکے ... اور ... ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو بڑی قدر
کے ہاتھوں سے لیے جاتے تھے ... کے بعد اس میں جو لطف پیدا
ہوگیا ہو ... سے تعلق رکھتا ہو نہایت پاکیزہ ناول ۸ر

(۱۶) اسٹو قینن ملکہ - پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے حالات
الینر ملکۂ فرانس کی عشقبازیاں ... کے پہلو میں ...
رزم کے ساتھ ساتھ بزم مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ
مجاہدہ ... کی ... دلبری و سحر آفرینی - نہایت
مزے کا ناول - قیمت ... عہ

(۱۷) فتح اندلس - اسپین پر عربوں کا حملہ ... حاکم
سبتہ کی بیٹی ... آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے ... بے عزتی
اور مجاہدین اسلام کی تلوار ... کا انتقام ... ہی
سے معلوم ہوسکتا ہو ... زور بیان نے ... واقعات میں
کیسی جان ڈال دی ہو زیر طبع قیمت ... عار

(۱۸) مقدس نازنین - ایک ... لڑکی کا مردانے بھیس
میں مقتدائے دین بنکر رہنا اور آخر ... یعنی حضرت مسیح
کا جانشین منتخب ہوجانا - مسند پاپائی پر وضع حمل مسیحیوں
میں شورش اور مسلمانوں کی مدد سے ... جانبری - ۸ر

(۱۹) فلورا فلورنڈا۔ اسپانیہ عظمیٰ کے عہد خلافت آل
امیہ میں عیسائیوں کی حالت ان کا اعتقاد تعصب اور جنون انگیز
جوش شہادت۔ ایک مسلمان لڑکی کا راہبہ کے خواب گاہ [illegible]
اور [illegible] خرابی کا حیرت انگیز اور عبرت ناک انجام۔ ۱۲

(۲۰) ملک العزیز ورجنا۔ [illegible] صاحبی [illegible]
اور صلاح الدین [illegible] اخبار [illegible] کا رومانی عشق اور وہ سب
ساتھ [illegible] دلچسپ قیمت . . . ۱۲

(۲۱) ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی تاریخی داستان عرب
کے رسم و رواج اور اخلاق و عادات شاعری اور سرکشانہ [illegible]
[illegible] عشق اور [illegible] عشق دو عربی شاعرانہ [illegible]
[illegible] دو [illegible] عساکر [illegible]
خسرو پرویز کی تصویریں اور شیریں و مریم کی سرگذشت
دو جلدیں . . . .

جلد اول کی قیمت ۱۲

جلد دوم کی قیمت ۱۲

(۲۲) فردوس بریں۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول [illegible]
باطنیہ حشیشین اور ان کے سرگروہ [illegible] کی [illegible] کا
سفر اور جنت کی سیر [illegible] ظاہری طلسم [illegible]
دوسرا نہایت ہی [illegible] اس سلسلہ کا انکشاف
کہ [illegible] ایک [illegible] اردو ناول کا جواب کسی دوسری
زبان میں بھی نہیں ہو سکتا قیمت . . . عہ

(۲۳) حسن انجلینا۔ [illegible] روم [illegible]
[illegible] اور اس کا انجام [illegible] تعلق
[illegible] قیمت ۱۲

(۲۴) منصور موہنا۔ [illegible] سندھ میں ایک [illegible]
[illegible] عرب کی [illegible]
کی [illegible] نہایت [illegible] تصویریں
[illegible]

(۲۵) [illegible]
[illegible] عاشق کا
[illegible]
[illegible]

(۲۶) [illegible] کے [illegible]

ایک ناول کا ترجمہ [illegible] نہایت مقبول ہوا [illegible]
اور [illegible] حکومت کا زوال۔ قیمت . . . . .

(۲۷) دلچسپ۔ مصنف کا [illegible] عشق اور [illegible]
بیان۔ دو حصہ

حصہ اول کی قیمت ۔

حصہ دوم کی قیمت

(۲۸) دلکش۔ [illegible] عشق [illegible]
[illegible] دو حصہ ۔

حصہ اول کی قیمت . . .

حصہ دوم کی قیمت

(۲۹) آغا صادق کی شادی۔ [illegible]
ایک [illegible] دلہن کے ساتھ [illegible]
کا [illegible] شادی [illegible]

(۳۰) کیا انسان معصیت۔ نہایت [illegible]
ایک [illegible] اور اس کا انجام قیمت

(۳۱) [illegible] ایک نہایت دلچسپ [illegible] رضامندی [illegible]
[illegible] رضامندی کی شادیاں۔ قیمت . . . . . .

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۳۲) جلد دلگداز [illegible] مکمل [illegible] قیمت ۔

(۳۳) جلد دلگداز [illegible] دلگداز کے وہ سب پرچے
[illegible] میں شائع ہوئے [illegible] ۔

(۳۴) جلد دلگداز [illegible] مکمل [illegible] قیمت ۔

(۳۵) جلد دلگداز [illegible] مکمل [illegible] قیمت

(۳۶) جلد دلگداز [illegible] وہ سب پرچے جو
[illegible] میں شائع ہوئے [illegible] قیمت ۔

(۳۷) جلد اتحاد بابت [illegible] ہفتہ وار رسالہ
[illegible] شائع ہوتا رہا جس میں مولانا مولوی
عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت [illegible] مضامین ہیں
جن کے ذریعے سے ہندو مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے [illegible]

[illegible] ۳۰ رسالہ قیمت

المشتہر [illegible]
[illegible]

مشہور علمی ادبی اور تاریخی رسالہ جو سنہ ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر ۔ جلد

بابت ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۴ عقرب سنہ ۱۳۲۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

بہ اہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنو

محلہ گولہ گنج

مرزا قربان بیگ خان سے دلگداز پریس میں چھپ کر شایع ہوا

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

۱۹۱۰ء سے مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں نکل رہا ہے مضامین نظم و نثر کسی قدر ... کی ... ہیں جو دلمیں اترتی اور دل ہی میں رہ جاتی ہے۔ اب حسب دستور اعلیٰ درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہیں۔ ... مولانا شرر کے دو تین ناول یا تاریخی تصانیف خود انکا مقابلہ ہوا کرینگے۔ ... ناظرین ناولوں وغیرہ کے شائق ہوں اجازت دے سکتے ہیں کہ ہر ناول یا کتاب تیار ہوتے ہی ایک ہفتہ پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکے ان کی خدمتمیں وی پی بھیجدی جایا کرے ختم سال پر مولانا شرر کا ایک مکمل مرتب ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا قیمت صرف سہ سالانہ مع محصول

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز لکھنؤ محلہ گڑھی پیر خاں

کارخانہ روغن لرماحین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھیں!!)

عطر کیلیئے لکھنؤ مشہور ہے۔ مگر افسوس کہ جو عطر ہے وہ باہر والوں کو نہیں ملتا۔ کیونکہ یہیں ال کی زیادتی نوکروں کے ہاتھ ... کا ... ان خریدوں ہی کو اٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگواتے اور ... دیکھے خریدنے پر مجبور ہیں ... ایک روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہیں۔ یہ عام خرابیاں دیکھ کے ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ جو صاحب طلب فرمائیں ... لئے معتبر اور مستند کارخانوں کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کرکے۔ مال کو بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کے روانہ کر دیا کریں جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے عطر کے شائق ایکبار ہمارا ... ہی منگوا کے دیکھیں کہ ہمارے ذریعے سے انھیں کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے:-

عطر حنا فی تولہ [illegible]	عطر گل حنا فی تولہ [illegible]	عطر خمیرہ فی تولہ [illegible]
عطر موتیا [illegible]	عطر مٹی [illegible]	عطر سہاگ [illegible]
عطر چنبیلی [illegible]	عطر جوہی [illegible]	عطر اگر کہنہ [illegible]
عطر کیوڑا [illegible]	عطر گلاب [illegible]	عطر اگر [illegible]
عطر خس [illegible]	عطر سنگترا [illegible]	عطر مخلوط [illegible]
عطر فتنہ [illegible]	عطر سیوتی [illegible]	عطر ... [illegible]
عطر ... [illegible]	عطر ... [illegible]	روح خس [illegible]
عطر مولسری [illegible]	عطر شمامہ [illegible]	روح ... [illegible]
عطر ... [illegible]	عطر برگ حنا [illegible]	عطر ... [illegible]
عطر ... [illegible]	روح گلاب [illegible]	عطر ... [illegible]

روغن چنبیلی فی سیر [illegible]	عرق گلاب فی بوتل [illegible]	گولیاں تمباکو [illegible]
روغن بیلا فی سیر [illegible]	عرق کیوڑا فی بوتل [illegible]	قوام تمباکو فی ... [illegible]
روغن کیوڑا فی سیر [illegible]	زردہ کھانے کے تمباکو کی ... [illegible]	گولیاں تمباکو ... [illegible]
روغن حنا فی سیر [illegible]	پتی فی سیر [illegible]	محصول ڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہوگا

آپکا خادم محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ گڑھی پیر خاں

حُسن کی کرشمہ زائیان

(قلوبطرہ - کلیوپیٹرا)

زلیخا کے بعد مصر میں قلوبطرہ ہے کہ حسن کی کرشمہ زائیان ہیں، جس کا پایہ تاریخی حیثیت سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ وہ اُس سرزمین کے کسی فرمانروا کی جو بیٹی نہیں بلکہ خود ملکہ تھی۔ اور چونکہ وہ اپنے حسن کی کمند کسی پیرزادے پر نہیں ڈالتی تھی اس لیے اپنے اغراض میں کامیاب بھی خوب ہوئی۔ اور شہوت پرستی و حسن فروشی کے نشیب و فراز میں پڑ کے تنہا اپنی ہی کرشمہ سازیون اور ناز آفرینیون پر قربان ہو گئی۔

سکندر کے ہاتھ سے جب مصر کا پُرانا خاندان فراعنہ پامال ہوا۔ اور وطنی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو اُس کے بعد بطلیموس لاغوس کے فرمان روائے مصر ہو جانے سے وہان بطلیموسیون کا ایک نیا یونانی خاندان شاہی شروع ہوا۔ جس کے تاجدار بڑے بڑے عالیشان اولوالعزم گذرے ہیں۔ اور انھین میں وہ نامی گرامی ریاضی دان بطلیموس یا بطلیموس ثانی ہے جسے اکثر لوگ بجائے بادشاہ کے ایک عالی مرتبہ حکیم و مہندس جانتے ہیں اور جو ہیئت قدیم بطلمی کا پہلا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

اسی خاندان کے پچھلے تاجدار بطلیموس اولیطیس کی دو اولادین تھین۔ ایک لڑکا بطلیموس اور ایک اُس سے چھوٹی لڑکی قلوبطرہ۔ قلوبطرہ کے حسن و جمال اور اُس کی ذہانت و قابلیت کے باعث باپ کو اُس سے ایسی محبت تھی کہ مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے بعد قلوبطرہ اور بطلیموس دونون مل کے سلطنت کرین۔ مگر افسوس دولت و سلطنت وہ چیز ہے جو محبت و قرابت کے تمام رشتون کو قطع کر دیا

کرتی ہے۔ نوعمر بطلمیوس سریر شہریاری پر قدم رکھتے ہی بہن کے حق مین ایک نامہربان بھائی بن گیا۔ اور اُسے اُس کے حقوق وراثت سے محروم کرکے گھر سے نکال دیا مگر قلوبطرہ بھی کوئی دبنے والی شہزادی نہ تھی۔ مقابلہ کو اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنے جھنڈے کے نیچے ایک بڑا لشکر جرار جمع کرلیا۔

یہ سنہ قبل محمدؐ یعنی ولادت مسیح سے اڑتالیس سال پیشتر کا زمانہ تھا۔ دولت روم اپنے شباب پر تھی۔ اور وہ دور شروع ہو گیا تھا جب کہ جمہوریت کا زور توڑ کے یولیوس قیصر (جولیس سیزر) سلطنت روم کے سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا تھا۔ یولیوس اپنے حریف فامفئی (پامپی) کے تعاقب مین وارد مصر ہوا۔ اور ساحل اسکندریہ پر قدم رکھتے ہی فامفئی کا سر اُس کے سامنے لاکے پیش کر دیا گیا۔ اب وہ واپس چلا جاتا مگر دولت روم کا چونکہ یہ اصول تھا کہ قرب وجوار بلکہ ممالک دور و دراز مین بھی جہان تک ہو سکے سلطنتون کے معاملات مین دخل ہی کر کر کے اپنی قوت بڑھائی جائے لہذا یولیوس قیصر مصر کے خاندان شاہی کا جھگڑا چکانے کے لیے اسکندریہ مین ٹھہر گیا۔ اُس کی آمد کی خبر سنتے ہی قلوبطرہ بھی اسکندریہ پہونچی۔ اور کوشش کرنے لگی کہ کسی صورت سے قیصر کے دربار مین پہونچے۔ اُسے اپنے حسن و جمال پر ناز اور دعوی تھا۔ اور سمجھتی تھی کہ ممکن نہین کوئی شخص میری دلفریب صورت دیکھے اور میرا طرفدار نہ بن جائے۔ اس لیے وہ تو اس فکر مین تھی کہ کسی طرح قیصر سے چار آنکھین ہو جائین۔ اور قیصر کی یہ حالت تھی کہ اُس کی صحبت مین باریابانا قریب غیر ممکن تھا۔ اور غالباً یہ بھی قلوبطرہ کے بھائی بطلمیوس کی سازش کا نتیجہ تھا جو قلوبطرہ کی کسی صورت سے قیصر تک رسائی نہین ہو سکتی تھی۔

آخر قلوبطرہ نے قیمتی کپڑون کے ایک گٹھر مین اپنے آپ کو بندھوایا۔ اور وہ گٹھا تاجرانہ حیثیت سے قیصر کے سامنے پہونچایا گیا۔ جب اُس کی نگاہ کے روبرو وہ گٹھر کھلا تو اُس مین سے قلوبطرہ نکلی جس کی صورت دیکھتے ہی یولیوس دنگ رہ گیا۔ اب مصر کی حسین شاہزادی نے اپنی مظلومی اور اپنی حالت وکیفیت ایسے ناز و انداز سے بیان کی۔ اور اُس کے عالم آشوب حسن۔ اُس کی سریلی آواز۔ اور

اُس کے دلفریب لہجے نے یولیوس پر ایسا جادو کر دیا کہ جو وہ نظر ہی وداع طاقت تھی۔ اُس کا دم بھرنے لگا۔ اور جو جھگڑا ایشین نظر تھا اُس میں یہی مشہور فیصلہ کر دیا کہ حق لیلی ہو؛؛

اب قیصر تمام دنیا و مافیہا کو بھول گیا۔ نہ روم کی سلطنت یاد تھی اور نہ چند وہ باقی ماندہ حریف جو اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے تھے۔ دو سال تک اسکندریہ ہی میں پڑا رہا۔ دن عید تھا اور رات شب برات۔ قلوبطرہ ہر وقت پہلو میں تھی۔ اور اُس کے تمام ارادوں اور حوصلوں پر حکومت کر رہی تھی۔ غریب بطلیموس کی قسمت کا یہ فیصلہ ہوا کہ وہ بیچارہ دریائے نیل میں ڈبو کے مار ڈالا گیا۔ اور حشمت فراعنہ کی مالک اکیلی قلوبطرہ تھی۔ جو شب و روز یولیوس قیصر سے ہم آغوش رہا کرتی۔

دو سال کی عیش پرستی کے بعد قیصر کو اپنے مقاصد سلطنت یاد آئے۔ ایشیا اور افریقہ کے دیگر صوبجات کی راہ لی۔ اور قلوبطرہ امن و امان اور آزادی و خود مختاری سے مصر میں حکومت کرنے لگی۔ یولیوس بڑے بڑے فتوحات حاصل کر کے بڑی دھوم دھام سے رومۃ الکبریٰ میں داخل ہوا۔ اور اس کے بعد چند ہی روز وہاں ٹھہرا تھا کہ طرفداران جمہوریت کے ایک سازشی گروہ نے اُسے سر دربار قتل کر ڈالا۔ اور اُس کے بعد روم میں سخت جھگڑے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ققرو (سسرو) جمہوریت کے طرفداروں کے ساتھ الگ خوشیاں منا رہا تھا۔ یولیوس کی بہن کا پوتا اُقطاویانوس جس نے یولیوس کے گھر اور اُسی کے آغوش میں نشو و نما پایا تھا۔ جو چند روز بعد اغسطس کا لقب اختیار کر کے دوسرا شہنشاہ روم بنا۔ اور جس کے ہاتھوں وہاں کی جمہوریت ہمیشہ کے لیے پامال ہو گئی۔ اُس نے ایک حق دار وراثت کی حیثیت سے سلطنت کا دعویٰ کیا۔ اور تیسری طرف یولیوس کے نامی گرامی افسر انطونی نے عوام الناس کے ایک بڑے بھاری گروہ کو جمع کر کے یولیوس کے خون کا انتقام لینا چاہا۔ چند روز میں اُقطاویانوس اور انطونی باہم مل گئے اور اتفاق کی برکت سے اپنے سب حریفوں اور یولیوس کے دشمنوں اور قاتلوں پر کامیاب ہوئے۔

اِس کامیابی کے بعد اُقطاویانوس تو روتۃ الکبری مین چلا گیا۔ اور انطونی نے ممالک مشرق کی راہ لی کہ وہان کی سلطنت کو سنبھالے۔ چونکہ ملکۂ مصر پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اُس نے روم کے غالب گروہ کی کوئی مدد نہین کی۔ ایشیاے کوچک مین پہونچتے ہی انطونی نے نہایت درشتی کے الفاظ مین قلوپطرہ کو کہلا بھیجا کہ فوراً شہر طرطوس مین حاضر ہو کے جواب دہی کرے۔ جن سخت الفاظ مین یہ فرمان بھیجا گیا تھا اُس سے ملکۂ مصر کی بے شک آزردگی ہوتی تھی۔ قلوپطرہ عورت تھی۔ اور بہت ہی زکی، فہیم، ہوشیار اور پُرفن عورت تھی۔ سمجھ گئی کہ دل مین کیا ہے۔ [illegible] نو زہر کیون دے۔ وہ جانتی تھی کہ مین کس خوبی اور کیسے دعوے کے ساتھ انطونی کو شیشہ مین اُتار سکتی ہون۔ ان الفاظ کا ذرا بھی بُرا نہ مانا۔ اور فوراً جواب دہی کے لئے چل کھڑی ہوئی۔

اسکندریہ سے تو اپنے معمولی جہازون پر بیٹھ کے گئی۔ مگر طرطوس مین داخل ہونے کی شان ایسی عجیب و غریب تھی کہ ہر طرف ہل چل پڑ گئی۔ اور جس کسی نے دیکھا مبہوت و بدحواس رہ گیا کہ یہ کوئی شاہزادی ہے یا آسمان کی پریان اور دیویان زمین پر اُتر آئی ہین۔ شہر طرطوس سمندر سے تھوڑے فاصلہ پر ہے اور اُس کے نیچے سے دریاے قدموس بہا ہے۔ قدموس کے دہانے سے وہ اِس طرح چلی کہ اُس کی کشتی نہایت ہی پُرتکلف خوبصورت خوشنما اور زرنگار تھی کیونکہ اُس پر جا بجا سونے چاندی کا پانی پھرا ہوا تھا اور نظرفریب نقش و نگار اور گل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ پتوار اور کھینے کی بلّیان چاندی کی تھین۔ اور ایک ارغوانی رنگ کا نہایت ہی خوش رنگ پال چڑھا ہوا تھا جو ہوا کے بھرنے سے عجب بہار دکھا رہا تھا۔ کشتی کے اوپر ایک زربفت کا شامیانہ بڑی نفاست سے کھنچا ہوا تھا جس کی مقیش کی جھالر شعاع آفتاب پر چمک زنی کر رہی تھی۔ اُس کے نیچے وہ خود سونے کا مرصع تاج سر پر رکھے۔ سر سے پاؤن تک مرصع زیور اور مغرق کپڑے پہنے اور جواہرات سے لدی ہوئی دیویون کی شان سے بیٹھی تھی۔

اُن دنون چونکہ سارے ملک کا مذہب یونانی اور رومی بت پرستی تھی۔ اور اہل روم و یونان کے عقیدے مین حسن و جمال کی دیوی وینس (زہرہ) تھی

جس کی خوبصورتی و رعنائی کی شہرت تھی۔ جس کی نہایت ہی حسین مورتین ایک خاص وضع اور ادا مین بنا کے مندرون مین رکھی اور پوجی جاتی تھین۔ اور انھین ستارون مین عشق کا دیوتا کیوپڈ ایک معصوم صفت پردار بچہ کی وضع مین بنایا جاتا تھا جس کے ہاتھون مین تیر کمان ہوتے۔ یعنی وہ دلون پر عشق کے تیر برسایا کرتا ہے اسی عام خیال کے مطابق قلوبطرہ وینس کا بہروپ بھرکے اور اُسی کی انداز و ادا کی [illegible] مین [illegible] بان اور تمکنت و وقار سے اُس شامیانے کے نیچے [illegible] اور وضع و شبیہ سے بیٹھی [illegible] خوبصورت خوبصورت لڑکے جو حقیقت کے دیوتا کیوپڈ کے روپ مین تھے اور تیر کمان لگائے ہوئے تھے اس پاس کھڑے پنکھا جھلتے اور مگس رانی کر رہے تھے۔ صدہا حسین وپری جمال و دوشیزہ لڑکیان جو آسمانی پریون کے بھیس مین تھین خدمت کو حاضر تھین کچھ تو دست بستہ و باادب سامنے کھڑی تھین کچھ اُس کے اشارون پر کام کاج کے لیے دوڑ رہی تھین۔ اور بہت سی حور وش اور مہ پارہ لڑکیان جل پریون کے بھیس بنائے تھین جو پانی مین اُتری ہوئی کشتی کو چڑھاؤ پہ دھکیل دھکیل کے بڑھاتی اور کھینچے لیے جاتی تھین۔ بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ اصلی وینس آسمان سے اُتر آئی ہے۔ اور اُس کے تخت کو پریان اُڑائے لیے جاتی ہین۔

ایسا دلفریب اور ہوش رُبا منظر آج تک کبھی کسی کی نظر سے کاہے کو گزرا تھا۔ جو دیکھتا مسحور ہو لیتا۔ اور دریا کے کنارے ہی کنارے ہو اس کشتی کے ساتھ دوڑنے لگتا۔ اور دین و دنیا بھول جاتا۔ اس شان سے جب یہ کشتی طرسوس مین داخل ہوئی دونون طرف دریا کے کنارے ہزارہا خلقت کا ہجوم تھا۔ اور سارے شہر مین شہرہ ہو گیا کہ آسمان سے پریان اُتر آئین۔ انطونی اُس وقت بیٹھا دربار عام کر رہا تھا۔ اِس خبر کے اُڑتے ہی تمام لوگون نے اُسے چھوڑ دیا۔ تماشا دیکھنے کے لیے دریا کے کنارے چلے گئے اور وہ اپنی کرسی پہ اکیلا بیٹھا رہ گیا۔ اتنے مین اُسے خبر پہنچی کہ ملکۂ مصر قلوبطرہ آپ سے ملنے کو آئی ہے۔ انطونی نے اپنی شاہانہ متانت کے قائم رکھنے کے لیے ضبط سے کام لیا اور کہلا بھیجا کہ "وہ یہین چلی آئین اور اُن کی دعوت ہے" قلوبطرہ نے یہ پیام سُن کے دل مین کہا "اگر انطونی نے

میرے آنے کی یہ شان نہ دیکھی تو کچھ نہ ہوا۔" جواب مین کہا۔ اُن سے جا کے عرض کرو کہ پہلے آپ میری دعوت قبول کر لین۔ پھر مین بھی حاضر ہو جاؤن گی۔" انطونی کو خود ہی اُس شانِ رعنائی کے دیکھنے کا شوق تھا جس پر ایک زمانہ عشق عشق کر رہا تھا۔ بے تکلف دریا کنارے چلا گیا۔

وہان جا کے ایک ایسا عالم نظر آیا کہ ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور ایک جان چھوڑ ہزار جان سے ملکہ قلوبطرہ کا شیدا ہو گیا۔ اِس آراستگی و نمایش حسن و عشق کے اِس کامل بہروپ۔ اور پھر اُس کے ساتھ ملکہ مصر کی دل لبھانے والی باتون نے ایسا فریفتہ کیا کہ نہ روم کی سلطنت ہی یاد رہی اور نہ اپنی محبت والی بی بی "فلویا" جو روم مین بیٹھی اُس کے نام پر جی رہی تھی۔ اب انطونی کی چوٹی قلوبطرہ کے ہاتھ مین تھی۔ چنانچہ اُسے لے کے اُس نے اسکندریہ کی راہ لی۔ جہان بیٹھ کے انطونی عیش و عشرت مین پڑ گیا اور رات دن جشن منانے لگا۔

اِن دونون نے اپنے اِس عیش و نشاط کے زمانے مین جیسے جیسے لطف اُٹھائے ہین۔ اور اپنی عشرت پرستی کے جوش مین جیسی جیسی فضول خرچیان کی ہین دائرۂ اعتدال سے باہر ہین۔ اور ایسی ہین کہ لوگون کو مشکل سے اُن کا یقین آ سکتا ہے۔ ایک بار ایک دوسرے کو جلسہ دینے مین باہمی مقابلہ ہوا کہ کون زیادہ فیاضی و بے جگری سے روپیہ لٹاتا اور سامانِ عیش فراہم کرتا ہے۔ انطونی نے کہا۔ اِس مین تم مجھ سے فوقیت نہین لے جا سکتین۔" قلوبطرہ بولی "مین تو ایک گھونٹ پر دس لاکھ روپیہ اُڑا دون گی۔ تم کیا کر سکتے ہو؟" اور یہ کہہ کے اپنے کان کی ایک انتی سے ایک بڑا بھاری موتی جس کی قیمت لاکھون کی تھی سِرکے کے جام مین ڈال دیا۔ اور جب وہ گھل گیا تو اُٹھا کے پی گئی۔ دوسری انتی کے دیتے ہی اور اُسی قیمت کے موتی کے اُس نے دو ٹکڑے کیے اور اُنھین دینس دیبی کے سنگار مین صرف کر دیا۔ اُس کی یہ بے جگری دیکھ کے انطونی عش عش کر گیا۔ اور مان گیا کہ میری محبت مین جو کچھ قلوبطرہ کر سکتی ہے مین نہین کر سکتا۔

چند روز بعد انطونی کو روم مین جانا پڑا۔ کیونکہ اُس کی بی بی فلویا بیمار تھی فلویا اُس کے پہونچنے کے بعد دنیا سے رخصت ہوئی تو اُس نے قیصر کی

بہن اُقطاویہ سے شادی کرلی۔

یہ شاہزادی حسین وصاحب جمال ہونے کے ساتھ بڑی باعصمت خاتون تھی۔ اور سچ یہ ہے کہ انطونی اس قابل نہ تھا کہ ایک ایسی پاکدامن شاہزادی کی قسمت اُس کے ہاتھ مین دے کے چھوڑی جائے۔ انطونی کے دل ودماغ مین قلوبطرہ اس قدر بسی ہوئی تھی کہ اُسے اُقطاویہ سے کسی طرح اُنس نہ ہوا۔ اور شادی کی رسوم سے فارغ ہوتے ہی اُس نے پھر ارض مشرق کی راہ لی تاکہ قلوبطرہ سے آغوش شوق کے مزے لوٹے۔

دوبارہ مصر مین آکے انطونی پھر عیش وعشرت مین پڑ گیا۔ اور قلوبطرہ کی صحبت مین روز بروز اندھا ہوتا جاتا تھا۔ نہ اپنے فرائض سے تعلق تھا اور نہ انجام کی پروا تھی۔ قلوبطرہ کی محبت کے جوش مین ناعاقبت اندیشی کی دلیری اس حد تک بڑھی کہ شاہزادی اُقطاویہ کے پاس طلاق نامہ لکھ کے بھیجدیا۔ اور کہلا بھیجا کہ "تم سے پہلے میری شادی ملکۂ مصر کے ساتھ ہو چکی تھی"۔ اس واقعہ سے شاہزادی کے بھائی قیصر اُقطاویانوس کی نہایت ہی دلشکنی ہوئی۔

اُقطاویانوس کو پہلے ہی سے اس بات کا خیال تھا کہ کسی طرح انطونی کو گرا کے دولت روم کے کل سیاہ وسفید کا مالک ہو جائے۔ اور اپنے چچا یولیوس قیصر کا سچا اور پورا جانشین بنے۔ بہانہ ہی ڈھونڈھ رہا تھا۔ بہن کی دل آزاری کی تاب نہ لایا۔ سارے رومیون کو اس بات پر برہم کر دیا کہ ظالم دغاباز اور لوگون کو پھانسنے اور لبھانے والی ملکۂ مشرق کے مقابلہ مین اقطاویہ کی ایسی باعصمت اور پاکدامن شاہزادی کی توہین کی گئی۔ رومیون کے دلون مین جوش انتقام پیدا کر کے قیصر نے حملہ کے لیے جہازون کا ایک زبردست بیڑا تیار کیا۔ اُدھر سے اپنے جہازون کا بیڑا لے کے انطونی اور قلوبطرا آئے۔ اور علاقہ اپائرس کی ایک راس کے پاس دونون بیڑون کا مقابلہ ہوا۔

زور وشور سے لڑائی ہو رہی تھی۔ اور فتح وشکست کے آثار کسی طرف نمودار نہین ہونے پائے تھے کہ ناگہان قلوبطرہ لڑائی سے مرعوب اور دہشت زدہ ہو کے بھاگی۔ اور اُس کے ساتھ ہی سارے مصری جہازون نے بھی لڑائی سے منہ پھیر کے

مصر کی راہ لی۔ انطونی اگرچہ بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا مگر اپنی معشوقہ کو جاتے دیکھ کے اُس نے بھی لڑائی کو ناتمام چھوڑا اور اُس کے پیچھے چلا۔ دونوں بھاگ کے اسکندریہ میں پہونچے۔ اور عیش و طرب کے جلسوں میں اس خیال کو بھی بھلا دیا کہ دشمن قیصر تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہے۔ اور عنقریب یہاں پہونچا چاہتا ہے۔

اُکتاویانوس قیصر بھی نہایت ہی چالاک تھا۔ اُس نے دل میں ٹھان لی کہ قلوپطرہ کو اُسی کمند میں پھانسنا چاہیے جس میں کہ وہ اوروں کو پھانسا کرتی ہے۔ اسکندریہ کی بندرگاہ کے قریب پہونچتے ہی اُس نے مراسلت کر کے قلوپطرہ پر اپنا اشتیاق اور عشق ظاہر کیا۔ قلوپطرہ نے دل میں کہا "یہ جاتا کہاں ہے؟ جس طرح میں نے انطونی کو اپنی زلف گرہ گیر میں پھانسا ہے اسے بھی پھانسوں گی۔ اور ایسا گرفتار کروں گی کہ ہلنے نہ دوں گی" یہ تو وہ سمجھ ہی رہی تھی کہ اب انطونی میں دم نہیں رہا ہے۔ اِس لیے اپنے تمام فوجی افسروں اور جہازوں کے قبطی کپتانوں کو حکم دے دیا۔ کہ کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائے۔ قیصر آتا ہے تو آنے دو۔ سلطنت لے لینے دو۔ مگر جب قیصر نے اسکندریہ پر قابض ہو کے اُس کی گرفتاری کا حکم دیا تو ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ آخر جب اُس کا کچھ زور نہ چل سکا تو اپنی دو وفادار سہیلیوں کو ساتھ لیا اور ایک برج میں جسے سلاطین مصر کے عام طریقے کے موافق تعمیر کرا کے اپنا مدفن قرار دیا تھا جا کے چھپ رہی۔ اور شہر میں مشہور ہو گیا کہ قلوپطرہ مر گئی۔ اُس کے مرنے کی خبر سنتے ہی انطونی ایسا بیقرار ہوا کہ فراق معشوقہ کی تاب نہ لا سکنے کے باعث خودکشی پر آمادہ ہو گیا۔ اور اپنی ہی تلوار سے اپنے آپ کو ایسا زخمی کر لیا کہ زندگی کی کوئی امید نہیں باقی رہی۔ وہ بستر مرگ پر تڑپ رہا تھا کہ خبر آئی "قلوپطرہ مری نہیں زندہ ہے۔ اور آپ کو اپنے برج میں بلاتی ہے" انطونی میں چلنے کی طاقت نہ تھی۔ لوگ پلنگ کو کندھوں پر اُٹھا کے اُس برج کے پاس لے گئے۔ قلوپطرہ کو دشمنوں کے خوف سے برج کا دروازہ کھولنے کی تو جرأت نہ ہوئی مگر پلنگ کو رسیوں میں باندھ کے ایک کھڑکی کی طرف سے اوپر کھنچوا لیا اور سر پر پہونچتے ہی انطونی قلوپطرہ کے سینہ سے لپٹ گیا۔ اور اُسی طرح لپٹے لپٹے دم توڑ دیا۔

مگر اب بھی قلوبطرہ اپنی کوششوں سے باز نہیں آئی۔ وہ قیصر کے پھانسنے اور اُس کے مسخر کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ لیکن اقطاویانوس بھی اس بلا کا مضبوط آدمی تھا کہ جیسے اوروں کی طرح پیش نہ گئی۔ وہ برابر اسی کوشش میں لگا رہا کہ قلوبطرہ کو زندہ گرفتار کرے۔ اور اُس سے اپنی ... کا انتقام لے۔ نہ اُس نے قلوبطرہ کی کسی شرط کو منظور کیا اور نہ اسے کوئی عہد و پیمان دیا۔ آخر قلوبطرہ کو مایوسی ہوئی اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اُس ذلت کی تصویر کھنچ گئی کہ وہ گرفتار کر کے رومۃ الکبریٰ میں لے جائی جائے گی۔ اور وہاں قیصر کے جلوس میں اس شان سے نکالی جائے گی کہ ہاتھ پاؤں میں سونے کی زنجیریں ہوں گی اور یہ اپنی سواری کے ... صبح رتھ کے آگے آگے پا پیادہ جا رہی ہوگی۔ اس تصور ہی نے ... موت کو ترجیح دی۔

دوسری طرف اقطاویانوس کو بے حد شوق تھا کہ اس حسین اور شہرۂ آفاق ملکہ کو اہل روم کے سامنے اپنے قیدی کی حیثیت سے پیش کرے۔ لہذا اس نے ... کا پورا بندوبست کیا کہ قلوبطرہ خودکشی نہ کرنے پائے۔ جس برج میں قلوبطرہ تھی۔ اُس کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور سخت ممانعت کر دی کہ کوئی شخص کسی قسم کا ہتھیار یا کوئی دوا یا کوئی چیز اندر نہ لے جانے پائے۔ تاہم محاصرہ کرنے والوں نے ایک دن انجیروں کا ایک ٹوکرا اندر پہونچا دیا۔ جس میں اُن کے نزدیک کسی بات کا اندیشہ نہ تھا۔ اس ٹوکرے کے اندر پہونچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد قیصر کو قلوبطرہ کا ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ میرے بچوں کو امان دی جائے۔ اور اس کی اجازت دی جائے کہ میں اور انطونی دونوں اسی مقبرہ میں دفن ہوں جس میں ہم دونوں ہیں۔ قیصر یہ تحریر پاتے ہی لپکا۔ اس برج کے پاس پہونچا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر جا کے قلوبطرہ کے کمرے کو دیکھا تو ہر طرف موت چھائی تھی۔ ملکہ اپنے شاہی لباس اور زیور سے آراستہ اپنی شاہی مسہری پر آرام کر رہی تھی۔ دونوں سہیلیوں میں سے ایک اُس کے پاؤں کے پاس پڑی ہوئی تھی۔ اور دوسری سرہانے کھڑی اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کے سر پر تاج کو سنبھالے ہوئے تھی کہ گرنے نہ پائے۔

قیصر کو یہاں کے سناٹے میں موت کا سناٹا نظر آیا۔ پوچھا "یہ کارروائی پوری طرح ہو گئی؟" اُس نے کہا "جی ہاں ہو گئی۔ اور یہی بات ایسی عالی مرتبہ ملکہ کے شایان تھی۔" اتنا جواب دیتے ہی وہ بھی گر پڑی اور مر گئی۔

اب اس کی جستجو شروع ہوئی کہ قلوبطرہ نے کیونکر جان دی۔ غور کرنے سے ایک چھوٹا نہایت ہی زہریلا سانپ جس کے کاٹتے ہی انسان مر جائے قلوبطرہ کے بازو میں لپٹا ہوا ملا جس سے

اپنے آپ کو کٹوا کے ملکہ اور اُس کی دونون خادماؤن نے جان دی تھی۔

قیصر کو افسوس ہوا کہ قلوبطرہ میرے ہاتھ سے اپنی جان کو بچا لے گئی۔ مگر کبر و نخوت کے جوش مین اُسے اب بھی ترس نہ آیا۔ کیونکہ جب رومۃ الکبریٰ مین گیا ہے تو اُس کے داخلے کے شان و شوکت جلوس مین ملکہ قلوبطرہ کی ایک مورت اُس کی اُسی شاہی مسہری پر سوتی ہوئی نکالی گئی جس کے پیچھے پیچھے قلوبطرہ کی دونون اولادین (یعنی اُس کا بیٹا اسکندر۔ اور اُس کی بیٹی قلوبطرہ) تھین۔ یہ وہ دو بچے تھے جن کو قلوبطرہ نے اپنے غرور حسن اور عیش پرستی کے خداؤن سے "اپالو" (دیوتا) اور "ڈیانا" (دیوی) کے خطاب دیے تھے۔

اب ملک مصر دولت روم کا ایک صوبہ تھا۔ اور ان دونون بچون کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ قیصر کو تو اپنے جلوس مین ان کی تشہیر کرانے کے بعد اپنے تبختر کی داد مل گئی۔ مگر اُس کی بہن اُکٹیویا جو واقعی بڑی شریف شاہزادی تھی یہ خیال کر کے ان بچون پر ترس آ گیا کہ میرے مرحوم شوہر انطونی کی اولادین ہین۔ انھین لے کے اپنی ہی اولاد کی طرح پالا۔ تربیت کی۔ اور جب چھوٹی قلوبطرہ بڑی ہوئی تو اُس کی شادی مراکو کے ایک فرمان روا سے کر دی۔

مصر مین قلوبطرہ کی لاش وہان کے دستور کے مطابق ممی بنا کے اور ایک شہرے تابوت مین بند کر کے اُسی مقبرے مین رکھی گئی جو اُس نے اپنے لیے بنوایا تھا۔ اور اب دو ہزار برس بعد قبر سے نکل کے لندن کے برٹش میوزیم مین پہونچی جہان آج ہر شخص جا کے اُس کے پرتکلف تابوت اور اُس کے ابدی خواب ناز کی کیفیت دیکھ سکتا ہے۔

عہد اسلام کا پہلا مغنی

(ابو عثمان سعید بن مسجح)

یزید بن معاویہ پہلا شخص ہے جس کے عہد سے اسلام مین عشرت پرستی کا آغاز ہوا اور اُسی کے آخر عہد مین یا یون کہیے کہ اُسی کے کارنامون کی یادگار مین ایک عجیب طریقہ سے عرب لوگون مین ایک باقاعدہ فن موسیقی شروع ہوا۔ وہ ہنوز زندہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر لوگون نے مکہ مین یزید کی بے اعتدالیون سے تنگ آ کے بیعت کی۔ اور انھون نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ خبر دمشق مین پہونچی تو ابن زبیر کے مقابلہ کے لیے لشکر روانہ ہوا اور حصین نے آ کے مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ایک زمانہ تک قائم رہا تھا۔ اور

محاصرہ مین ۴ شوال ۶۴ھ کی ہولناک رات کو جبکہ ابر گھرا ہوا تھا۔ بادل گرج رہا تھا اور بجلی چمک رہی تھی۔ اور ہوا کے جھونکے زور و شور سے چل رہے تھے۔ محاصرہ کرنے والون کا شور و غوغا سُن کے ابن زبیر کو اندیشہ ہوا کہین اہل شام شہر کے اندر تو نہین گھس پڑے۔ مگر اندھیرے مین کچھ سجھائی نہین دیتا تھا۔ حریف کی حالت کا پتہ لگانے کے لیے اُنھون نے حکم دیا کہ ایک نیزے مین مشعل باندھ کے بلند کی جائے ہوا بہت تیز تھی۔ جیسے ہی وہ مشعل بلند کی گئی اُس سے چنگاریان اُڑ کے غلاف کعبہ تک پہونچین۔ غلاف نے آگ پکڑ لی۔ اور بیت اللہ شریف پر ہولناک شعلے بھڑکنے لگے۔ لوگ آگ بجھانے کو دوڑے مگر ان کا کچھ زور نہ چلا۔ اور رات بھر جلنے کے بعد کعبہ ایک ویران کھنڈر رہ گیا۔ ایک قریشیہ عورت بھی اُسی آگ مین جل کے مر گئی۔ اور لوگ چونکہ ڈرے ہوئے تھے کہ کعبہ کی اس بےحرمتی سے کہین عذاب الٰہی نہ نازل ہو جائے لہذا سب لوگ نہایت رقت قلب اور کمال خضوع و خشوع سے اُس عورت کے جنازے کے ساتھ گئے۔ اُدھر ابن زبیر کی رات بھر یہ حالت رہی کہ سر بسجود پڑے ہوئے تھے اور درگاہ رب العزۃ مین رو رو کے دعا کر رہے تھے کہ "اے خدا! مین نے یہ جان کے نہین کیا! میرے اس گناہ کی پاداش مین اپنے بندون کو نہ ہلاک کرنا! میری یہ پیشانی تیرے آگے حاضر ہے۔ میرے ساتھ تو جو سلوک چاہے کر!"

اب دن کو جب لوگون کو ذرا ڈھارس بندھی تو بے قرار ہو کے اپنے گھرون کی طرف چلے۔ اُس وقت ابن زبیر نے روکا اور کہا "واہ واہ! تمھارے گھر کی ایک اینٹ بھی گر جائے تو اُسے اُس کی جگہ پر لا کے نصب کرتے ہو اور مرمت و اصلاح کیے بغیر دم نہین لیتے۔ اور یہ خدا کا گھر ویران ہو گیا ہے اسے یونہین پڑا رہنے دوگے؟" اُن کے کہنے سے لوگون کو تعمیر کعبہ کی فکر ہوئی۔ ابن زبیر نے چاہا کہ منہدم دیوارون کے باقی ماندہ حصے کو بھی ڈھا دین اور [illegible] دین پھر پُرانے آثار پر دیوارین اُٹھائین۔ مگر ڈر کے مارے کوئی ہاتھ نہ لگاتا تھا۔ چنانچہ خود ابن زبیر نے پھاوڑا ہاتھ مین لے کے ڈھانا شروع

کر دیا تب اور لوگ بھی شریک ہوئے - اب اُنھون نے دیوارون کو منہدم کر کے پھر
کیا اور کعبہ کو زیادہ وسیع کر کے تعمیر کیا - یعنی وہ گرد کی جگہ جو حجر کہلاتی ہے اور ایک
کہ عرصے سے بیرون محدود رہ کے خارج بیت اللہ تھی اندر شامل کر لی - اور لوگون نے اس
اعتراض کیا تو کہا خود جناب رسالتمآب نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ
تمھاری قوم والے اگر نئے مسلمان نہ ہوتے تو میں کعبہ کو ویسا ہی بنا دیتا جیسا کہ
ابراہیم کے زمانے میں تھا - اور حجر کو اُس کے اندر شامل کر دیتا - اس حدیث کی
تصدیق کی لیے زمین کھودی تو حضرت ابراہیم کے ڈالے ہوئے آثار برآمد ہوے
اور انھیں پر ابن زبیر نے نئی عمارت قائم کی - اس کے علاوہ ابن زبیر نے آمنے
سامنے کعبہ میں دو دروازے رکھے تھے تاکہ لوگ ایک سے داخل ہوں اور دوسرے
سے نکل جائیں - ابن زبیر نے عمارت کعبہ کے لیے بڑا اہتمام کیا تھا - چنانچہ فارسی
اور رومی معمار بلوا کے اس مقدس کام پر مامور کیے جن میں سے فارسی معمار
تعمیر کا کام کرتے وقت اکثر گایا کرتے تھے -

اتفاقاً خاندان بنی جمح کا ایک غلام سعید اُدھر سے گزرا - اسے گانے کا شوق
تھا - قدرتی طور پر خوش گلو واقع ہوا تھا - اور طبعی شوق سے اکثر گنگنایا کرتا - اس نے
جو فارسیون کا یہ نغمہ سنا تو بھلا لگا - بار بار جا کے ان لوگون کا گانا سنتے اور اس کے ساتھ
اُن کی دھنون میں عربی اشعار کے گانے کی مشق کرنے لگا جس میں اُسے کامیابی
ہوئی - اور چند روز بعد یہ حالت ہوئی کہ جو اُس کا گانا سنتا محو ہو جاتا - سعید ذہین
طباع - اور ذکی تھا - مالک کو اُس سے محبت تھی - اور اکثر کہا کرتا - اس لڑکے
کی کوئی خاص شان ظہور ہونے والی ہے میں اسے کب کا آزاد کر چکا ہوتا - مگر اس کی

ع۵ خانہ کعبہ میں آگ ۳ شوال یا ۳ ربیع الاول ۶۴ھ کو لگی تھی ۶۵ھ میں عبداللہ
بن زبیر نے نیا خانہ کعبہ بنا کے کھڑا کر دیا - در ۷۴ھ میں ابن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج
نے کعبہ کو منہدم کرا کے پھر انھیں پرانے آثار قریش پر تعمیر کرا دیا - اور کہا ابن زبیر نے یہ عائشہ پر
جھوٹا لگایا ہے کہ اُنھون نے جناب رسالتمآب صلعم سے سنا تھا کہ کعبہ کی گرد کی زمین تعمیر ابراہیمی میں
کعبہ کے اندر شامل تھی - لیکن جب لوگون نے کہا کہ ابن زبیر کے سوا دیگر صحابہ نے بھی ان حضرت
اس کی روایت کی ہے تو کہنے لگا "اچھا ہوتا کہ میں کعبہ کو ویسا ہی رہنے دیتا مگر اب تو ہو چکا"

تو بہت ایسی ہیں جو مجھے چھوڑنے نہیں دیتیں۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کی اصلی عظمت
۔ یہی میں لوگوں کو دکھیوں گا۔ اور رہا میں تو سب کے سامنے گاتا ہوں، کہ یہ
۔ ا ہے ۔

اسی اثنا میں ایک دن مالک نے اسے گاتے سنا تو چونک پڑا اور بہت سے
کہا " دوبارہ اسی طرح پھر گاتا ہے" اب کی جو وہ گایا تو پہلے سے زیادہ تعجب ہوا اور
وہ ولیدی شہرت نایت کیا۔ مالک نے ان سے کہا " وہ جو میں کہا کرتا تھا اس کا
یہ نمونہ یہ بھی ہے" پھر پوچھا " تم نے یہ دھن کہاں سے سیکھیں؟" جواب دیا
مدت سے فارسی معماروں کو خانۂ کعبہ تعمیر کرتے وقت گاتے سنا تھا۔ ان کی
دھن مجھے اچھی معلوم ہوئی۔ اس لیے میں نے اسے عربی اشعار میں قائم کر لیا"
یہ جواب پر غلام مالک کے دل میں خیال گزرا کہ اب اس نے ایک لطیف
فن کی طرف توجہ کی ہے تو اسے تکمیل کا موقع دینا چاہیے۔ چنانچہ اسی وقت
اُسے آزاد کر دیا۔ مگر سعید آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے آقا ہی کی خدمت میں رہا
اور اب اس کی شائستگی اور تمیز داری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ وہ اگرچہ سیاہ فام
حبشی تھا مگر خوش رو اور خوش منظر تھا۔ مکہ میں پیدا ہوا تھا۔ مسجح نام ایک شخص
کا بیٹا تھا۔ اور ابو عثمان یا ابو عیسیٰ کنیت تھی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بنی جمح
میں ملا۔ وہ نوفل بن حرث بن عبد المطلب کے گھرانے کا غلام تھا۔

بہر حال آزاد ہونے کے بعد اُسے فن موسیقی کی تکمیل کا شوق ہوا تو مکۂ معظمہ
سے نکل کے ملک شام میں گیا۔ اور ایک زمانہ تک رومی گویوں سے مل جل کے
اور اُن کی صحبت میں بیٹھ کے رومی راگوں میں مہارت پیدا کی۔ پھر شام کو خیرباد
کہہ کے ارض فارس میں گیا اور وہاں کے گویوں سے ملا۔ بربط و سرود کا بجانا سیکھا
اور پوری طرح کمال حاصل کر کے ارض حجاز میں واپس آیا۔ اب یہاں اُس نے
اطمینان سے بیٹھ کے اِس جانب توجہ کی کہ رومی اور فارسی دھنوں کو عربی میں
منتقل کرے۔ جو دھنیں عربی زبان میں آ سکیں اُن کو تو اختیار کر کے رواج
دیا۔ اور جو دھنیں نہ آ سکیں اُن کو متروک و مسترد کر دیا۔ الغرض وہی پہلا شخص
ہے جس نے عربی موسیقی کو ایک مستقل فن بنایا جس کے بڑے بڑے باکمال

بنی اُمیہ اور بنی عباس کے دور مین پیدا ہوئے۔ اور جو چند ہی روز بعد ابن مسجح کی کوشش سے ایسا وسیع اور ضروری فن تھا کہ فارابی اور ابن سینا کے ایسے فلاسفۂ اسلام بھی بغیر اِس فن کے جانے اپنے آپ کو ناقص اور غیر مکمل تصور کرتے تھے۔

اب جو سعید بن مسجح ایک صاحب کمال موسیقی دان بن کے مکہ مین واپس آیا تو لوگون مین اُس کی بڑی قدر ہوئی۔ کوئی صحبت بغیر اُس کے پرلطف نہ سمجھی جاتی اور کسی جشن طرب مین جب تک ابن مسجح کا نغمہ نہ سنا جاتا لوگون کو مزہ نہ آتا تمام لوگون کے گلے مین اُس کی بنائی ہوئی دھنین اُتر گئین جن زبردست عربون کی فتوحات کی طرح ابن مسجح کی تانین بھی اطراف عالم سے جا جا کے ٹکرانے لگین جس کسی کو فن غنا سے ذرا بھی مس تھا ابن مسجح کی پیروی کرنے لگا۔ اور بعد کے تمام مغنی اُس کے نقش قدم پر قدم رکھتے رہے۔

ابن مسجح کے آقا کا ایک اور کمسن غلام تھا عُبید بن سُریج جس کی آواز بہت ہی لوچ تھا اور جس نے عجیب حیرت انگیز گلا پایا تھا۔ اُس غلام کو اُس نے ابن مسجح کے سپرد کیا اور کہا "تم اِسے فن موسیقی کی تعلیم دو۔" ابن مسجح نے ابن سریج کو تعلیم دینا شروع کیا اور چند ہی روز مین ایسا باکمال موسیقی دان اور فخر زمانہ مغنی بنا دیا کہ عہد خلفا مین اُس کی بے انتہا قدر تھی۔ جہان جاتا آنکھون پر بٹھایا جاتا۔ اور جو زمانہ اوّلین اسلام کا یادگار زمانہ مشہور و معروف مغنی ہے۔

عبد الملک بن مروان کے زمانے مین ابن مسجح کے موسیقی کو یہان تک فروغ حاصل ہوا کہ اُس کے نام کی اُن تمام ملکون مین جہان اہل عرب پہونچے تھے نہایت ہی شہرت ہو گئی اور مکہ مین جتنے نوجوان شرفائے قریش تھے اُس کا گانا سننے کے شوق مین دیوانے ہو رہے تھے۔ ہوتے ہوتے عبد الملک سے جا کے کسی نے شکایت کر دی کہ مکہ مین سعید بن مسجح نام ایک سیاہ فام شخص پیدا ہوا ہے جو جوانان قریش کو غارت کیے ڈالتا ہے۔ اور سب اپنی دولت اُس کے پیچھے لٹائے دیتے ہین۔ یہ سُن کے عبد الملک نے اپنے والی مکہ حسان اشقر لکھا کہ "سعید بن مسجح کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہو ضبط کر لو اور اُسے حکم دو کہ میرے پاس حاضر ہو۔" اِس کی فوراً تعمیل ہوئی۔ اور ابن مسجح تباہی مین پڑ کے دمشق کی طرف

والے سوار رستہ مین ایک شخص مل گیا جس کے ہمراہ چند گانے والی خوش گلو نوخیز لونڈیان تھین اُس نے اِنھین علم موسیقی کا اُستاد سمجھ کے اپنے ساتھ لے لیا۔ اور آپ گاتے بجاتے اور اپنے ہمراہیون کی صحبت کا مزہ لوٹتے ہوئے دمشق پہونچے۔

وہان پہونچ کے ابن مسجح نے لوگون سے دریافت کیا کہ امیر المومنین کی خدمت مین کون زیادہ آتا جاتا ہے اور کسے اُن کے مزاج مین درخور حاصل ہے۔ لوگون نے کہا کہ جوانان قریش جو اُن کے بنی اعمام ہین اُن کی خدمت مین زیادہ بے تکلف ہین یہ دریافت کر کے ابن مسجح قریشی نوجوانون کے ایک جتھے مین گیا" اور پوچھا آپ مین کوئی ایسا بھی ہے جو ایک حجازی غریب الوطن کو اپنے یہان جگہ دے" یہ سوال سنتے ہی وہ سب نوجوان ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ کیونکہ اتفاقاً اسی شب کو وہ دمشق کی مشہور مغنیہ کے وہان جانے والے تھے جس کا نام "برق الافق" تھا۔ اور سب نے تو اُسے ٹال دینا چاہا مگر ایک دریادل قریشی نوجوان بولا "مین آپ کو اپنا مہمان بناؤن گا" پھر اپنے رفقا سے کہا "آپ لوگ برق الاُفق کے وہان جائین۔ اور مین اِنھین لے کے اپنے گھر جاتا ہون" یاران صحبت نے کہا "یہ نہین ٹھیک ہے۔ اجی برق الافق کے وہان تم بھی چلو اور اپنے اس مہمان کو بھی لے چلو۔" الغرض ابن مسجح داخل دمشق ہوتے ہی نئے نوعمر رفیقون کے ساتھ ایک مغنیہ کے گھر پہونچا۔

وہان جب دسترخوان بچھا تو سعید نے کہا "مین ایک سیاہ فام حبشی ہون۔ شاید آپ مین سے کسی صاحب کو میرے ساتھ کھانا کھانے مین اپنی کسرشان نظر آتی ہو۔ اس لیے میرے واسطے کھانا الگ بھیج دیجیے کسی کونے مین بیٹھ کے کھا لون گا" یہ کہہ کے ابن مسجح بلا انتظار جواب خود ہی اُٹھ کے اُن ہم پیالہ و ہم نوالہ لوگون کی صحبت سے الگ ہو گیا۔ اُن لوگون کو اس پر ندامت تو ہوئی مگر اس کی جُرأت نہین ہوئی کہ بُلا کے دسترخوان پر ساتھ بٹھا لین۔ اُس کے لیے الگ کھانا بھجوا دیا۔ اب دور شراب کی باری آئی۔ اور اس مین بھی ابن مسجح اُن لوگون سے الگ ہی رہا۔

کھانے پینے کے بعد گانے کی نوبت آئی۔ ایک چوکی جو پہلے سے بچھی ہوئی

تھی۔ اُس پر دو خوبصورت لونڈیاں آ کے بیٹھیں اور عشا کے وقت تک گاتی رہیں۔ اتنی دیر گانے کے بعد وہ اُٹھ گئیں۔ اور ایک پری تمثال نازنین کوٹ کے آئین جو آتے ہی ناز و انداز سے چوکی پر رونق افروز ہوئی۔ اور وہ دونوں لونڈیاں داہنے بائین چوکی کے نیچے زمین پر بیٹھ گئیں۔ اُس کے حسن و جمال کو دیکھ کے ابن مسیح کے دل مین بھی ایک گدگدی پیدا ہوئی اور اُس کی تعریف مین یہ شعر پڑھا۔

فقلت أشمس أم مصابيح بيعة　　بدت لك خلف السجف أم أنت حالم ؏

اِن کی زبان سے یہ شعر سُن کے وہ حسینہ جو خود برق الافق تھی نہایت برافروختہ ہوئی اور بولی "اب مین ایسی گئی گزری ہوئی ہون کہ ایک کالا کلوٹا حبشی میری تعریف مین شعر پڑھتا ہے" اُسے برہم دیکھ کے ہم صحبتون نے ابن مسیح کو بہت گھور گھور کے دیکھا۔ اور برق الافق کو سمجھا بجھا کے راضی کیا۔ بہرحال تھوڑی دیر وقت وہ سیدھی ہوئی۔ اور ایک چیز گائی۔ ابن مسیح سے پھر نہ رہا گیا۔ بے اختیار بول اُٹھا "واہ! کیا خوب گائی ہو!" اب کیا تھا اُس حسینہ کے تن بدن مین آگ لگ گئی۔ اور اُس کا مالک بگڑ کے بولا "میری ایسی حسین نازنین پری جمال کی تعریف اور ایک حبشی کا مُنھ!"

اب اُس جوان قریشی نے جو ابن مسیح کو ساتھ لایا تھا نادم ہو کے اپنے گستاخ مہمان سے کہا "اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ تشریف لے جا کے میرے گھر پہ ٹھہرین۔ مین بھی تھوڑی دیر مین آجاؤن گا۔ کیونکہ آپ کا یہان ہونا سب لوگون کو گران ہے" ابن مسیح یہ سنتے ہی جانے کے لیے اُٹھا مگر اور لوگون نے کہا "یہ نامناسب ہے کہ ایک شخص کو ہم یون کج خلقی کے ساتھ اپنی صحبت سے نکال دین۔ آپ شوق سے ہماری صحبت مین بیٹھیے۔ مگر ذرا اتنا لحاظ رہے کہ ادب اور تمیزداری سے بیٹھیے جب لوگ آپ کی تعریف نہین چاہتے ہین تو آپ کو خواہ مخواہ تعریف کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟" ابن مسیح نے کہا "بہتر۔ اب مین تعریف نہ کرون گا" اور بیٹھ گیا۔

؏ مین نے کہا یہ آفتاب ہے یا کلیسا کے چراغ ہین جو پردہ کے پیچھے سے تجھے نظر آ گئے یا تو خواب دیکھ رہا ہے۔

اب برق الافق نے ایک اور چیز گائی- اور اُس کے ختم ہوتے ہی ابن مسجح نے کہا "حرام زادی- تو غلط گا رہی ہے- یون نہین اِس چیز کو یون گا"! اور یہ کہہ کے اُس چیز کو خود جو گایا تو لوگون پر عالم محویت طاری ہو گیا- برق الافق گھبرا کے چوکی سے اُتر پڑی- اور بولی "خدا کی قسم یہ ابو عثمان سعید بن مسجح ہین!" چارون طرف سے متجسس نگاہین اِن پر پڑنے لگین- اور ان کی زبان سے نکلا "ہان ہون تو وہی" اب کیا تھا؟ ہر شخص آنکھین بچھا لے کو تیار تھا- مگر یہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "اب مین تمھارے پاس نہ ٹھہرون گا"! سبھون نے خوشامد درآمد کر کے منانا شروع کیا- ہر ایک کو تمنا تھی کہ یہ اُس کے مہمان ہون- مگر اُنھون نے اپنے میزبان کی طرف اشارہ کر کے کہا "مہمان تو تمھارے اس سردار کا ہو چکا- مگر اب صحبت مین نہ ٹھہرون گا"!

سبھون نے پوچھا "آخر یہ تو فرمائیے کہ آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا؟" اُنھون نے اپنی ساری سرگذشت بیان کی جسے سُن کے اِن کا نوجوان میزبان بولا "مجھے شب کو امیر المومنین کی صحبت مین جانا ہے- اور اگر اُنھین خوش مزاج پاؤن گا تو آج ہی تمھین ملا دون گا- لیکن یہ تو بتاؤ کہ تمھین حُدی کی اچھی چیزین یاد ہین؟" حدی اہل عرب کا "برہا" ہے جس کا ہمارے یہان ادنی درجہ کے اہیرون مین رواج ہے- اِنھون نے کہا "اگرچہ کبھی حدی خوانی نہین کی ہے مگر امید ہے کہ گا لون گا"- یہ سُن کے وہ بولا "تو سنو- میرا مکان امیر المومنین کے مقابل ہے تم وہان ٹھہرنا جس وقت مین امیر المومنین کے شگفتہ اور بشاش ہونے کی خبر کرون تم میرے مکان کی کھڑکی سے گردن نکال کے حدی کی دو ایک چیزین گانا-

اس قرارداد کے بعد وہ شخص اِنھین اپنے گھر پر چھوڑ کے ایوان خلافت مین گیا- اور عبدالملک کو جس گھڑی خوب شگفتہ اور خوش دیکھا ابن مسجح کو خبر کر دی- اُس نے کھڑکی سے گردن نکال کے حدی کی ایک چیز گائی- اِس نغمہ کی آواز عبدالملک کے کان مین گئی تو پوچھا "یہ کون ہے؟" اُس نے عرض کیا کہ "ایک حجازی شخص میرے یہان آ کے مہمان ہوا ہے وہی گا رہا ہے"! عبدالملک بولا "اِسے میرے سامنے بلواؤ"! فوراً چوبدار دوڑے اور ابن مسجح

حاضر ہو کے آداب بجا لایا۔ خلیفہ نے کہا حدی کی کوئی اچھی چیز گاؤ۔" ابن مسجح گایا پھر تھوڑی دیر مین عبدالملک نے کہا "تمھین وہ گیت بھی یاد ہے جو قافلہ کے چلتے وقت گائے جاتے ہین ؟" عرض کیا "جی ہان" اُسے سُن کے بولا اب کوئی اور مزہ دار چیز گاؤ۔ اِس طرح ابن مسجح نے دو چار چیزین گائین تو عبدالملک مست ہو کے جھومنے لگا۔ اور بولا "اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ تو کوئی بڑا مشہور و معروف شخص ہے۔ کیونکہ یہ نغمے جو مین نے تجھ سے سُنے بالکل غیر معمولی ہین۔ اچھا بتا کہ تو کون ہے ؟" اب ابن مسجح نے موقع دیکھ کے راز کھولا اور عرض کیا "امیرالمومنین۔ مین وہ مظلوم و ستم رسیدہ ہون جس کا گھر بار سرکار مین ضبط ہو گیا۔ اور زمانے کی ٹھوکرین کھانے کے لیے وطن سے نکال دیا گیا ہون۔ میرا نام سعید بن مسجح ہے اور مکہ کا ایک غریب الوطن مغنی ہون" یہ سُن کے عبدالملک مسکرایا۔ اور بولا "بس ثابت ہو گیا کہ نوجوانان قریش اپنی دولت جو تمھارے پیچھے لٹا دیتے ہین تو اِس مین معذور و مجبور ہین" اِس کے بعد انعام و اکرام سے سرفراز کر کے اُس کا قصور معاف کیا۔ اور عامل حجاز کو لکھا کہ ابن مسجح کا مال و اسباب واپس کر دیا جائے۔ اور اِس کے بعد پھر کوئی اُس سے تعرض نہ کرے۔

ہمین سعید بن مسجح کی تاریخ وفات نہین معلوم ہو سکی۔ لیکن اُس کے حالات دیکھنے سے اُس کا زمانہ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے عہد خلافت سے اُس کا نشو و نما شروع ہوا۔ اور عبدالملک بن مروان کے زمانہ مین اُس کی ہر جگہ شہرت تھی۔

اہل زبان و زبان دان کا فرق اور زبان اردو کا معیار

یہ سچ ہے کہ دہلی اور لکھنؤ کے بعض شعرا اور مدعیان زبان دانی نے دوسرے شہرون کے شعرا اور انشا پردازون کے ساتھ اکثر بے رحمی کا سلوک کیا ہے۔ اور ان لوگون کے اِس قسم کے دعوے ہم بارہا سُن چکے ہین کہ ہمارے سوا کسی کو زبان آتی ہی نہین۔ اور غیر شہر والون کے کلام کو محض اِس بنا پر الگ ڈال دیتے دیکھا ہے کہ یہ اہل زبان کا کلام نہین۔ اب اردو ترقی کر رہی ہے اور دہلی و لکھنؤ سے زیادہ شاعر اور ادیب دیگر بلاد

ممالک ہند مین پیدا ہوتے ہین - جو بڑی محنتون اور کوششون سے تیار ہوتے ہین - ایسے قابل لوگون کی محض بے پروائی سے یہ کہہ کے تحقیر اور سُبکی کر دینا کہ وہ اہل زبان نہین ہین انتہا درجہ کی بے انصافی ہے -

دنیا کی ہر ترقی یافتہ زبان مین جب وہ دور دور تک پھیلتی ہے تو اُس مین مختلف لغات (ڈایالکٹ) پیدا ہو جاتے ہین - مگر کسی زبان کے شعرا اور ادیبون نے اُن مختلف لُغات کے ساتھ ایسا سلوک نہین کیا جیسا کہ اردو کے شعرا سے اہل زبان کر رہے ہین - قرآن پاک کی تدوین کے وقت اگرچہ لغت قریش کو ترجیح دی گئی مگر کبھی کسی کی زبان سے نہین نکلا کہ یمنی - عراقی - شامی - مصری یا تونسی و مراکشی شاعرون کی زبان قابل لحاظ نہین -

انگریزی مین بھی اگرچہ بہت سے لغات اور ”ڈیالکٹ“ پیدا ہو گئے ہین - اور برٹش آئیلز کے رہنے والون کو اُس کے اہل زبان ہونے پر بہت کچھ فخر و ناز بھی ہے مگر یہ کبھی نہین دیکھا گیا کہ لندن کے سخت تنقید کرنے والے اخبارات - یا وہان کے جادو بیان مضمون نگارون - اعلیٰ ادیبون - اور نازک خیال شاعرون نے امریکہ اور دیگر مقامات کے مصنفون اور شاعرون کی محض اس بنیاد پر تحقیر کی ہو کہ ”وہ اہل زبان نہین ہین“ -

اِس نزاع کے دور کرنے کے لیے پہلے اِس بات کا تصفیہ کرنا چاہیے کہ ”اہل زبان“ کون لوگ ہین اور ”زبان دان“ کا لفظ کن لوگون کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے - جن لوگون کی جو مادری زبان ہو اُس کے وہ اہل زبان ہین - مقامات اور ڈیالکٹ کے بدل جانے سے اُن کے اہل زبان ہونے مین فرق نہین آسکتا - ہندوستان کے جن حصون یا لوگون مین عورتون کی زبان اردو ہو عام اس سے کہ وہ چاہے کیسی ہی بگڑی ہوئی اردو ہو اردو کے اہل زبان ہین - لہذا اردو کے اہل زبان لکھنؤ کے حدود میونسپلٹی اور دہلی کی چار دیواری مین بند نہین بلکہ تمام اقطاع ہند مین پھیلے ہین - اور ہمین ہرگز یہ حق نہین ہے کہ اُنھین اُن کے اِس حق سے محروم کرین -

اہل زبان کا لفظ بالکل اِس سے متغائر ہے - کیونکہ بعض حیثیتون سے وہ خاص ہے

اور بعض حیثیتوں سے عام " زبان دان " ہر اُس شخص کو کہین گے جس نے کسی زبان کے لٹریچر اور شعر و سخن کی طرف توجہ کر کے اُس مین بصیرت حاصل کی ہو - اور اُس زبان مین علمی حیثیت سے ترقی کی ہو عام اِس سے کہ وہ اہل زبان ہو یا نہ ہو - لہذا بہت سے اہل زبان خاص دہلی اور لکھنؤ کے رہنے والے جیلا گو کہ بہت فصیح زبان بولتے ہون " زبان دان " نہین ہین - اور بہت سے وہ لوگ جن کی مادری زبان اُردو نہین ہے - مگر اُنھون نے اردو زبان مین ترقی کی ہے وہ صحیح معنون مین " زبان دان " کہے جانے کے مستحق ہین -

ہم سمجھتے ہین کہ اب " اہل زبان " اور " زبان دان " کے اِس مفہوم کے طے ہو جانے کے بعد ہمارے نو عمر جھگڑنے والون کا جھگڑا بہت کچھ طے ہو جائے گا - لیکن اِس کے مقابل ایک اور بات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے - یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ زبان محض ایک نقلی فن ہے - اُس کا استناد صرف سماع پر ہے عقلی احتجاج سے اُسے مطلقاً علاقہ نہین - اور فلسفۂ و منطق کے چون و چرا کو عالم لسان مین مطلقاً دخل نہین - کسی لفظ یا محاورہ کی صحت کے لیے سوا اِس کے کہ اہل زبان یونہین بولتے ہین اور اِن معنون مین استعمال کرتے ہین کوئی عقلی اور منطقی دلیل ہرگز نہین قائم کی جا سکتی -

لہذا ہر نقلی فن کے لیے لازمی ہے کہ کوئی خاص چیز محل استناد قرار دے لی جائے - جیسے علوم نقلیۂ دینیہ مین قرآن و حدیث ہین - ورنہ قلم و سخن مین طوائف الملوکی پیدا ہو جانے سے زبان کے غارت ہو جانے کا اندیشہ ہے - الفاظ و محاورات کی صحت کے لیے ہم کو معیار کے مقرر کرنے کی لازمی ضرورت ہے - اور وہ حیثیت ہمارے خیال مین دہلی و لکھنؤ کی زبان نے حاصل کر لی ہے جس سے انکار کرنا لٹریری بغاوت ہے -

بہر تقدیر ہمارے نزدیک یہ فیصل شدہ امر ہے کہ اگر دہلی و لکھنؤ والے کسی اُردو بولنے والے گروہ کو اہل زبان ہونے کے حق سے محروم کرین تو ظلم ہے اور اگر کوئی گروہ اِن شہرون کے معیار صحت ہونے سے انکار کرے تو باغی اور زبان کی قلمرو مین امن و امان کا دشمن ہے -

چند مختصر خیالات

ترقیٔ اردو کے متعلق ہمارے نزدیک صحیح اور نتیجہ بخش رفتار انجمن ترقی اردو حیدرآباد دکن کی ہے - مولوی محمد عبدالحق صاحب کی کوشش سے اس وقت تک دو بہتم بالشان اور قیمتی کتابیں شایع ہو چکی ہیں - ایک مبادی سائنس اور دوسری معرکۂ مذہب و سائنس مگر آج تک اُنھوں نے نہ کوئی دعوی کیا اور نہ کبھی یہ کہا کہ ہم نے فلان کام ہی سے پہلے کوشش شروع کی ہے

اردو کے عالم میں آج کل بقول نظیر کے کلجگ نہیں کرجگ ہے - جو کرے گا وہی کچھ پائے گا - دہلی لکھنو - اکبرآباد - امروہہ - لاہور - اور حیدرآباد سب کے لیے میدان کھلا ہوا ہے - جو شہر اردو میں اعلی تصانیف کا ذخیرہ فراہم کر دے گا اُسی کو اردو کی خدمتگزاری بلکہ ترقیٔ اُردو کا تاج پہنایا جائے گا - یون باہم لڑنے اور ناموری کا ڈھنڈورا خود گلے مین ڈھول ڈال کے پیٹنے سے سچی ناموری نہین حاصل ہو سکتی -

حکیم حافظ عبدالولی صاحب اُن چند مسیحا نفس بزرگون مین ہین جن کے دم سے فن طب زندہ ہے - اُنھون نے محض اپنی ذات سے ایک چیریٹیبل ڈیوک آف کناٹ ڈسپنسری جاری کر رکھی ہے جس سے روز سو ڈیڑھ سو مریضون کو مفت دوا دی جاتی ہے - اس کے علاوہ ایک ایسی طبی درس گاہ جاری کر رکھی ہے جس سے صدہا طلبہ بہرہ یاب ہوتے اور اطراف ہند مین پھیل کے اُن کی برکتون کو دور دور پہونچاتے ہین - چنانچہ ہم ذیل مین اُن چند اطبا کی فہرست شایع کرتے ہین جن کو سنہ ۱۹۰۹ء سے ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء تک اِس اعلی طبی درس گاہ سے فن طب کی سند عطا کی گئی -

نمبر	نام مع ولدیت	درجہ	پتہ
۱	حکیم جمیل الدین ولد حکیم محمد اسمٰعیل صاحب	درجۂ دوم	موضع وڈاکخانہ چوارہ ضلع مونگیر
۲	حکیم محمد اسمٰعیل ولد حاجی لعل محمد صاحب	"	بنارس محلہ کچی باغ
۳	حکیم محمد یوسف ولد سید ظہور حسین صاحب	درجۂ سوم	موضع وڈاکخانہ چوارہ ضلع مونگیر

۴	حکیم محمد یعقوب ولد حکیم محمد بشیر صاحب	درجہ دوم	حسین آباد ڈاکخانہ تنیخ پورہ ضلع مونگیر
۵	حکیم محمد صدیق ولد مولوی محمد معصوم صاحب	درجہ سوم	کابل محلہ توچی باغ
۶	حکیم محمد کاظم ولد حکیم محمد جعفر صاحب		موہان ضلع اناؤ
۷	حکیم رحمت غنی ولد علی محمد خانصاحب	درجہ سوم	مال پور ضلع پٹنہ
۸	حکیم حامد علی ولد شیخ علی بخش صاحب	درجہ دوم	امیٹھی ضلع لکھنؤ
۹	حکیم ابوالفضل ولد شیخ حاجی جمن صاحب	درجہ سوم	بھاگلپور محلہ چمپانگر
۱۰	حکیم عبدالشکور ولد پیر بخش صاحب	درجہ سوم	تیجرہ ضلع پٹنہ
۱۱	حکیم آل حسن ولد قاضی شمس الدین صاحب	درجہ سوم	وگالوان ضلع پٹنہ
۱۲	حکیم غلام حسین ولد مولوی اطہر حسین صاحب	درجہ دوم	کونڈہ ڈاکخانہ بیحینہ ضلع مونگیر
۱۳	حکیم محمد عثمان ولد عبداللہ صاحب	درجہ دوم	موضع پور ضلع بلیا
۱۴	حکیم محمد ہادی ولد محمد یحیی صاحب	درجہ دوم	امیٹھی ضلع لکھنؤ
۱۵	حکیم محمد سعید ولد زبر احمد صاحب	درجہ دوم	ہیسوہ ضلع فتحپور
۱۶	حکیم الطاف حسین ولد مولوی حامد حسین صاحب	درجہ دوم	بھگونی ضلع دربھنگہ
۱۷	حکیم عبدالباری ولد مولوی عبدالخالق صاحب	درجہ دوم	بہرائچ محلہ بھینی پورہ
۱۸	حکیم عبدالمجید ولد حاجی فضیلت حسین صاحب	درجہ دوم	بہار ضلع پٹنہ
۱۹	حکیم فضل الرحمن ولد سید عبدالسبحان صاحب	درجہ دوم	سلیم پور ہرگانوان ضلع پٹنہ
۲۰	حکیم غلام کبریا ولد شیخ امانت اللہ صاحب قریشی	درجہ دوم	شہر گھاٹی ضلع گیا محلہ کمال شہید

چند رسالون پر ریویو

مسلم ریویو ممالک متحدہ آگرہ واودھ مین اکیلا انگریزی رسالہ ہے جو بڑی قابلیت اور عالی اہتمام کے ساتھ ماہوار شایع ہوتا ہے۔ اس کا اکتوبر ۱۹۱۰ء کا نمبر اسوقت ہماری نظر کے سامنے ہے جس کے اول مین جناب آفتاب احمد خانصاحب کی تصویر ہے۔ اور علاوہ ٹائٹل اور اشتہارات کے ۸۰ صفحون پر ختم ہوا ہے کاغذ چھپائی اور سب چیزین اعلی درجہ کی ہین اور مختلف مباحث پر قابل لوگون کے ۹ مضمون ہین - اسکے بعد بہت سے ریمارک اسلامی خبرین وغیرہ ہین اور سب دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہین ہمارے خیال مین تمام انگریزی دان مسلمانون کو اس رسالہ کی خریداری ضرور کرنی چاہیے۔ سالانہ قیمت مع محصول ڈاک ۵ر اس کی

حالت وشان کی اعتبار سے کچھ نہین ۔ درخواستین مولوی محمد ابوالفضل صاحب ایڈیٹر مسلم ریویو کی خدمت مین الہ آباد کے پتہ پر بھیجی جائین ۔

تیر تنگ ۔ یہ رسالہ جو رام پور سے ماہوار نکل رہا ہے زبان اردو کے حق مین بہت کچھ کر رہا ہے اس کے مضامین بتا رہے ہین کہ قابل اور صاحب فضل لوگون کے ہاتھون مین ہے جو مسائل زبان نظر ڈالتے مین اور کوشش کرتے ہین کہ سچے اصول پر زبان اردو ترقی کرے ۔ ہم لائق و نکتہ سنج ایڈیٹر صاحب کو دو باتون کا مشورہ دیتے ہین اول تو یہ کہ رسالہ کے مذاق کو اسقدر دقیق و بلیغ نہ کرتے چلے جائین کہ سوا عالمانہ مذاق رکھنے والون کے عام لوگون کے کام ہی کا نہ رہے جو زبان کی سچ آفرینیون سے لطف اٹھا سکتے ہین مگر زبان کے متعلق اصولی مباحث مین زیادہ دلچسپی نہین رکھتے ۔ دوسرے یہ کہ باہمی رد و قدح سے احتراز کرین ۔ ترقی کا دار و مدار عمل پر ہے نہ لڑنے پر ۔

رسالہ کے آخر مین جو ایک جدول فہرست اردو الفاظ کی دی جاتی ہے جس مین ہر لفظ کی اصلیت یعنی اس کا ماخذ اور اس کے معنی بتا دیے جاتے ہین مفید اور بکار آمد چیز ہے ۔ اس رسالہ کی قیمت کچھ نہین صرف دو روپیہ سالانہ ۔ درخواستین سعید اللہ خان صاحب علیش منیجر و پروپرائٹر رسالہ "تیر تنگ" کی خدمت مین ریاست رام پور کے پتہ پر بھیجی جائین ۔

نظام المشائخ ۔ تصوف کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا رسالہ ہے ۔ اس کے پروپرائٹر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی اولاد مین ہین ۔ اور گروہ مشائخ مین پہلے بزرگ ہین جنھون نے انوار قدس کا جلوہ دیکھنے کے ساتھ ان بزرگان دین کی دنیوی حالت کو بھی عبرت کی نگاہون سے دیکھا ہے اور سچے دل سے چاہتے ہین کہ ان بزرگون کی اصلاح ہو جن کو اصلاح کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور نیز جن کی اصلاح سب پر مقدم ہے ۔ ان بزرگون نے ہماری التجا مین تو نہین سنین خدا کرے خواجہ حسن نظامی صاحب کی سنین ۔ کیونکہ ان کے سننے پر مسلمانون کی بہت بڑی بہبود کا دار و مدار ہے ۔ بہر حال ہر مسلمان کو اس رسالہ کی خریداری کرنی چاہیے قیمت عہ سالانہ رسالہ کی حیثیت اور اس کے مضامین کو دیکھتے بہت کم ہے ۔ درخواستین دہلی منزل گاہ حلقہ نظام المشائخ کے پتہ پر سید محمد ارتضیٰ صاحب واحدی دہلوی کی خدمت مین بھیجی جائین ۔

ایک بہت ضروری بات

یہ ہم کو معلوم ہے کہ ہمارے کل قدردان اس پر راضی ہین کہ ناول "غیب دان دلھن"

جو خریداران ۱۹۱۰ء کی خدمت مین ہدیتہً مفت پیش کیا جانے والا ہے اُسے ہم جنوری ۱۹۱۱ء مین وی۔ پی روانہ کر کے ۱۹۱۱ء کا چندہ دلگداز وصول کر لین - مگر ابھی تک وی۔ پی روانہ کرنے کی صریحی اجازت چند ہی حضرات نے دی ہے - اس موقع پر ہمین آنا اور بتانا ہے کہ ناول "غیب دان دُلھن" صرف اُنھین حضرات کی نذر کیا جائے گا جو جنوری ۱۹۱۰ء سے خریدار ہین - جو حضرات ۱۹۱۰ء کے درمیان سے خریدار ہون اُن کے لیے موقع باقی ہے کہ شروع جنوری ۱۹۱۰ء سے دلگداز کے پرچے منگوا کے اپنا حساب شروع سال سے قائم کر لین ممکن ہے کہ بعد کو اُنھین شکایت ہو اور ہم اُن کی تعمیل ارشاد سے معذور رہون - کیونکہ اگر وہ ۱۹۱۰ء کی ابتدا سے خریدار نہ ہون گے تو ناول "غیب دان دُلھن" جو مولانا شرر کا ایک نیا اچھوتا اور بے مثل اخلاقی ناول ہے اور تقریباً ۲۰۰ صفحون پر ہو گا اُن کی نذر نہ کیا جا سکے گا۔ محمد فاروق منیجر دلگداز

اطلاع

دلگداز کے ٹریولنگ ایجنٹ منشی محمد سراج الحق صاحب جو مولانا کی کتابین اپنے ساتھ لے کے توسیع اشاعت دلگداز کی غرض سے روانہ ہوئے ہین وہ کانپور فتح پور ہسوہ الٰہ آباد - غازی پور اور صوبہ بہار کے شہرون مین ہوتے ہوئے کلکتہ تک جائینگے قدردانان دلگداز اور اپنے احباب سے ہم امید کرتے ہین کہ اُنھین امکانی مدد دے کے ہمین شکر گذار اور رہین منت بنائین گے - اکثر پُرانے قدردانان دلگداز کے ذمے سنین ماضیہ کی قیمتین باقی ہین - براہ کرم اُنھین کو دے دین - کیونکہ منی آرڈر کے مصارف سے بچنے کے باعث وہ بھی فائدہ مین رہین گے - اور ہمین بھی بار بار یاد دہانی کی ضرورت نہ پڑے گی - بعض حضرات اس خیال سے کہ ہماری پرانی غیر مطابع کی طبع شدہ کتابین سستی مل جاتی ہین ہماری نئی کتابون کو بھی نصف یا چوتھائی قیمت پر مانگا کرتے ہین جیسا کہ منشی سراج الحق کو اپنے سابقہ دورے مین پیش آیا - مگر ہم اُنھین اطلاع دیتے ہین کہ یہ کتابین جو دفتر دلگداز سے روانہ کی جاتی ہین اور جو ہمارے ان ایجنٹ صاحب کے پاس ہین وہ اُنھین اور کسی جگہ سے نہ مل سکین گی - اور ملین گی بھی تو اُنھین قیمتون پر جو اشتہار مین درج ہین - لہذا اُن کی قیمت مین کسی قسم کی تخفیف نہین کی جا سکتی - ہان تاجرون سے خاص طور پر معاملت ہو سکتی ہے -

محمد فاروق منیجر دلگداز

فتح اندلس اس ناول کو مفت دیے جو لوگ مانگتے ہیں خطوط اور کہین نہین ملتا خطاب چھپ کے تیار ہو گیا۔ جن صاحب کو ملاحظہ کا شوق ہو طلب فرمائین۔ خاکسار محمد فاروق منیجر دلگداز

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور والالف وغیرہ

(۱) جنید بغدادی ۔ سلسلۂ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب ۔ حضرت جنید بغدادیؒ کے حالات زندگی ۔ آپکی تعلیمیں آپ کا تصوف اور آپ کا فلسفہ الٰہی ...... عہ

(۲) ابو بکر شبلی ۔ سلسلۂ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب ۔ حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ کے حالات آپکا جوش وحدت اور آپ کا جذب و خروش قیمت ...... عہ

(۳) سکینہ بنت حسینؓ ۔ جگر گوشۂ حضرت امام حسینؓ ۔ جناب سکینہ کی مبارک زندگی کے سچے حالات جو دلگداز کے کئی نمبروں میں شائع ہوئے تھے اور اب باہتمام دلگداز پریس تین ایک ہی جا کئے بغیر کسی تصرف اور رد و بدل کے شائع کیے گئی ہین ۔ ۲ر

(۴) افسانۂ قیس ۔ یہ صرف دلگداز کا ایک معمولی مضمون تھا جسے بعض اہل مطابع نے الگ شائع کر دیا تھا اب مولانا شرر نے اسے بالکل نئی ترتیب اور نمونے سے زیادہ حالات کا اضافہ فرما کے لائبریری ایڈیشن کے نمونے پر طبع کرایا ہے جن لوگوں کے پاس پہلا چھپا ہوا نسخہ ہو وہ بھی ضرور منگوائیں کیونکہ وہ بالکل بیکار ہو گیا ہے نیا ایڈیشن دیکھنے کے قابل ہے ۔ ۲ر

(۵) ملکہ زنوبیہ ۔ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربیۃ النسب حسین شاہزادی کے حالات زندگی ۔ ۳ر

(۶) آغائی صاحب ۔ مرزا آغا علیخان بہادر رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۷) خواجہ معین الدین چشتی ۔ حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات ۔ ۶ر

(۸) تاریخ سندھ ۔ نہایت مکمل و مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانہ تک مستند طریقوں سے فارسی و انگریزی مورخین کی تغلیط اور اسکا بیان کر فاتحین عرب نے سندھ مین کیا کیا دو جلدین ۔

جلد اول کی قیمت ...... عہ

جلد دوم کی قیمت ...... عہ

(۹) حروب صلیبیہ ۔ صلیبی لڑائیاں جو کئی صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت لینے کیلیے مسلمانوں و عیسائیوں مین منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ جسمین عربی مستند تاریخوں سے مدلل نوٹس اضافہ کیے گئے ہیں ۔ عار

(۱۰) علم الرفاعیہ ۔ سید شیخ احمد رفاعی کے اسی نام کے سراپا نصائح رسالہ کا ترجمہ ۳ر

(۱۱) رفع النقاب ۔ مروجہ پردہ کی تردید شرعی پردے کے صحیح حالات مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ ۔ ۴ر

تاریخی ناول

(۱۲) فلپانا ۔ مولانا شرر کا سب سے تازہ تاریخی ناول ارض طرابلس الغرب پر صحابۂ کرام کا حملہ حضرت عثمان غنیؓ کا دور صحابہ کی پاکبازی و نیک نفسی سچی شجاعت و ایثار نفس شاہزادی فلپانا اور عبد اللہ بن زبیر کا خلاصہ یہ کہ دینی جوش تاریخی مذاق اور علمی لٹریچر ہر حیثیت سے یہ ناول نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے عہ

(۱۳) ماہ ملک ۔ مولانا شرر کا تازہ نیا اور اچھوتا ناول جسمین دولت غوریہ کے اوج و عروج ۔ سلاطین غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے ۔ اور اس عہد کی معاشرت ۔ انکی بیٹی شاہزادی ماہ ملک کے

سچے حالات کمالات ایک ناول کے رنگ میں عجیب دلچسپ الفاظ میں اور خوبصورت عنوان سے دکھائے گئے ہیں۔ عار

(۱۴) یوسف نجمہ کامل۔ جگ بیتی نہیں آپ بیتی۔ سے کیا موثر نہ کہ ... میری ... دیدہ وہ بھی زبانی میری اسکے چند اوراق ملک میں چھپے ہوئے تھے جو بڑی قدر کے ہاتھوں سے لیے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اسمین جو لطف پیدا ہو گیا ہو وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہی نہایت پاکیزہ ناول۔ عہ

(۱۵) شوقین ملکہ یعنی دوسری صلیبی لڑائی کے حالات الینور ملکہ فرانس کی عشقبازیان مردونکے بھیس میں زنانہ کیمپ۔ رزم کے ساتھ ساتھ بزم مجاہدین صلیب کی تیغ زنی کے ساتھ مجاہدین کی بستانی دلبری سحر آفرینی نہایت مزہ کا ناول۔ عہ

(۱۶) فتح اندلس۔ اسپین پر عربونکا حملہ جسمین حاکم سبتہ کی بیٹی۔ آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلوارون سے اُس کا انتقام۔ ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہو کہ زور بیان نے سچے واقعات میں کیسی جان ڈالدی ہو۔ قیمت عار

(۱۷) ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی تاریخی لڑائیان عرب کے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار شکری اور معرکہ آرائی۔ صحرا کا عشق اور محل کا عشق دو عربی شاہزادیان اور دو شریف شجاع نوجوان دربار بنی غسان۔ دربار آل نعمان اور دربار خسرو پرویز کی تصویرین۔ اور شیرین و مریم کی سرگذشت۔ دو جلدین۔ جلد اول کی قیمت ... عہ جلد دوم کی قیمت ... عہ

(۱۸) فردوس برین۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول۔ فرقۂ باطنیہ حشیشین۔ اور اُن کے سرگرم فدائی۔ جنھون نے ملاء اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر اعلیٰ درجہ کا ظاہری فلسفہ الٰہی اور اُس کا دوسرا نہایت ہی تاریک باطنی رخ۔ اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہو اس اردو ناول کا جواب کسی دوسری زبان میں بھی نہیں ملسکتا۔ قیمت ... عہ

(۱۹) آغا صادق کی شادی۔ لکھنؤ کے اگلے دور کی ایک بامذاق تصویر کہ کیسی دولھن کس کے ساتھ۔ احمد کی پگڑی محمود کے سر کسی غیر شہر مین شادی کرو تو سمجھ کر کرو۔

(۲۰) بدر النسا کی مصیبت۔ نہایت بامزہ سرگذشت ریل کے سفر مین بی بیونکا بدلجانا اور اُنکا ...

دلگداز اور اتحاد کی جلدین

(۲۱) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۰ء (مکمل بارہ پرچہ) ۔ عہ

(۲۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۲ء دلگداز کے وہ سب پرچہ جو سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء مین شائع ہوئے (بارہ پرچہ) عہ

(۲۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۵ء (مکمل بارہ پرچہ) عہ

(۲۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچہ) عہ

(۲۵) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۸ء سب پرچہ جو سنہ ۱۹۰۷ء و سنہ ۱۹۰۸ء مین شائع ہوئے (بارہ پرچہ) قیمت عہ

(۲۶) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ء یہ پندرہ روزہ رسالہ دو سال تک شائع ہوتا رہا جسمین مولانا محمد عبد الحلیم صاحب شرر کے وہ نہایت پرزور مضامین ہین جنکے ذریعہ سے ہند و مسلمانون مین اتفاق پیدا کرنیکی کوشش کی جاتی تھی (۲۲ رسالہ) قیمت ... عہ

المشتہر۔ محمد فاروق مینیجر دلگداز
گنڑہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ۔

[illegible] علمی ادبی اور تاریخی رسالہ ۱۸۸۷ء سے جاری ہے

دلگداز

نمبر ۱۱ جلد ۱۳

بابت ۲۵ - نومبر سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳ قوس سنہ ۱۳۳۹ محمدی

بہ اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

باہتمام

محمد فاروق منیجر و پرنٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

لکھنؤ

محلہ [illegible] بیگ خان سے دلگداز پریس میں چھپا

شائع ہوا

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

۱۸۸۷ء سے مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں نکل رہا ہے مضامین نہیں تیر و نشتر یا کسی چشم فتان کی نگاہ ہیں جو دلوں میں اترتی اور دل ہی میں رہ جاتی ہے اب صرف اعلیٰ درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہیں۔ ہر سال میں مولانا شرر کے دو تین ناول یا تاریخی تصانیف خدا کا نہ شائع ہوا کرینگے۔ جو صاحب ناظرین ناولوں وغیرہ کے شائق ہوں اجازت دے سکتے ہیں کہ ہر ناول یا کتاب تیار ہوتے ہی ایک ہفتہ پیشتر اطلاعی کارڈ بھیجکے ان کی خدمت میں وی پی بھیجدی جائے۔ ختم سال پر مولانا شرر کا ایک مکمل مرتب ناول خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا قیمت صرف عہ سالانہ مع محصول

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز لکھنؤ محلہ گڑھ بزن بیگ خان۔

کارخانہ روضۃ الریاحین لکھنؤ کا اعلیٰ عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھیں!)

عطر کیلئے لکھنؤ مشہور ہی۔ مگر افسوس کہ جو عطر ہی وہ باہر والوں کو نہیں ملتا۔ کیونکہ کمپنیوں کی زیادہ تر نوکروں کے ہاتھ ہی اور انکے نقل فصاب کا خمیازہ ان غریبوں ہی کو اٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگواتے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہیں اور بعض اشتہار دینے والوں کی یہ حالت ہے کہ روپیہ کا مال دو دو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہیں۔ یہ عام خرابیاں دیکھکے ہمنے اپنے ذمہ لیا ہی کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائیں انکے لئے معتبر اور مستند کارخانوں کے عطر اعلیٰ درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کرکے مال کو جانچ کے اور بکفایت خرید کے روانہ کردیا کریں جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہی۔ عطر کے شائق ایکبار امتحاناً ہی منگوا کے دیکھ لیں کہ ہمارے ذریعے سے انھیں کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے۔

عطر حنا۔ فی تولہ [illegible]	عطر گل حنا۔ فی تولہ [illegible]	عطر مجموعہ۔ فی تولہ [illegible]
عطر موتیا [illegible]	عطر بیلا [illegible]	عطر سہاگ [illegible]
عطر چنبیلی [illegible]	عطر جوہی [illegible]	عطر اگر کہنہ [illegible]
عطر کیوڑا [illegible]	عطر گلاب [illegible]	عطر اگر [illegible]
عطر خس [illegible]	عطر سنگترا [illegible]	عطر مخلوط [illegible]
عطر [illegible]	عطر سیوتی [illegible]	عطر [illegible] پری [illegible]
عطر چمپا [illegible]	عطر [illegible] [illegible]	روح خس [illegible] [illegible]
عطر مولسری [illegible]	عطر شمامہ [illegible]	روح پانڑی (اصلی) [illegible]
عطر پاڑی [illegible]	عطر [illegible] حنا [illegible]	عطر ناگیسر اصلی [illegible]
عطر راحت روح [illegible]	روح گلاب [illegible]	عطر صندل [illegible] (زیادہ کی فرمائش پر)
روغن چنبیلی۔ فی سیر [illegible]	عرق گلاب فی بوتل [illegible]	گولیاں تمباکو زعفرانی فی روپیہ ۲ تولہ
روغن بیلا۔ فی سیر [illegible]	عرق کیوڑا فی بوتل [illegible]	قوام تمباکو۔ فی روپیہ [illegible] تولہ
روغن کیوڑا۔ فی سیر [illegible]	زردہ کھانے کے تمباکو کی پتی بہت معطر	گولیاں تمباکو بلا ورق فی روپیہ [illegible] تولہ
روغن حنا۔ فی سیر [illegible]	پتی۔ فی سیر [illegible]	(محصول ڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہوگا)

آپکا خادم محمد عبد الحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ گڑھ بزن بیگ خان

حسن کی کرشمہ سازیان

ملکہ زبّاء عرب مین

سکندر اعظم نے جب دارائے ایران کو تاج و تخت سے محروم کر کے قدم آگے بڑھایا تو اُس نے اُس کیانی دار السلطنت ہی کو تباہ و پامال نہین کیا بلکہ مشرق کے لہلہاتے ہوئے چمن یعنی ساری سرزمین ایران کو اُجاڑ کے ویران کر دیا تھا۔ ایک پُرانی سلطنت اور امن و امان کی دنیا کو اُس نے اپنے پُرجوش و دہقانی صفت سپاہیون سے برباد تو بڑی آسانی سے کرا دیا۔ مگر یہ وسیع اور عظیم الشان سلطنت اُس کے سنبھالے نہ سنبھل سکی۔ کیونکہ بگاڑنا آسان تھا۔ اور بنانا مشکل۔ اِس غیر منظم مملکت کو نہایت ہی بدنظمی کی حالت مین چھوڑ کے وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور اُس کے بعد یہان ایک نیا دَور شروع ہوا جو عموماً طوائف الملوکی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی سارے ملک مین کوئی ایک سلطنت نہین قائم تھی۔ بلکہ ہر ہر صوبہ کے جدا جدا بادشاہ تھے جو ملوک طوائف کہلاتے۔ یہ ہمیشہ باہم لڑتے جھگڑتے رہتے۔ اور اُس سارے ملک مین جو پہلے دولت عجم کے قبضہ مین تھا ان خودسر فرمان رواؤن کی بدولت جب دیکھیے قتل و خون کا بازار گرم رہتا۔

انھین ملوک طوائف مین عرب کے عمالقۂ قدیم مین سے ایک زبردست بادشاہ تھا۔ عمرو بن ظرب بن حسّان بن اُذینہ عملیقی۔ اِس کی قلمرو حدود شام سے لے کے دریائے فرات کے کنارے تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور شہر تدمّر اُس کا بارونق شہر تھا۔ اور وارث سلطنت اس کی اکلوتی حسین و نازنین بیٹی نائلہ تھی جو تاریخ مین زبّاء کے لقب سے شہرت رکھتی ہے۔

انھین دونون ارض حیرہ یعنے عراق وعرب کے سرحدی صوبہ کی حکومت ایک دوسرے بادشاہ کے ہاتھ مین تھی جو جذیمہ ابرش کے لقب سے شہرت رکھتا تھا۔ جذیمہ کا شمار بھی ملوک طوائف مین تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دوسرے معاصر فرمان رواؤن سے زیادہ بہادر اور بڑا ابزدآزما تھا۔ اور اکثر حریفون اور دشمنون کے مقابلہ مین فتحیاب ہوتا رہا تھا۔ چنانچہ جب اُسے عمرو بن ظرب کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اُس کے ملک پر چڑھائی کر دی۔ عمرو بھی ایک لشکر جرار لے کے مقابلہ کو آیا۔ مگر میدان جنگ مین قسمت نے جذیمہ ابرش کی یاری کی اور عمرو بن ظرب کو شکست ہی نہین ہوئی۔ بلکہ حریف کے ہاتھ سے معرکہ مین مارا گیا۔ لاڈلی دوشیزہ بیٹی زبا کو باپ کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا اور چونکہ کوئی دوسرا وارث سریر سلطنت نہ تھا۔ لہذا وہی تخت نشین ہوئی۔ بیٹھنے کو تو تخت پر بیٹھ گئی مگر دل مین عہد کر لیا کہ جب تک باپ کا بدلہ نہ لے گی چین نہ لونگی۔

جذیمہ ابرش نے اس واقعہ سے بہت پہلے ایک لخمی نژاد حسین و نوبرد لڑکے کے حسن وجمال اور اُس کی تیز وادراکی وسلیقہ شعاری کی تعریف سُنی تھی جو قبیلہ بنی ایاد مین تھا۔ اور عدی بن نصر بن ربیعہ اُس کا نام تھا۔ محض اُس لڑکے کے حاصل کرنے کے لیے جذیمہ نے بنی ایاد پر چڑھائی کی تھی۔ اور برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے دو بتون کو جو ضیزنان کہلاتے تھے ساتھ لیتا گیا تھا۔ بنی ایاد مین مقابلہ کی تو طاقت نہ تھی مگر انھون نے ایک رات کسی عیار شخص کو بھیج کے جذیمہ کے کیمپ مین سے وہ دونون بت چروا لیے۔ اور صبح کو کہلا بھیجا کہ "تمھارے دونون بت ہمارے پاس چلے آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے دیوتاؤن نے ناراض ہو کے تمھین چھوڑ دیا اور ہمارے پاس رہنا پسند کرتے ہین۔ اگر بے لڑے بھڑے واپس چلے جانے کا وعدہ کرو تو اُن دونون کو ہم تمھارے پاس پہونچا دین۔"

جذیمہ کو اُس لڑکے عدی کا اس قدر شوق تھا کہ جواب دیا "اُن دیوتاؤن کے ساتھ اگر تم عدی بن نصر لخمی کے بھیجنے کا بھی وعدہ کرو تو بے شک مین واپس چلا جاؤنگا" بنی ایاد نے یہ شرط منظور کی۔ عدی کے ساتھ اُن دونون مورتون کو جذیمہ کے پاس بھیج دیا۔ جذیمہ نے اپنی ساقی گری کی خدمت عدی کے سپرد کی اور اُس کے ہاتھ سے شراب گلفام کے جام پیتا ہوا اپنے دارالسلطنت مین واپس آیا۔

جذیمہ کی ایک کنواری جوان اور حسین بہن تھی رقاش۔ اُس نے جو عدی کی صورت دیکھی تو ایک جان چھوڑ سو جان سے اُس پر عاشق ہو گئی۔ اور اُسے اندر بلا بھیجا "تم ہمارے لیے جذیمہ کو اپنی طرف سے پیام کیون نہین دیتے؟" عدی نے کہلا بھیجا "بھلا مجھ سے ایسی جرأت ہو سکتی ہے؟" رقاش نے کہا "آج رات کو تم جذیمہ کو تو خالص شراب آتش بار کے جام پلاؤ اور دوسرے ندیمون کو پانی ملا ملا کے پلاؤ تاکہ اپنے ہوش مین رہین۔ جب دیکھنا کہ جذیمہ کو خوب نشہ ہو گیا ہے اور شراب کی پیاس زور پر ہے اُس وقت میرے لیے پیام دینا" عدی نے ایسا ہی کیا۔ جذیمہ نشہ مین اس قدر مدہوش ہو رہا تھا کہ مائی ہوش ربا کی درخواست سنتے ہی منظور کر لی اور اُسی وقت سب کے سامنے رسم نکاح کی تکمیل کر کے رقاش کا ہاتھ عدی کے ہاتھ مین دے دیا۔

صبح کو جب نشے سے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ عدی غیر معمولی طور پر بنا چنا ہوا ہے اور بدن سے خوشبو کی لپٹین آ رہی ہین۔ پوچھا "یہ کیون؟" عدی نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا "میری شادی ہوئی ہے نہ؟" متحیر ہو کے کہا "تمھاری شادی! کس سے؟" کہا "حضور کی ہمشیرہ رقاش سے" منغص ہو کے پوچھا "کس نے شادی کی؟" عرض کیا "خود حضور نے" جذیمہ نے متعجب ہو کے پوچھا "مین نے؟" عرض کیا "جی ہان خاص حضور نے۔ چاہین حضور اہل دربار اور ندیمان صحبت سے دریافت فرما لین" جذیمہ نے شب کے حریفان صحبت شراب سے پوچھا تو سب نے شہادت دی۔ آخر قائل ہو کے جذیمہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ مگر تیور سے برہم دیکھ کے عدی اُسی وقت بھاگ کھڑا ہوا۔ اور قبیلہ بنی ایاد مین جا کے چند ہی روز رہا تھا کہ ایک دن شکار مین کسی کے تیر کا نشانہ بن گیا۔

مگر رقاش اُس کے آنے کے بعد حاملہ تھی۔ صاحب تاج و سریر بھائی نے اُسے اس حال مین دیکھ کے کہا "تو نے کس سے زنا کیا ہے؟" وہ بولی "زنا نہین بلکہ خود آپ نے ایک معزز شریف جوان عربی کے ساتھ میرا عقد کیا تھا" چند روز بعد رقاش کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو اُس نے اُس کا نام عمرو بن عدی بن نصر رکھا۔ مان عمرو کو چند روز تو چھپائے رہی مگر جب ذرا بڑا ہوا تو اُسے اچھے کپڑے پہنا کے خوشبو لگا کے اور حیا سے بھائی کی خدمت مین پیش کر دیا۔ اس کی صورت اور باتین جذیمہ کو ایسی بھلی لگین کہ اُسے اپنے لڑکون کے ساتھ رکھ لیا۔ اور انھین کے ہمراہ اُس کو تعلیم دینے لگا۔

عمرو بن عدی ماموں کا ایسا ادب کرتا تھا اور بات بات میں اُس کی نفع رسانی کا ایسا خیال رکھتا تھا کہ جذیمہ کو اُس سے بڑی محبت ہوگئی اور اُسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دینے لگا۔ چنانچہ جن دنوں جذیمہ نے عمرو بن ظرب کو شکست دے کے قتل کیا ہے اُس کا سب سے بڑا معتمد علیہ یہی عمرو بن عدی تھا۔ جو اُس کا بھانجا اور نہایت حسین و خوبرو اور ایک جوان رعنا تھا۔

زبّا نے تخت پر بیٹھنے کے بعد چند ہی روز میں اپنی سلطنت کا استحکام کر لیا۔ ہر جگہ امن و امان قائم کیا۔ قلعہ کو زیادہ محکم و استوار کیا فوج خوب آراستہ کی۔ اور اب تیاریاں کر رہی تھی کہ فوج کشی کر کے جذیمہ ابرش سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے کہ اُسے ان تیاریوں میں مصروف دیکھ کے اُس کی ایک بہن جو اُس کے باپ کی ربیبہ بھی تھی بولی۔ "آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ کیا جذیمہ سے لڑیے گا؟ کون جانتا ہے کہ لڑائی کا کیا انجام ہوگا کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ہی کو شکست ہو جائے؟" زبّا نے کہا "تو کیا تم چاہتی ہو کہ میرے باپ کا خون بے انتقام لیے یونہیں پڑا رہ جائے؟ یہ نہ ہوگا۔" وہ عورت بولی "تو میں کب کہتی ہوں کہ آپ انتقام نہ لیں؟ ضرور لیں۔ مگر ایسی طرح کہ اپنے لیے کوئی اندیشہ نہ ہو۔ ہوں لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے۔" زبّا۔ "وہ کون سی صورت ہے؟" عورت نے کہا "وہ صورت یہ ہے کہ بجائے چڑھائی کر کے جانے کے خود اُسے اپنی کمند میں پھانس کے یہاں کھینچ بلائیے۔ اور نیزے اور تلوار اور تیر و خنجر کے عوض اُسے اپنے حسن عالم آشوب کے اسلحہ سے مار لیجئے۔"

یہ باتیں اُس کیاد عورت نے زبّا کو اس طرح سمجھائیں کہ اُس کے دل میں بیٹھ گئیں۔ اور آمادہ ہوگئی کہ اسی طریقہ سے جذیمہ کو زک دے۔ چنانچہ دوسرے ہی دن جذیمہ کو ایک خط لکھ بھیجا کہ "بیا بیا کہ دگر طاقت جدائی نیست۔" اس خط میں بیحد اشتیاق ظاہر کر کے لکھا تھا کہ "عورت کی سلطنت کو میں جہاں تک دیکھتی ہوں مضبوط نہیں ہوتی۔ وہ اکیلی بغیر مرد کی مدد کے کچھ نہیں کر سکتی۔ علاوہ بریں میں نے دنیا پر نظر ڈالی تو حکمرانی خوش جمالی ذہانت و طباعی۔ شوکت و حشمت اور تمام باتوں میں میرا مماثل اور مقابل آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ لہذا آئیے کہ ہم آپ ایک ہو جائیں۔ میں آپ کے ملک کی ملکہ ہوں اور آپ میرے ملک کے بادشاہ۔"

یہ خط دیکھتے ہی جذیمہ کے دل مین عشق کی آگ بھڑک اُٹھی - دل مین کہا "بھلا ایسی پری جمال وصاحب اقبال دلھن دُنیا مین کسے نصیب ہو سکتی ہے" پھر اس خط کو اہل دربار اور مشیرون کے سامنے پیش کر کے مشورہ طلب کیا - سب لوگ بادشاہ کی رائے کے موافق تھے - مگر قصیر نام ایک شخص نے جو دولت کے جان نثارون اور اس کے عہدے بڑے زبردست عقلا مین تھا سب سے اختلاف کر کے کہا "اس خط سے بُو سے مکر آتی ہے - آپ زبا کے باپ کے قاتل ہین - اُس کے فریب مین ہرگز نہ آیئے - بلکہ لکھ بھیجیے کہ سچی ہو تو یہان میرے پاس چلی آوے" بادشاہ کو قصیر کی رائے پسند نہ آئی مزید اطمینان کے لیے عمرو بن عدی کو بُلا کے اُس سے رائے لی - اور جب اُس نے بھی قصیر کے خلاف دیگر مشیرون کی راے سے اتفاق کیا تو جذیمہ نے بلا تامل سفر کی تیاریان کر دین -

جاتے وقت اُس نے عمرو بن عدی کو اپنا قائم مقام بنا کے دارالسلطنت مین چھوڑا اور اُس کی مدد کے لیے عمرو بن عبد الجن نام ایک بہادر شخص کو بھی سپہ سالار فوج بنا کے وہان رکھا اور خود قصیر اور چند اور لوگون کو اپنے ہمراہ رکاب لے کے چل کھڑا ہوا - فرضہ نام ایک مقام تک پہونچا تھا کہ زبا کے بھیجے ہوئے لوگ اُس کے استقبال کو آپہونچے - ان لوگون کی حالت دیکھ کے قصیر کی بدگمانی اور بڑھی مگر کیا کرتا - بادشاہ پر زبا کا جادو پورا چل چکا تھا - اُس نے کسی بات کا بھی خیال نہ کیا اور زبا کے قلعہ مین داخل ہو گیا -

قصیر نہایت ہی ہوشیار اور سیانا شخص تھا - وہ آخر تک جذیمہ کے ساتھ رہا - مگر الگ ہی الگ ہر حالت کو دیکھتا تھا اور دل ہی دل مین جذیمہ کی بے وقوفی پر افسوس کرتا تھا - آخر اُس نے دیکھا کہ جب بادشاہ قلعہ کے اندر داخل ہوا تو اُس کی حالت بالکل قیدیون کی سی تھی - زبا کے سردارون مین گھرا ہوا تھا اور کوئی بھی آس پاس نہ تھا جو اُس کی کچھ مدد کر سکے - زبا قلعہ کے اندر اُس سے ملی - صورت دیکھتے ہی جذیمہ زبا کے چشم و ابرو سے سمجھ گیا کہ مجھے فریب دیا گیا - اور مین اُس کے دام مکر مین پھنس گیا - مگر اب کیا زور چل سکتا؟ اتنے مین زبا نے تجبّر کے لہجے مین پوچھا "دلھن کے داب و اطوار دیکھیے گا؟" پھر آپ ہی بولی "سُنتی ہون بادشاہون کا دستور اُن

لوگون کے لیے حکمی دوا ہے جنھین کُتّے نے کاٹ کھایا ہو۔ لاؤ بھئی نطع (وہ چمڑہ جس پر بٹھا کے لوگون کو قتل کرتے ہین) لاؤ" فوراً نطع بچھا دیا گیا۔ زبّا بولی "اور ہان سونے کا طشت بھی تو لا کے رکھ دو" طشت بھی رکھا گیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر بھر کے جذیمہ کو خوب شراب پلائی۔ یہان تک کہ وہ نشہ سے مدہوش ہو گیا۔ اِن دونون معمول تھا کہ لڑائی کے سوا جس مین کوئی امر اختیاری نہین ہوتا اور کسی حالت مین کسی بادشاہ کی جان لینا ہوتی تو اُس کی حرمت کے خیال سے گردن نہ مارتے۔ بلکہ کسی اور طریقہ سے جان لیتے۔ اِس پر طرہ یہ کہ کسی کاہن نے زبّا سے کہہ دیا تھا کہ "جذیمہ کے خون کا ایک قطرہ بھی طشت کے باہر گرے گا تو وہ اُس کا انتقام ضرور لے گا"

پھر تقدیر زبّا نے نہایت ہی سنگدلی و بے دردی سے جذیمہ کے دونون ہاتھون کی فصدین کھلوا دین۔ جذیمہ استقلال و ثبات سے سیدھا بیٹھا رہا۔ اور خون برابر بہہ کے طشت مین گرتا جاتا تھا۔ یہان تک کہ ضعف اور کمزوری سے اُس کے ہاتھ نیچے لٹک گئے۔ جس کے باعث کچھ خون طشت کے باہر گرا تو زبّا فوراً گھبرا کے بولی "دیکھو یہ بادشاہون کا خون ہے ضایع نہ ہونے پائے" اب اِس وقت نیم جان جذیمہ کی زبان سے یہ کلمۂ یاس نکلا کہ "اُس خون کی فکر نہ کرو جسے خود اُس کے لوگون نے ضایع کر دیا ہے" اِس کے بعد جذیمہ نے اُسی نطع پر گر کے دم توڑ دیا۔ اور زبّا کو اطمینان ہوا کہ مین نے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔

قصیر اِس حال سے واقف ہو کے بھاگتا ہوا حیرہ مین آیا۔ اور عمرو بن عدی کو اِس واقعہ کی خبر کی۔ یہان عمرو بن عدی اور عمرو بن عبدالجن مین عداوت ہو گئی تھی قصیر نے بیچ مین پڑ کے دونون کو صاف کیا ملوایا۔ اور کہا "اب سب مل کے اپنے بادشاہ کے خون کا انتقام لینے کی کوشش کرو" عمرو بن عدی نے کہا "زبّا پر کسی کا کیا زور چل سکتا ہے؟ اُس کے سر بفلک قلعہ کی یہ حالت ہے کہ اُس پر پرندہ تک پر نہین مار سکتا ہے۔ بھلا مین کیا کر لون گا؟" قصیر نے کہا "اِس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ میری ناک کاٹ لیجیے گا۔ میری پیٹھ پر کوڑے لگوائیے اور اپنے یہان سے نکال دیجیے" عمرو بن عدی نے کہا یہ تو مجھ سے نہ ہو گا۔ قصیر بولا "آپ کو اِس مین کیا دخل؟ مین جو کہتا ہون وہ کیجیے تو سہی" عمرو نے کہا "ان باتون کا شوق ہے تو خود اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ لو۔

اور توجی مین آسے کر دو۔"

قصیر کے دل مین اپنے بادشاہ مظلوم کے بیکسی سے مارے جانے کا اس قدر صدمہ تھا کہ خود ہی اپنی ناک کاٹی پیٹھ زخمی کی۔ اور بھاگتا ہوا ملکۂ زبّا کے شہر مین پہونچا۔ چونکہ یہ دربار جذیمہ کا نامی شخص اور زمانہ کے مشہور عقلا مین تھا لہذا اُس کی خبر زبّا کو پہونچی۔ اُس نے اُسے اپنے پاس بلایا۔ اور کیفیت پوچھی۔ اُس نے کہا "جب بادشاہ جذیمہ یہان آئے تھے مین اُن کے ہمراہ رکاب تھا۔ واپس گیا تو عمرو بن عدی نے مجکو یہ تہمت لگا دی کہ مین ہی نے انھین فریب دے کے آپ کے پاس پہونچا دیا۔ اور اُس کی سزا مین میری یہ گت بنائی گئی ہے۔" زبّا نے اُس کی بڑی قدر و منزلت کی۔ اور کہا "تم اس کا غم نہ کرو۔ تمھاری قدر دانی کے لیے مین موجود ہون۔" یہ کہہ کے اُس نے اُسے اپنا ندیم خاص بنا لیا۔ اب قصیر ملکۂ زبّا کے ہمراہ رہتا تھا۔ اور تمام حالات و رموز سے واقف ہوتا جاتا تھا۔

ایک دن زبّا نے کاہنون سے اپنے انجام اور اپنی آیندہ حالت کے متعلق سوال کیا۔ تو انھون نے کہا "ہمین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عدی کی وجہ سے آپ کی جان جائے گی۔ لیکن اِس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپ اپنی جان خود اپنے ہاتھ سے لین گی۔" نجومیون کے اس جواب کے سننے کے بعد اُس کے دل مین عمرو بن عدی کی جانب سے ایک ہول سی سما گئی تھی۔ چنانچہ اِسی اندیشہ سے اُس نے شہر سے قلعہ کے اندر تک ایک سرنگ کھدائی۔ اور اُس کا دروازہ بالکل پوشیدہ رکھا تا کہ اگر کوئی ناگہانی افتاد پڑ جائے اور وہ شہر مین ہو تو فوراً اُس سرنگ کی راہ سے اپنے قلعہ مین چلی جائے۔ اس کے علاوہ مصوّرون کو بلا کے حکم دیا کہ تم لوگ جا کے عمرو بن عدی کی مختلف وضعون کی تصویرین لیٹے بیٹھے کھڑے سب حالتون مین کھینچ لاؤ۔ اُس وقت کی بھی جب وہ معمولی کپڑے پہنے ہو۔ اور اُس وقت کی بھی جب وہ ہتھیار لگائے ہوئے اور بچی بنا کھڑا ہو۔ لیکن تمھاری اِن کارروائیون کی اُسے مطلق خبر نہ ہونے پائے۔ اُس کو وہم و گمان بھی نہ ہو کہ اُس کی تصویرین میرے پاس ہین۔ اِن تصویرون سے اُس کی صرف اِتنی غرض تھی کہ عمرو بن عدی کو خوب اچھی طرح پہچان لے۔

قصیر اِن سب رموز سے واقف ہو چکا تو ایک دن ملکۂ زبّا سے کہا "میرے

مکان مین پڑا بہت سامان اسباب پڑا ہوا ہے۔ اگر اجازت ہو تو جا کے لے آؤن۔ اور اُس کے علاوہ اور بھی بہت سامان تجارت لاؤن گا۔ جسے آپ نہایت پسند فرمائین گی۔" زبّا نے اُسے اجازت دی اور وہ اُس سے رخصت ہو کے سیدھا حیرہ مین آیا عمرو بن عدی سے ملا۔ اور اُس کی مدد سے ایک بڑا بھاری تاجرانہ قافلہ مرتب کر کے واپس گیا جس کے ساتھ نہایت قیمتی نایاب اور پُرتکلف چیزین تھین۔ یہ قافلہ جب تدمر کے شہر مین داخل ہوا تو ملکہ نے خود استقبال کیا۔ قصیر بڑے تپاک سے ملی۔ اور اُس کا مال تجارت دیکھ کے بے انتہا خوش ہوئی۔ چند روز بعد قصیر نے وہان مال تجارت لانے کا شوق ظاہر کیا اور اب کی ملکہ نے پہلے سے زیادہ روپیہ دے کے رخصت کیا۔ وہ پھر آ کے حیرہ سے پیشتر سے زیادہ بھاری اور قیمتی سامان تجارت لے گیا جو خاص بادشاہون کے قابل تھا۔ اب کی بھی اُس کے قافلہ کو زبّا نے ذوق و شوق سے لیا۔ سب مال خرید لیا۔ اور قصیر کی زیر بار احسان ہو گئی

اب تیسری بار پھر قصیر نے اجازت سفر مانگی۔ اور ملکہ کے دربار سے اُسے بڑی سیرچشمی کے ساتھ اجازت اور مدد دی گئی۔ لیکن اب کی مرتبہ وہ جو قافلہ لے کے پہونچا وہ نہایت ہی پُرتکلف اور شاندار تھا۔ ہزارون اونٹ تھے جن پر بڑے بڑے کجاوے رکھے ہوئے تھے۔ اُس قافلہ کی شان کو زبّا نے اپنے شہر کے محل سے دیکھا اور قصیر سے کہا "اب کی تم نہایت ہی شاندار اونٹ اور بڑی دھوم دھام کا قافلہ لائے ہو۔" اُس نے عرض کیا "اب کی مال بھی لاجواب ہے جو خاص حضور کے لیے لایا ہون۔" قافلہ تزک و احتشام سے شہر کے اندر داخل ہو کے خاص اُس مقام پر پہونچا جہان قلعہ کی سرنگ کا دروازہ تھا۔ وہان پہونچتے ہی تمام شتر سوار اونٹون سے کود پڑے اور ہزارون بہادر نبرد آزما اُن صندوقون سے جو اونٹون پر لدے ہوئے تھے نکل نکل کے شہر پر حملہ آور ہوئے۔ اور ایک آناً فاناً مین شہر کی سڑکون پر تلوار چلنے لگی۔ لوگ بدحواس بھاگے۔ اور ملکہ گھبرا کے چلی کہ سرنگ مین گھس کے قلعہ کے اندر ہو رہے۔ مگر سرنگ کے دروازہ پر پہونچی تو ایک خوش رُو اور بہادر نوجوان کو دیکھا جس کی صورت دیکھتے ہی ہاتھون کے توتے اُڑ گئے۔ بدحواسی کے عالم مین اُس کی زبان سے نکلا "عمرو بن عدی!" اور ساتھ ہی انگوٹھی سے ہیرے کا نگینہ دانتون سے چھڑا کے اور نگل کے کھا گئی۔ اور بڑے استقلال سے بولی "بیدی لا بید عمرو" (عمرو کے ہاتھ سے نہین بلکہ خود اپنے ہاتھ سے) ہیرا کھاتے ہی اِدھر اُس نے موت کے جھونکے لینا شروع کیے اور اُدھر عمرو بن عدی نے بڑھ کے اُسے اپنی تلوار سے مار ڈالا۔

یہ ایک مرتبہ ملکہ تھی جس نے کیا دی سے اپنے دشمن کی جان لی - اپنے مرحوم باپ کا بدلہ لیا - جو میدان جنگ میں اُس نے اپنے دشمن کو پامال کیا تھا اسی میں خود بھی ماری گئی - گمراہوں سے آخر تک اس نے بصورت پردہ میں بے عصمتی کا دھبہ نہیں لگا - اور آخر میں اُس نے جان ہی دی تو نہایت ہی شریفانہ و بہادرانہ وضع سے - زبا کے بعد اس کی سلطنت کا مالک عمرو بن عدی ہوا جس کے قبضہ میں ایک بڑی فوج - قلمرو آگئی - اور آخر میں وہ عرب کا بڑا نامور اور بہادر فرمان روا ثابت ہوا - مشہور ہیں کہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر کا ہو کے مرا - جن میں سے ۹۵ برس ملوک طوائف کے عہد میں اور باقی ابتدائی دولت ساسانیہ یعنی ساسان اول، اردشیر بابکان اور اس کے بیٹے شاپور بن اردشیر کے عہد میں گذرے -

---

جزیرہ کریٹ میں مسلمانوں کی پہلی آبادی

یونان سے قطع تعلق اور اس کی ذلیل ہوا العزم کے سبب سے عجیب و غریب فلسفہ انصاف اور ترقی کے رہ رہ کے اپنے دعوے پیش کرنے کی وجہ سے آج کل کریٹ کا مسئلہ ہر وقت زیر بحث رہتا ہے اور کسی طرح سے ہونے کو نہیں آتا - اور بالکل نہیں کہا جا سکتا کہ اس جزیرہ کا آیندہ حشر کیا ہونے والا ہے - اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی اگلی رحم دلی و بردباری ہی اُن کی موجودہ بدبختی کا سبب ہے - وہ جہان گئے جس سرزمین میں رہے اور جس ملک کو فتح کیا وہاں کی غیر مذہب رعایا کو اتنی آزادی دے دی کہ کسی کو نہ مذہب بدلنے کی ضرورت پیش آئی - اور نہ مسلمانوں کی تعداد دوسرے مذہب والوں پر غالب ہونے پائی - جو سلوک سپین، پرتگال، اٹلی، سسلی - اور یونان والوں نے اپنے اپنے موقعوں پر مسلمانوں کے ساتھ کیے اپنے ملک کو اُن سے خالی کرا لیا تھا - وہی سلوک اپنے اپنے موقعوں پر اگر مسلمان بھی اپنی ماتحت غیر مذہب رعایا سے کرتے تو آج اُن کے سامنے یہ دشواریاں پیش آتیں جو اُن ملکوں میں پیش آ رہی ہیں جن میں پانچ پانچ چھ چھ سو برس تک حکومت کرنے پر بھی وہ اپنی مجارتی نہیں پیدا کر سکے ہیں - لیکن "قلم در کف دشمن است" کا اس سے زیادہ عجیب نمونہ کیا ہوگا کہ آج مسلمانوں ہی کو سب سے زیادہ مذہبی تعصب اور غیر مذاہب پر ظلم و جور کرنے کا الزام بھی دیا جاتا ہے -

جزیرہ کریٹ جو آج یونان کے قبضہ مین جانا چاہتا ہے اور جس مین مسلمانون پر ہر قسم کے مظالم ہو رہے ہین اُس کی نسبت کسی کو شاید ہی معلوم ہوگا کہ وہان مسلمان کب اور کیونکر جا کر آباد ہوے - یہ جزیرہ جسے عرب اقریطش کہتے ہین اُس مین اللہ اکبر کا نعرہ توحید پہلے پہل ترکان آل عثمان نے نہین بلند کیا بلکہ اُن کے عہد سے بہت پہلے اور آج سے گیارہ سو برس پیشتر مسلمان یہان آ کے آباد ہو چلے تھے - اور اُن کے اس مین داخل ہونے کی شان بھی عجیب و غریب اور نہایت حیرت انگیز تھی

اُندلس کے خلفائے بنی اُمیہ مین سے الحکم بن ہشام نے ایک عہد مین مبتلا ہو کے قرطبہ کے مسلمانون پر ایسے مظالم کیے کہ جنھین مورخین نہایت افسوس کے ساتھ یاد کرتے ہین - جب وہ فتوحات حاصل کر کے اور حکمرانی کی پیچیدگیون کو دور کر کے محل مین بیٹھا تو قرطبہ کے ایوان شہریاری مین خدمت کرنے والے غلامون - خادمہ عورتون - ناچنے گانے والی کنیزون اور خواجہ سراؤن کی کثرت تھی - سابق کے خلاف ایک باڈی گارڈ بھی اُس نے رکھا جن کی تعداد پانچ ہزار جوانون کی تھی - ان لوگون کے مصارف اور اُن کی تنخواہ ادا کرنے کے لیے روپیہ کی ضرورت ہوئی تو اُس نے مال تجارت پر جو ملک مین داخل ہو ایک نیا ٹیکس بڑھا دیا جس سے اہل شہر خصوصاً تجار بہت ناراض ہوئے - چند تاجرون نے سرکشی کی تو اُن مین سے دس آدمی پکڑ کے سنہ ... کے ماہ مبارک رمضان مین مصلوب کیے گئے - اس پر قرطبہ کے قرب و جوار کے دیہاتون سے جو لوگ قتل کا تماشا دیکھنے کو آئے تھے زیادہ ناراضی کے آثار ظاہر ہوئے - اور اُن سے شاہی فوج والون سے کچھ جھپٹ ہو گئی اِس کی سزا مین بادشاہ نے گاؤن کے گاؤن مسمار کرا دیے اپنے سپاہیون سے رعایا کے گھر دن کو لٹوا دیا - اور ہزارون کا قلع قمع کر ڈالا -

اِس اندوہناک واقعہ کے چند ہی روز بعد قرطبہ کے پندرہ ہزار مسلمانون نے جلاوطنی اختیار کی - اور اسپین چھوڑ کے افریقہ پہونچے - اُن مین سے آٹھ ہزار تو مغربی ممالک افریقہ مین سکونت پذیر ہو گئے اور باقی سات ہزار کوچ بر کوچ کرتے ہوئے ارض مشرق کی طرف چلے - یہان تک کہ بہاتے جاتے قلمرو مصر مین داخل ہوئے - جب شہر اسکندریہ کے سامنے پہونچے تو اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ ان بدوضع آفاقیون کے اتنے بڑے جم غفیر کو اپنی آبادی مین گھسنے دینا خطرے سے خالی نہین شہر کے پھاٹک بند کر لیے - اور انھین باہر ہی روک دیا یہ غریب الوطن زیادہ بیحد ہوئے تو اسکندریہ والے اُن کی مزاحمت کو باہر آئے - اُن غریب الوطنان قرطبہ نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اُن سے مقابلہ کیا - چونکہ یہ لوگ فقر و فاقہ اور بیخانمانی سے

آبادی ہو رہے تھے اور عیسائیوں نے انھیں بہادر بنا دیا تھا۔ اس لیے ایسی بہادری سے لڑے کہ اہل اسکندریہ کو شکست دے دی اور ایک بڑی خونریزی کے بعد بڑھ کے کامیاب و فتحیاب ہو کر پوری طرح غانم و سالم شہر کے اندر داخل ہوئے۔ اب فتحیاب ہو گئے۔ ان لوگوں نے اسکندریہ کی حکومت بھی اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور وہاں کے حکمران بن گئے۔

ان دنوں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا۔ اور خلیفہ مامون الرشید رونق افروز سریر خلافت تھا۔ اُسے جب خبر پہونچی کہ جلا وطنان اندلس نے شہر اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تو اُس عہد کے ایک نامی مدبر عبداللہ بن طاہر کو والی مصر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابن طاہر نے یہاں پہونچ کے بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے لڑائی شروع کر کے کشت و خون کا بازار گرم کرے انھیں دبا کے اُن سے ایک معاہدۂ صلح کر لیا جس کی رو سے قرار پایا کہ یہ غریب الوطن آزادی اسکندریہ کی حکومت چھوڑ دیں اور اس کے معاوضہ میں اُن کو بحر یونان (بحیرۂ روم) کے مشرقی حصہ میں کوئی جزیرہ بتا دیا جائے جس میں جا کے وہ اقامت گزین ہوں اور اس کے ساتھ انھیں ایک بڑی تعداد اشرفیوں کی بھی دی جائے۔ اہل قرطبہ کو کوئی حکومت کا شوق تو تھا نہیں صرف رہنے کو گھر اور آزادی چاہتے تھے۔ فوراً اس شرط کو منظور کر لیا۔ اس معاہدہ کی رو سے خلافت عباسیہ کی جانب سے انھیں آباد ہونے کے لیے جو جزیرہ بتایا گیا وہ یہی جزیرہ اقریطش یعنی کریٹ تھا۔ الغرض انھوں نے اسکندریہ کی عنان حکومت عبداللہ بن طاہر کے ہاتھ میں دی۔ اور سب کے سب جہازوں پر سوار ہو کے ساحل کریٹ پر اُتر پڑے۔ اُس وقت اس جزیرہ کی آبادی بہت کم تھی۔ قرطبہ کے ان جلا وطن خاندانوں کے جاتے ہی آدمیوں سے بھر گیا۔ چند روز بعد اور بھی بہت سے آوارہ گرد لوگ مختلف مقامات عراق و مصر سے آ کے اس جزیرہ میں بس گئے۔ جن کی وجہ سے کریٹ مسلمانوں کی ایک زبردست نو آبادی بن گیا۔

ان جلا وطن اندلسیوں کا سردار جو اُن کی مصیبتوں اور المناک آوارہ گردیوں میں اول سے آخر تک شریک رہا تھا۔ ابو حفص عمر بن شعیب تھا جو حوالی قرطبہ کے ایک گاؤں "فحص البلوط" کا باشندہ تھا۔ اگرچہ یہ لوگ خلافت عباسیہ کے بھیجے ہوئے گئے تھے مگر کریٹ پر انھیں لڑ بھڑ کے قبضہ کرنا پڑا۔ کیونکہ مورخ سعید بن یونس کا یہ بیان ہے کہ سنہ ۲۰۲ھ کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اہل اندلس کی ایک جماعت نے جزیرۂ کریٹ کو فتح کر لیا۔ اور اُن لوگوں کا سردار عمر بن شعیب تھا جو اُن کے وہاں پہونچنے کے بعد کریٹ کا حاکم و فرمانروا قرار پایا۔ اُس کے بعد وارث فرمانروائی اُس کی اولاد ہوئی۔ مگر عبدالعزیز بن عمر بن شعیب کے زمانہ میں شاہ یونان ارمطوس بن قسطنطین نے

کریٹ کو فتح کرلیا۔

یہی واقعات حمیدی نے بروایت محمد بن ہشام بیان کیے ہین جو ان مسلمانان اُندلس کے وارد کریٹ ہونے کے متعلق اتنی تفصیل اور بتاتا ہے کہ جو اہل اُندلس اِس طریقہ سے کریٹ مین جاکے اقامت گزین ہوئے تھے اُن کے پاس بیس جہاز تھے جن کے ذریعہ سے وہ اپنے قریب کے جزیرون اور بحر یونان کے تمام مقامات پر حملہ کیا کرتے تھے اور جب اُن کو قابو مل جاتا ساحلی شہرون اور گرد کے جزیرون کو بڑی بے رحمی سے لوٹا کرتے۔ مگر چونکہ ان کو اپنا وطن مالوف یعنی ملک اُندلس کسی طرح بھولنے ہی کو نہ آتا لہذا اُسکو ہمیشہ یاد کیا کرتے۔ وہان کے لطف اور وہان کی لذتین درحقیقت ہر وقت آنکھون کے سامنے پھرا کرتین۔ اور کبھی کبھی واپس جانے کو بھی تیار ہو جاتے اس لیے اُن کے سردار نے اپنے جہازون کے بیڑے مین آگ لگوا دی تاکہ واپسی کا کوئی ذریعہ ہی باقی نہ رہے۔ جہازون کو جلتے دیکھ کے لوگون نے اپنی تنہائی کی شکایت کی۔ اور غم ناک جلا وطنی پر گریہ و زاری کرنے لگے تو اُس نے کہا "جب گھر یاد آیا کرے تو اُن ظلمون اور مصیبتون کو یاد کرلیا کرو جن سے اُس وطنی سرزمین یعنی اندلس مین تمھین سابقہ پڑچکا ہے۔ اور دل مین سوچو کہ جس وطن کے لیے تم آہ و زاری کررہے ہو اُس مین کیسی کیسی مصیبتین ہین۔ اور اُس کے مقابل یہان اپنے گردو پیش کے زرخیز میدانون کو دیکھو جن مین دودھ اور شہد کی ندیان بہ رہی ہین۔ بس یہی تمھارا وطن ہے اور اس سے اچھی سرزمین تم کہین نہین نصیب ہوسکتی"۔ پھر اُن لوگون کے دلون کو اِس نئے وطن سے مانوس بنانے کے لیے کہنے لگا "اندلس کی خوش سوادوادیون اور وہان کی نازآفرین مہ جبینون کو دل سے بھلادو۔ اور اُن کے عوض سامنے کے سرسبز و شاداب مرغزارون اور اِن خوبصورت لونڈیون کے چہرون پر نظر ڈالو جو تمھارے گرد ہین یہان خدا نے وہ سب سامان جمع کردیے ہین جو زندگی کو خوش گوار بناتے ہین۔ اور تھوڑے ہی زمانہ مین تمھارے گرد ایک نئی نسل ہوگی جو تمھاری زندگی کے لیے باعث تسلی ہوگی"

اپنے سردار کی اِن باتون سے مطمئن ہوکے یہ لوگ پہلے تو کریٹ کے شہر "سودہ" مین آباد ہوے۔ لیکن چند ہی روز مین انھون نے شہر کانداش (کانیہ) کی بنیاد ڈالی جو جزیرہ مذکورہ کے مشرقی سرے پر واقع ہے اور آج تک وہان کا صدر مقام اور سب سے بڑا شہر ہے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ شہر کانیہ خاصۃً مسلمانون کا آباد کیا ہوا شہر ہے۔

یہ واقعات ہم نے کانڈی کی "تاریخ سلطنت عرب اسپین" سے لیے ہین۔ مگر مختصر اِس لیے

واقعہ کی تصدیق علامہ ابن اثیر بھی فرماتے ہین جو اس واقعہ کو سنہ ۲۱۰ھ مین بیان کرتے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن طاہر کے تلون سے مجبور ہو کے ابو حفص اور اس کے ہمراہی جلا وطنان اندلس نے پناہ مانگی اور درخواست کی کہ ہمین امان دی جائے تاکہ یہان سے چلے جائین۔ اور رومیون کے کسی ایسے حصہ مین جا کے قیام کرین جو قلمرو اسلام سے باہر ہو۔ چنانچہ انھین امان دی گئی اور وہ لوگ جزیرہ اقریطش مین جا کے قیام پذیر ہوئے اور اُسے اپنا وطن بنایا۔ جہان اُن کی نسل رہتی رہی۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جزیرہ کریٹ پر مسلمانون کے بہت پُرانے حقوق ہین جو عیسائیون سے کسی طرح کم نہین۔ اور ترکون نے اگر اس جزیرہ کو چھوڑ دیا تو اپنی ہی سلطنت کے اگلے کارنامون کو خاک مین ملا دین گے بلکہ اپنے بہت سے قومی اور مذہبی اسلاف کی ہڈیون کو ایسی کس مپرسی کی حالت مین چھوڑ دین گے کہ پھر کبھی انھین کوئی فاتحہ خوان بھی نصیب نہ ہوگا۔"

ہمالیہ کی چوٹیان

اے ہمالیہ کی سر بفلک چوٹیو تم دور سے کیسی بھلی معلوم ہوتی ہو۔ تمھارا اُجلا پن ہماری نظرون مین کھبا جاتا ہے۔ تمھاری خوبصورتی ہمین اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اسی طرح سے گر پڑ کے اور رہ کھپ کے تم تک پہونچین مگر افسوس تم تک نہین پہونچ سکتے۔ تمھاری بلندی اور سر برآوردگی بتا رہی ہے کہ تم آسمان سے قریب ہو۔ عالم بالا اور وہ عالم ملکوت جس مین ہماری ساری آرزوئین محفوظ ہین اور جو ہماری زندگی بھر کی تمناؤن کا خزانہ بلکہ ہماری دنیاداری و نیکوکاری کا مرجع و ماوی ہے تم سے بہت قریب ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تم ہی نردبان حقیقت ہو۔ اور وہ سیڑھیان ہو جن پر چڑھ کے ہم عرش معلی کے قریب تک پہونچ جائین گے۔ لیکن افسوس یہ سیڑھیان لگا دینے پر بھی تم نے ہمارا راستہ بند کر رکھا ہے۔

عالم بالا اور اُس سر شبستان نور سے قریب ہونے ہی کی یہ برکت ہے کہ تمھین اُس محترم عالم نور سے تقدس مآبی کا سفید خلعت عطا ہوا ہے۔ اور تم پر ولیانہ سکوت و خموشی اور متانت و محویت کا ایک عجیب عالم طاری رہتا ہے۔ تمھاری خوبصورتی مین کسی ناز آفرین کی شوخ ادائی نہین بلکہ فرشتہ سیرتی کی نورانیت اور تمکنت ہے۔ اور تمھاری صورت دیکھتے دیکھتے خیال گذرتا ہے کہ اگر ہم تم تک پہونچ جائین تو اُس سے کوئی اچھا ہی تماشا دیکھ لین گے

جو موسیٰ کو طور پر نظر آیا تھا۔ تب ہم خوش عقیدگی کے جوش مین رُو بقبلہ کھڑے ہو جاتے ہین اُس وقت تم ہمارے وادی الٰیمن بن جاتے ہو۔ اور فی الحقیقت ہمارے وادی الٰیمن تم ہی ہو۔ اِس مین شک نہین کہ ہم کو اگر تمھاری اُس بالائی خلوت گاہ تک بار مل جائے تو فرشتون کی باتین سننے لگین۔ اور اِن پُرشوق آنکھون سے جو دُنیوی حسن کے ہزارون کرشمہ دیکھ چکی ہین حورون کے جمال جہان آرا کی زیارت کر لین۔ جن کے شوق مین ہمارے نیکو کارون نے اپنی زندگیان تلخ اور اپنے دوستون کی صحبتین بے مزہ کر رکھی ہین۔

مگر افسوس تمھاری سرد مہری اور سرد مزاجی کسی کو پاس پھٹکنے نہین دیتی۔ یون دیکھنے لیے تم لاکھ خوبصورت اور دلکش ہو مگر جو تمھارے پاس آنا چاہے اُس کے حق مین سچ یہ ہے کہ تم بڑے بے رحم ہو۔ اِس پیاری صورت پر یہ بے پروائی اور اِس تقدس مآبی کی سادی وضع پر یہ سنگدلی اچھی نہین۔ مانا کہ تم حسین ہو۔ اور حسینون کو اپنے چاہنے والون کے ستانے ہی مین مزہ آتا ہے۔ مگر تمھارا حسن و جمال اُس قسم کا نہین کہ اُس پر بے رخی اور شوخ ادائی زیب دے۔

اگلے دلون جب اِس عالم اور اُس عالم مین اتنی غیریت نہ تھی تم ہی دیوتاؤن اور دیویون کا مرکز تھین۔ اور آج بھی سُن رہے ہین کہ وہ عالم آشوب حسن والی پریان جن کی داستانین ہر قوم و ملت کے داستان گویون سے سُنی جاتی ہین اُن کا نشیمن تمھاری ہی بلندیون پر ہے ہم مین سے بہتون کو یقین ہے کہ جنت حقیقی اور ابدی مسرتون کا سرچشمہ "کیلاس" کہین تمھارے ہی پاس ہے۔ اکثر رنگ برنگ اور خوبصورت بادلون کا ہار تم اپنے گلے مین پہن لیا کرتی ہو جنسے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ اندر کا تخت بھی تمھاری ہی بلندیون پر بچھا کرتا ہے۔ اور وہین اُن کی عشرت مین آگے آسمان کی اپسرائین (حورین) او قاف کی پریان ناچتی اور حسین و ناز آفرین پریان اپنا جلوہ دکھایا کرتی ہین۔ سرشتستان سے اتنی قربت۔ اور اُس کے ساتھ یہ لطف اور یہ روحانی مسرتین! کاش ہماری بھی رسائی ہوتی۔

تمھارے پہلوؤن اور دامنون مین جو مسطح اور خوش سواد قطعات زمین ہین اُن مین قدرت نے عجیب و غریب نزہت بخش و فرحت افزا چمن لگا رکھے ہین جن کے باغبان انسان نہین فرشتہ ہین۔ طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہین۔ سبزۂ خوابیدہ نے مخمل سبز کا فرش بچھا رکھا ہے۔ ہزار ہا رنگ کے عجیب و غریب گل بوٹون۔ کسی مست خرام کی طرح جھومنے والے پودھون۔ اور کسی زلف برہم کی طرح پیچ و تاب کھانے والی بیلون نے اُس فرش کو

نہایت ہی نظر فریب نقش و نگار بنا رکھے ہیں۔ عالم بالا سے آنے والی اور لہرا لہرا کے بہنے والی نہروں اور جا بجا گر گر کے پھیل جانے والے آبشاروں نے تمہارے انھیں پرفضا دامنوں میں کہیں گل بوٹے اور لچکے کی لہریا بنا رکھی ہے اور کہیں چقیش کی جھالریں ٹانک دی ہیں۔ نغمہ سنج طیور گلبنوں پر بیٹھ بیٹھ کے پھولوں کے حسن کی تعریف کرتے اور اپنے عشق کی داستان چھیڑتے ہیں۔ غزالان صحرا اپنی خوش فعلیوں سے شوخی اداؤں کی خرام نازکی بہار دکھاتے ہیں۔ الغرض سبے رحم اور سنگدل پہاڑوں وحوش و طیور تک کو تمہارے ان مسرت دلکشی خلوت کدہ میں بار ملتا ہے۔ اور نہیں ملتا تو ہم کو!

شاید ہمارا یہ قصور ہو کہ انسان ہر جگہ اپنی ہنرمندی کے کرشمہ دکھاتا اور قدرت کے سچے سادے اور بے تکلف حسن کو اپنے تکلفات کا زیور پہنا کے بھدا کر ڈالا کرتا ہے۔ اور تم کو اس سے نفرت ہے۔ تم چاہتے ہو کہ تمہارا باغ قدرتی محاسن کا اچھوتا اور پاک و صاف حرم بنا رہے جس کو مخلوق کی کاریگری کا ہاتھ چھو بھی نہ جائے۔ تمہارا یہ خیال صحیح ہے۔ بیشک انسان کو "ایجاد بندہ" کا مرض ہے۔ اس کے قدم یقیناً قدرت کی اچھوتی بہار کو ناپاک کر دیتے ہیں اور اس کا جہاں گذر ہوتا ہے بغیر دخل در معقولات دیے نہیں رہتا۔ مگر ہم سے پوچھو جو تمہاری سادگی اور ازلی نفاست میں ذرا بھی ہاتھ لگائیں۔ ہم تو اول درجے کے نیچر پرست ہیں۔ اور اس قدرتی بہار کے دیکھنے اور قدرت کے بے تکلف چمن کی سیر کرنے پایوں سمجھیے کہ اس بے تکلفی کے حرم میں حاضر ہو کے اپنا حق عبادت بجا لانے ہی کے لیے وہاں آنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی بھی وہاں تک آنے کا مستحق ہے تو وہ ہم ہیں۔

تم نے یہ بھی دیکھا کہ جو ندیاں تمہاری خلوت گاہ اور تمہاری اس سدا بہار جنت سے اتر کے ہمارے یہاں آتی ہیں ان کی ہم کیسی قدر کرتے ہیں؟ ہم میں سے اکثر لوگ ان کی پرستش کرتے۔ ان کے پانی سے اپنی جسمانی کثافت ہی نہیں اپنی روحانی نجاستوں کو بھی دھو کے گناہوں سے پاک و صاف ہوتے۔ اور ان پر بیش قیمت قربانیاں چڑھاتے ہیں۔ اور محض اس خیال سے کہ "حدیث عہد بربنا" یعنی خدا کے پاس سے ابھی ابھی تازہ دم آئی ہوئی ہیں۔ ہمارے اس ذوق و شوق اور ہمارے اس خلوص عقیدت کو دیکھ کے بھی تمھیں اتنا ترس نہیں آتا کہ ہمیں اپنے قریب آنے دو؟ کیا اپنے دنیوی معشوقوں کی طرح تم سے بھی ہم کچھ امید نہ رکھیں؟

اچھا ہمین اپنے پاس نہین آنے دیتے - یا یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے قدم سے تمھارا پاک خلوت کدہ ناپاک ہو جائے گا - یہ نہین پسند کرتے کہ تمھارے حسینون کی بارگاہ حسن تک ہماری رسائی ہو - تمھارے آغوش مین سونے والی دیویون کے معصومانہ چہرون پر ہماری ناپاک نظر پڑے - تمھاری اپسراؤن اور پریون کو ہم گھورین - اور راجہ اندر کے اکھاڑے کا تماشہ دیکھ سکین آسمان کی کسی دلربا حور کے چہرے پر ہماری نظر پڑ جائے - یا تمھارے اُن خزینہ گاہ آرزو سے ہم کوئی اپنے مطلب کی تمنا یا ہوس چرا لے جائین - یہ باتین تمھین نا پسند ہین تو نہ سہی مگر خدا کے لیے وہان دور ہی سے سہی اپنی خاموشی کا قفل توڑ کے دو ایک باتین تو کر لو۔

جب سے دنیا بنی ہے تم یونہین سر اُٹھائے کھڑی ہو اور دنیا کی نیرنگیون اور اُس کے انقلابات کا تماشا دیکھتی رہی ہو - دنیا مین اس وقت تک جو کچھ ہوتا رہا ہے اُس کے دیکھنے والے یا تو یہ آسمان کے شب زندہ دار تارے ہین اور یا تم ہو - تارے بھی اپنی جگہ سے رینگتے اور چلتے پھرتے رہتے ہین - اُن کی آنکھین بھی جھپک جاتی ہین مگر تم اُسی وضع سے کھڑی ہوئی تھین اسی وضع و قطع سے آج تک کمال استقلال سے سامنے کھڑی ہوئی ہو - لہذا اگلی سرگذشتین جیسی تمھاری نظر سے گزری ہین کسی کی نظر سے نہین گزرین تم نے سب ہی کچھ دیکھا ہے - لیکن افسوس کتنے بڑے غضب کی بات ہے کہ تم بولتین نہین - کچھ تو لب ہلاؤ -

بتاؤ تو سہی کہ انسان کی تخلیق سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی اور جب آدمی نہ تھے تو یہان لوگ بستے تھے ؟ کبھی تم نے عزازیل کو بھی دیکھا تھا جسے سُنتے ہین فرشتے دنیا سے پکڑ لے گئے تھے ؟ وہ کہین تمھارے ہی آس پاس تو نہین رہتا تھا ؟ اگلے زمانہ کے الکشسون سے اُس کا حلیہ بہت کچھ ملتا جُلتا معلوم ہوتا ہے - تخلیق آدم کی کچھ کیفیت سناؤ - سنتے ہین وہ تمھارے سامنے اُتر کی طرف سیلون کی ایک چوٹی پر گرے تھے جہان آج تک اُن کا نقش قدم بنا ہوا ہے - جب اتنی زور سے گرے کہ پتھر مین ایسا گہرا نقش قدم بن گیا تو اُن کے گرنے کی دھمک تم تک ضرور پہونچی ہو گی - آدم و نوح کے درمیان جو زمانہ گذرا اُس کی کیفیت ہمین بالکل نہین معلوم تم لب ہلاؤ تو معلوم ہو -

اچھا یہ بتاؤ کہ طوفان نوح یہان بھی آیا تھا یا نہین ؟ اور آیا تھا تو کس قدر ؟ اُس کا پانی تمھارے کہان تک پہونچا تھا ؟ تمھارے قرب و جوار مین بھی کوئی شخص اُس عالمگیر طوفان سے جان بر ہوا تھا یا حضرت نوح کے سوا دنیا مین کوئی نہین بچا - نمرود نے جب آسمان تک پہونچنے

اور آسمان والون سے باتین کرنے کے لیے ایک نہایت ہی اونچا بُرج بنوایا ہے وہ تو تمھین یاد ہوگا۔ اگرچہ درمیان مین بہت سے پہاڑ حائل ہین مگر چونکہ تمھارا سر سب سے زیادہ اُونچا ہے اس لیے دور سے تم نے اُس بُرج کو دیکھا ضرور ہوگا۔ خدا کے لیے بتاؤ کہ وہ کیسا تھا اور کس شان کا تھا؟

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت اور اُن کے نشو و نما کا حال شاید تم کو نہ معلوم ہو۔ کیونکہ یہ تم سے دُور کی باتین ہین۔ مگر ہندوستان کے اگلے حالات تو سناؤ۔ آریہ لوگون کے آنے سے پہلے یہان کون لوگ رہتے تھے؟ اور وہ کس گروہ سے تعلق رکھتے تھے؟ کوئی کہتا ہے کہ وہ سیمٹک (بنی سام) یعنی عربون اسرائیلیون اور بابل والون کے ہم قوم اور بھائی بند تھے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ نہین وہ کوئی اور ہی قوم تھی۔ اگرچہ اُن کے حُلیے رسم و رواج اور عادات و اطوار بنی سام سے ملتے جلتے ہین مگر اطمینان نہین ہوتا۔ تم ذرا زبان ہلا کے اس مُعمہ کو حل کر دو تمھین اُن کی ابتدائی حالت اُن کی وضع و قطع اور وہ سرزمین جہان سے وہ آئے تھے یاد بھی ہو گی۔

سکندر سے پہلے اور بھی بہت سے فاتحین ہندوستان مین آئے۔ فراعنۂ مصر آسا رُس اور سیسا سٹریس بلکہ بابل کے سمیرامیس تیاجہ مین مین سے بھی بعض زبردست فاتحین۔ تاتار کے مغل فرمان رواؤن مین سے اُغاس اور سیاکزارس تاجدارانِ ایران مین سے فریدون کیخسرو۔ افراسیاب۔ گشتاسپ اور نوشیروانِ عادل ہندوستان پر اپنی اپنی باری حملہ اور حکومت کرنے والے بتائے جاتے ہین۔ مگر ٹھیک طور پر نہین معلوم ہوتا کہ ان لوگون کے دعوے کہان تک قابل تسلیم ہین۔ ان سب زمانون اور یہان کے آنے والون کی آمد کو تم نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے مگر افسوس تم جواب نہین دیتے۔ جس خموشی سے ان سب لوگون کے واقعات کا تماشا دیکھتے رہے ہو ہمارا تماشا بھی دیکھ رہے ہو۔ مگر کہتے کچھ نہین۔ گویا خدا نے تمھین فقط دیکھنے کے لیے بنایا ہے بتانے کے لیے نہین۔

اچھا اے رازدار اقوامِ قدیم نہ بولو۔ ہم بھی دیکھتے ہین کہ تم کب تک نہین بولتے۔ ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ تمھین خواہ مخواہ بولنا پڑے گا۔ عرصۂ حشر اور روز جزا مین اُس حضرت رب العزت کے دربار مین تم کو اگلون کے تمام کارنامون کی گواہی دینا پڑے گی۔ جو کچھ دیکھا ہے کہنا اور بتانا پڑے گا۔ اس لیے تم ہم سے نہین بولتے تو جاؤ ہم بھی تم سے نہین بولتے۔ آج نہین تو اسی روز ہم تمھاری دلچسپ داستان سُن لینگے اور یاد رکھو کہ بے سُنے نہ رہین گے۔

اردو اور ہندی

یہ جھگڑا کسی طرح طے ہونے کو نہیں آتا - اور اہل ملک کی جو حالت ہو رہی ہے اُس کے دیکھتے امید نہیں کہ کبھی بھی طے ہو - اگر زمانہ کا یہی رنگ رہا - اور ہندوستان میں یہی لیل و نہار رہے تو اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ہندوستان میں نہ اُردو ہو گی اور نہ ہندی بلکہ سب کی مادری زبان انگریزی ہو گی مگر زندگی کی تھوڑی مدت جو باقی ہے اُس میں بھی ملک کے یہ قوت والے چین نہیں لینے دیتے - اگر کسی گروہ کا یہ خیال ہو کہ وہ ہندوستان کی اس رفتار کو بدل دیں گے یا برٹش گورنمنٹ کے سوا یہاں اور کوئی حکومت ہو گی وہ بے وقوف اور عقل کا دشمن ہے - برٹش سطوت روز بروز بڑھے گی اور اُن تمام کوششوں اور قوتوں کو پامال کر ڈالے گی جو اُس کے خلاف ہیں - اور دنیا کے اُن تمام مقامات میں جہاں جہاں انگریزی حکومت ہے ایک متحد المذاق و الاغراض قوم تیار ہو گی جس کی کاروباری و معاشرتی زبان انگریزی ہو گی -

اُردو ہو یا ہندوستان کی کوئی اور زبان یہ سب مٹنے والی چیزیں ہیں جو اپنی اپنی عمریں پوری کر کے صرف کتابوں میں رہ جائیں گی اور زبانوں پر فقط انگریزی ہو گی - لہذا ضرورت ہے کہ انگریزی کو قوت کے ساتھ اُٹھایا اور شوق سے حاصل کیا جائے اور ان زبانوں کی جتنی عمر باقی ہو اُس میں انھیں موقع دیا جائے کہ امن و امان کی زندگی بسر کریں - اور ایک دوسرے کے آزار کی درپے نہ ہوں - مگر نہیں ہم اپنی بدقسمتی اور بے عقلی سے اُن کی اس چند روزہ زندگی کو بھی بے مزہ کیے دیتے ہیں -

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اُردو زبان خود رو طور پر پیدا ہوئی - اور خود ہی بغیر کسی کوشش کے سارے ہندوستان پر چھا گئی - اور اُس کو یہ حیثیت حاصل ہے کہ کسی غیر ملک کا آدمی ہندوستان میں آئے اور ہندوستان کے لوگوں سے ملنے جلنے اور اُن سے گفتگو کرنے کے لیے جس زبان کو سیکھتا ہے وہ اردو ہے - یہ بھی ظاہر ہے کہ اُردو کو مسلمانوں سے کوئی خصوصیت نہیں - اس لیے کہ اس کی ترکیب اور اس کی پیدائش میں جتنا دخل عربی یا فارسی کو ہو سکتا ہے اُس سے زیادہ بھاشا اور سنسکرت کو ہے - دراصل یہ اُس سوسائٹی کی زبان ہے جو ہندو مسلمانوں کے میل جول سے پیدا ہوئی - اور سچ پوچھو تو ہندو مسلمانوں کے سابقہ اتحاد اور باہمی ربط و ضبط کی ایک یادگار ہے - مگر ہندوستان کی پھوٹ مشہور ہے وہ اتحاد کا دشمن ہے - اور نہیں چاہتا کہ دوستی و اتحاد کی کوئی یادگار بھی باقی رہے -

مسلمانوں نے حماقت سے روز بروز تسلیم کیا کہ یہ خاص ہماری زبان ہے اور ہندوؤں نے

حماقت سے سمجھ لیا کہ حقیقت مین ہماری زبان نہین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونون گروہون کی باہمی عداوت و منافرت سے غریب اردو عجب کشمکش مین پڑ گئی۔ ہندوؤن نے اِس مالیخولیا مین مبتلا ہو کے کہ اردو ہماری زبان نہین " ہندی زبان" کا ایک نیا لفظ اختیار کیا جو در اصل ایک ایسا اسم ہے جس کا کوئی مسمّی نہین۔ اس جھگڑے سے پہلے ہندی کا لفظ صرف کاٹھی اور ایک خاص قسم کے رسم خط کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ جو اکثر جاہل اور ان پڑھ دُکان دارون مین مروج تھا۔ ہندی نام کی کوئی زبان ہندوستان مین نہ تھی۔ مگر قومی اور مذہبی سرگرمی کا جوش دکھانے کے لیے ایک "ہندی زبان" بنا لی گئی جو کہ فی الاصل موجود نہ تھی۔ اور نہ اس وقت تک ہے۔

لیکن جب ایک نام اختیار کیا گیا تو اُس کے لیے کوئی مفہوم مقرر کرنا ضروری تھا لہذا ایک نئی زبان کے پیدا کرنے کی بھی کوشش کی جانے لگی۔ اور اُس کے لیے ایک عجب طریقہ اختیار کیا گیا۔ پڑھے لکھے لوگون کا معمول ہے کہ جس زبان کے لٹریچر کو حاصل کرتے ہین اُس کے اکثر الفاظ اپنی گفتگو مین شامل کر لیتے ہین جیسے کہ فی الحال انگریزی دانون کی زبانون پر کثرت سے انگریزی الفاظ ہوا کرتے ہین۔ چونکہ پیشتر فارسی تعلیم عام تھی اور پڑھنا لکھنا ہندوستان مین فارسی پڑھنے ہی کا نام تھا۔ اس لیے تمام تعلیم یافتہ لوگون کا قاعدہ تھا کہ اردو مین روز بروز فارسی اور عربی کے الفاظ زیادہ شامل کرتے جاتے تھے۔ اگرچہ اب فارسی کی تعلیم موقوف ہو جانے سے اردو مین نئے فارسی الفاظ کے آنے کا سدباب ہو گیا ہے مگر اردو کے دشمنون کو اس پر اطمینان نہین ہوا۔ اور بلالحاظ اس کے کہ زبانون پر کون لفظ چڑھے ہوئے اور بے پڑھے بچون اور عورتون تک کی زبان پر جاری ہین یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ اردو مین سے فارسی و عربی کے مانوس الفاظ سب نکال ڈالے جائین اور اُن کی جگہ بھاشا اور سنسکرت کے الفاظ عام از ین کہ وہ بولے جاتے ہون یا نہ بولے جاتے ہون داخل کر دیے جائین اس طریقہ سے ایک نئی زبان تصنیف کی گئی اور اُس کا نام "ہندی" قرار دیا گیا۔ جو در اصل نہ کسی ملک کی زبان ہے نہ کسی مذہب کی۔ نہ کسی قوم کی اور نہ کسی گروہ کی۔ مگر زور و شور سے دعوی کیا جا رہا ہے کہ سارے ہندوستان کی زبان یہی ہے۔

دنیا کے تمام ممالک کی طرح ممالک متحدہ مین بھی یہ نظر آئے گا کہ شہر والون کی زبان سب سے جو عموماً فصیح بلیغ اور لٹریری زبان ہوتی ہے اُن زبانون کے الفاظ زیادہ ہین جن کے تعلیمی اثر سے زبان اردو بنی تھی۔ کیونکہ چند روز پیشتر کیا معنی آج بھی اعلیٰ سوسائٹی کی زبان یہی ہے اس کے مقابل دیہات مین ایک گنواری زبان مروج ہے جس مین الفاظ تو قریب قریب وہی ہین

مگر افعال کے اشتقاق کی صورت بدلی ہوئی ہے اور فارسی کے بعض حروف اپنے مخارج سے نہین ادا ہوتے ہین۔ مثلاً "آتے ہین" - "کھاتے ہین" - "جاتے ہین" "سوتے ہین" اور "آتے تھے" "جاتے تھے" "سوتے تھے" کے مقام پر وہ لوگ "آدت ہین" "کھات ہین" - "جات ہین" "سووت ہین" اور "آدت ہتے" - "جات ہتے" "سووت ہتے" بولتے ہین اور حرف خ - ذ - ز - ض - ظ کو "جیم" ش کو "سین" غ کو "گاف" ف کو "پھے" اور ق کو "کاف" کی آوازون سے ادا کرتے ہین پس اردو اور اُس گنواری زبان مین یہی فرق ہے۔

نئی ہندی کی مصنفون نے اُس گنواری زبان کو بالکل نہین اختیار کیا ہے۔ کیونکہ ناگری خط کے اخبارات اور اُن کی تمام کتابون مین جو زبان استعمال کی جاتی ہے اُس مین نہ یہ دیہاتی افعال کے اوزان اختیار کیے گئے ہین اور نہ مذکورۂ بالا حروف کے مخارج کا امتیاز دُور کیا گیا ہے۔ کیونکہ ناگری کا حرف "جا" نیچے ایک نقطہ دے کے ز۔ اور "پھا" نقطہ دے کے ف۔ بنا دیے گئے ہین۔ لہذا اس مین ذرا بھی شک اور شبہ نہین کہ جس زبان کو فی الحال ہندی کہا جاتا ہے وہ یہان کی دیہاتی زبان نہین ہے۔ بلکہ ایک نو تصنیف زبان ہے جو صرف لڑنے اور دعوے کرنے کے لیے ہی۔ کوئی ایسی زبان نہین جو کہین بولی بھی جاتی ہو۔

مگر فی الحال مردم شماری کے موقع پر ایک بڑی بھاری غلط فہمی یہ پیدا کرائی جا رہی ہے کہ دیہات کی گنواری زبان کو ہندی بتایا جاتا ہے اور شہر کی فصیح زبان کو اردو۔ اور اس کے ذریعہ سے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اِس ملک مین زیادہ تعداد ہندی بولنے والون کی ہے۔ کیا دنیا کی کوئی اور زبان بھی ہے جس مین گنوارون اور دیہات کی خراب زبان بولنے والون سے فصیح زبان بولنے والے پڑھے لکھون کی تعداد زیادہ ہو؟ اگر یہی اصول ہے تو انگریزی فارسی - عربی اور مین کہتا ہون کہ دنیا کی ساری زبانون کا لٹریچر دریا برد کر دینے کے قابل ہے۔ کیونکہ وہ چند خاص پڑھے لکھے فصحا شہر کی زبان ہے جن کی تعداد غلط اور گنواری زبان والون کے مقابل مین بہت ہی کم ہے۔

دیہات کی زبان اردو کے سوا ہرگز کوئی اور زبان نہین ہے۔ مگر ہان ہر ملک اور ہر قوم کے دیہاتیون کی طرح وہ ایک خراب اور غیر فصیح زبان یا یون کہیے کہ بگڑی ہوئی اردو ہے۔ چونکہ آج کل باہمی اختلافات اور تعصب نے لوگون کو سچائی اور حقیقت سے ہٹا دیا ہے۔ لہذا یورپین حکام نے جو زبان کے مسئلہ کو بخوبی نہین سمجھ سکتے سمجھا بجھا کے ایسے احکام بھی جاری کرا دیے گئے ہین

کہ دیہاتی زبان کو ہندی لکھا جائے - اور انھون نے بغیر اِس کا اندازہ کیے کہ جس زبان کو ہندی کہا جاتا ہے اور جو ناگری کے اخبارون اور رسالون اور تحریرون مین برتی جاتی ہے وہ بھی دیہاتی زبان ہے یا نہین ایسے احکام بھی جاری کر دیے ہین - لیکن ایسے غلط احکام کے جاری ہونے کے بعد مردم شماری کی رپوٹ کا ہرگز اعتبار باقی نہ رہے گا - اور ہرگز اِس مردم شماری سے اِس کا سچا اندازہ نہ ہو سکے گا کہ ملک مین کتنے اردو اور کتنے ہندی بولنے والے ہین
یہی مسئلہ آج کل سررشتۂ تعلیم مین بھی چھڑا ہوا ہے - اور چونکہ اُس کے ارکان مین زیادہ تر تعداد اُن ہندوؤن کی ہے جو ہندی زبان کے حامی ہین - لہذا مشکل سے امید کی جا سکتی ہے کہ کوئی صحیح فیصلہ ہو سکے - ضرورت ہے کہ مسلمان اِس جانب فوراً توجہ کرین - ورنہ اگر اردو زبان کے خلاف کوئی فیصلہ ہو گیا تو اردو کی ترقی کے لیے گورنمنٹ اور اہل علم نے گذشتہ دو تین سو سال مین جو کوششین کی ہین سب بیکار ہو جائین گی مسلم لیگ کو اِس موقع پر اُٹھ کے یورپین حکام کی غلط فہمیون کو دور کرنا چاہیے - اور چونکہ مسلم لیگ زبان اردو کی ترقی کو منجملہ اپنے فرائض کے تسلیم کر چکی ہے لہذا اُسے اس موقع پر غفلت نہ کرنی چاہیے - اور اگر اُس نے کچھ نہ کیا تو پھر مسلمانون کو بھی مسلم لیگ سے آیندہ کوئی تعلق باقی نہ رہے گا -

خوشی کی بات ہے کہ "مسلم کانفرنس بدایون" نے اِس جانب بڑی مستعدی سے توجہ شروع کی ہے مسلمانون اور عموماً تمام اردو کے حامیون کو کانفرنس مذکور کا پورا ساتھ دینا چاہیے - خاصۃً اُسے روپیہ سے فوری مدد دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اِس کام مین ویسی ہی کوشش کر سکے جیسے کہ ایک ایسے اہم کام کے لیے ضروری ہے - مین ایک بار پھر یاد دلاتا ہون کہ یہ موقع مسلمانون کے غافل بیٹھنے کا نہین ہے - بہتر ہو کہ حامی قوم مسلمان آنریری سکرٹری صاحب اردو کانفرنس سے مراسلت کر کے "رسالہ اردو ہندی نمبر ۱" منگوا کے دیکھین - اور امکانی اعانت و کوشش مین دریغ نہ فرمائین -

---

چند مختصر خیالات

بعض ندوہ والون نے مولانا شبلی پر بدعقیدگی کا الزام عائد کیا ہے ہمین بھی مولانا سے دینی عقائد مین اختلاف ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہین کہ "یہی کافر ہے مسلمان ہے تنہا" یہ سچ ہے کہ یہی باتین مولانا کے کمالات کا جوہر ہین - قطع نظر تبحر وسیع النظری اور علم و فضل سے

مولانا کا سا ایثارِ نفس اور اُن کی سی بے طمعی موجودہ علماے اُمت مین معدوم ہے۔ سچ یہ ہے کہ ندوہ اُسی وقت تک ہے جب تک اُس مین مولانا شبلی ہین۔ اور جس دن شبلی نہ ہون گے اُس روز ندوہ بھی نہ ہوگا۔

ندوہ عبارت ہے مجمع علما سے۔ اور علما مین تن پروری اور خود غرضی کا مرض اِس قدر بڑھ گیا ہے کہ اس محترم گروہ کا اصلی شعار یہ ہوگیا ہے کہ "اپنی دنیا بناؤ اور دوسرون کی عقبیٰ"۔ ندوہ اگرچہ عقبیٰ درست کرنے کے لیے ہے مگر ہے ایک دُنیوی چیز۔ لہٰذا ایسے لوگون سے وہ کیونکر چل سکتا ہے جو اپنے سوا دوسرون کی دُنیا بنانا جانتے ہی نہین۔ لوگو! طبقۂ علما ہی مین سے جب ایک ایسا شخص مل گیا ہے جو اپنے ایثارِ نفس سے اورون کی دنیا بھی سُدھار سکتا ہے تو خدا کے لیے اُسے رہنے دو۔ ورنہ یہ سارا کیا دھرا خاک مین مل جائے گا۔ اور ندوہ مولویون اور پیرزادون کی ایک جاگیر بن جائے گا جس کے نمونے ہر جگہ کثرت سے نظر آ رہے ہین۔

ش۔ ن۔ کی گمنام تحریر پر بڑے بڑے لوگون نے توجہ کی۔ مولانا شبلی کو اپنی برأت الگ کرنی پڑی۔ اور مولوی مزمل اللہ خان صاحب شہادت دینے کو کھڑے ہو گئے جس کے معنے یہ ہون کہ سید صاحب جو کچھ کہا کرتے تھے سچ مچ تقیۃً کہا کرتے تھے۔ اور خود مقر تھے کہ اُن کے عقائد اور اُن کے الفاظ مین اختلاف ہے۔ مین تو سمجھتا ہون کہ سید صاحب آدمی بامذاق تھے یہ بزرگ اُن کے سر چڑھے ہون گے اُنھون نے سمجھایا ہوگا اور یہ سمجھے نہ ہون گے تب اُنھون نے اِن کو بنانا شروع کر دیا۔ اور یہ بن گئے۔ جس کا نمونہ یہی تحریر ہے جسے یہ آج پیش فرما رہے ہین۔ اِن بزرگ سے کوئی پوچھے کہ جن چیزون کا اقرارنامہ آپ کو سید صاحب نے لکھ دیا اُن سے اُن کو یا کسی کو انکار ہی کب تھا؟ یا اب کسے انکار ہے؟ جو کچھ گفتگو ہے اُنکے مفہوم و مصداق مین ہے۔ ورنہ ظاہری الفاظ کے تسلیم کرنے مین کسی کو نہ پہلے عذر تھا اور نہ اب ہے۔

جو حضرات "تنباکو" کو "تمباکو" لکھنے پر زور دیتے ہین اُن کے متعلق میر اکبر حسین صاحب نے اپنے ایک پرائیوٹ خط مین یہ برجستہ پُر لطف ریمارک ظاہر فرمائے ہین کہ "یہ طوفان بدتمیزی ہمارے آپ کے روکے رُکنے کا نہین۔ تمباکو کا تو کچھ جواب ہو بھی سکتا ہے (قسد مسمم قصد مصمم) انہتات (انحطاط) کا کیا جواب ہے؟ مین آپ کو خطوط دکھاؤن گا جس مین یہ املا ہے "پونچھنا" بمعنی پرسیدن۔ "سیکڑون" کی جگہ "سینکڑون"۔ جو لوگ تمباکو لکھتے ہین وہ حضرات شنبہ کو شمبہ لکھنے پر کیون نہین آمادہ ہوتے؟"

ان کو عجیب پتیس سال مین ہی پیدا ہوئے ہین تو بدرُدین (بدرالدین) اور بدیع الدین (بدیع الدین) دیکھ لیجیے گا۔

ہندوؤن و مسلمانون کے تعلقات کا نازک ہونا خوب گُل کھلا رہا ہے۔ اُدھر ہندوؤن نے مردم شماری مین گنواری اور دیہاتی زبان کو ہندی قرار دینے کی کوشش شروع کی کہ ہندی بولنے والون کی کثرت ثابت کرین۔ اور اردو زبان کو (جس کی نسبت اُنھین عجیب وہم ہو گیا ہے کہ مسلمانون کی زبان ہے گو اُسے وہ خود بھی بولتے ہین) ترک کرین۔ ادھر آل انڈیا مسلم لیگ نے گورنمنٹ کو اس جانب توجہ دلائی کہ ادنیٰ اور شودر قومون کو ہندوؤن کے زمرے مین شامل نہ کیا جائے کیونکہ یہ لوگ آرین نہین ہین۔ اور ان کے دیوتا بھی دوسرے ہین۔ ہندو اُنھین اپنا شریک کر کے اپنی کثرت ثابت کرنے کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہین چاہے ہمارے لوکل ہمعصر ایڈووکیٹ خفا ہو جائین مگر بات معقول ہے۔

اس قسم کے اختلافات سے خیر اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو مگر معاملات کی تحقیق تو خوب ہو جاتی ہے اور ابھی شودر قومون کو ہندوؤن کے زمرے مین درج کرنا ہندوؤن کی توہین ہے کیونکہ وہ صرف مسلمانون کے مقابلہ مین اپنے آپ کو ہندو (یعنی ہندی) کہنے لگے۔ دراصل نہ اُنھین کبھی ہندوؤن نے ہندو مانا تھا اور نہ وہ خود اپنے آپ کو ہندو خیال کرتے تھے۔ اگر اتنی ہی بنیاد پر وہ ہندو مانے جاتے ہین کہ اُن پر ہندوؤن کا اثر پڑا ہوا ہے تو پھر سکھون۔ نانک شاہیون کبیر پنتھیون اور اسی طرح کے صدہا گروہون کو مسلمان لکھا جانا چاہیے جو مسلمانون کے اثر سے ہندوستان مین پیدا ہوئے ہین۔

اگر گورنمنٹ نے لیگ کے کہنے پر ابھی عمل نہین کیا ہے تو آئندہ کرے گی۔ اُسے اپنی کوشش سے دست بردار نہ ہونا چاہیے۔ جب یہ سچ ہے کہ ادنیٰ قوم والے آرین نہین ہین تو پھر کوئی وجہ نہین کہ گورنمنٹ ہندوؤن کی پولیٹیکل مصالح کے لحاظ سے اُن کو خواہ مخواہ ہندو بنا دے۔ ایسے غریبون تھوڑی حیثیت رکھنے والون اور ہر معزز دربار سے نکالے ہوؤن کے لیے صرف اسلام اپنا آغوش شوق کھولے ہوئے ہے۔ اور ایک کلمۂ توحید کے اظہار کے ساتھ ہی آنکھون پر بٹھانے کو تیار ہے

مگر افسوس کہ ہندوستان کے خود پرست مسلمانون نے ہندوؤن سے مانگی ہوئی شرافت پر نازان ہو کے اپنے آپ کو ہندو بنا لیا۔ اب وہ بھی آریہ ورت والون کی طرح کسی کو اپنے برابر نہین سمجھتے۔ خیر

شرافت تول گئی۔ گو وہ کرایے کی ہو۔ اگرچہ نور اسلام رخصت ہو گیا۔

مسلمانوں کو ان کے اس مرض کی جانب ہم نے اگست کے دلگداز مین توجہ دلائی تھی جسے پڑھ کے اور کسی کے کان پر تو جون بھی نہ رینگی۔ مگر اڈیٹر صاحب اخبار "نور" قادیان بڑے زور و شور سے ہماری تائید پر آمادہ ہو گئے۔ اُنھون نے مسلمانون کے اس مشرکانہ تنجیم کے دو ایسے عبرت ناک نمونے دکھائے ہین جنھین پڑھ کے شرم آتی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ اب اس کی طرف ملی توجہ کی جائے۔

مولوی عزیز مرزا صاحب نے ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغۂ ادبی یعنی ترقی اردو کا کام اپنے ہاتھ مین لے لیا اور امید ہے کہ وہ چند ہی روز مین بہت کچھ کر کے دکھائین گے۔ اُنھون نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ اردو مین مصطلحات سائنس کا ایک مکمل لغت جو تمام علوم و فنون پر حاوی ہو بڑے اہتمام سے مرتب کرنا شروع کر دیا۔ فنون کے الفاظ جدا جدا چھاپ کے اُن قابل لوگون کو دیے جائینگے جو ترجمہ کرنا چاہین۔ اُن کو فی لفظ ایک یا ۲ ؎ کے حساب سے اُجرت دی جائے گی۔ اور فاضل لوگون کی ایک سنڈیکیٹ کی منظوری کے بعد وہ لغات شایع کر دیے جایا کرین گے۔ اس کے علاوہ یہ پلوٹارک کی مصنفہ سوانح عمریون (پلوٹارچ لائیوز) کا ترجمہ بھی اردو مین شایع کرانا چاہتے ہین جو یونانی زبان کی بے مثل کتاب ہے۔ مترجمین کے ترجمون کے نمونے مطلوب ہین۔ اِن امور مین جو حضرات حصہ لینا یا ترجمہ کرنا چاہتے ہون۔ مولوی صاحب ممدوح سے "دفتر آل انڈیا مسلم لیگ۔ لال باغ روڈ لکھنؤ" کے پتہ پر مراسلت کرین۔

اپنے مطلب کی ایک بات

چونکہ سال قریب الختم ہے لہذا جن حضرات کے پاس جنوری سے آخر سال تک کا کوئی پرچہ نہ ہو منگوا لین یا ناول "غیب دان دلھن" کا استحقاق پیدا کرنے کے لیے سابق کے پرچے منگوا کے اپنا حساب جنوری ۱۹۱۰ء سے قائم کرا لین۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ سابق کے پرچے جو دوبارہ چھپوائے گئے ہین نہ باقی رہین اور ہم اُن کے ارشاد کی تعمیل نہ کر سکین۔ اُس ناول کو وی۔ پی بھیجنے کے چندۂ دلگداز بابت ۱۹۱۱ء وصول کرنے کی اجازت بھی ابھی بہت سے حضرات نے نہین دی ہے۔ محمد فاروق منیجر دلگداز

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور لائف وغیرہ

(۱) جنید بغدادی۔ (سلسلہ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب) حضرت جنید بغدادی کے حالات زندگی۔ آپ کی تعلیمیں آپ کا تصوف اور آپ کا فلسفہ الٰہی ۸ر

(۲) ابوبکر شبلی۔ (سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب) حضرت شیخ ابوبکر شبلی کے حالات آپکا جوش وحدت اور آپ کا جذب و شورش قیمت ...... عہ

(۳) سکینہ بنت حسینؓ جگر گوشہ حضرت امام حسینؓ۔ جناب سکینہ کی مبارک زندگی کے سچے حالات جو دلگداز کے کئی نمبروں میں شائع ہوئے تھے اور اب اہتمام سے دلگداز پریس میں ایک جا بغیر کسی تصرف اور ردو بدل کے شائع کیے گئے ہیں۔ ۶

(۴) افسانۂ قیس۔ یہ صرف دلگداز کا ایک معمولی مضمون تھا جسے بعض مطابع نے الگ شائع کر دیا تھا اب مولانا شرر نے اسے بالکل نئی ترتیب اور دوگنے سے زیادہ حالات کا اضافہ فرما کے لائبریری ایڈیشن کے نمونے پر طبع کرایا ہے جن لوگوں کے پاس پہلا چھپا ہوا نسخہ ہو وہ بھی ضرور منگوائیں کیونکہ وہ بالکل بیکار ہو گیا ہے نیا ایڈیشن دیکھنے کے قابل ہے۔ ۳ر

(۵) ملکۂ زنوبیہ۔ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عرب نژاد حسین شاہزادی کے حالات زندگی۔ ۳ر

(۶) آغائی صاحب۔ مرزا آغا سلطان دبیر لکھنؤ کے حالات زندگی عہ

(۷) خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت قطب الہند خواجہ اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات۔ ۶ر

(۸) تاریخ سندھ۔ نہایت مکمل مستند تاریخ ارض سندھ قدیم الایام سے حکومت عرب کے آخر زمانے تک مستند عربی فارسی و انگریزی مورخین کی تائید سے اس کا بیان کہ فاتحین عرب نے سندھ میں کیا کیا دو جلدیں۔

جلد اول کی قیمت ...... [illegible]

جلد دوم کی قیمت ...... [illegible]

(۹) حروب صلیبیہ۔ صلیبی لڑائیاں جو صدیوں تک بیت المقدس کی حکومت کیلئے مسلمانوں اور عیسائیوں میں رہیں منصف مزاج انگریز مورخ مسٹر کاکس کی کتاب کا ترجمہ معہ عربی مستند تاریخوں سے مدد لیکے نوٹ اضافہ کیے گئے ہیں عہ

(۱۰) الحکم الرفاعیہ۔ سید شیخ احمد رفاعی کے الہامیہ سراپا افصاح رسالہ کا ترجمہ ۳ر

(۱۱) رفع النقاب مروجہ پردہ کی ... میں شرعی پردے کے صحیح حالات مولانا احمد مختار صاحب عباسی کا مدلل رسالہ عہ

تاریخی ناول

(۱۲) فلپانا۔ مولانا شرر کا سب سے تازہ تاریخی ناول ارض طرابلس الغرب پر صحابۂ کرام کا حملہ حضرت عثمان غنیؓ کا دور۔ صحابہ کی پاکبازی و نیک نفسی۔ سچی شجاعت و ایثار نفس شاہزادی فلپانا اور عبداللہ بن زبیرؓ خلاصہ یہ کہ وہی جوش تاریخی مذاق اور وہی لٹریچر جس حیثیت سے یہ ناول نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے عہ

(۱۳) ماہ ملک۔ مولانا شرر کا تازہ نیا اور اچھوتا ناول جس میں دولت غوریہ کے اوج و عروج۔ سلاطین غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے۔ اور اس عہد کی معاشرت۔ انکی بیٹی شاہزادی ماہ ملک کے

حالات دلکش ناولوں کے رنگ میں عجیب دلچسپ
الفاظ میں اور خوبصورت عنوان سے دکھائے گئے ہیں۔ عہ

(۱۴) یوسف نجم کامل جگ بیتی نہیں آپ بیتی۔ ۵
کیا مو تو سنے کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری
ہمدرد اور اق ملک میں چھپے تھے جو بڑی قدر
کے ہاتھوں لیے جاتے تھے اب تکمیل کے بعد اسمین جو لطف پیدا
ہو گیا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول۔ عہ

(۱۵) شوقین ملکہ پہلی اور دوسری صلیبی لڑائی کے
حالات ایلینیر ملکہ فرانس کی عشقبازیاں مردوں کے پہلو میں نا...
کیمپ رزم کے ساتھ ساتھ بزم مجاہدین صلیب کی تیغ زنی
کے ساتھ مجاہدین یورپ کی جانستانی دہری سحر آفرینی نہایت عمدہ ناول

(۱۶) فتح اندلس — اسپین پر عربوں کا حملہ جولین حاکم
سبتہ کی بیٹی۔ آخری تاجدار اسپین کے ہاتھ سے اسکی
بے عزتی اور مجاہدین اسلام کی تلواروں سے اس کا
انتقام ملاحظہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے
کچھ واقعات میں کیسی جان ڈالدی ہے قیمت ۱۲

(۱۷) ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی تاریخی لڑائیاں
عرب کے رسم و رواج اور اوضاع و طرز شاعری اور معرکہ آرائی۔
صحرا کا عشق اور محل کا عشق۔ دو عربی شاہزادیاں اور دو شریف
و شجاع نوجوان دربار بنی غسان۔ دربار آل نعمان اور
دربار خسرو پرویز کی تصویریں۔ اور شیرین و مریم کی
سرگذشت۔ دو جلدیں۔ جلد اول کی قیمت ۔ ۔ عہ
جلد دوم کی قیمت ۔ ۔ عہ

(۱۸) فردوس بریں۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول۔
فرقہ باطنیہ حشیشین۔ اور ان کے سرگرم فدائی۔
جیتے جی ملاء اعلیٰ کا سفر اور جنت کی سیر اعلیٰ درجہ کا
ظاہری فلسفہ الٰہی اور اس کا دوسرا نہایت ہی
تاریک باطنی رخ۔ اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر
کا ایک باطن ہے۔ اس اردو ناول کا جواب کسی
دوسری زبان میں بھی نہیں ملسکتا قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۱۹) آغا صادق کی شادی۔ لکھنؤ کے اگلے دستور کی
ایک با مذاق تصویر کیسکی دولہن کس کے ساتھ۔ احمد کی
پگڑی محمود کے سر کسی غیر شہر میں شادی کرو تو سوچ سمجھ کر کرنا۔

(۲۰) بدالنسا کی مصیبت۔ نہایت با مزہ سرگذشت
ریل کے سفر میں بی بیوں کا بدل جانا اور اسکا انجام۔

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۲۱) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۱ء (مکمل بارہ پرچے)۔ عہ

(۲۲) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۳ء دلگداز کے وہ سب
پرچے جو سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) عہ

(۲۳) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۵ء (مکمل بارہ پرچے) عہ

(۲۴) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچے) عہ

(۲۵) جلد دلگداز سنہ ۱۹۰۰ء سب پرچے جو سنہ ۱۹۰۰ء
و سنہ ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) قیمت ۔ عہ

(۲۶) جلد اتحاد بابت سنہ ۱۹۰۵ء یہ پندرہ روزہ رسالہ
دو سال تک شائع ہوتا رہا جسمین مولانا محمد عبد الحلیم صاحب
شرر کے وہ نہایت پر زور مضامین ہیں جنکے ذریعہ سے ہندو
مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنیکی کوشش کی جاتی تھی
(۲۲ رسالے) قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

المشتہر۔ محمد فاروق۔ مینیجر دلگداز
کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ۔

علمی و ادبی اور تاریخی رسالہ جو ہر مہینے لکھنؤ سے جاری ہے

دلگداز

نمبر   جلد

بابت ۲۵ دسمبر ۱۹۱۰ء مطابق ۲۲ [illegible] ۱۳۲۹ ہجری

به اڈیٹری

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

به اہتمام

محمد فاروق پروپرائٹر و پبلشر رسالہ و مطبع دلگداز

محلہ [illegible] بیگ خان لکھنؤ سے دلگداز پریس میں چھپ کر شائع ہوا

دلگداز! دلگداز!! دلگداز!!!

سنہ [illegible] سے مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کی ایڈیٹری میں نکل رہا ہے جس میں نہایت عمدہ نثر یا کسی مشہور قابل [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ... اب شرف اعلیٰ درجے کے ادبی و تاریخی مضامین ہوتے ہیں [illegible] سال [illegible] مولانا شرر کے [illegible] ناول [illegible] جو [illegible] ناظرین [illegible] وغیرہ کے شائق [illegible] ... [illegible] بیشتر [illegible] ... [illegible] سال مولانا شرر کا ایک [illegible] خریداران دلگداز کو مفت دیا جایا کریگا۔ قیمت صرف [illegible] سالانہ مع محصول

المشتہر محمد فاروق منیجر دلگداز لکھنؤ [illegible] گڑہ برن بکیان

کارخانہ روغن لرامین لکھنؤ کا اصلی عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھیں!)

[illegible] لکھنؤ [illegible] مگر افسوس کہ جو عطر [illegible] نہیں ملتا کیونکہ [illegible] رنگ [illegible] اکثر دوکاندار [illegible] باہر سے منگواتے [illegible] ... [illegible] عام خرابیاں دیکھ کے [illegible] ... [illegible] تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کرکے مال کو [illegible] ... بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا ہے [illegible] ... [illegible] کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے۔ فہرست حسب ذیل ہے۔

عطر حنا فی تولہ [illegible]	عطر گل حنا فی تولہ [illegible]	عطر [illegible] [illegible]
[illegible] موتیا [illegible]	عطر مشک [illegible]	[illegible]
عطر چمیلی [illegible]	عطر [illegible] [illegible]	عطر [illegible] [illegible]
عطر کیوڑہ [illegible]	عطر گلاب [illegible]	عطر [illegible] [illegible]
[illegible]	عطر [illegible] [illegible]	عطر مخلوط [illegible]
عطر [illegible] [illegible]	عطر [illegible] [illegible]	عطر [illegible] [illegible]
عطر [illegible] [illegible]	عطر [illegible] [illegible]	روغن [illegible] [illegible]
عطر [illegible] [illegible]	عطر [illegible] [illegible]	روغن [illegible] [illegible]
عطر [illegible] [illegible]	عطر [illegible] حنا [illegible]	عطر [illegible] [illegible]
عطر راجت [illegible]	روغن گلاب [illegible]	[illegible]
روغن چمبیلی فی سیر [illegible]	عرق گلاب فی بوتل [illegible]	گولیاں تمباکو [illegible] فی روپیہ [illegible] تولہ
روغن [illegible] فی سیر [illegible]	عرق کیوڑہ فی بوتل [illegible]	قوام تمباکو [illegible] فی روپیہ [illegible] تولہ
روغن کیوڑہ فی سیر [illegible]	زردہ کھانے کے تمباکو کی پتی بہت ہی معطر	گولیاں تمباکو [illegible] فی روپیہ [illegible] تولہ
روغن حنا فی سیر [illegible]	پتی فی سیر [illegible]	(محصول ڈاک ان قیمتوں کے علاوہ ہو)

آپکا خادم محمد عبدالحلیم شرر ایڈیٹر دلگداز لکھنؤ گڑہ برن بکیان

حسن کی کرشمہ سازیان

استیر اسرائیلیہ

جب شہنشاہ بابل [illegible] نے پوری قوم بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے ارض بابل میں لے گیا اور [illegible] مصر [illegible] سے نجات پانے کے بعد خدا کی اس منتخب قوم کو دوبارہ اسیری و غلامی کی [illegible] میں [illegible] ہونا پڑا [illegible] تعلیمات لطافت و نفاست [illegible] اس اختلاف مذاق سے عجیب عجیب [illegible] پیش [illegible] انقلاب اور [illegible] کے ہاتھ سے تباہ ہونے کے بعد بھی اگرچہ [illegible] مدت تک [illegible] سبب ہوئی۔ مگر ان دونوں اسیریوں ہی میں کبھی کبھی ان کا ستارۂ اقبال چمک بھی جایا کرتا تھا [illegible] خوش اقبالی کے واقعات میں سے ایک حسین و پری وش اسرائیلیہ لڑکی [illegible] کا واقعہ ہے جو [illegible] اپنے حسن و جمال اور اپنی دلفریب پیاری صورت کی بدولت خود ہی اپنی قوم کا ستارۂ اقبال بن [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل فریب چہرے میں جیسی نزاکت نازنینی تھی ویسی اس کے دل میں [illegible] اپنے حسن کی کرشمہ سازیوں سے فقط اپنی قوم کے بچانے ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] قتل کرا دیا۔

یہ داستان جو کتاب مقدس توراۃ (عہد نامہ قدیم) میں درج ہے یہ ہے کہ جب شہنشاہ اخسویرس [illegible] میں سے تھا [illegible] اسے سلطنت ہوا اور اس کا حکم حدود ہند سے لے کر [illegible] تک جاری ہو گیا تو اپنی تخت نشینی کے تیسرے سال اس نے ایک بڑا اعباری جشن منایا اور تمام امراء و معززین کو [illegible] بلا کے خاص اپنے دار السلطنت [illegible] میں ٹھہرایا۔ ہر ادنی و اعلی کی دعوت کی۔ اس جشن کے لیے بڑے بڑے سامان کیے گئے۔ جا بجا باغوں اور چمنوں میں پر تکلف فرش [illegible] نقرہ و طلائی تخت بچھائے گئے۔ حریر و اطلس کے پردے لٹکائے گئے۔ اور سونے چاندی کے برتنوں میں تمام شاہی مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا شراب پلائی گئی۔ شراب کی یہ کثرت تھی کہ گویا مے ارغوانی کی سبیلیں لگا دی گئیں بادشاہ نے

مہمانون کی اور محل مین اُس کی مشہور ملکۂ آفاق وشتی ملکہ نے عورتون کی مہمان نوازی کی- اور انھین انعام و اکرام سے سرفراز کیا-

جشن شروع ہونے کے ساتوین دن اخشویرش نے جبکہ شراب سے مخمور تھا اور جوش مسرت مین تھا خواجہ سراؤن کو بلا کے حکم دیا کہ وشتی ملکہ سے کہو کہ بہترین لباس پہن کے اور تاج شاہی سر پر رکھ کے مردانے دربار مین آئے اور میرے برابر جلوہ افروز ہو کے میری رعایا کو اپنا جمال جہان آرا دکھائے- خواجہ سراؤن نے بادشاہ کا یہ حکم ملکہ کو پہونچایا تو اُس نے اِس مجمع عام مین آنے سے انکار کیا- اس پر شہنشاہ اخشویرش نہایت برافروختہ ہوا اور اپنے مشیرون اور ساتون معزز وزیرون سے جو فارس کے مشہور تھے مشورہ طلب کیا کہ نافرمان ملکہ کے بارے مین کیا کیا جائے؟ وزیر اعظم مموکان نے زمین بوس ہو کے عرض کیا کہ ملکہ نے فقط حضور ہی کی نافرمانی نہین کی بلکہ ایک بڑا بھاری قومی گناہ کیا ہے- اُس کی نافرمانی کی خبر گھر گھر مشہور ہو گی- اور تمام عورتین یہ دیکھ کے کہ بادشاہ کی ملکہ اُن کا کہنا نہین مانتی اپنے شوہرون کی نافرمانی کرنے لگین گی اور سارے شوہر اپنی بیویون کی نظر مین حقیر ہو جائین گے- اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ اس رتبے اور عہدۂ محبوبۂ خاص سے محروم کر دی جائین اور یہ مرتبۂ اعلیٰ کسی اور ایسی خاتون کو دیا جائے جو حضور کی زیادہ فرمان بردار ہو- اور پھر اُسے دیکھ کے ساری مملکت کی عورتین اپنے شوہرون کی اطاعت گزار بنین- یہ رائے بادشاہ نے پسند کی- اسی پر عمل ہوا- اور وشتی ملکہ بادشاہ کی محبوبۂ خاص ہونے کے درجے سے محروم کر دی گئی

اب بادشاہ کے لیے کسی نئی حسینہ کی تلاش شروع ہوئی- بادشاہی غلامون کی تحریک پر ساری قلمرو مین حکم جاری ہو گیا کہ ہر جگہ حسین اور کنواری لڑکیان جمع کی جائین- اور اُن مین سے جو جادو نگاہ عورتین منتخب ہون وہ لا کے ایوان شہریاری مین شاہی خواجہ سراؤن کے زیر نگرانی رکھی جائین تاکہ وہ انھین بادشاہ کے ملاحظے مین پیش کرنے کے قابل بنائین- بادشاہ کی خلوت مین پیش ہونے کے لیے ضرور تھا کہ ہر حسینہ ایک سال تک خواجہ سراؤن کے زیر اہتمام رہے جسے چھ مہینے تک مر اور لوبان اور عود وغیرہ کی دھونی دی جاتی اور چھ مہینے تک اُس کے بدن مین عود اور اگر اور دوسری خوشبودار چیزون کے تیل ملے اور عطر ملے جاتے

الغرض سارے ملک سے آٹھ جادو نگاہ اور سرو قامت دلربائین چن کے بادشاہ کے لیے رکھی گئین

انھین مین ایک استیر بھی تھی جس کی اصلیت یہ تھی کہ ارض مقدس سے جو یہودی گرفتار ہو کے بابل مین آئے تھے اُن مین ”مردخائے“ نام ایک اسرائیلی تھا جو بنیامین کی نسل سے تھا استیر اُس کے چچا کی بیٹی تھی جو ماں باپ کے مر جانے سے مردخائے کی تولیت مین تھی- اور مردخائے نے بیٹی بنا کے اُسے نازو نعم سے پالا تھا حسن و جمال مین دُور دُور تک اُس کا جواب نہ تھا- اور یہ حالت تھی کہ جس کی طرف نظر اُٹھا

دیکھتی اُس کا شیدا اور گرویدہ ہو جاتا۔ مردخائے نے خود ہی استیر کو خواجہ سراؤن کے پاس بھیجدیا۔ اور تاکید کر دی تھی کہ ہرگز کسی کو نہ بتانا کہ مین اسرائیلیہ ہون۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ منتخب کر کے رکھ نہ لی جاتی۔ خواجہ سراؤن نے اُسے پسند کر کے رکھ لیا اور اُس کی تدہین و تزئین ہونے لگی۔

جب زمانے کے بعد ان اٹھون لڑکیون مین سے ہر ایک بادشاہ کی خلوت سرا مین بھیجی گئی۔ اور صبح کو ناپسند ہو کے نکالی گئی۔ استیر کی باری آئی تو بادشاہ اخشویرش دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا۔ اور اُسی کو بادشاہ کی محبوبہ خاص اور ملکہ آفاق بننے کی عزت دی گئی۔ اس طریقے سے اخشویرش کی جتنی بیگمین تھین بانوین پر استیر اُس کی ملکہ بنی۔ ایسی پری جمال اور حور وش نازنین کے ملنے پر بادشاہ نے بڑی خوشیان کین۔ جشن ہوئے۔ لوگون کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ استیر نے اب تک کسی کو اپنا اسرائیلیہ ہونا نہین بتایا تھا۔ گو ہر حال مین اپنے مربی مردخائے کی مطیع و منقاد تھی۔ اور مردخائے کو بھی اُس سے اس قدر محبت تھی کہ اب اُس نے بھی بادشاہ کی ڈیوڑھی پر رہنا شروع کر دیا۔

اتفاقاً مردخائے کو شاہی ڈیوڑھی پر پڑے پڑے یہ حال معلوم ہوا کہ بادشاہ کے دو غلام اُس کی جان لینے کی تاک مین ہین۔ اس کا حال اُس نے استیر کو بتا دیا۔ اور استیر نے جا کے بادشاہ سے عرض کر دیا۔ تحقیقات کی گئی تو ثابت ہو گیا کہ وہ دونون غلام واقعی ایسی نمک حرامی کی تجویز مین تھے۔ اس جرم کی سزا مین اُن دونون کو سولی دی گئی۔ اور بادشاہ نے حکم دیا کہ یہ واقعہ پورا پورا اُس کے روزنامچے مین درج کیا جائے۔

اس اثنا مین بادشاہ وزرا مین سے اپنے ایک وزیر پر جس کا نام ہامان تھا بہت مہربان ہوا۔ اس کا تقرب روز بروز بڑھتا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اُس کی عزت و وقعت بھی بڑھائی گئی۔ یہان تک کہ عام حکم دے دیا گیا کہ جب وہ قصر شاہی مین آیا کرے تو تمام غلامان شاہی سامنا ہوتے ہی اُس کے سامنے سجدے مین گر پڑا کرین۔ سب غلامون نے اس حکم کی تعمیل کی مگر مردخائے جو ہمیشہ آتے جاتے وقت ہامان کو بادشاہ کی ڈیوڑھی پر بیٹھا نظر آیا کرتا تھا کبھی سجدہ نہ کیا۔ بعض غلامون نے کہا بھی کہ تم سجدہ کیون نہین کرتے؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ تو مجھ سے نہ ہو گا کہ ایک مخلوق کے آگے سجدہ کرون۔ غلامون کا جب مردخائے پر کوئی زور نہ چلا تو ہامان سے جا کے لگا دی کہ یہ شخص آپ کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ یہودی ہے۔ ہامان یہ سُن کے نہایت برافروختہ ہوا اور ارادہ کیا کہ اُس سے انتقام لے۔ مگر پھر یہ کہا کہ اکیلے اس ایک شخص سے بدلہ لیا بھی تو کیا۔ مین اس کی ساری قوم سے بدلہ لون گا۔ اور اس فکر مین لگا کہ اخشویرش کی سلطنت مین جتنے اسرائیلی ہین اُن سب کو قتل کر ڈالے۔

اخشویرش کی تخت نشینی کے بارھوین سال ہامان نے پوری طرح پتہ لگا لیا کہ سارے قلمرو مین کتنے یہودی اور کہان کہان آباد ہین۔ پھر بادشاہ کی خدمت مین آ کے عرض کیا کہ "حضور کے ملک مین ایک سرکش گروہ ہے جو لوگ متفرق و منتشر طور پر جابجا آباد ہین۔ اور سب کی یہ حالت ہے کہ احکام شاہی کی بجا آوری مین تامل کرتے ہین۔ ان کا کیش و آئین اُن کا طور طریق۔ اور اُن کے رسم و رواج سب جدا ہین۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ زندہ نہ چھوڑے جائین۔ اس لیے اگر حضور کی مرضی ہو تو ان سب لوگون کے قتل و غارت کا حکم جاری کر دیا جائے تاکہ وہ مطلقاً فنا کر دیے جائین۔ اور اس کے معاوضہ مین مین دس ہزار وزن زر جو اُس زمانہ مین مروج ہو، چاندی اُن لوگون کے ہاتھون سے جو قتل و غارت کی کارروائی کرین گے خزانہ شاہی مین داخل کرا دون گا"۔ بادشاہ نے وزیر کی یہ درخواست قبول کر لی۔ اپنی انگوٹھی اُتار کے اُس کے ہاتھ مین دی اور کہا "یہ میری مہر ہے جو حکم تم کو مناسب معلوم ہو میری جانب سے جاری کر دو"۔

بادشاہ سے منظوری حاصل کر کے ہامان بے انتہا خوش ہوا اور اُسی وقت تمام ممالک محروسہ اور کل اضلاع و قطاع مین عہدہ دارون۔ والیون۔ امیرون۔ سرحدبانون۔ (تعلقدارون) کے نام فرمان جاری ہو گیا۔ کہ فلان تاریخ ہر جگہ جتنے اسرائیلی ہون بلا استثنا و امتیاز مرد و زن و فرزند قتل کر ڈالے جائین۔ اور اُن کا گھربار لوٹ لیا جائے۔ خبردار کوئی یہودی زندہ نہ بچنے پائے۔ اس حکم کے جاری ہوتے ہی ہر جگہ تہلکہ پڑ گیا۔ یہود کے دشمن اپنی تلوارین تیز کرنے لگے۔ اور یہودیون مین ایک عام ماتم بپا ہو گیا۔ ہر جگہ ایک گھبراہٹ اور اضطراب کا عالم طاری تھا۔ ہان ایک ہامان البتہ بادشاہ کی صحبت خاص مین بیٹھا شراب کے جام لُنڈھا رہا تھا۔

مردخائے کو ان باتون کی خبر ہوئی تو اُس نے مارے صدمہ کے کپڑے پھاڑ ڈالے سارے بدن مین خاک ملی۔ ایک کھال اوڑھ لی۔ اور وسط شہر مین کھڑے ہو کے چیخین مار مار کے رویا۔ اور اسی وضع سے شاہی ڈیوڑھی پر آیا جہان عام حکم تھا کہ جو شخص کھال اوڑھے ہوئے ہو چاہے کوئی ہو اندر نہ آنے پائے۔ مردخائے کی اس حالت کی خبر خواجہ سراؤن نے استیر کو پہونچائی تو وہ نہایت ہی ملول ہوئی۔ اور کپڑے بھیجے کہ ان کی کھال کی پوشاک بدلواؤ جس سے مردخائے نے قطعاً انکار کیا۔ تب استیر نے اپنے رازدار خواجہ سرا ہتاخ کو بھیجا کہ پوچھو "آخر واقعہ کیا ہے"۔ ہتاخ سے مردخائے نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ اور وہ رقم بتائی جس پر اسرائیلیون کی جانین مول لی گئی تھین۔ اور شاہی فرمان کی ایک نقل بھی بھیج دی کہ استیر خود ہی پڑھ کے معلوم کرے

کہ اسرائیلیون کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ اس کے ساتھ کہلا بھیجا کہ تم بادشاہ کے سامنے جا کے خود اور اپنی قوم کو اس عام ہلاکت سے بچاؤ۔ یہ پیام سن کے استیر نے کہلا بھیجا "بڑی تو اپنی تو یہ ہے کہ میں بالکل مجبور ہون۔ میں ابھی مہینہ بھر تک بادشاہ کے یہان بُلائی نہ جاؤن گی۔ اور وہان عام دستور یہ ہے کیا ہے کہ کوئی ہو مرد ہو یا عورت عزیز ہو یا دوست اگر بے بلائے بادشاہ کی خلوت خاص میں چلا جاتا تو بلا تامل قتل کر ڈالا جاتا ہے۔ سوا اس شخص کے جسے خود بادشاہ اپنے سونے کے عصائے شاہی سے اشارہ کر کے اس عام قاعدے سے مستثنیٰ کر دے۔ میں بے بلائے جاؤن گی تو جب تک وہ نہ چاہے میں ہر ان قتل ہو جاؤن گی" اس جواب پر مردخا بہت برہم و آشفتہ ہوا۔ اور کہلا بھیجا "یہ سمجھ کہ اپنی ساری قوم کے قتل ہو جانے کے بعد تو بادشاہ کے محل میں ہونے کے باعث ہمین سے بچ سکے گی۔ اگر تو نے اس موقع پر قوم کی سفارش کو ٹال دیا تو بنی اسرائیل تو اس عالم میں بچ کے آرام پائین گے اور ہمدردو نجات کا مرتبہ پائین گے مگر تو اور تیرا گھرانا ہلاکت میں پڑ جائے گا اور تیرے دل پر ہمیشہ ایک لعنت رہے گی۔ خدا کی مصلحتون کو کون جان سکتا ہے؟ ممکن ہے کہ اسی دن اور اسی گھڑی کے لیے اُس نے تجھے بادشاہ کے محل میں پہونچا دیا ہو" یہ سن کے استیر کے دل میں قومی ہمدردی کا جوش پیدا ہوا۔ اور کہلا بھیجا "اچھا میں قوم کے لیے جان دینے کو تیار ہون۔ آپ شہر شوشن کے سارے اسرائیلیون کو جمع کر کے حکم دیجیے کہ میری طرف سے سب روزہ رکھیں۔ میں اُن کی سفارش کے لیے بے بلائے بادشاہ کے پاس جاؤن گی۔ اگر مار ڈالی گئی تو مضائقہ نہیں۔ قوم کی خدمت گذاری میں مرون گی۔ اور جیتی رہی تو شاید خدا میری سن لے" یہ جواب پا کے مردخا واپس گیا۔ اور کل یہودیون کو روزہ اور دعا و استغفار کی ہدایت کر دی۔

جب استیر اور اُس کے ساتھ ساری قوم نے تین دن تک روزہ رکھ لیے تو تیسرے دن استیر نے شاہی لباس اور زیور سے آراستہ ہو کے اور اپنے آپ کو خوب بنا چنا کے بادشاہ کے اندرونی محل میں قدم رکھا۔ اور اُس کمرے کے سامنے جا کھڑی ہوئی جس میں بادشاہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھا۔ اور جہان سے بادشاہ کا سامنا ہوتا تھا۔ لوگ اُس کے قتل کے لیے جھپٹنے ہی کو تھے کہ بادشاہ کی نظر پڑ گئی۔ اور جوش محبت سے بیتاب ہو کے فوراً اپنی سونے کی چھڑی اس کی طرف اٹھا دی۔ استیر نے دوڑ کے اُس چھڑی کی نوک کو ادب سے چوم لیا۔ اور مودب کھڑی ہو گئی۔ بادشاہ نے نہایت ہی محبت کے لہجے میں کہا "ملکہ استیر کیا چاہتی ہو؟ بتاؤ۔ مانگو گی تو آدھی سلطنت تک دینے کو تیار ہون" استیر نے عرض کیا کہ "اور نہیں بس اتنا چاہتی ہون کہ بادشاہ اور وزیر ہامان آج میری دعوت

قبول فرمائیں۔ بادشاہ نے فوراً دعوت قبول کی۔ اور اُسی وقت ہامان کو بلوا کے ملکہ کی دعوت میں چلا آیا۔ یہاں جب شراب کے دو ایک جام پیے۔ اور سرور ہوا تو جام شراب کو منہ سے لگا کے کہا "ملکہ استیر تمھارا کیا سوال ہے؟ بتاؤ پورا کروں۔ آدھی سلطنت تک مانگو گی تو دے دوں گا"۔ استیر نے عرض کیا "میری تمنا بس یہ ہے کہ کل پھر بھی حضور اور وزیر ہامان میری دعوت میں شریک ہوں"۔ بادشاہ نے یہ درخواست بھی قبول کی۔ اور استیر دوسرے دن کی دعوت کے لیے بڑے بڑے سامان کرنے لگی۔

ہامان خوش خوش یہاں سے نکل کے چلا تھا کہ ڈیوڑھی پر مردخاے کی صورت نظر آئی۔ جس نے نہ اُسے سلام کیا نہ اس کے سامنے سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کے اُس کے دل میں ایک کانٹا سا لگا جو دیر تک کھٹکتا رہا۔ گھر پہنچتے ہی اُس نے اپنی بیوی زرش اور اپنے یاروں سے صحبت سے کہا "خدا نے مجھے بہت کچھ دولت اور عزت دی ہے۔ اولاد کی طرف سے بھی خوش نصیب ہوں۔ قدر و منزلت کی یہ حالت ہے کہ بادشاہ نے مجھے ملک کے تمام امرا سے زیادہ معزز بنا دیا۔ یہاں تک کہ دیکھو آج تمام مرتبہ ملکہ استیر کی دعوت میں بادشاہ کے ساتھ شریک ہونے کی عزت ساری سلطنت میں میرے سوا اور کسی کو نہیں نصیب ہوئی اور کل پھر ملکہ نے کمال الطاف و کرم سے مجھے اور بادشاہ کو اپنے یہاں مدعو کیا ہے۔ مگر یہ باتیں اور ساری عزتیں خاک میں مل جاتی ہیں جب دیکھتا ہوں کہ شاہی محل کی ڈیوڑھی پر مردخاے یہودی غرور و نخوت سے بیٹھا ہوا ہے۔ جو نہ میرے سامنے سجدہ کرتا ہے اور نہ مجھے سلام کرتا ہے" میاں کی زبان سے یہ باتیں سن کے زرش بولی "تو تم ایک کام کرو۔ آج ہی ایک پچاس ہاتھ کی لمبی ٹکٹکی بنوا رکھو اور کل جاتے ہی بادشاہ کی خدمت میں عرض کرنا کہ یہ یہودی ایسا گستاخ اور بے ادب ہے۔ اور حضور سے منظوری لے کے اسے کل ہی اُس ٹکٹکی پر سولی دلوانا۔ اور جب اُسے سولی دے چکنا تب خوش خوش جا کے ملکہ آفاق کی دعوت میں شریک ہونا"۔ ہامان نے یہ تجویز پسند کی اور اُس ٹکٹکی کو تیار کرا کے لوگوں کو ہدایت کر دی کہ میرے جانے کے تھوڑی دیر بعد تم اُسے لے کے ایوان شاہی میں آ جانا۔

ادھر آج ہی رات کو بادشاہ اخشویرش کے ہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ بادشاہ کی نیند اچاٹ ہو گئی اور جب کسی بات میں دل نہ لگا تو اپنے کاتب کو بلا کے حکم دیا کہ میرا روزنامچہ تو پڑھ کے سناؤ۔ روزنامچہ سنتے سنتے جب اس واقعہ پر پہنچا کہ "دو نمک حرام غلاموں نے بادشاہ کے قتل کی سازش کی تھی مگر مردخاے کی حسن کارگزاری سے اُن کا فریب کھل گیا" تو چونک کے بولا "اس شخص مردخاے کے ساتھ اُس کارگزاری کے صلے میں کیا سلوک کیا گیا؟" لوگوں نے عرض کیا "کچھ نہیں"۔ یہ بات رات بھر بادشاہ کے خیال میں رہی اور صبح کو بھی اسی فکر میں تھا کہ سامنے سے ہامان نمودار ہوا۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی اخشویرش بولا "ہاں تم خوب آئے۔ بتاؤ کہ جس شخص سے بادشاہ خوش ہو اور اُس کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہو

اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟" ہامان نے دل میں کہا کہ میرے سوا بادشاہ اور کس سے خوش ہیں اور وزیر ہامان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے جس پر وہ احسان کرنا چاہتے ہوں لہذا جوش مسرت سے خود رفتہ ہو کے بولا "خداوند نعمت ایسا آدمی جس پر حضور مہربان ہوں اپنا تاج اس کے سر پر رکھیں اپنے خاص گھوڑے پر اُسے سوار کرائیں پھر اس شان و شوکت سے اُسے شہر میں نکالیں۔ اور کسی اپنے مخصوص امیر کو حکم دیں کہ اُس کے ہمراہ رکاب رہے اور یہ منادی کرتا جائے کہ جسے حضور بادشاہ سرفراز کرنا چاہیں یوں سرفراز کرتے ہیں۔" ہامان کی زبانی یہ الفاظ سُن کے بادشاہ خوش ہوئے اور کہا "بہتر میرا لباس تاج اور گھوڑا لے کے ڈیوڑھی پر جاؤ۔ وہاں مردخا نام ایک یہودی بیٹھا ہے اُس کو لباس اور تاج پہنا کے اور اُس گھوڑے پر سوار کرکے شہر میں پھراؤ۔ اور تم خود اُس کے ہمراہ رکاب رہ کے منادی کرو کہ جس کو بادشاہ سرفراز کرتا ہے یوں کرتا ہے۔" یہ سنتے ہی ہامان کے دل میں ایک آگ سی لگ گئی۔ مگر کیا کر سکتا تھا حکم حاکم مرگ مفاجات۔ فوراً شاہی حکم کی تعمیل کی۔

اس کارروائی کے بعد مردخا تو پھر جا کے بادشاہ کی ڈیوڑھی پر بیٹھ گیا۔ مگر ہامان خون کے آنسو روتا اور اپنے حسد کی آگ میں جلتا بھنتا اپنی بی بی زرش کے پاس پہونچا اور ساری کیفیت بیان کی۔ اُس نے میاں کو دل شکستہ دیکھ کے کہا "تو تم کڑھتے کیوں ہو؟ ایسا ہی ہے تو اب قتل یہود کے دن تم بنی اسرائیل کی خون ریزی کی ابتدا شہر شوشن میں اسی مردخا سے کرنا۔ اور اسی ٹکٹکی پر اُسے مصلوب کرنا۔" میاں بی بی آپس میں یہ باتیں کر ہی رہی تھیں کہ شاہی ہرکاروں نے آ کے کہا "آپ کی یاد ہوئی ہے۔ ملکہ آفاق حسین و مہ جبین ملکہ استیر کی دعوت میں چلیے۔"

اس پیام سے ہامان کی گونہ تسکین ہوئی۔ فوراً درباری کپڑے پہن کے گیا۔ اور بادشاہ و وزیر دونوں استیر کی محل سرا اور باغ میں جا کے کھانے پینے میں مصروف ہوئے۔ بادشاہ آج بہت ہی خوش اور شادمان تھا۔ اور ملکہ استیر کے حسن نے اُس کو از خود رفتہ بنا رکھا تھا۔ جام شراب کو منہ سے لگاتے ہی بولا "نازنین و مہ جبین ملکہ! بتا تیرا کیا سوال ہے؟ کہہ چکا کہ مانگے گی تو آدھی سلطنت تک دے ڈالوں گا۔" استیر نے ایک ناز آفرینی کی ہوش رُبا ادا سے زمین ادب چوم کے کہا "اگر مجھ پر حضور کی نظر عنایت ہے تو میری یہی التجا اور یہی تمنا و آرزو ہے کہ میری جان بخشی ہو اور میرے ساتھ میری قوم کی بھی جان بخشی کی جائے۔ کیونکہ ہم سب قتل و غارت کے لیے بیچ ڈالے گئے ہیں۔ اور دو تین روز میں ہم سب قتل ہو جائیں گے۔ کاش اتنا ہی ہوتا کہ ہم لوگ بیچ کے لونڈی غلام بنائے جاتے تو میں صبر کرتی۔ مگر یہاں تو ہماری بدنصیبی سے لوگ ہماری جان ہی کے درپے ہیں۔" بادشاہ نے نہایت متحیر ہو کے پوچھا "کس نے دل کیا ہے؟ اور وہ کون ہے جس کا ایسا ارادہ ہے؟"

اب مجھ میں خود ضبط کرنے کی تاب نہ تھی بولی "یہی کمبخت ظالم ہامان جو پاس بیٹھا ہوا ہے - اور ہم سب کے خون کا پیاسا ہے۔" ملکہ کی زبان سے یہ الفاظ سُن کے ہامان تو مارے خوف کے کانپنے لگا اور بادشاہ اخشویرش شراب پیتے پیتے [illegible] پیالے کو ہاتھ سے رکھ کے مارے غصہ کے اُٹھا اور سامنے باغ میں جا کے ٹہلنے لگا۔ مگر چہرے سے غیظ و غضب کے آثار نمایاں تھے۔

اُس کے ہٹتے ہی ہامان ملکۂ استیر کے قدموں پر گر پڑا - اور عفو تقصیر کے لیے گڑگڑا رہا تھا کہ بادشاہ طیش کے ساتھ [illegible] ہامان کی طرف جو ملکۂ استیر کے تخت کے آگے سربسجود پڑا ہوا تھا مخاطب ہو کے بولا "اور یہاں تک میری ملکہ بھی تیرے پہلو سے اُٹھا کے اور بزور و جبر کرکے کھینچی جائے گی یا نہیں؟" [illegible] بادشاہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے [illegible] شاہی غلاموں نے مجرموں کی طرح ہامان کا سر کپڑے میں لپیٹ دیا۔ یہ کارروائی ہو ہی رہی تھی کہ [illegible] سے ہامان حکم دے آیا تھا وہ پچاس ہاتھ کی لمبی دھنی لیے ہوئے شاہی محل میں پہونچا۔ اور لوگوں نے بڑھ کے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ "ہامان نے یہ دھنی اس لیے تیار کرائی تھی کہ اس پر مردخائے کو سولی لٹوائے گا" [illegible] کھڑا ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ "اسی دھنی پر ابھی لیجا کے اس ظالم ہامان کو سولی دو۔" [illegible] فوراً [illegible] ہامان کے سولی پر چڑھنے کے بعد اخشویرش کا غصہ تھما - اور وہ پھر اپنی اسرائیلیہ ملکہ کے گھر میں عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

بادشاہ نے ہامان کا گھر اور اُس کی ساری جائداد ملکۂ استیر کو دے دی۔ استیر نے اب موقع پا کے اپنے اور مردخائے کے [illegible] قرابت بادشاہ پر ظاہر کر دیے جن کو معلوم کرکے بادشاہ خوش ہوا۔ اور اُسی وقت اس سے [illegible] مردخائے حاضر دربار ہو کے زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اپنی انگوٹھی جو ہامان سے چھین لی گئی تھی اپنی انگلی سے اُتار کے مردخائے کو عطا کی گویا اس کے ساتھ ہی اُسے خلعت وزارت عطا ہوا۔ اور ان سب واقعات کے بعد مردخائے نے جا کے ہامان کے مکان اور جائداد پر قبضہ کیا۔

لیکن ابھی تک استیر کو اطمینان نہیں ہوا تھا۔ موقع پا کے وہ پھر ایک بار بادشاہ کے قدموں پر گری اور رو رو کے عرض کیا کہ "حضور مجھے اور میری قوم کو ہامان کے شر سے بچائیں۔ کیونکہ قتل و غارت یہود کا حکم ابھی تک منسوخ نہیں ہوا ہے۔" بادشاہ نے اپنی طلائی چھڑی اُس کی طرف اُٹھا دی۔ جو کہ امان دینے کا اشارہ تھا۔ اور استیر نے ہاتھ جوڑ کے اور مؤدب کھڑے ہو کے کہنا شروع کیا کہ "اگر میں حضور کی نظر میں بھلی اور حضور کی مورد عنایت ہوں تو فرمان جاری ہو کہ ہامان کے جاری کیے ہوئے احکام منسوخ ہوں۔ ورنہ سارے اسرائیلی قتل ہو جائیں گے اور میں اپنی قوم کے قتل عام کو کیونکر دیکھ سکوں گی؟" اخشویرش نے اس کے جواب میں استیر کی اور مردخائے کی طرف متوجہ ہو کے کہا "میں نے ہامان کا گھر بار تم کو دیا۔ اس کو مصلوب کرایا۔ اور اپنی انگوٹھی بھی تم کو

دے دی۔ لہذا تم کو اختیار ہے کہ جس مضمون کا فرمان چاہو میری طرف سے اور میری مہر سے جاری کر دو۔ مردخائے نے اجازت پاتے ہی تمام ایلچیوں، مرزبانوں، رئیسوں اور فوجی افسروں کے نام فرمان جاری کر دیا جس کی نقلیں تمام صوبوں اور ممالک محروسہ میں سانڈنی سواروں، ہرکاروں اور رسالے کے سواروں کے ذریعہ سے بڑی عجلت کے ساتھ روانہ کی گئیں۔ اس فرمان کی رو سے پہلا قتل یہود کا حکم منسوخ کیا گیا تھا۔ اور یہود کو حکم تھا کہ اسی تاریخ جو اُن کے قتل کے لیے مقرر کی گئی تھی ہر ہر شہر میں جمع ہوں۔ اور اپنے تمام دشمنوں اور ان سب لوگوں کو جو اُن کے خلاف ہوں مع زن و فرزند قتل و ہلاک کر دیں۔ اور یہ کارروائی ہر جگہ اور ہر گاؤں میں ایک ہی دن اور ایک ہی وقت ہو۔ یہی حکم خاص دار السلطنت شوشن میں بھی جاری ہو گیا جس کے بازاروں میں مردخائے آسمانی رنگ کا لباس شاہی اور اس پر ریشمی عبائے ارغوانی پہنے ہوئے اور مرصع تاج سر پر رکھے کروفر سے برآمد ہوا۔ اور اُس کی صورت دیکھ دیکھ کے یہودی ہر جانب سے نعرہ ہائے مسرت بلند کرتے تھے

آخر وہ قتل کی تاریخ آئی۔ اور یہود نے بلا تامل اپنے دشمنوں اور اپنے ستانے والوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور شوشن یعنی شہر شوشن کے اندر ہامان کے دس بیٹے بھی قتل ہوئے لیکن یہود نے سوا قتل کرنے کے لوٹنے اور غارت و تاراج کرنے سے بالکل ہاتھ روکا۔ شام کے وقت بادشاہ اخشویرش کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ اور اس نے استیر سے مل کے کہا "ناز آفریں ملکہ خاص دار السلطنت میں پانسو آدمی اسرائیلیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور اضلاع میں جو کچھ ہوا ہو گا وہ اس کے علاوہ ہے۔ اس لیے اے میری پیاری ملکہ بتا کہ اب تیرا کیا سوال ہے جو پورے کی کروں گا اور جو مانگے گی دوں گا"۔ استیر بولی میں چاہتی ہوں کہ ایسے ہی قتل عام کی اجازت شہر شوشن میں یہودیوں کو کل بھی دی جائے اور ہامان کے لڑکوں کی لاشیں مصلوب کی جائیں بادشاہ نے یہ منظور اجازت دی کہ اسرائیلی پھر اپنے دشمنوں کو قتل کریں۔ چنانچہ دوسرے دن بھی قتل عام شروع ہوا اور شوشن میں اس دن یہود نے ۳۰۰ آدمی قتل کیے مگر دیگر مقامات اور اضلاع میں فقط پہلے ہی دن خونریزی ہوئی تھی جس میں ۷۵ ہزار آدمیوں کو یہودیوں نے قتل کیا۔

الغرض اضلاع میں دوسرے دن اسرائیلیوں نے اپنے دشمنوں کو قتل کر کے خوشیاں کیں اور عید منائی۔ اور شہر شوشن میں دو دن قتل کرنے کے بعد تیسرے دن۔ اور اسی کی یادگار میں مردخائے کے اشارہ سے یہودیوں میں رواج ہو گیا کہ ہر سال ان دونوں میں بڑی بھاری عید منائی جاتی۔ ساری قوم کے زن و مرد اور بوڑھے بچے اچھے اور نئے کپڑے پہنتے ضیافتیں کرتے۔ باہم عیدیں لیتے۔ اور یہی اس قومی کامرانی کی یاد ہمیشہ تازہ رکھتے۔ یہ بھی ایک یہودیہ حسینہ کے حسن کی ہولناک کرشمہ سازی ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ مدتوں کی اسیری و مظلومی نے

یہود کی ہوسین اور آرزوئین اور ان کی خوشیان کس درجہ ذلیل کردی تھین اور جوش انتقام نے اُنھین کیسا ناخدا ترس بنادیا تھا۔

سنہ ۱۹۱۰ء سے رخصتی ملاقات

او میان جانے والے! جاؤ! خدا حافظ! اچھے آئے اور اچھے جاتے ہو جس طرح عیسائیون مین فادر کرسمس نئے نئے طرح کے کھلونے لایا کرتے ہین تم ہمارے لیے نئی نئی اور مزے مزے کی تمنائین لائے تھے۔ اور اب تم جاتے ہو تو اُس وقت بھی ہمارے سینہ آرزوئین اور امیدون سے مالا مال ہین۔ مگر جس ازلی دربار مین جاتے ہو وہان اتنی سفارش بھی کردینا کہ یہ آرزوئین جو تم ہمارے دلون مین پیدا کرکے چلے ہو دل کی دل ہی مین نہ رہین بلکہ پوری بھی ہون۔

تم نے اپنے عہد کے درمیانی حصہ مین ایک بڑا قیامت کا دھڑکا پیدا کردیا۔ ایک ایسا عظیم الشان مدار ستارہ اس عظمت و جبروت اور ایسے زور وشور سے ہماری طرف بڑھتا چلا آتا تھا کہ ہمین اپنی کرہ ساری دنیا کی خیریت نہین نظر آتی تھی۔ اہل ہیات نے یہ کہکے دہلا دیا کہ اول تو یہ ایک ایسی زبردست ٹکر دے گا کہ وعدۂ قرآنی کے مطابق دنیا کا یہ سارا کارخانہ نسیاً منسیاً اور یہ بڑے بڑے سربفلک پہاڑ "کالعہن المنفوش" (دھنکی ہوئی روئی کے گالون کی طرح) منتشر اور پریشان ہوجائین گے۔ اور بالفرض اُس کی زو سے بچ بھی گئے تو اُس کی آتشین دم کے اثر سے بخار شوارہ ہے جس مین تمام اہل عالم جل بھن کے خاک ہوجائین گے۔ مگر خدا نے بڑی خیریت کی۔ بچے اور بال بال بچے۔ تاہم یہ اس کا اثر ہو یا نہ ہو تم نے ضرور برپا کردی کہ ہمارے ہردل عزیز اور صلح جو تاجدار کنگ ایڈورڈ ہفتم کو ہمیشہ کے لیے ہم سے چھین لیا جو ایک ایسا سانحہ تھا کہ قیامت تک تمھارے نام کو ایک نحوست کے عنوان سے آشکارا کرتا رہیگا اس لیے تم اگر ایک داغ دے کے جاتے ہو تو ایک داغ لے کے بھی جاتے ہو۔

مگر باوجود ان سب باتون کے تم جس وقت چلے ہو دنیا کو اچھی چہل پہل اور رونق پر چھوڑ کے چلے ہو۔ شاہ ایڈورڈ کے بعد تم نے ہمارے سر پر شہریاری پر ایک جوان ہمت و جوان بخت تاجدار کو جلوہ فرما کرگئے ہین ایک اچھا رحم دل اور عدالت گستر شہریار ہی نہین دیا بلکہ چلتے چلاتے ہمارے لیے ایک نئے نائب السلطنت لارڈ ہارڈنگ کو بھی لائے ہو جو امید ہے کہ ہمارے حق مین نعم البدل ہونگے اور جن کی ذات سے ہماری ساری قومی اور ملکی امیدین وابستہ ہین۔ یہی نہین بلکہ اس سے بھی بڑھ کے تم نے اپنے خاتمہ پر ہمین یہ مژدہ سنادیا کہ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء مین تاجپوشی کے موقع پر

موقع پر خود بدولت حضور ملک معظم کنگ امپرر شاہ جارج پنجم رونق افروز ہند ہون گے جو ہندوستان کی برٹش عہد کی تاریخ مین بالکل نیا اور ہندوستانیون کے حوصلے سے زیادہ مسرت و شادکامی کا واقعہ ہے۔ ہندوستان ایک خالص مشرقی ملک اور بادشاہ پرستون کی بستی ہے۔ یہان والے بادشاہ کے نام سے جیتے اور بادشاہ کے جمال جہان آرا کی زیارت کو عبادت تصور کرتے ہین۔ یہان کے بت پرست اپنے بادشاہ کو دیوتا اور اوتار یا مظہر ایزدی اور یہان کے موحد اسے سایۂ الٰہی تصور کرتے ہین۔ ایسے لوگون کے حق مین اپنے بادشاہ کے قدمون سے دور اور اپنے تاجدار کی حضوری سے محروم رہنا دراصل ایک قسم کا ظلم ہے جس کو اہل مغرب محسوس بھی نہین کر سکتے۔ لیکن الحمد للہ کہ اس تغافل کے جور کو خود حضور شاہ جارج پنجم نے پوری طرح محسوس فرمایا۔ اور ہمارے اس درد دل کے علاج کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اور ہندوستان جوش دل اور خلوص عقیدت سے کہہ رہا ہے کہ "بیا بیا و کرم کن کہ خانہ خانۂ تست"۔ ہندوستان کی آرزو تو یہ ہے کہ حضور شاہ جارج یہین رہ کے ہم پر حکومت کرین اور ملاحظہ فرمائین کہ ہماری اطاعت کیشی و فرمان برداری بڑھی ہوئی ہے یا اہل مغرب کی۔ اور بادشاہ پرستی مین کون ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکے۔ تاہم جن لوگون کی ایسی آرزوئین اور تمنائین ہون۔ اور جن کی آنکھین مدتون سے اپنے بادشاہ اور تاجدار کی صورت زیبا دیکھنے کو ترس گئی ہون انھین یہ خوش خبری سن کے کہ ہمارے بادشاہ فلک بارگاہ خاک ہند کو عزت اور ہمارے قدیم تاریخی دارالسلطنت شہر دہلی کو رونق بخشنے والے ہین جیسی اور جس قدر خوشی نہ ہو کم ہے۔ یہ اس قسم کی خوشی ہے جس سے اہل ہند اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے محروم سمجھ چکے تھے۔ اور مایوس ہونے کے بعد جو آرزو پوری ہو اس کی قدر جاننے والے بھی میرے خیال مین زیادہ تر شعرائے مشرق ہی ہین۔ بہرحال خدا رحمت کرے تجھ پر اے سنہ ۱۹۱۱ء کہ تو نے چلتے چلاتے ایک ایسا مژدہ سنا دیا کہ "برین مژدہ گر جان فشانم رواست"۔ تو نے اپنے زمانے مین چاہے کیسے ہی مظالم کیے ہوتے اور چاہے کتنی ہی تکلیفین پہونچائی ہوتین تیرا ایک آخری مژدہ ایسا تھا جو سب پر بالا ہو کے سارے ہجوم آلام کو سامنے سے ہٹا دیتا اور ہمین ایسا نظر آتا کہ گویا کوئی رنج تھا ہی نہین۔

مگر اس مژدہ کے سنانے سے پہلے بھی تو نے ملک مین ہر طرف بڑی چہل پہل پیدا کر رکھی تھی جو باتین کسی عہد مین نہین ہوئین اور جن سے ہندوستان کی تاریخ بالکل ناآشنا ہے تیرے اس مختصر عہد نے تاریخ پلٹ دی۔ جو ملک مشرقی بادشاہ پرستی اور بادشاہ کی زبان کو ملک کا قانون سمجھنے کا عادی ہو اسی ملک مین رعایا کو حکومت مین حصہ مل جانا اور اس کے نائبون کا وائسرائے سے ملنے کے ذریعہ

ہندتک کی کونسلون مین شریک ہوجانا ایسی باتین ہین جو اے جانے والے سال تیرے نام کو قیامت تک روشن رکھین گی۔

اے سنہ ۱۹۱۰ء تو نے ہمارے ساتھ ہر طرح بھلائی ہی کی۔ اور تیرے اتنے احسانات ہین کہ ہم سے بن نہین پڑتا کہ شکر کس مہربانی کا کرین تیری ادا ہے کاش ان سب باتون کے ساتھ اہل ہند کو اتنی سمجھ بھی دیتی کہ ملکی نفع کو قومی نفع پر اور قومی نفع کو شخصی نفع پر ترجیح دین۔ اور ان ذلیل مخالفتون سے باز آئین جو انھین روز بروز زیادہ ذلیل کرتی جاتی ہین۔ مگر اس کو تو کیا کرے ہے جس قوم اور جس گروہ کی قسمت ہی الٹی ہو جس کے افراد شخصی اور ذاتی منافع پر سارے ملک کے قربان کر دینے کو آمادہ ہون۔ اس کے لیے کوئی تدبیر کارگر نہین ہوسکتی۔

خیر ان بدنصیبون کو تو ان کے حال پر چھوڑ۔ اور خوش جا۔ کیونکہ اپنے جانے کے وقت تو ہم سب کو بھی خوشی اور طرح طرح کی دلچسپیون مین مصروف و مشغول چھوڑ چلا ہے۔ ہر جگہ بڑے دن کی خوشیان منائی جا رہی ہین۔ آسمانی امیدون کا نیا پارسل آسمان سے اتر کے ہمارے قریب پہونچ چکا ہے اور نیو ایرس ڈے یعنی سال نو کے پہلے دن انتظار نے ساری دنیا مین ایک ذوق و شوق پیدا کر دیا ہے۔ الہ آباد کی نمایش کھلی ہوئی ہے۔ جو دنیا کی ترقیون کے تمام عمل نمونے اہل ہند کے سامنے پیش کر کر کے ان کی آنکھین کھول رہی ہے۔ اس کے پاس نیشنل کانگریس مین وطن پرستان ہند اپنی آزادیون اور اپنی آتش بیانون سے برٹش تاج کی برکتون اور کرامتون کا ثبوت دے رہے ہین کہین مسلمان ایجوکیشنل کانفرنس مین شریک ہو کے اپنی علمی ترقیون کی تدابیر سوچ رہے ہین۔ اور کہین انھون نے مسلم لیگ کا جھنڈا بلند کر کے اپنے پالٹکس اور اپنے تمدن کے مسائل چھیڑے ہین۔ الغرض جدھر دیکھیے لطف و مسرت دلچسپیون اور گرمجوشیون ہی کے سامان نظر آ رہے ہین لہذا اے سنہ ۱۹۱۰ء تو ہمین تردد و تفکر نہین بلکہ مسرور و شادکام اور خوشی سے جشن مناتے ہوے چھوڑے جاتا ہے۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع پر ہم تیرے ان احسانات کو نہ ظاہر کرین جو خاص ہم پر اور ہمارے دلگداز پر ہوئے ہین۔ دلگداز کے لیے سچ یہ ہے کہ تو تمام گذشتہ سنین سے اچھا اور خوش نصیبی کا سال تھا۔ دلگداز خدا سے یہ آرزو کرے کہ

یوسف اقبال بجو ہم رسان ہمچو زلیخا بشبابم رسان

اور سنہ نو عالم طفولیت کی وضع اختیار کر کے تیرے گہوارے مین لیٹا تھا۔ جسے تو نے اچھے پینگ دیے۔ اور اپنی آغوش شفقت مین بڑی دردمندی سے پالا۔ سال بھر وہ برابر وقت پر شایع ہوتا رہا۔ ابتدائی

شش ماہی مین تو اسی وضع و حالت پر تھا جو کہ شروع مین تھی مگر دوسری شش ماہی کے شروع ہوتے ہی اس کے اوراق بھی بڑھ گئے۔ اور کاغذ لکھائی چھپائی اور ہر حیثیت سے اُس نے بے انتہا ترقی کی۔ پہلے پرچون مین دو ایک مضامین دیگر جادو نگارون کے بھی تھے مگر اس کے بعد ہی سے قدردانون کا اصرار دیکھ کے پابندی کر لی گئی کہ اس کے صفحات پر سوا ایڈیٹر کے اور کسی کی کوئی تحریر نہ ہو۔ ایسے مضامین بھی اس سال دیگر سنین کے دیکھتے بہت اچھے رہے۔ دلگداز کا اس سال کا تاریخی ذخیرہ بہت زیادہ اور بہت زیادہ ہے۔ یون تو تاریخی مضامین بہت سے پرچون مین شائع ہوتے رہتے ہین لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو جیسے تازہ، نئے، اچھوتے، اور ضروری واقعات تاریخی ان بارہ مہینون مین دلگداز نے پیش کیے ہین اور کوئی کم پیش کر سکا ہوگا۔ پھر اس کے ساتھ دلگداز کی اور خصوصیت یعنی جیسی بامحاورہ جیسے الفاظ جیسے نمک اور چٹپٹے، مستند اور دلچسپ لٹریچر مین دلگداز نے ان واقعات کو بیان کیا یہ اسی کا کام تھا اور اسی پر ختم ہے۔ ہمارے اس سال کے خیالی مضامین جن کے ذریعہ سے نثر مین کمال شاعری دکھایا جاتا ہے اگرچہ سابق کی بہ نسبت کم رہے۔ کیونکہ اب زمانہ خالص لفاظی اور ہوائی خیالات قلعہ بنانے کو زیادہ پسند نہین کرتا لیکن جتنے تھے ایسے تھے کہ قدردانون نے انھین بہت پسند فرمایا

اے سنہ ۱۹۱۱ء تیرے ہاتھون دلگداز کی جو کچھ اصلاح ہوئی ہر طرح قابل شکرگذاری ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا تیرا یہ احسان ہے کہ تو نے ملک مین دلگداز کو زیادہ سرخرو کر دیا جس کا ثبوت اس سے بڑھ کے کیا ہو سکتا ہے کہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کے آخر مین جب پہلا نمبر نکلا ہے اُس وقت اس کی اشاعت ۹۰۰ سے زیادہ نہ تھی اور اب بفضلہ تعالی ۱۴۰۰ سے زیادہ ہے۔

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ جب اس کی اشاعت ۱۲۰۰ سے بڑھ جائیگی اُسے بجائے ایک جزو کے ڈیڑھ جزو کا کر دین گے چنانچہ وہ وعدہ پورا کیا گیا۔ اور اب کہتے ہین کہ جس دن اس کی اشاعت ۲۴۰۰ کو پہونچ گئی اُسی دن اِسی قیمت مین اسے دو جزو کا رسالہ بنا دین گے جس سے ہم کو یقین ہے کہ وہ قدردانی و قدر افزائی جن کے آغوش شوق مین اے سنہ ۱۹۱۱ء دلگداز کو تو چھوڑ چلا ہے ضرور پورا کر دین گے۔

لوگون کو ناولون کے نہ ہونے کی شکایت تھی۔ مگر ہمین یہی مناسب معلوم ہوا کہ بجائے متفرق اجزا شائع کرنے کے ناولون کو مکمل کر کے ناظرین کے ہاتھ مین دے دیا کرین۔ چنانچہ تاریخی ناول "فلپانا" جس کے متعلق ہر طرف سے تحسین و مرحبا کی آوازین آ رہی ہین شائع کر دیا گیا۔ اور ایک نیا سوشل ناول "غیب دان دلھن" آئندہ مہینہ مین بلاقیمت اور ہدیہ نذر ناظرین کیا جائے گا۔ صرف ایک روپیہ مین ایسے مضامین ایسا کاغذ ایسی چھپائی اور پھر ایک ناول کا مفت نذر کیا جانا بہت زیادہ ہے

اور اپنے حوصلہ سے بڑھی ہوئی جرأت ہے۔ مگر اے ۱۹۱۰ء یہ تیری ہی حوصلہ افزائیان ہین جو ہماری ہمت بندھاتے ہین اپنے کرم فرماؤن اور مہربانون کی خدمت گزاری پر آمادہ کر رہی ہین۔

لہٰذا جا! خوش خوش جا! اور خیر و خوبی سے جا۔ مگر جانے سے پہلے اتنی مہربانی اور کرتا جا۔ کہ آنے والے ۱۹۱۱ء سے ہمین دو کلمۂ خیر کے ساتھ انٹروڈیوس کرا دے۔ اور اُس نئے زمانہ کا چارج لینے والے سے سفارش کر دے کہ تیری طرح اُس کا سلوک بھی ہمارے ساتھ اچھا رہے۔ اور جیسا تو ہمارے حال پر مہربان تھا وہ بھی رہے۔

مصحفِ عثمانی

قرآن مجید کی نسبت لوگون مین عموماً مشہور ہے کہ اسے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا ہے۔ اس معاملہ کے متعلق علما اور مورخین مین بہت کچھ اختلافات پڑے ہوئے ہین۔ خصوصاً شیعہ و سُنّی کے مذہبی جھگڑون نے اسے اور زیادہ اُبھارا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ دشمنان اسلام علی الخصوص عیسائیون کو قرآن پاک کی تحریف کے متعلق کچھ کہنے اور جھگڑنے کا موقع مل گیا۔

اِس واقعہ کی اصلیت اسی قدر ہے کہ عرب کے مختلف حصون اور صوبون مین مختلف لغات بولے جاتے تھے یعنی زبان ایک ہی تھی مگر لہجہ مین اور بعض حرفون کے مخارج اور تلفظ مین فرق تھا جس سے یہ خطرناک نتیجہ ظاہر ہوا کہ اُن صوبجات عرب مین لوگون نے اپنے تلفظ ہی کے مطابق قرآن کو لکھنا بھی شروع کر دیا اسکی مثال آج کل کے اعتبار سے یون سمجھیے کہ اکثر مقامات کے عرب حرف "ق" کا تلفظ کاف اور حرف "ث" کا ت کرتے ہین۔ اب یہی لوگ اپنے لہجے اور تلفظ کے مطابق ق کی جگہ کاف اور ث کی جگہ ت لکھنے بھی لگین تو خواہ مخواہ زبان کے بگڑ جانے اور قرآن مین اختلاف پڑ جانے کا اندیشہ ہوگا۔ اسی اندیشہ سے محفوظ رکھنے کے لیے حضرت عثمان نے یہ کارروائی کی کہ صحابہ مین سے جو جو بزرگ قرأت قرآن مین کمال رکھتے تھے اور جن کی قرأت پر بھروسا تھا اُن کو جمع کر کے خاص قریش کے لہجے اور تلفظ کے مطابق املا کو مدوّن کرا دیا۔ تاکہ پھر کوئی جھگڑا نہ باقی رہے۔ یا اس واقعہ کو آج کل کی زبان مین زیادہ صحیح طور پر یون کہا جائے کہ حضرت ذی النورین نے قرآن مجید کا ایک مستند ایڈیشن دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اور صوبون کے اختلافات لغت سے الفاظ کے بگڑنے یا بدل جانے کے جو اندیشے تھے مٹا دیے اسی اعتبار سے حضرت عثمان جامع قرآن کہے جاتے ہین ورنہ قرآن کی ترتیب و تہذیب تکمیل دین ہی کے ساتھ ہو چکی تھی۔ سورتون مین آیات کی ترتیب۔ اور سورتون کی باہمی ترتیب سب حضرت رسالت کے

سامنے کی باتین ہین - ان کو ترتیب عثمانی سے کوئی علاقہ نہین - اور نہ کسی کو ایسی جرأت ہو سکتی تھی کہ آنحضرت کی ترتیب مین کسی قسم کا دخل دے۔

تتبع روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنے اس مستند اڈیشن کے پانچ نسخے تیار کرائے تھے۔ جن مین سے ایک مکۂ معظمہ مین بھیجدیا ایک بصرہ مین بھیجا - ایک کوفہ روانہ کیا - ایک شام (دمشق) مین اور ایک اپنے پاس مدینۂ طیبہ مین رکھا -

علامہ ابوالقاسم تجیبی سبطی (جو اسی شہر سبطہ کے رہنے والے تھے جس کا سین ہم اپنے ناول فتح اندلس مین دکھا چکے ہین اور جہان کے حاکم جولین سے مل کے مسلمانون نے اسپین کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا) بیان کرتے ہین کہ "ہم نے وہ قرآن (مصحف عثمانی) دمشق کی جامع بنی امیہ مین اس کی محراب کے اندر رکھا ہوا دیکھا ہے جس کی ہم نے ۶۵۷ھ مین خود اپنی آنکھون سے زیارت کی - اور مکۂ معظمہ والے قرآن کو ہم نے قبۂ یہودیہ (ہم نہین بتا سکتے کہ یہ قبہ کون اور کہان تھا) مین دیکھا تھا"۔ ان کے ایک صدی بعد ایک اور مصنف جن کا نام عبدالملک ہے فرماتے ہین کہ "مین نے ان دونون قرآنون کی اور مدینہ والے مصحف عثمانی کی ۷۳۵ھ مین زیارت کی تھی۔"

ان مین سے ایک مصحف خدا جانے کیونکر ارض اندلس مین پہونچ گیا جو وہان قرطبہ کی جامع مسجد مین ایک مدت تک ادب و تعظیم سے رکھا رہا - لوگ ذوق و شوق سے اس کی زیارت کرتے اور اس سے فیض و برکت حاصل کرتے رہتے - علامہ عبدالملک جنھون نے ۷۳۵ھ مین مکہ اور مدینہ والے قرآنون کو دیکھا تھا فرماتے ہین کہ "اندلس والے اور مدینہ والے قرآن کا خط ایک ہی تھا" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونون ایک ہی شخص کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔

بعض عوام یہ تصور کرتے ہین کہ ان قرآنون کو حضرت عثمان نے خاص اپنے دست مبارک سے لکھا تھا مگر اس کی کوئی اصلیت نہین - آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی قرآن نہ تھا - لیکن جس ہاتھ سے وہ لکھے گئے ہون گے یقیناً وہ برکت کا ہاتھ تھا کیونکہ اس مین کوئی شک نہین کہ معزز صحابہ مین سے کسی بزرگ کے ہاتھ سے لکھے گئے ہون گے - جن علما نے ان مصاحف عثمانی کی زیارت کی تھی وہی اپنے معائنہ اور مشاہدہ سے بیان کرتے ہین کہ مدینہ والے قرآن کی پشت پر یہ عبارت لکھی تھی "یہ وہ (قرآن) ہے جس پر اصحاب رسول اللہ صلعم کی ایک جماعت نے اتفاق کیا منجملہ ان کے زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر اور سعید بن عاصی ہین" - اور اسی سلسلہ مین ان تمام صحابہ کے اسمائے گرامی لکھے ہوئے ہین جنھین حضرت عثمان نے اس اہم کام کے لیے جمع فرمایا تھا -

اہل اندلس کا اپنے قرآن کی نسبت یہ خیال بھی تھا کہ یہی وہ قرآن ہے جس پر شہید ہوتے وقت حضرت عثمان کا خون گرا تھا۔ مگر اس کو علامہ مقری اپنی کتاب "نفح الطیب" مین (جس سے حضرت کے ہم یہ واقعات ناظرین دلگداز کے سامنے پیش کر رہے ہین) بعید از قیاس بتاتے ہین۔ اور فرماتے ہین کہ وہ ہوگا بھی تو شام والا قرآن ہوگا۔

لیکن ہمارے نزدیک اگر اس قرآن مین خون کے دھبے موجود ہون تو اندلس والون ہی کا خیال ٹھیک ہے۔ کیونکہ شام کا قرآن جس کی ۵۵۷ھ مین ابوالقاسم تجیبی نے زیارت کی تھی وہ ہوگا جسے حضرت عثمان نے اپنی زندگی ہی مین ارسال فرمایا تھا اور جس پر آپ کا خون گرا وہ آپ کے خون آلود کرتے اور آپ کی بی بی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیون کے ساتھ دمشق مین آپ کے بعد بھیجا گیا ہوگا۔ اور غالبا وہ آپ کا خاص قرآن ہوگا جس مین آپ خود تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور اہل مدینہ کی عام نفع رسانی کے لیے ایک دوسرا نسخہ ہوگا جو آپ کے بعد صدیون تک وہان موجود رہا۔ تاہم ہمین ابھی تک اس کا پتہ نہین چلا کہ اندلس مین وہ قرآن کس زمانہ مین اور کیونکر پہونچا؟

لیکن اس مین شک نہین کہ اہل اندلس اُس کی نہایت ہی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ یہان تک کہ اندلس کی سلطنت مین کمزوری پیدا ہوئی اور مراکش مین سلاطین موحدین کا دور شروع ہوا جنھون نے سارے اپین کو مغلوب و مقہور کر دیا تھا۔

اس خاندان کے بانی اور پہلے تاجدار ابو محمد عبدالمومن بن علی کو اس مستند اور متبرک نسخہ قرآن کے اپنے دارالسلطنت مراکش مین لے جانے کا بیحد شوق تھا۔ اُسی کے وزیر عبدالمومن ابوبکر محمد بن عبدالملک بن طفیل کا بیان ہے کہ اس قرآن کے اصلی صحیفہ عثمانی ہونے مین کسی کو شک نہ تھا۔ چنانچہ خلفائے اندلس اور سلاطین اپین نسلاً بعد نسل اُس کی حفاظت اور عزت کرتے آئے تھے۔ بادشاہ عبدالمومن کو بڑی آرزو تھی کہ اُسے قرطبہ سے منتقل کر کے مراکش مین لے آئے۔ مگر محض اس خیال سے اس کی جرات نہ کرتا تھا کہ مسلمانان قرطبہ کو اس کا بڑا ملال ہوگا۔ اور اُن کی دلشکنی کرنا اچھا نہین۔ مگر خدا نے خود ہی یہ بات قرطبہ والون کے دل مین ڈال دی۔ اور وہ آپ ہی آمادہ ہو گئے کہ اُس دولت گران بہا کو عبدالمومن کے حوالے کر کے حق کو حقدار کے پاس پہونچا دین۔ چنانچہ قرطبہ کے دو رئیس زادے ابوسعید اور ابو یعقوب ۵۵۲ھ مین اُس قرآن مجید کو لے کے مراکش مین آ گئے جس کا استقبال وہان بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے کیا گیا۔ بادشاہ عبدالمومن کو اس نعمت عظمی کے ملنے پر بڑی خوشی ہوئی اور اس مصحف کی حفاظت اور اُس کی زیارت کے لیے جو اہتمام کیا حیرت انگیز ہے چنانچہ اس کا مفصل

حال ہم اسی مضمون مین آگے چل کر بیان کرین گے۔

عبد المومن کے عہد سے اس ودیعت ربانی کے حامل سلاطین موحدین ہوئے جو علی العموم اسکی بے انتہا قدر کرتے تھے۔ اور حصول برکت کے لیے سفرون اور لڑائیون مین اسے اپنے ساتھ لیجایا کرتے تھے۔ انھین مین سے بادشاہ منصور نے اس قرآن مجید کی جلد پر سونے کے حرفون مین چار شعر لکھوا دیے تھے۔ جن مین سے آخری شعر یہ تھا۔

البسته الیاقوت والدر حلیة — وغیرک قد رواه من دم صاحبه

(تو نے تو اسے یاقوت اور موتیون کا زیور پہنایا۔ اور دوسرون نے اسے خود اُن بزرگ (حضرت عثمان) کے خون سے سیراب کیا جن کا یہ تھا)

انھین موحدین مین سے معتضد یعنی سعید علی بن مامون ۶۴۵ھ مین جب تلمسان کے سفر پر روانہ ہوا تو عادت کے موافق اس قرآن مجید کو اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا۔ تلمسان کے قریب وہ اور اُس کا بیٹا ابراہیم دونون لڑائی مین مارے گئے۔ اور بدوی عربون اور دیگر وحشی قبائل نے جہان تمامی لشکر گاہ کی اور سب چیزین لوٹین اس مصحف عثمانی کو بھی لے گئے۔ اب چند روز تک یہ قرآن مجید گمنامی مین رہا۔ مگر بعض کہتے ہین کہ وہ شاہان تلمسان کے خزانہ مین تھا۔ یہان تک کہ آخر ماہ رمضان ۷۳۷ھ مین بادشاہ ابوالحسن نے جو بنی مرین مین سے تھا تلمسان کو فتح کر کے یہ مصحف عثمانی اپنے قبضہ مین لیا۔

اب بادشاہ ابوالحسن نے اسے ذریعۂ برکت قرار دیا۔ اور یہود کے تابوت سکینہ کی طرح لڑائیون اور جہاد کے سفرون مین اسے ساتھ لیے پھرتا تھا۔ اس نے اتفاقاً پورچگل کے شہرون پر یورش کی جس مین وہ دشمنون کے نرغہ مین پڑ کے مارا گیا۔ اور یہ قرآن اس کے دشمنون کے ہاتھ لگا۔ اب کسی تاجر نے حسن تدبیر سے اس کو اُن لوگون سے حاصل کیا۔ اور ۷۴۵ھ مین پھر مراکش مین لا کے شہر فاس کے خزانہ مین رکھ دیا۔

بس اس کے بعد ہم نہین جانتے کہ وہ قرآن کہان ہے۔ آیا وہ محترم نسخہ آج بھی شہر فاس مین ہے یا نہین۔ فی الحال ایک قرآن مجید اور ویسا ہی خاص جس پر حضرت عثمان کا خون گرا تھا قسطنطنیہ مین دولت عثمانیہ کے قبضہ مین بتایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ وہی قرآن ہو۔ اور کسی ذریعہ سے سلاطین آل عثمان کے قبضہ مین آگیا ہو۔

لیکن ہمین ابھی اتنا بتانا باقی ہے کہ پہلے فرمان روائے موحدین عبدالمومن بن علی نے اس کی قدردانی و حفاظت کے لیے کیا کیا انتظامات کیے تھے۔ اُسے اس قرآن کے ملتے ہی اس

بات کی فکر ہوئی کہ جیسا یہ معجز نما کلام ہے۔ ویسی ہی اس کی رحل اور اس کے رکھنے کا تابوت (صندوق) بھی ہو جن سے ایک طلسم اور معجز نمائی کی شان نمایاں ہوتی ہو۔

چنانچہ اس غرض کے لیے اُس نے اپنے دار السلطنت مراکش (جو اُن دنون ایک بڑا ترقی یافتہ اور متمدن شہر تھا) کے اور نیز اپنی قلمرو کے بلاد دور دراز کے بڑے بڑے مہندسون۔ نقاشون۔ معمارون۔ نجارون۔ سادہ کارون۔ نگینہ جڑنے والون اور صحافون غرض ہر قسم کے کاریگرون کو بلا کے شہر مراکش مین جمع کیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ تم سب مل کے باہمی مشورہ سے اس قرآن کی جلد بناؤ۔ اس مین جواہرات جڑو۔ اور اُس کے لیے اعلیٰ درجہ کا ایک جزدان بناؤ۔ اور یہ سب چیزین ایسی ہون جو اعجوبہ روزگار ہون۔ پھر اُس کے لیے ایک کرسی اور ایک رحل اور ایک ایسا تابوت تیار کرو جس مین اپنی ساری صناعی صرف کر دو۔ اور ایسا کمال دکھاؤ کہ یہ سب چیزین ایک طلسم معلوم ہون۔ اور ان سے ایسے عجائبات ظاہر ہون جن کے اسباب نظر سے پوشیدہ رہین۔

ایک دینی کام تھا جس مین اجر و ثواب آخرت کے علاوہ بادشاہ کی خوشنودی بھی متصور تھی۔ کاریگرون نے جانین لڑا دین۔ پہلے تو اُس کلام اللہ کے لیے سونے چاندی کی ایک مرصع کار جلد اس وضع کی بنائی گئی کہ اُس مین زیادہ ترکیس کی شکلین تھی اندر باہر عجیب و غریب صنعتین رکھی گئی تھین۔ اور ہر جگہ ایسے نقش و نگار تھے جن مین ہر مقام پر ایک نئی صنعت نظر آتی تھی۔ اُس پر رومی شیشہ کی ایسی مینا کاری کی گئی تھی کہ اس سے پہلے کبھی لوگون کی نظر سے نہین گذری تھی اس جلد مین حیرت انگیز طریقہ سے ہر مقام پر جوڑ تھے جو بند ہوتے وقت خوب بھڑ کے بیٹھ جاتے۔ اور کھلتے وقت جدا ہو جاتے۔ اور ایسی خوش سلوبی اور عمدہ ترتیب سے اُس جلد پر ہیرے یاقوت زمرد اور موتی جڑ دیے گئے تھے کہ اُس کی آب و تاب پر نظر نہ جم سکتی۔ پھر اُس کے لیے سُندس و حریر کا ایک نہایت ہی پُر تکلف جزدان تیار کیا گیا۔ اور اس مین بھی بہت ہی بیش بہا جواہرات کثرت سے ٹانکے گئے

اس کے بعد اُس قرآن مجید کے واسطے ایک آبنوس کی مرصع کار رحل بنائی گئی اور اُس مین بھی اعلیٰ درجہ کے نقش و نگار بنا کے جا بجا جواہرات جڑے گئے۔ اِس رحل کی وضع بھی نہایت خوشنما اور عجیب تھی۔ پھر ایک نہایت نازک خوبصورت اور پُر تکلف کرسی بنائی گئی تاکہ اُس کرسی پر رحل اور رحل پر قرآن پاک رکھا جائے پھر ایک بڑا سا تابوت (صندوق) بنایا گیا تاکہ اُس کے اندر وہ کرسی اور رحل اور قرآن حفاظت کے ساتھ رکھے رہین۔ اور جب کہین لیجانا ہو تو اُس پورے تابوت کو اُٹھا کے لیجایا کرین۔ یہ تابوت مثمن شکل تھا۔ بہت بلند تھا۔ اور نہایت خوشنما۔ اور اُس پر چارون طرف ایسے نقش و نگار بنائے گئے

تھے کہ جو دیکھتا عش عش کرجاتا۔

مگر سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ اس خیال سے کہ بغیر ہاتھ لگائے قرآن کی زیارت ہوجایا کرے اور حضرت رسول و علما کے اس ارشاد کی کہ "لا یمسہ الا المطہرون" کی پوری تصدیق ہوتی۔ یہ تابوت کرسی اور رحل میں کچھ ایسی کلین لگائی گئی تھین اور انکی تکمیل مین ایسا کمال انجنیری صرف کیا گیا تھا کہ [illegible] عقل دنگ رہ جاتی۔ اور قرآن مجید کی زیارت مین ایک معجز نمائی کا حیرت انگیز کرشمہ لوگون کو نظر آجاتا۔ جب کسی کو اس کی زیارت کا شوق ہوتا تو اس شش پہل تابوت کے ایک پہلو پر جو دو پٹ لگے ہوئے تھے ان کے نیچے ایک سوراخ مین ایک نازک سی خوبصورت کنجی ڈال کے پھرائی جاتی۔ کنجی کے پھرتے ہی آپ سے آپ دونون پٹ یکایک کھل کے اندر کی طرف مڑ جاتے۔ وہ کرسی جس پر رحل تھی خود بخود تابوت سے باہر دوڑ آتی۔ اور رحل مع قرآن بھی خود بخود حرکت کرکے اس کرسی پر کھسک کے انتہائی سرے پر آجاتی۔ اور یہ سب حرکتین ایک ہی ساتھ صرف کنجی کے پھرانے سے بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ لگائے ہوتین۔ اور قرآن مجید زیارت کرنے والون کے قریب آجاتا۔ پھر بعد زیارت جب اسے احتیاط سے رکھ دینا منظور ہوتا تو کنجی اسی سوراخ مین ڈال کے دوسری طرف پھرائی جاتی اور ساتھ ہی کرسی و رحل مع قرآن مجید کے آپ سے آپ اندر ہوکے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوجاتے۔ اور خود ہی تابوت کے پٹ بھی بند ہو کے مقفل ہوجاتے۔

مسلمانون اور خصوصاً آج کل کے تعلیم یافتہ لوگون کو اس زمانہ مین اور وہ بھی مراکو مین ایک ایسی صنعت کے پائے جانے کا مشکل سے یقین آئے گا۔ مگر یہ کل باتین کتاب نفح الطیب کی جلد اول مین بوضاحت درج ہین جو کہ آج کل کی تصنیف نہین۔ اور کوئی وجہ نہین کہ اس کے بیان کو جو مستند مورخین کے حوالے سے ہے بے اصل تصور کرلیا جائے۔

مگر ہان خود ہماری حالت ایسی ہو رہی ہے کہ ایسے کمالات کا اب ہمارے اگلے باکمال بزرگون کی جانب منسوب کیا جانا بھی اورون کو نہین خود ہمارے ہم قومون کو قابل حیرت نظر آتا ہے۔ مگر سچ یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ایسے نہ تھے جیسے کہ ہم ہین۔

اردو لٹریچر اور محکمۂ قوانین

اردو زبان خوش اقبالی مین بھی بدنصیب ہے۔ اس کی تاریخ بتا رہی ہے کہ اس کو جب کبھی عروج پہونچا ہے خود اپنون اور اپنے مربیون سے پہونچا ہے۔

ہرکس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویشتن فریاد

جن ہندو اور مسلمانون کے امتزاج و اتحاد میل جول اور باہمی ربط و ضبط سے وہ پیدا ہوئی انھین نے ابتداءً ہو ایک گھریلو زبان سمجھنے کے اُسے ہمیشہ علمی دربار سے محروم رکھا۔ اور اب بھی دیکھ لیجیے کہ وہی لوگ جو اس کو بولتے اسے برتتے اس مین مراسلت نامہ و پیام اور تصنیف و تالیف کرتے اور اس مین اخبار نکالتے ہین وہی اس کے دشمن ہین۔ اور جب پوچھو تو یہی کہتے ہین کہ ہمین اردو سے کوئی تعلق نہین اور نہ یہ ہماری زبان ہے۔ سرکار برطانیہ جس نے اسے علمی دربار مین پہونچایا۔ سرکاری زبان بنایا سلطنت کے قوانین اُس مین مدون کرائے۔ شہرون شہرون اور گاؤن گاؤن مین اسکی تعلیم کے مدرسہ جاری کیے۔ اُسی کے بعض افسر اُردو کے خلاف ہین اور اُس کی ترقیون کو اچھی نظر سے نہین دیکھتے۔ اور اگر اس پر عنایت بھی کرتے ہین تو بدنصیبی سے وہی عنایت بموجب نفرت بن جاتی ہے۔

سررشتۂ تعلیم مین چونکہ ہندو عنصر غالب ہے اس لیے اگر اور کچھ نہین بن پڑتا تو اسی بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ نصاب تعلیم کی کتابون کی زبان ہی بگاڑ کے غارت اور گنوارون کی زبان سے بھی بدتر کر دی جائے۔ مگر اس کے علاوہ ایک اور حیثیت سے بھی اردو بگاڑی جا رہی ہے جو اس سے بھی زیادہ قابل لحاظ ہے۔ اور وہ حیثیت سررشتۂ ترجمۂ قوانین کی ہے۔

اُردو زبان کو ہندوستان کی دوسری زبانون پر مختلف حیثیتون سے ترجیح حاصل ہے منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ دیگر اقوام و السنہ سے جس قدر علم و فن ہندوستان کی لٹریری دنیا مین آتا ہے وہ زیادہ تر اردو ہی مین ہوتا ہے۔ ہندوستان جسے بجائے خود ایک براعظم کہنا چاہیے اُس کی تقریباً نصف آبادی اردو بولتی اور سمجھتی ہے جس کی وجہ سے دوسری زبانون سے جتنی کتابین یا چیزین ترجمہ ہوتی ہین اکثر اُردو ہی مین ہوتی ہین۔ ان ترجمون کا سلسلہ ایک مدت دراز سے اُردو مین جاری ہے جن کی بدولت اردو مین اتنا وسیع اور غیر محدود لٹریچر پیدا ہو گیا ہے کہ اُسے تکمیل کے ساتھ جمع کر لینا کسی بڑی سے بڑی لائبریری کے بھی امکان مین نہین ہے۔ بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی اور تلنگی زبانون مین بھی ترجمے ہوئے ہین۔ مگر اُردو کے مقابل بہت کم۔ اور اتنے ہین کہ اُن کی مجموعی تعداد اُردو ترجمون کے عشر عشیر کو بھی نہین پہونچ سکتی۔ اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے۔ جہان تک خاص اُردو کی قلمرو ہے اُس مین اُن زبانون کو کوئی جانتا بھی نہین اور اُن کے خاص رقبہ مین اُردو پوری طرح حکومت کر رہی ہے۔ بنگالی۔ گجراتی۔ مرہٹی اور تلنگی زبانون کے لٹریچر کو عظیم آباد سے پشاور تک کوئی جانتا بھی نہین

مگر اردو لٹریچر کی اشاعت جیسی لکھنؤ اور دہلی مین ہے اُس کے قریب ہی قریب کلکتہ۔ بمبئی۔ پونا اور مدراس مین بھی ہو رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے اُن زبانون کا دائرہ بہت ہی محدود ہے اور اُن مین ویسی علمی وسعت ہرگز نہین جیسی کہ اردو مین ہے۔

دنیا کی تمام زبانون کو سب سے زیادہ علمی فائدہ ترجمون ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوا کیا ہے۔ کیونکہ ترجمہ کی معرفت جب نئے مضامین اور نئے خیالات کسی زبان مین آتے ہین تو اپنے لیے نئے الفاظ محاورات اور مصطلحات بھی پیدا کر لیا کرتے ہین جن سے زبان کو روز بروز وسعت حاصل ہوتی جاتی ہے۔ ہندوستان مین مختلف زبان بولنے والی قومین اور مختلف مذاق و اعتقاد و خیالات کے لوگ موجود ہین جن کی وجہ سے یہان کوئی ایک قومی اور ملکی اکاڈمی ہمین [illegible] جیسی کہ فرانس مین نظر آتی ہے جہان ایک ہی زبان بولنے والون اور ایک ہی مذاق رکھنے والون کی متحدہ کوششین فرنچ اکاڈمی کے ذریعہ سے فرانسیسی لٹریچر کو یوماً فیوماً ترقی دلاتی رہتی ہین۔

سچ پوچھیے تو ایسی کسی اکاڈمی کا قائم مقام صحیح معنون مین گورنمنٹ کا محکمہ ترجمہ قوانین ہے جس کے ذریعہ سے تمام قانون کے ترجمہ برابر اردو مین شایع ہوتے رہتے ہین۔ اور جو اپنی اشاعت کے ساتھ اردو مین بہت سے نئے الفاظ نئے محاورے اور نئے مصطلحات پیدا کر رہا ہے اور وہ شایع ہوتے ہی ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی زبان پر جاری ہو جاتے ہین۔ یہ کتابین گورنمنٹ کے ایما اور حکم سے اِس محکمہ کے ذریعہ سے شایع ہوتی ہین۔ ان کو اشاعت کے ساتھ ہی جیسی مقبولیت اور تعمیم حاصل ہو جاتی ہے ویسی نہ کسی شاعر کے کلام کو نصیب ہو سکتی ہے اور نہ کسی ادیب کی عبارت کو۔ وہ ترجمے فوراً مستند تسلیم کر لیے جاتے ہین عدالتون اور تمام محکمون مین شروع ہو جاتے ہین اور ان سے استناد کیا جانے لگتا ہے۔ اور اُن کا ہر ہر لفظ چاہے بُرا ہو یا بھلا با محاورہ ہو یا بے محاورہ ایک مہمان ناخواندہ کی طرح زبان مین زبردستی گھس پڑتا ہے۔

جہان تک مجھے تجربہ ہوا ہے ان قوانین کے ترجمون مین کثرت سے خلاف محاورہ بلکہ غلط الفاظ استعمال ہوا کرتے ہین۔ اور اُن سے زبان کو بجائے فائدہ کے ضرر پہونچا ہے۔ لوگ اطاعت کیشی اور نیازمندی کے جوش مین اُن غلط اور خلاف محاورہ ترجمون کو مجبوراً قبول کر لیتے ہین۔ اور اُن پر حرف رکھنے کی جرأت نہین کرتے جس کی وجہ سے ہمین یہ کہنے کا موقع حاصل ہے کہ خود گورنمنٹ کی مہربانی سے زبان بجائے سُدھرنے کے بگڑ رہی ہے۔ اور جس اکاڈمی سے ہمین فائدہ پہونچنا چاہیے تھا اُسی سے ہم ضرر اٹھا رہے ہین۔

لوگ جو ان ترجموں کو عمداً قبول کر لیا کرتے ہیں اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ اُنھوں نے ترجموں کو صحیح و بامحاورہ سمجھ کے قبول کر لیا۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ ضرورت مجبور کر کے اُن سے تسلیم کرائی ہے۔ ورنہ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہم جن غلطیوں کے ایک جاہل بیرونی زبان پر بھی متحمل نہیں ہو سکتے اُنھیں غلطیوں کو سرکاری قوانین میں دیکھ کے برداشت کریں اور اُنھیں ٹھنڈے دل سے قبول کر لیں۔ خلاف محاورہ الفاظ سے مقبول ہونے پر اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا کرنیل کوڈ (تعزیرات ہند) کے ترجمہ نے صدہا غیر مانوس اور زبان پر گران گزرنے والے لفظوں اور لغتوں کو چند ہی روز میں بالکل مانوس بنا دیا حالانکہ اُن کی جگہ زیادہ سلیس خوبصورت اور بامحاورہ الفاظ استعمال کیے جا سکتے تھے۔

خیر وہ تو ایک گذری ہوئی بات تھی جس کا اب کوئی علاج نہیں۔ مگر غضب تو یہ ہے کہ آج بھی جب کہ اُردو لٹریچر بہت ترقی کر گیا ہے سرکاری قوانین کے ترجموں میں بے احتیاطی برتی جا رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان ترجموں کا غلط اور خلاف محاورہ ہونا سخت اعتراض کے قابل ہے۔ یہ غلطیاں کسی اور مصنف یا رسالہ سے ہوتیں تو چنداں قابل لحاظ نہ تھیں۔ مگر چونکہ ایک ایسے سرکاری محکمہ سے ہوتی ہیں جس کا ہر ہر لفظ پبلک کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے اس لیے کسی طرح قابل درگذر نہیں۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس محکمہ کی طرف خاص توجہ کرے۔ اور سوا لائق و مستند زبان دانوں کے اور اپنے تعلیم یافتہ لوگوں کی جن کی مادری زبان اردو ہو اور کسی کے ہاتھ میں ایسی ذمہ داری کا کام نہ دے۔ کیونکہ اگر یہی بے پروائی اور چند روز رہی تو یہ محکمہ بجائے نفع کے اُردو کو سخت ضرر پہونچا دے گا۔ اور اُس کی غفلت سے ہماری زبان بگڑ جائے گی۔

فی الحال چونکہ صوبۂ بہار کے لائق و فائق بزرگ آنریبل مسٹر علی امام لا ممبر مقرر ہوئے ہیں جن میں نہایت اعلیٰ درجہ کا لٹریری ذوق بھی ہے لہٰذا اُن کی ذات سے ہمیں کامل امید ہے کہ وہ اس جانب خاص توجہ فرمائیں گے۔ اور سرکاری قوانین کے ترجموں کے متعلق ضروری اصلاح فرما کے وہ ہماری زبان اور ہمارے ملک پر خاص احسان فرمائیں گے۔

ہم مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغۂ ترقی اردو کو بھی اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے کہ اس بارۂ خاص میں وہ سرکار میں ہمارا ریپریزنٹیشن کریں گے۔ اگرچہ کانفرنس جس نے بیدار مغزی سے کام لینا شروع کیا ہے اس کے لیے اس جانب توجہ

کرنے کا پورا موقع ہے - اور اگر اُس نے اِس شکایت کو رفع کرا دیا تو وہ اپنی زبان پر بہت بڑا احسان کرے گی اور اردو کو ایک ایسی مضرت سے بچائے گی جس سے بچانے کی سخت ضرورت ہے۔

چند مختصر خیالات اور ریویو

مولوی رحمت اللہ صاحب رعد کی نئی نامی جنتری سنہ ۱۹۱۱ع کی شائع ہو گئی۔ سچ یہ ہے کہ ”انسان جنتری بھی رکھے تو یہی نامی جنتری رکھے“۔ خصوصاً اس کا اعلیٰ ایڈیشن تو دیکھنے کے قابل ہے۔ اول میں ملک معظم کی دو تصویروں اور فرمان شاہی کے چھاپنے میں لیتھوگرافی کا اعلیٰ کمال دکھایا گیا ہے اور آخر میں تاریخ ہندوستان کا تیسرا حصہ ہے جس میں محمود غزنوی سے آخر عہد شہاب الدین غوری کی تاریخ ہے۔ فتوحات محمود غزنوی کے نقشے اور شہاب الدین غوری کی تصویر سے حضرت رعد کا کمال ظاہر ہو رہا ہے۔ لوگ مولوی رحمت اللہ صاحب رعد کو کانپور کے پتہ پر خط بھیج کے منگوائیں۔ اور خاص قسم کی جنتری منگوائیں۔

ابو الحسنات حافظ قطب الدین احمد صاحب نے فن طب کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور اُن کا نامی پریس لکھنؤ سچ یہ ہے کہ طب یونانی پر بڑے بڑے احسانات کر رہا ہے۔ قانون شیخ الرئیس کو تمام و کمال چھاپ دیا ہے۔ اور زہراوی کی سی عدیم النظیر کتاب کو زندہ کر دینے کے بعد اب انھوں نے مصطلحات طبیہ کا ایک کامل لغت جس کا نام ”لغات قطبیہ فی اصطلاحات الطبیہ“ ہے مولوی محمد عبد الوہاب صاحب سے تصنیف کرا کے شائع کیا ہے جو ۲۰ × ۲۶ پیمانے کے ۲۵۸ صفحوں پر ختم ہوا ہے اور اُس کے بعد ۴۴ صفحوں پر تشریح کی، آلات عمل بالید کی اور دوسرے خارجی علاجوں کی تصویریں ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کتاب کو ہر طبیب اور طب کے ہر طالب علم کے پاس ضرور ہونا چاہیے۔ قیمت کچھ نہیں صرف ڈیڑھ روپیہ۔ نامی پریس لکھنؤ میں خط بھیج کے منگائی جائے۔

سر ولیم ویڈربرن ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرانے آئے ہیں۔ بڑی نوازش۔ ہمارے شہر کے محلہ حیدر گنج میں گاؤکشی کی بنا پر ہندو مسلمانوں میں رنجش پیدا ہو گئی۔ مہربانی کر کے اُن دونوں میں صلح کرا دیں۔

مردم شماری مین پنج ذاتون کے الگ لکھے جانے مین ہندؤن کا نقصان ہی کیا ہے۔ اُن کی تعداد معلوم ہوجائے گی۔ اور اگر انھین ساتھ لینا چاہتے ہون تو اپنے ساتھ ملا کے بتا سکتے ہین۔ پھر اس مین مضایقہ کیا ہے۔ غریب ادنی لوگون کی ہمدردی کا بیڑہ مشنریون نے اٹھایا ہے انھین اس جانب خاص طور پر توجہ کرنی چاہیے۔

اسی بنا پر ہندوستانی کے مضمون پر ایک مسلمان صاحب مولوی عزیز مرزا صاحب کو مسلم لیگ کی معتمدی کے قابل نہین بناتے۔ کیونکہ مولوی عزیز مرزا صاحب نے اُن غریب مظلومون کی ہمدردی کی ہے اور انھین ہندؤن کے ہجوم مین پڑکے پامال ہوجانے سے بچانا چاہا ہے۔ ہم ایسے ہندو بھی پیدا یا تصنیف کرسکتے ہین جو ہندو لیڈرون کی اس خودغرضی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھین۔ مگر اُن مسلمان صاحب کی رائے کی وقعت اسی سے کھل گئی کہ انھین اپنی گلفشانی کے لیے ایک ہندو اخبار ہی میسر آیا۔

ناول غیب دان دُلھن جنوری مین تیار ہوگا۔ اور وسط فروری مین جنوری کے پرچہ شایع ہونے کے بعد خریداران دلگداز کی خدمت مین بصیغۂ وی پی روانہ کیا جائے گا۔ عہ/ چندہ سنہ ۱۹۱۱ کا۔ ۱/ منی آرڈر کا۔ اور ۱/ اس ناول کے محصول کا۔ چونکہ اُس کا وزن زیادہ ہوگیا ہے لہذا ہمین محصول کا ایک آنہ بڑھانا پڑا۔ ہم کئی مہینہ سے برابر لکھ رہے ہین کہ ہمین اس کے وی پی بھیجنے کی اجازت دی جائے جس مین خریدارون ہی کا فایدہ متصور ہے مگر اس وقت تک ۱۵۰۰ خریدارون مین سے صرف ایک سو کرم فرماؤن نے اجازت دی ہے۔ اور باقی سب صاحب خاموش ہین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اہل ہند سے عموماً اور مسلمانون سے خاصۃً یہ بے پروائی اور تغافل شعاری کا مرض کب دُور ہوگا۔ یہ ہم کو یقین ہے کہ سب صاحب راضی ہین اور دل سے اجازت دیتے ہین۔ مگر آخر ایک پیسہ کا کارڈ لکھ کے بھیج دینے مین آپ کو کیا تامل ہے؟ خدا قوم اور ملک مین مستعدی اور زندہ دلی پیدا کرے۔ سچ یہ ہے کہ ہم اسی تغافل کے کشتہ ہین۔

ناول غیب دان دُلھن کی جداگانہ قیمت ایک روپیہ ہے

قیس و لبنی
الامیہ یری
(ایڈیشن نمبر۲)
تیار ہے
پانی لکھائی
کا غذ اور سب
چیزیں دیکھنے
کے قابل
ہیں قیمت
ایک روپیہ
چار آنہ محصول
منیجر دلگداز

MUSLIM UN...
کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ

مولانا مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کے مشہور زمانہ اور مقبول عام تصانیف

تاریخ اور الف وغیرہ

(۱) جنید بغدادی (سلسلہ مشاہیر اسلام کی پہلی کتاب)
حضرت جنید بغدادی کے حالات زندگی آپکی تعلیمیں
آپ کا تصوف اور آپ کا فلسفہ [illegible] ....

(۲) ابوبکر شبلی (سلسلہ مشاہیر اسلام کی دوسری کتاب)
حضرت شیخ ابوبکر شبلی کے حالات آپ کا جوش وحدت اور
آپ کا جذب و خود رفتگی قیمت ......

(۳) سکینہ بنت حسینؓ یادگار حضرت امام حسینؓ
جناب سکینہ کی مبارک زندگی کے سچے حالات دلگداز کی
[illegible] شائع ہوئے تھے اب تمام سے دلگداز [illegible] میں
ایک [illegible] کی جیسی تحقیق اور دوسرے کے [illegible] کیے گئے ہیں۔

(۴) افسانۂ قیس یہ صرف دلگداز کا ایک معمولی مضمون
تھا بعض اہل مطابع نے الگ شائع کردیا تھا اب مولانا
شرر نے اسے بالکل نئی ترتیب اور نئے [illegible] سے حالات
کا اضافہ فرما کے لاہوری ایڈیشن کے نمونے پر طبع کرایا ہے جن
لوگوں نے پرانا چھپا ہوا نسخہ دیکھا ہو وہ بھی ضرور منگوائیں کیونکہ
بالکل بیکار ہوگیا یہ نیا ایڈیشن دیکھنے کے قابل ہے ۳

(۵) ملکۂ زنوبیہ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک
عربی نژاد حسین شاہزادی کے حالات زندگی ۳

(۶) آغا صاحب مرزا آغا علی خان رئیس لکھنؤ کے حالات زندگی

(۷) خواجہ معین الدین چشتی حضرت قطب ہند خواجہ
اجمیری کے مستند تاریخی حالات اور آپکے کمالات

(۸) تاریخ سندھ نہایت مکمل مستند تاریخ ارض سندھ
قدیم الایام سے حکومت [illegible] مستند طریق
[illegible] و انگریزی [illegible] کی بنا پر اسکا بیان
کیا گیا [illegible] سندھ میں کیا کیا [illegible]۔
حصہ اول کی قیمت ....
حصہ دوم کی قیمت ......

(۹) حروب صلیبیہ [illegible] دنیا کی [illegible]
بیت المقدس کی حکومت کیلئے مسلمانوں اور عیسائیوں
[illegible]
[illegible]

(۱۰) الحکم العرفیہ شیخ احمد [illegible] کے [illegible]
رسالہ کا ترجمہ ۳

(۱۱) رفع النقاب [illegible]
صحیح حالات مولانا احمد مختار صاحب [illegible] کا مدلل رسالہ

تاریخی ناول

(۱۲) فلپانا مولانا شرر کا سب سے تازہ تاریخی ناول ارض
طرابلس الغرب پر صحابہ کرام کا حملہ حضرت عثمان غنیؓ کا دور
صحابہ کی پاکبازی نیک نفسی سچی شجاعت و ایثار نفس
شاہزادی فلپانا اور عبداللہ بن زبیرؓ کا قصہ کہ دینی جوش
تاریخی مذاق اور اعلی لٹریچر ہر حیثیت سے یہ ناول نہایت اعلی درجہ کا ہے

(۱۳) ماہ ملک مولانا شرر کا تازہ نیا اور اچھوتا
ناول حسین دولت غوریہ کے اوج و عروج سلاطین
غیاث الدین و شہاب الدین غوری کے کارنامے اور
اُس عہد کی معاشرت ان کی بیٹی شاہزادی ماہ ملک کے

ہے محبت آمیز ایک دلی کشمکش ہے عجیب و غریب

الف لیلہ میں جو لطف و عنوان سے دکھائے گئے ہیں ۔ عـ/

(۱۴) یوسف و نجمہ۔ ناول جس میں آپ بیتی ۔ ۵/

کیا مزہ ہے کہانی میری اور پھر وہ بھی زبانی میری

... اور ... تک ... چھپے تھے جو بڑی قدر

کی ... لیے جاتے تھے ... تکمیل کے بعد ...

... سے تعلق رکھتا ہے نہایت پاکیزہ ناول ہے

(۱۵) شوقین ملکہ۔ یعنی دوسری صلیبی لڑائی کے

حالات ... ملکہ ... اس کی مشتاقانہ ... کے پہلو میں ...

... کے ساتھ ساتھ مجاہدین صلیب کی تیغ زنی

کے ساتھ ... تاریخی ... نہایت ... کا ناول

(۱۶) فتح اندلس۔ اسپین پر ... حملہ ... حاکم

... کی بیٹی ... آخری ... اسپین کے ہاتھ سے اس کی

بے عزتی ۔ مجاہدین اسلام کی تلواروں سے اس کا

انتقام ملاحظہ ... سے معلوم ہو سکتا ہے کہ زور بیان نے

سچے واقعات میں کیسی جان ڈال دی ہے قیمت عـ/

(۱۷) ایام عرب۔ جاہلیت عرب کی تاریخی داستان

عرب کے رسم و رواج اور اوضاع و اطوار شاعری اور معرکہ آرائی۔

صحرائی عشق ... کا عشق ۔ عربی شہزادیاں اور ...

شجاع نوجوان دربار بنی غسان۔ دربار آل نعمان اور

دربار خسرو پرویز کی تصویریں ۔ اور شیرین و مریم کی

سرگذشت ۔ دو جلدیں جلد اول کی قیمت ۔ ۔ ۔ عـ/

جلد دوم کی قیمت ۔ ۔ ۔ عـ/

(۱۸) فردوس بریں۔ نہایت ہی حیرت انگیز ناول۔

فرقۂ باطنیہ حشیشین۔ اور ان کے سرگرم فدائی۔

جنت کی ... کا سفر اور جنت کی سیر اصلی ... کا

ظاہری فلسفہ ہے اور اس کا دوسرا نہایت ہی

ایک باطنی رخ ... اس مسئلہ کا انکشاف کہ ہر ظاہر

کا ایک باطن ہے۔ اس ... ناول کا جواب کسی

دوسری زبان میں بھی نہیں ہو سکتا۔ قیمت ۔ ۔ ۔ عـ/

(۱۹) آغا صادق کی شادی۔ لکھنؤ کے اگلے دور کی

ایک بامذاق تصویر کہ دولہن کس کے ساتھ ... کی

... کسی غیر شہر میں شادی کر کے ...

(۲۰) بدر النساء کی مصیبت۔ نہایت دردناک سرگذشت

... کے سفر میں بی بی ... قیمت ۔

دلگداز اور اتحاد کی جلدیں

(۲۱) جلد دلگداز بابت ۱۹۰۰ء (مکمل بارہ پرچے) ۔ عـ/

(۲۲) جلد دلگداز ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء دلگداز کے وہ سب

پرچے جو ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) عـ/

(۲۳) جلد دلگداز ۱۹۰۴ء (مکمل بارہ پرچے) عـ/

(۲۴) جلد دلگداز ۱۹۰۶ء (مکمل بارہ پرچے) عـ/

(۲۵) جلد دلگداز ۱۹۰۷ء سب پرچے جو ۱۹۰۷ء

و ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئے (بارہ پرچے) قیمت ۔ عـ/

(۲۶) جلد اتحاد بابت ۱۹۰۵ء یہ پندرہ روزہ رسالہ

دو سال تک شائع ہوتا رہا جس میں مولانا محمد عبد الحلیم صاحب

شرر کے وہ ... مضامین چھپے جن سے ہندو

مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی

(۲۲ رسالہ) قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عـ/

المشتہر ۔ محمد فاروق منیجر دلگداز

گنزون بیگ خان ۔ لکھنؤ۔